Presented by: Rana Jabir Abbas

بعون خلاصۂ انفس و آفاق و حکیم علی الاطلاق را وقوع سبع طباق

در نیولا بموجب رغبت طالبین و شائقین کتاب لاجواب فیض انتساب مسمّی بہ

تاریخ سُنّی

حدیقۂ عرب

از تصانیف عالیجناب نصیحت و عدالت نشان مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

در مطبع جعفری واقع سخاوت گنج لکھنؤ باہتمام مولوی مرزا مالک مطبع شد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

فصل ۱	ترغیب صدق در آستی۔	صفحہ ۲
ف ۲	وجہ اختلاف در علم معاد۔	ص ۳
ف ۳	تالیف کتاب ہذا بہ بنیاد تسلیم کرلینے حقیقت دین اسلام کے۔	ص ۴
ف ۴	بنیاد کتاب ہذا اوپر قرآن و حدیث اور تاریخ صحیح کے۔	ص ۵
ف ۵	خلافت سی سالہ و خلافت دوازدہ گانہ یعنے امامت۔	ص ۶
ف ۶	خلافت ابوبکر اصل منشا تمام اختلافات	ص ۶
ف ۷	حضرت علی ابن عم و داماد حضرت رسول	ص ۷
ف ۸	تشبیہ سنیان معاویہ شاہی ساتھ ظروف نقرئی انگریزی کے۔	۸
ف ۹	نادعلیاً مظہر العجائب۔	۹
فصل ۱۰ تا فصل ۴۱۔ احادیث بناقب علی ۴ و اہلبیت صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۵۶		
ف ۱۰	حدیث عطای علم بروز جنگ خیبر	۱۱
ف ۱۱	رباعی امام شافعی و حدیث من کنت مولاہ یعنے جسکے مولی رسول ہیں سو اوسکے مولی علی ہیں	۱۲
ف ۱۲	حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون یعنی علی میرے واسطے ہارون سے واسطے موسی کے	۱۷

فصل ۱۳	حدیث مواخات یعنی صحابہ لوگ آپس میں بھائی بنائے گئے مگر علی بھائی خود نبی کے ہیں دین و دنیا میں۔	صفحہ ۱۸
۱۴	حدیث طیور بریان اور علی کا احب خلق اللہ ہونا	۱۹
۱۵	حدیث آیت مباہلہ اور علی کا نفس پیغمبر ہونا	۲۱
۱۶	حدیث آیت تطہیر آل عبا کی۔	۲۴
۱۷	حدیث مومن ہونے محبان علی کے	۲۵
۱۸	حدیث علی منی و انا منہ۔	۲۵
۱۹	حدیث لا یودی عنی الا انا و علی یعنی رسول کے ذمہ کا حق کوئی ادا نہیں کریگا مگر خود رسول یا علی۔	۲۶
۲۰	حدیث مے جب مانگتے تھے رسول سے تو پاتے وہ چیز۔	۲۷
۲۱	انا دار الحکمۃ یا انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنے رسول گھر حکمت کے ہیں یا شہر علم کے اور علی دروازہ اوسکے۔	۲۸
۲۲	مشورہ کرنا رسول کا ساتھ علی ؑ کے دیر تک بروز جنگ طائف کے اور فرمانا رسول کا کہ خدا اوس سے مشورہ کرتا تھا	۳۵
۲۳	علی کا مسجد نبوی ہو کر کو جانا بجہت	۳۶

ف۲۴	۲۶	علی جو ایک لڑائی میں بھیجے گئے تھے تو م نے رسول کا دعا کرنا کہ پردہ کھلا ہوئے علی کے ہمکو نہیں مارنا۔	ف ۳۳		اوسپر خوش ہونا حضرت فاطمہؑ کا۔ جو فاطمہ کو رنج دے سو اوسنے خود رسول کو رنج دیا۔	صفحہ ۴۵
۲۵	۲۷	تمہیں دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہیں بغض رکھیگا اوس سے مگر منافق۔	۳۴		حدیث انی تارک فیکم الثقلین یعنے رسول نے چھوڑا دو بھاری چیز ایک قرآن اور دوسری اولاد۔	۴۶
۲۶	۲۷	علی کو گالی دینی خود رسول کو گالی دینی ہے	۳۵		اے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے حسنینؑ کو۔	۴۷
۲۷	۲۹	مثال علی ساتھ حضرت مسیح کے۔	۳۶		حسنؑ صلح کراویگا درمیان دو فرقہ مسلمانوں کے	۵۰
۲۸	۴۰	شادی حضرت علیؑ با حضرت فاطمہؑ	۳۷		قرآن و اہلبیت۔	۵۲
۲۹	۴۰	سب گھروں کے دروازے بطرف مسجد بنوی کے بند ہوئے مگر دروازہ علی کا اور	۳۸		جو علی و فاطمہ و حسن و حسین سے لڑا سو خود رسول سے لڑا۔	۵۳
۳۰	۴۱	ابوبکر کو اجازت روزن رکھنے کی ہوئی اور عمر کو اجازت بقدر ناک سوئی کے بھی نہیں ہوئی۔	۳۹		تفرقہ با خود ہاشم قریش و بنی ہاشم۔	۵۳
۳۰	۴۱	کسی شخص کو منزلت پیش رسول مثل منزلت علی کے نہیں تھی۔	۴۰	۴۱	محبوب تر ہونا دیدہ کا حضرت عمر سے	۵۵
۳۱	۴۲	دعاے رسول بسبب شفاے علیؑ	۴۱		اہلبیت مثل سفینہ نوح۔	۵۶
۳۲	۴۳	رسول کی چپکے سے حضرت فاطمہ کو خبر دینی اپنی موت کے اور اوسپر رونا حضرت فاطمہ کا اور پھر کہنا رسول کا کہ تو اول سب اہلبیت سے ہمسے آکر ملیگی اور	۴۲		اقرار عائشہ بسبب رشک با خدیجہؓ اور گو شت تقسیم کرنا رسول کا درمیان زنان دوستان خدیجہ کے۔	۵۶
			۴۳		موضوع ہونا حدیث لسان معاویہ کا	۵۹
			۴۴		ہونا علی و حسنین و جعفر و حمزہ و ابوبکر	۶۳

ف		صفحہ
	وعمر ومصعب وبلال وسلمان وعمار	
	وعبداللہ ابن مسعود وابوذر ومقداد	۵۵
	چودہ آدمیون کا نقبار رسول۔	
۴۵	حدیث درشان ابوبکر وعمر وعبداللہ ابن مسعود	۶۴
۴۶	جنت مشتاق علی وعمار وسلمان کی ہے	۶۵
۴۷	حکم محبت با علی وابوذر ومقداد وسلمان	۶۶
۴۸	کہا عمر نے کہ ابوبکر سردار ہمارے ہین اور	۶۶
	آزاد کیا بلال ہمارے سردار کو۔	
۴۹	مسلمانان تابع مسلمانان قریش کے	۶۷
	اور کافران تابع کافران قریش کے ہین	
۵۰	حدیث خلافت دوازدہ گانہ یعنی ائمہ	۶۹
	در ورد بذکر دوازدہ امام بعبارت	
	حسناً وتجلیاً وغیرہ کے	
۵۱	کراہت رسول ازسہ قبیلہ بنی ثقیف	۷۳
	وبنی حنیفہ وبنی امیہ —	
۵۲	حدیث امتناع بہ سب لعن یعنی دشنام صحابہ	۷۴
۵۳	نہین مس کریگی آگ ایک مسلمان کو جو	۷۶
	دیکھا ہو خود نبی کو یا دیکھنے والے کو نبی کے	
۵۴	اصحابی کالنجوم وحدیث کل نسب یوم	۷۷
	وصہر یقطع یوم القیامۃ الا نسبی	

ف		صفحہ
۲	وسببی وصہری۔	
۷۹	حدیث عشرہ مبشرہ حدیث نام زد کرنے	
	حضرت عمر کے حضرت علی وغیرہ چھ	
	آدمیون کو واسطے خلافت کے۔	
۸۱	حدیث عائشہ کہ رسول ابوبکر وغیرہ	۵۶
	کو خلیفہ کرتے۔	
۸۲	حدیث عشرہ مبشرہ۔	۵۷
۸۳	حدیث مشترک درمیان ابوبکر وعمر و	۵۸
	عثمان وزید ابن ثابت وابن کعب	
	وسعد ابن جبل وابوعبیدہ وعلی۔	
۸۵	حدیث مشترک درمیان ابوبکر وعمر و	۵۹
	عثمان وحدیث القرآن مع علی۔	
۸۶	اگر کسی شخص کو رسول دوست اپنا	۶۱
	بناتے تو ابوبکر کو دوست اپنا بناتے	
	اور دیوار ابوبکر میں ایک روزن کھلنے	
	کی اجازت ہوئی۔	۶۴
۸۹	حدیث دوست بنانے ابوبکر کی	۶۲
۹۰	حدیث عائشہ نسبت طلب ابوبکر و پسر	۶۳
	اونکو واسطے لکھے جانے وصیت خلافت کے	
۹۱	کہنا رسول کا ایک عورت کو کہ اگر تو ہمکو	۶۳

ف	نہ یاوے تو ابوبکر کے پاس جاوے۔	صفحہ
۶۵	حدیث عمرو ابن عاص نسبت سبب خلق نسمہ ہونے عائشہ و باپ اونکے	۹۲
۶۶	کہنا حضرت علی کا کہ ابوبکر و عمر بہتر ہیں مردم ہیں اوس نسبت خوارج کہ وہ ہیں ایک آدمی ہیں مسلمانون میں سے	۹۳
۶۷	حدیث عبداللہ ابن عمر کہ ابوبکر و عمر و عثمان کے برابر کسی شخص کو ہم لوگ نہیں سمجھتے تھے۔	۹۴
۶۸	مانفعنی مال احد کما نفعنی مال ابی بکر یعنے مثل مال ابوبکر کے ہمکو نہیں نفع دیا کسی شخص کے مال نے۔	۹۷
۶۹	کہنا عمر کا کہ ابوبکر سردار ہمارے اور احب رسول خدا کے ہین۔	۹۸
۷۰	ابوبکر صاحبنی فی الغار و صاحبنی علی الحوض۔	۹۸
۷۱	حدیث عائشہ نسبت امامت نماز ابوبکر	۹۹
۷۲	صدقہ کرنا تمام مال کا نسبت ابوبکر کے اور نصف مال کا نسبت حضرت عمر کے	۱۰۰
۷۳	متضمن تین حدیثین نسبت حضرت ابوبکر	۱۰۱

ف	کہنے اول حدیث عائشہ کی نسبت عتیق اللہ ہونے ابوبکر کے دوم حدیث ابن عمر کہ ابوبکر اول زمین سے نکلینگے سوم ابوبکر جنت مین اول داخل ہونگے۔	صفحہ
۷۴	حدیث عمر کی بہ نسبت قصہ یار غار ہونے ابوبکر کے یا دیگر مراتب۔	۱۰۳
	غزل مؤلف علی مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی۔	
۷۵	اٹھارہ حدیثین بشان حضرت عمر کے	۱۰۷
	غزل مؤلف حب علی بگمان باحی حصیان است	
۷۶	بارہ حدیثین مشترک درمیان ابوبکر و عمر	۱۲۰
۷۷	تیرہ حدیثین بشان حضرت عثمان رض	۱۲۰
	دو شعر عربی از مولف برزمین لے خمسۃ اطفی بھا سخط الوبا بالحاطمہ	
۷۸	چار حدیثین مشترک درمیان خلفاے ثلثہ	۱۵۹
	غزل مؤلف تحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا +	
۷۹	پندرہ آیات قرانی نسبت حضرت علی رض	۱۶۶
	غزل اردو از مؤلف — رسول آخر زمان کو یار و آخر منھ دکھانا ہے + —	

ت		ص
	مثنوی از مؤلف در صوم سہ روزہ	
	دادن نان افطار بسائلان -	
	من چہ گویم از علی بو تراب	
۸۰	آیت محمد رسول اللہ - والذین	۱۸۲
	سہ آیت ثانی اثنین اذ ہما	
	فی الغار	
	آیت استزلہما الشیطان متعلق فرار جنگ احد	
	آیت سیکفیکہم اللہ پر سر خون آلودہ	
	گرنا حضرت عثمان کا -	
۸۱	خصائص سنی و شیعہ -	۱۸۶
	خط تقریظ مولوی محی الدین صاحب	
	وکیل منصفی سیوان ضلع سارن مع غزل	
	قصیدہ جناب آغا احمد صاحب اصفہانی	
	از بھاگلپور - تشنہ کام ازلی یافت	
	بکف مارمعین ✤	
	مثنوی - ستایم ترا ای غریق ولا -	
	از جناب مولوی فقیر حسین صاحب گنج ضلع سارن	
	خط تقریظ جناب سید ارتضی حسین صاحب بھاگلپور	
	خط تقریظ عربی از جناب مولوی سید	
	ضیاء الدین صاحب پیش نماز بھاگلپور -	

ت		ص
۸۲	تیئیس ۲۳ حدیثیں متعلق مرض الموت حضرت رسول کے -	۲۱۲
	حدیث نمبر ۱۱ - طلب طاس وضو آنحضرت	
	حضرت عمر	
	خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب	
	مولف کتاب مجمع البحرین -	
	غزل مولی از مؤلف کتاب حدیث	
	اذا مطر العطایا	
	غزل ہندی از مؤلف - می نم غنچہ و	
	جام امروز ✤ -	
	غزل ریختہ فارسی از مؤلف - علی	
	مولا سے ان تقدیر کردند ✤ -	
۸۳	خلافت ابوبکر -	۲۵۸
	غزل عربی از مؤلف -	
	طالب الدنیا لفی کرب الیم	
	خط تقریظ جناب سید عطا علی صاحب پورنیہ	
	قصیدہ عربی از جناب مولوی کمال الدین صاحب	
	صاحب سنجر ایرانی حال مقیم بمبئی	
	قمر العلا فوق الکواکب لاح	
	غزل فارسی از جناب مولوی کمال الدین صاحب	

jabir.abbas@yahoo.com

ف		
	ممدوح الیہ۔ سن ۶ ثم غدیر و حیام مرزا	۴
	غزل دیگر فارسی از جناب ایضا	
	غزل فارسی از مؤلف باصلاح غزل	
	علیہ مرتضیٰ وارے ازین بہتر چہ سنجیدہ	
۸۴	خلافت حضرت عمر رض	۲۷۳
۸۵	خلافت حضرت عثمان رض	۲۷۶
۸۶	خلافت ظاہری درجہ چہارم حضرت	۲۹۲
	مولیٰ علی علیہ السلام۔	
	غزل مولانا روم ۔ تا صورت بیند	
	جہان بود علی ۲ بود ۔	
	اشعار امام رفیع ۔ لواذ المرتضیٰ ایدی	
	اشعار شاہ قاسم انوار ۔ نور	
	ولایت توئی شاہ سلام علیک	
	اشعار فرید الدین عطار ۔	
	گر ہزاران سال باشی در طلب ۔	
	غزل شاہ نعمت اللہ ولی ۔ دم بدم	
	از ولای مرتضیٰ باید زدن ۔	
	اشعار حکیم سنائی ۔ مصلحت بود آنچہ کرد	
	قصیدہ حافظ شیراز ۔ نوشتہ بروز	
	فردوس کا تبان قضا ۔	

ف		
	قصیدہ فارسی مرزا محمود حسن صاحب	
	بھاگلپور ۔ مرحبا گویم ترا این طرز فکاری کردۂ	
	خط تقریظ سید اقبال حسین صاحب مع	
	چند مادہ ہائے تاریخ ۔	
۲۷۳	غزل و منقبت سید الامام پیر اکبر مؤلف	
۸۷ ۲۷۶	بعض کلمات قدسیہ حضرت علی علیہ السلام	۳۱۲
	غزل حضرت ابوبکر خذ لطفک	
	باالٰہی من لہ زاد قلیل	
	غزل حضرت امیر علیہ السلام ۔	
	لبیک لبیک انت مولاہ	
	اشعار دیگر حضرت علی علیہ السلام	
	فرض علی الناس ان یتوبوا	
۸۸	انتخاب ضروری از کتاب تاریخ الخمیس	۳۲۵
	رجعت آفتاب برائے ادائے نماز عصر علیؑ	
	قصہ رفتن علی بر سطح خانہ کعبہ از دوش نبیؐ	
	اشعار قیل فی قول فی علیؑ مدحۃ	
۸۹	انتخاب تاریخ ابو الفدا اقرار نامہ ثالثی	۳۳۱
	درمیان حضرت امیر و معاویہ ۔	
۹۰	بحث بحجتن پاک ۔	۳۴۴
	غزل سید مظفر علیصاحب بلگرامی تخلص بمحسن	

ف		صفحہ		
	خطبہ سید نامی و نامور +	۳۴۱	۱۰۱	امام نہم تقی علیہ السلام - ۳۹۲
	اشعار و مادہ ہائے تاریخ از سید		۱۰۲	امام دہم امام نقی علیہ السلام - ۳۹۳
	محمد حسن صاحب ندرت بھاگلپوری		۱۰۳	امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام ۳۹۴
	قصیدہ دوم از جناب سید آغا احمد		۱۰۴	امام دوازدہم امام مہدی علیہ السلام ۳۹۷
	صاحب اصفہانی بھاگلپور -		۱۰۵	چہاردہ معصوم علیہم السلام ۴۰۷
۹۱	اسباب و سامان مصائب اہلبیت	۳۴۵	۱۰۶	ولایت اولیاء اللہ - ۴۰۸
	غزل مؤلف -		۱۰۷	وحدت وجود - ۴۱۱
	جس کسیکو غم امام نہیں		۱۰۸	رویت باریتعالے - ۴۲۰
	تضمین بر اشعار میر حسن وغیرہ در بارہ		۱۰۹	دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ - ۴۲۲
	خلافت و امامت -		۱۱۰	معراج باصطلاح صوفیہ - ۴۲۷
۹۲	امامت	۳۵۷	۱۱۱	شق قمر - ۴۲۹
۹۳	امام اول حضرت علی علیہ السلام	۳۶۱	۱۱۲	شق صدر - ۴۳۰
۹۴	امام دوم حسن علیہ السلام -	۳۷۰	۱۱۳	سلک صوفیہ - ۴۳۱
۹۵	امام سوم حسین کربلا علیہ السلام	۳۷۶	۱۱۴	سلک شیعہ ۴۳۴
۹۶	امام چہارم زین العابدین علیہ السلام	۳۷۹	۱۱۵	اقسام سنیان - ۴۳۶
	و انتخاب قصیدہ فرزدق -		۱۱۶	عدم جواز سب و لعن بر صحابہ ۴۴۰
۹۷	امام پنجم باقر علیہ السلام -	۳۸۴	۱۱۷	استعمال لقب امام - ۴۴۱
۹۸	امام ششم جعفر صادق علیہ السلام	۳۸۶	۱۱۸	نصب امام 〃
۹۹	امام ہفتم موسی کاظم علیہ السلام	۳۸۸	۱۱۹	عصمت ائمہ اثنا عشر - ۴۴۲
۱۰۰	امام ہشتم علی رضا علیہ السلام -	۳۹۰	۱۲۰	تقیہ ۴۴۳

ف ۱۳۱	متعہ —	۴۴۴	ف	اکتفا کیا گیا —
۱۳۲	واطت یا زوجہ —	۴۴۹	پنجم	تعریف مذہب صوفیہ —
۱۳۳	باغ فدک —	۴۵۰	ششم	مادہ ہائے تاریخ کتاب ہذا بحقیق
۱۳۴	مقدام کلثوم —	۴۵۱	ہفتم	معذرت تالیف کتاب ہذا یا بیجاز —
۱۳۵	شرائط امامت نماز و وجوب قرأت	۴۵۴	ہشتم	بیان نسب و وطن مؤلف —
۱۳۶	عہدۂ مجتہد —	۴۵۶	نہم	ذکر تعصب سنیان تا تحریر رقعجات
۱۳۷	حضرت شیخ عبد القادر جیلانی —	″		شادیات اور نقل چند رقعجات
۱۳۸	زیارت کربلا وغیرہ —	۴۵۸		نوید شیعیان —
۱۳۹	مرثیہ خوانی و تعزیہ داری —	۴۵۹	دہم	تشبیہ سنیان معاویہ ثانی شیعیان
۱۴۰	نماز تراویح —	۴۶۱		و صوفیان بابت سنگین دل وغیرہ
۱۴۱	کلمۂ توحید —	″	یازدہم	مولف کتاب ہذا سنی یا متعصب
۱۴۲	مسائل متفرقہ کہ حنفیین سنی و شیعہ			و شیعے بے تقیہ و بے تبرا ہے —
	مختلف ہیں —		دوازدہم	موضوع ہونا حدیث الا نبیاء لم
۱۴۳	صلوٰۃ و سلام بر علی علیہ السلام	۴۶۲		یورث دلم یورث کا اور گریز سنیان
۱۴۴	چند امورات متعلقہ خاتمہ —	″		کا ملاحظہ کتاب ہذا
اول	انتخاب اقوال تذکرۃ الاولیا			سے اور چند خطوط تقریظیہ از جانب
دوم	سبب تالیف کتاب حد تحقیق			شیعیان —
سوم	گریز سنیان از کتاب حد تحقیق و			خلاصہ رائے مؤلف در خاتمہ —
	قدر دانی شیعیان —			
چہارم	اس کتاب میں صرف قدر ضرورت			

چند غزلہائے طبعزاد جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

نمبر ۱

گلے ہستم ز گلزار محمدؐ
ہر آئینہ کار سن کار محمدؐ

محمدؐ را شفاعت خواہ دیدم
علیؑ ما بدر بار محمدؐ

رجوع فرع باشد تا بہ اصلش
منم مشتاق دیدار محمدؐ

خوشا وقتے کہ دیدم دست خود را
بدست فیض آثار محمدؐ

شفاعت وعدہ کرد از لطف اول
تسلی شد ز اقرار محمدؐ

چہ اندیشہ ز ہر حاجت کہ دارم
علیؑ باشد چو مختار محمدؐ

علی دارد کرم بر حال آزاد
چہ خوش قربے ز سرکار محمدؐ

نمبر ۲

کار دنیا بکام خود دارم
جام جم را بجام خود دارم

خواب دوشین ز لبس مرا بنواخت
بخت و دولت بنام خود دارم

صدر مجلس شدم بخواب اشب
نغمۂ خوش بپیام خود دارم

نیست امرے کہ در تصرف نیست
دشمنان را بدام خود دارم

گر بیاید بشام من اشب
صبح دولت بشام خود دارم

رفتہ رفتہ رسیدہ ام اینجا
عرش اعلے بمقام خود دارم

زود باشم ز قید حرص آزاد
ہر چہ خواہم بمام خود دارم

نمبر ۳

بقرب او کہ رسیدم ز خود بعید شدم
خودی چو ترک نمودم بسے بعید شدم

بسوے ہر کہ بر فتم ز بس ملایم شدم
بسوے خویش چو باز آمدم پدید شدم

کدام جاست در اینجا کہ جلوہ گاہ اوست
ملاحظہ کہ نمودم دران وحید شدم

خیال لطف بکرد او کہ خود مرا طلبید
ز فیض بحر سخایش در فریدہ شدم

ز رنج و فکر تعلق چنان شدم آزاد
کہ بس معاف ازان وعدہ و وحید شدم

نمبر ۴

تو انجمیل چلے تسخیر نو کن
محبت با عدو تسخیر نو کن

تو خود نیکے و نیکے کن بجستم
نکوئی با بدان تقریر نو کن

سن و او ہم گناہم جملہ یک ہست
بپیشش رو ہمین تقریر نو کن

چو مسکین و حزین باشد ترا اول
ز بخت نیک وان تفسیر نو کن

ترحم بر غریبان نقش دل ساز
برائے حفظ خود تدبیر نو کن

بخواب دوش دیدم زلف او را
مقید کرد یا تعبیر نو کن

ولے آوارہ دارم نا مقیدے
چو پیشت آمدم نخجیر نو کن

بدر گاہت رسیدم طالب خیر
گدائے پیر را توقیر نو کن

چو عقدش بر تر آمد از گناہان
چہ پروا باشدت تقصیر نو کن

دلت بوسیدہ گشتہ از گناہان
ازین دل بیرون آ تعمیر نو کن

خوشا وقتے کہ گوئی تو بہ آزاد
بیا اے عاشقم زنجیر نو کن

نمبر ۵

امداد و فضل تو چو بود پشت و پناه ما
ما را چہ خوف ہست ز کار تباہ ما

ہر چند واجب ست سزائے گناہ من
آنجا کہ عفو تو بود اید گناہ ما

آن بیت اقدسی کہ دران انبیا بدند
تعظیم آن مکان بودم در نگاہ ما

انچہ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا
دانم تو لئے مسیح ز کرب و بلا ما

اے ذات احمدی کہ لقبت تراحب
موعود رہنما و رسولے براہ ما

جانم فدائے نام تو اے شاہ کربلا
ظلمے کہ بر تو رفت گواہ ست آہ ما

ہیہات گر بخفت نرود تا تمام عمر
آزاد در دلِ پریشان تا لشاہ ما

نمبر ۶

پیریست و یا درشتگان ہم
ہر لحظہ بفکر این و آن ہم

بوسہ ندہی دہی تو دشنام
بے انس مشو و بدزبان ہم

مغرور مشو بکار دنیا
ماندہ نہ مکین ہ این مکان ہم

ہر شے کہ نظر کنم بعالم
مقصود توئی ز دل و جان ہم

بے شبہہ مرا تو دوست داری
مستادم ز چشم ابروان ہم

ایجان اگر تو خوف داری
بیخوف روی و شادمان ہم

آزاد توئی وحید دوران
در فضل و ہنر و خاندان ہم

تمت

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

حدِ تحقیق بہ سببِ سنہ ۱۲۹۴

اس تحریر کا نام تاریخی حدِ تحقیق بمشرب سنّی ہے کہ جو سید وحید الدین خان بہادر آزاد نے بمقام نیورہ قریب دانا پور کے مرتب کیا اور اس نام سے سال سنہ ۱۲۹۴ ہجری کا بحساب ابجد کے نکلتا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے اوپر ۱۳۴ فصلوں کے جو کہ عدد ہے حق گو کا۔

فصل ۱

رباعی

ہر روز یکے زور در آید کہ منم
خود را بجہانیان نماید کہ منم

چون کار جہان بر و قرارے گیرد
ناگاہ اجل زور در آید کہ منم

اس سنّی موہوم پر کہ ایک وجود بین العدمین ہے ہم بہت متحیر ہیں کہ ہم قبل

اپنی پیدائش کے کیا تھی اور کہان تھے اور اس دنیا مین جو آئے تو بخودی خود
ہین یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائینگے تو انجام کار کیا ہوگا بہرحال آدمی جو
ظاہرالصفت عقل کے دیگر حیوانات سی ممتاز ہے سو بہدایت اوسی عقل کے
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو ہرحال مین پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے
اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہوسکتا ہے۔

الرا قمہ

چہ شئی ہستم کجا بودم چہ انجام است در آخر
زبان تا در دہان داری نگوئی جز کلام حق
زبس مشکل ازین دریا رسیدن تا بساحلہا
کلام راست تاثیری دہد بس در ہمہ دلہا

فصل ۲

میل طبیعی ہمارا ابتدائے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہی کہ اس آیہ
شوق سے انواع مذاہب کی کتابین نظر سے گذرین اور دلائل موافق و مخالف
دہریہ و طبیعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصارے
و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم
ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہی تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے
اس دنیا سے جائین اور بڑی حیرت کی بات یہ ہی کہ ہر فرقہ مین علماء کامل اور صلحا
دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہین تو پھر یہ اختلاف کیسا ہی مگر بات یہ
معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے از قسم
تجربیات ظاہری کے ہین اسواسطے اس علم معاش مین کچھ اختلاف نہین ہے
خلاف اوسکے مذہب کی جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جسکو علم معاد کہتے ہین اور
حال بعد مرگ کا محسوسات سی نہین ہے کہ اسی سبب سی ایک ایک فرقہ جدا گانہ

قائم ہوا اور ہر فرقکی یافت جُدا جُدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کیجاے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اسواسطے مختصراً اپنا اعتقاد
ہم یہ لکھتے ہین کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے
اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات حضرت مسیحؑ علیہ السلام کی
ایسی ملکی صفات ہی کہ اگر ہم اونکو خدا نہ کہین تو اونکو ہم مجرد آدمی بھی نہین کہہ
سکتے ہین کہ اونکے صفات عام ظاہرا قوت بشری سے بہت زاید ہین اور سوا
اسکے چارہ نہین ہے کہ اونکو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کرلین اور قران شریف
مین جو ذکر اونکا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہی سو اس سے زیادہ ہم کیا
کہسکتے ہین اور توریت و زبور وغیرہ مین پیشین گوئیان نسبت اونکی اس کثرت سے
ہین کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیحؑ کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیحؑ بہ نشان بادشاہ
یہودان کے اون پیشین گوئیون مین مذکور ہین اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری
نہ تھی تو اس وجہ سے حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیحؑ موعود نہین سمجھتے ہین حالانکہ بہت
بادشاہان اونکی اُمت کے بادشاہان یہود ہو گذرے ہین اور ابتک موجود ہین
اور اوسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہی کہ اوس سے
حقیت دین اسلام محمدی کی بھی بخوبی تمام ثابت ہی اور چونکہ اس رسالہ مین کوئی
بحث خاص نسبت حقیت اسلام کے نہین ہے اسواسطے نشان دینا اون
پیشین گوئیون کا اس رسالہ مین کچھ ضرور نہین معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم
کرلینے حقیت دین اسلام محمدی کے ہی ۔

الراقمہ

انچہ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا		دانم توئی مسیح زرب آلہ ما
اے ذات احمدی کہ تعبد ترا اجب		سو عود رہنما ورسولے براہ ما

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سُنی مشرب ہین تو ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ہم اپنا اعتقاد لکھ جائین کہ درمیان خلفاے ثلثہ اور حضرت علی علیہ السلام کے کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہین اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہی کہ کسی امر کو اپنی طرف سے ثابت کرنا ہم پسند نہین کرتے ہین بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ مین ثابت معلوم ہو سو اوسکی ہم پیروی کرتے ہین اَلْحَقُّ اَحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ وَلَوْ کَانَ خِلَافَ الْجُمْہُوْر اور ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علماء اہلسنت معاویہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام تو لاے اہلبیت سی برکنار ہوکر راہ کج اختیار کرتے ہین سو اسواسطے ہمکو کچھ تقلید اونکی نہین ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے اوپر [illegible] تاریخ صحیح کے ہی اور اسید قدروانی کی اون لوگون سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہین اور تعصب سے برکنار ہین اور اسید ہے کہ بقول اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ کے صاحبان انصاف اسبات کو مدنظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہین اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہین اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سُنی لوگ ہمکو سوء الزام نہین کرسکتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت کرتا ہی پس ۔ گا حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے غیر ضروری [illegible] تو ہمارا کیا [illegible] تاریخ کرتقا [illegible] ہمارے [illegible] کیا

فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہی کہ حدیث خلافت کی دو طور پر وارد ہی ایک خلافت سی سالہ کہ جو حضرت ابو بکر سے چھ سات مہینان زمان خلافت حضرت امام حسن تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہین پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہری سی سالہ کے خلیفہ چہارم اور باعتبار خلافت ائمہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہین اور بمقتضای حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے حضرت علی اوسیطح پر مولی خلفاء ثلثہ کے ہین کہ جسطرح حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولی ہین شعر دوتاؤ یکے چون زبان قلم * علی و نبی ہر دو نسبت بہم * پس خلفاء ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ برتری کا نہین ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آیندہ ہوگی۔

فصل ۶

ایک مورخ خوب لکھتا ہی کہ اختلاف مسلمانون کا اول اول خلافت ابو بکرؓ سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہی کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی اصل منشا سب اختلافات کی ہوئی یہان تک کہ سنی لوگ لضرورت اثبات حقیت خلافت ابو بکرؓ کی توہین و تنقیص شان علیؑ اور اہلبیت مین مبتلا ہو گئے اور شیعہ لوگ ان خلفاے ثلثہ کو ناصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ علماے اہل سنت کے کوئی لفظ مولی و اہلبیت و عترت و آیت مباہلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہین ہے کہ جسکے معنی بنانے مین کوشش نہین کرتے ہون اور کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہے کہ جسکی حمایت نکرتے ہون یہان تک کہ ہیئت مجموعی تمام تحریرات علماے اہل سنت کے

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ان لوگون کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ کھنس
یعنے عناد و عداوت ہو حالانکہ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طرح پر صحیح
تسلیم کر لیجائے تو درحقیقت کچھ حاجت اسقدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور
کسر شان علی کے نہین ہے اور فی الواقع شان حیدری اسقدر ارفع و اعلی ہے کہ
خلافت ظاہری اگر حضرت علیؑ کو بعد پیغمبر خدا کے نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان
شان اونکا نہین ہے۔ بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند	میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۷

حضرت علی اپنے چچازاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابوطالب چچا پیغمبر صاحب
کے ہین کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس رو سے حضرت علی صراحۃ
محسن زادہ حضرت رسول کے ہین اور حضرت علی شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے
ہین اور اگر حضرت ابو بکر کو شرف اسبات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسولخداؐ
کی بیٹی اونکی تھین تو یہ شرف بمقابلہ حضرت علیؑ کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ
کی زوجہ حضرت علی کی ہین اور اسی بنیاد پر جواب موہم ایک عالم کا ہوا کہ جب
ایک شخص نے اوس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہین یا علیؑ تو اوس عالم نے
کہا من بیتہ فی بیتہ یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی اوسکی اوسکے گھر مین ہو
اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جاے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اوسکے گھر مین
ہو تو حضرت علیؑ افضل ہین اور اگر یہ مراد ہو کہ جسکی بیٹی پیغمبر خدا کے گھر مین ہو
تو حضرت ابو بکر افضل ہین اور ظاہر ہے کہ بیٹی دینا بغیر پسندیدگی کمال درجہ شخص
منسوب الیہ کے نہین ہو سکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ اوسمین شرف اور بزرگی بدرجہ

چندان دخل نہین ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی کی تھین کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہین پس کیا ابوسفیان اور اوس یہودی کو کچھ شرف منزلت اوپر حضرت علی کے ہوسکتا ہی غرض کہ شرف داماد ی شرف خسر ہونے سے عقلا بہت زائد تر ہے خصوص اس حال مین کہ حضرت فاطمہ بنت رسولخدا کے بطن سے حضرت خدیجۃ الکبرے کی تھین کہ جو اصل زوجہ حضرت رسول کی تھین کہ جنکے حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آخر عمر تک آپ اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہان اس شرف داماد ی مین حضرت عثمان البتہ شریک حضرت علی کے ہین کہ اونکو پیغمبر خدا نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیان دین کہ وہ دونون بیٹیان بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پیٹ سے تھین مگر یہ امر بھی عیان ہی کہ حضرت عثمان بنی امیہ مین سے تھے اور شرافت نسب مین ساتھ حضرت علیؑ یکے از خاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلبؑ رسولخدا کے مقابل نہین ہوسکتے ہین

فصل ۸

سفیان معاویہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلور یعنی ظروف نقرئی انگریزی اور ظروف گیلٹ انگریزی یعنے ظروف مسی ملمع کے بہت درست ہی کہ ظاہر ایہ سب ظروف چاہے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہین اور انواع کاریگری اور نقوش عمدہ سے معمور ہین مگر اصل مین ناقص چاندی یا سر تانبا سی بنے ہوے ہین سو اسیطرح پر یہ سفیان معاویہ شاہی ظاہر مین جبہ و دستار سے خوب سجل اور اعمال نماز و روزہ مین بھی بہت چست ہین مگر جب حب علیؑ سے خالی ہین تو یہ سب صورت و اعمال ظاہری بالکل بیکار ہے کہ حدیث مین لایحبہ الا مؤمن و لا یبغضہ الا منافق واقع ہے یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھتا ہے مگر مومن اور علی سے

لبغض نہین رکھتا ہی مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہی کہ یہ سنیان خارجیہ شناہی اکثر مبتلای زراندوزی اور قلت رحم وکثرت لبغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین غرضکہ یہ سنیان اس امت محمدی کے یہود ہین اور اس جبہ ودستار اور ظاہری نماز روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جمل اور صفین ونہروان وکربلا مین جو لوگ کہ ساتھ حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سو وہ لوگ بھی صورت واعمال ظاہری مین مسلمان تھے۔

فصل ۹

ذات خداوند تعالے کی عجب طرح سے عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہے کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہے اور ایک کتاب انگریزی دہریہ کی جو ہماری پاس ہے سو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام مین بہت عاجز ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان وہیئت افلاک وغور حالات جمادات اور نباتات وحیوانات سے ایک ارادہ وبندوبست وانتظام عام پایا جاتا ہے کہ جس سے وجود ایک وجود اکبر صاحب ارادہ وذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور علاوہ اسکے ایک حکمت خداوند تعالے کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی مین جیسے آدمی مثل حضرت موسیٰ وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین کہ جو اونکے خرق عادات مثل عبور دریاے نیل واحیاے اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود وقدرت خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور اون لوگون نے وجود باریتعالے کا اقرار کیا پس وہی اقرار اون لوگون کا واسطے اقرار ہم لوگون کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الٰہی کو سمجھ نہین سکین تو ہم لوگون کو اسیقدر بہت غنیمت ہی کہ بہ تقلید اونکے ہم لوگ بھی خدا کو حسب تعلیم اونکے مان لین ٭

بیت - ما بدان رتبہ عالی نتوانیم رسید | ہان مگر لطف شما پیش نہد گامی چند

اور سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات مسیح ۴ کی ایسی ہوئی کہ جس سے قدرت و برکت و رحم عام خداوند تعالے کی تمام عیان و نمایان ہی اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمیہ ہمکو بہت یاد آتا ہی کہ اپنے اطوار و اخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھ کر کے لوگ خدا کی تمجید کرین سو موافق اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہین اور مضمون نادِ علیاً مظہر العجائب ستجدہ عوناً لک فی النوائب کل ہم و غم سینجلی بنبوتک یا محمد و بولایتک یا علی کا بہت حسب حال ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظہر العجائب واقع ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسب و قرب قرابت حضرت رسول و زوجیت بتول کے صفت علم و حلم و حیا و وفا و شجاعت و سخاوت و رحم و کرم و عدالت و زہد و ریاضت و توحید و عبادت و حل مشکلات و دستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف مین ایسی مجتمع ہین کہ اونپر کمال ہر یک صفت کی بہت سی نظائر سیر و تواریخ مین مندرج ہین کہ کچھ کچھ ذکر اوسکا اس رسالہ مین بھی اپنے اپنے مقام پر ہوگا اور آپکا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اعدا عجائب کمالات سے آپ معمور تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہوگیا کہ جو خود آپکو خدا جانتے لگا اور معاویہ کو آپ سے کیا نسبت ہے کہ خود اوسکے کافر یا مسلم ہونے مین اختلاف ہے اور ہمارا حال ساتھ حضرت علی کے حسب مضرعہ تو سنج کے ہی کہ جبر ہمنے کہ تخلص ہمارا آزاد ہی ایک مصرعہ تضمین کیا ہی

بیت - گرچہ آزادی بہ اینجز فخر نہا مجنوں لے | دل میرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا

اور اگر سنی لوگ بملاحظہ حب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کچھ عذر نہین ہوگا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہین ہے بلکہ قول حضرت امام شافعی کا ہمارے واسطے خوب تمسک ہی لو کان الرفض حبّ علی فلیشہد الثقلان انی رافضی یعنے اگر رفض نام ہے حب علی کا تو ہم رافضی ہین

فصل ۱۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب وعن سهل ابن سعد ان رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غدا رجلا یفتح الله علی یدیه یحب الله ورسوله فلما اصبح الناس غدوا علی رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم وکلهم یرجوان یعطاه فقال این علی ابن ابیطالب فقالوا هو یا رسول الله یشتکی عینیه قال فارسلوا الیه فاتی به فبصق رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم فی عینیه فبرأ حتی کان لم یکن به وجع فاعطاه الرایة فقال یا رسول الله اقاتلهم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام واخبرهم بما یجب علیهم من حق الله فیه فوالله لیهدی الله بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم متفق علیه وذکر حدیث البراء قال لعلی انت منی وانا منک فی باب بلوغ الصغیر

ترجمہ اور روایت ہی سہل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا روز خیبر کے کہ ہر آئینہ عطا کرونگا میں اس علم کو کل کے روز ایک آدمی کو جو کہ فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھوں پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے اللہ کو ورسول کو اوسکے اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول اوسکا پس جبکہ صبح ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس اور ہر ایک آدمی امیدوار تھا کہ اوسکو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب پس لوگون نے کہا کہ اے رسول اللہ اوسکی آنکھین درد کرتی ہین تب رسول اللہ نے کہا کہ بلوا بھیجو اوسکو پس بلائے گئے علی تب تھوک لگا دیا رسول اللہ نے دونون آنکھون مین اوسکی تب اچھے ہوگئے علی اسطرح پر کہ گویا

اونکو نہ تھا کوئی درد کس دیا اوس رسولؐ نے اوس علی کو وہ علم کو وہ علم لیس کہا علیؑ نے اسے رسول اللہ قتال کرونگا مین کافرون سے یہانتک کہ ہوجائین وے لوگ مسلمان مثل ہم لوگون کے تب فرمایا رسول نے کہ نفوذ کرو اوپر نرمی اپنے یہان تک کہ پہونچے تو اونکے گہرون مین تب دعوت کر تو اون لوگون کو طرف اسلام کے اور خبر دے اون لوگون کو اوس چیز سے کہ جو واجب ہی اوپر اون لوگون کے حق اللہ سے بیچ اوس اسلام کے پس قسم ہے خدا کی ہر آئینہ یہ بات کہ ہدایت کرے اللہ بسبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے واسطے تیرے اس بات سے کہ ہون تجھکو چار پایہائے سرخ اور شتران سرخ یہ حدیث متفق علیہ ہی اور ذکر کیگئی حدیث براہ کی کہ کہا آنحضرت نے علی کو کہ تو مجھ سے ہی اور مین تجھسے ہون بیچ باب بلوغ الصغیر کے فقط یہ جنگ خیبر شش ہجری کا ہی کہ جسکے چار برس بعد حضرت پیغمبر خدا نے انتقال کیا سو اس حدیث واقعہ خیبر سے بھی ممتاز ہونا آپ کا تمام صحابیان اسیدواران علم سے ظاہر ہوتا ہے اور بعد اسکے بوقت مراجعت حجۃ الوداع کے تو حضرت علی صراحۃ وصی رسول اللہ از روی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہکے مقرر ہوے۔

فصل ۱۱

حضرت علیؑ مشکلکشا بے شبہ وصی برحق اور جانشین بلافصل حضرت رسول خدا کے ہین اور رباعی حضرت امام شافعی کی بہت درست ہے رباعی علی حبہ جنۃ امام الاتقی والجنۃ وصی مصطفیٰ حقا قسیم النار والجنۃ یعنے علیؑ کی محبت سپر ہی اور علی امام انس وجن کے ہین اور وصی حضرت رسول کے ہین از روے حق کے اور تقسیم کرنے والے دوزخ وبہشت کے ہین۔ اور اگر معاویہ کو سرخ ذاتی سے درگذر کرکے تقسیم مین دوزخ نہین دین تو یہ بات اونکے عفو وکرم سے

کچھ دور نہین ہی مگر معاویہ کی دوسری دوسرے بیذاتیون کا کیا جواب ہی اور آپکا وصی ہونا
حدیث غدیر سے بخوبی تمام ثابت ہی اور ایسے ملکی صفات کے آدمی کا وصی ہونا عین
حق ہے کہ دین اسلام کے واسطے حضرت علی ایک بڑے فخر کی چیز ہین حسب قول مولانا روم
بیت آن خیو انداخت بر روے علی * افتخار ہر نبی و ہر ولی * اور اس شعر کا
قصہ یہ ہی کہ جب ایک جہاد مین ایک کافر کے سینہ پر آپ واسطے گلا کاٹنے کے
سوار تھے تو اوس کافر نے آپکے منھ پر تھوک دیا تب آپ فوراً سینہ پر سے اوس کافر
کے اوتر آئے اور کافر نے وجہ پوچھی تب آپ نے فرمایا کہ ہم تیرا گلا بوجہ ادای حق
خدا کے کاٹنا چاہتے تھے اور جب تو نے ہماری منھ پر تھوک دیا تو اس حالت مین اگر
ہم تیرا گلا کاٹتے تو شامل نفسانیت کا بھی ہوتا اور بلاحظہ اس خلوص عمل کے وہ
کافر فوراً ایمان لایا سو اس قصہ سے کمال حلم اور خلوص عمل در تبہ حضرت علی کا
ظاہر ہوتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل مولانا روم کے بہت سب حال ہین اشعار

از علی آموز اخلاص عمل	تا رہے از مکر شیطان و دغل
تو بتاریکی علے را دیدہ *	زین سبب خیرے بروے گزیدہ

اور حدیث وصیت خم غدیر کی حسب ذیل ہی مشکوۃ المصابیح باب مناقب
علی وعن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم
قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی فقال اللھم من
کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک
فقال لہ ھنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن ومومنۃ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی براء ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم جب فرود آئے موضع غدیر خم مین تو آپ نے پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا
کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اولے ہین ساتھ مومنین کے ذاتون سے
اونکے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو
اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولیٰ ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سے اوس مومن
کے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے ای خدا جس شخص کے ہم مولے
ہین سو علی مولے اوسکا ہی اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے اوس علیؑ کو
اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے اوس علی کو پس ملاقات کی عمرؓ نے اوس علیؑ سے
بعد اوسکے اور کہا اوسکو خوش ہوی پسر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے
اسطرح پر کہ تو مولیٰ ہی کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ
عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ آپ نے یہ حدیث فرمائی بعد
اسکے کہ جمع کیا صحابیون کو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالان
شتر سے اور اوسپر چڑھ کر کے یہ حدیث فرمائی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے
قول اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو تین بار کر فرمایا مگر شارح مذکور
نے جیسا کہ عادت سنیون کی ہے اس لفظ اولی اور مولی کو بھی بڑی کوشش سے
بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکر کے کہا کہ اس جگہ مین مولی بمعنی حاکم اور والی کے نہین ہے
اور شارح مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہین سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح
صحابیون کو جمع کر کے اور پالان شتر کا ممبر بنا کر کے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کر کے
اور صحابیون سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکر کے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ کہنا سوائے
ایک قسم وصیت تاکیدی کے اور کیا ہو سکتا ہی اور شارح مذکور نے جو معنی بنانے مین اولی
اور مولی کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رائگان ہی اسواسطے کہ اس مولی کے معنی

کچھ ہون مگر بات اسقدر ہی کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانون سے ہی سو وہی نسبت
حضرت علی کو بھی مسلمانون سے ہی پس مولیٰ کے معنی جو کچھ سنّی لوگ قرار دین تو یہ ہم
علی کے ساتھ نبی کے کسی حال مین زائل نہین ہوسکتی ہے بلکہ معنی اسیقدر پیدا ہونگے
کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم
نہین سمجھتے ہین کہ محمد رسول اللہ کے مولیٰ ہونے مین بمعنی خاوند اور مالک کے سنیون کو
کیا عذر ہی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ محمد رسول اللہ کو اسجگہہ پر سنّی لوگ مولی بمعنی خاوند
کے کیونکر قبول کرین کہ اس حال مین حضرت علی کو بھی مولیٰ بمعنی خداوند کے قبول کرنا
پڑیگا اور خلافت ابوبکرؓ کی سنیون پر کیا ایک مصیبت ہی کہ ہر جگہہ پر جہان کہ کچھ
فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہان پر حق سے سنیون کو گذر جانا لازم و ضرور
ہو جاتا ہی اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو سیار کباد دیکر کے کہا کہ تو
مولیٰ کل مومن اور مومنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضاے اوس وقت کے تھی کہ پیغمبر
خدا نے حجۃ الوداع سے پھر کر کے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور
اوسوقت مین حضرت رسولخدا صحیح و تندرست تھے ورنہ مرض الموت سی حضرت رسولخدا
کے جو کچھ تغیر حضرت عمر مین ہوا سو اوسکی تفصیل آیندہ ہوگی اور ہماری رائے یہ ہے
کہ یہ لفظ مولی اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کے ہے اور شارح مذکور نے
اپنی شرح مین کیا خوب داد سنیت کی دی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر مولی سے امامت
مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہی کہ آخر کو درجہ چہارم مین حضرت علیؑ بھی امام
ہوئے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت علی نے اس حدیث نصّی کو کسواسطے
بوقت خلافت ابوبکرؓ کے دلیل نہین کیا حالانکہ حضرت علیؑ نے بوقت خلافت ابوبکرؓ
بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین

کہ شیعہ لوگ مولیٰ کو اسجگہ پر بمعنی اولےٰ بامامت بدلیل فقرہ اول آنحضرت الست
اولیٰ بکم کے قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنی
صحابیون کی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شارح مذکور کا جواب
یہ ہے کہ اگر چہ حدیث صحیح ہے مگر درجہ تواتر کے نہین ہے اور سب اصول شیعہ واسطے
دلیل امامت کے تواتر حدیث شرط ہی سو یہ جواب محض ضعیف ہی اسواسطے کہ جب یہ
حدیث نزدیک خود شارح مذکور کے صحیح ہی تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث
کی تعمیل مین سنیون کو کیا عذر ہے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ اگر خلافت ابوبکر
کی ناحق و ناروا ہو تو ابوبکر و دیگر صحابیان اتفاقی اونکے گمراہ قرار پاتے ہین تو صحت
رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت مین آپکے نقصان لازم آتا ہی مگر یہ تقریر
بھی محض لچر ہے اسواسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی
نہین ہے کہ تمام صحابیان اوس رسول کے راست باز اور ہدایت یافتہ ہون اسواسطے
کہ آیت انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم کی
اس بات پر شاہد و ناطق ہے کہ جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہین کرتا ہی
اوسکو کہ جسکو تو چاہے ولکن اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ جسکو وہ چاہی طرف راہ
سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہی اور کوئی شخص راہ راست پر
نہ آوے تو اوس سے کیا نقصان اوسکا ہی اور شیعہ لوگ جو کہ ایران و ہندوستان
وغیرہ مین کروڑ دو کروڑ آدمی سے بہت زاید تر ہین سو تمام خلفاے ثلثہ اور تمام
صحابیان اتفاقی کو اونکے گمراہ اور بُرا سمجھتے ہین مگر رسالت مین حضرت رسول کریم کا
کچھ نقصان نہین وارد کرتے ہین اور سواے اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح پر اس خلافت
ثلثہ کو قبول کر لیا تو اب اس خلافت ثلثہ مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر صرف واسطے اس کا

ایک امر کے کہ خلافت ابو بکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہو جاے یہ اہتمام کیا ضرور ہی کہ معنی بنائے
مین مولیٰ وغیرہ کے اسقدر کج راہین اختیار کیجائین -

فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن سعد ابن ابی وقاص قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسے
الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص
سے کہ عشرہ مبشرہ مین سے ہین کہ فرمایا آنحضرتؐ نے حضرت علی کو کہ تو ہماری نسبت سی بجاے
ہارون بہ نسبت موسیٰ کے ہی مگر تحقیق کہ فرق یہ ہی کہ نہین کوئی نبی ہی بعد میرے متفق علیہ
اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آنحضرت اخیر غزوہ تبوک کو جانے لگے تو حضرت علی کو
اوپر اہل وعیال اپنے مقرر کیا تب حضرت علی نے کہا آپ نے مجکو چھوڑا اوپر عورتون اور
بچون کے تب حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہین ہو کہ تم ہماری واسطے بمنزلہ ہارون
واسطے موسیٰ کے ہو پس اس حدیث سی معلوم ہوا کہ حضرت علی کو ساتھ پیغمبر خدا کے وہی نسبت ہی
جو کہ ہارون کو ساتھ موسیٰ کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہی کہ جسطرح پر حضرت علی بھائی
حضرت رسول کے تھے سو اوسیطور پہ ہارون بھی بھائی حضرت موسیٰ کے تھے پس جسطرح پر
کہ حضرت موسیٰ اپنے قوم پر ہارون کو چھوڑ کر کے کوہ سینا پر گئے تھے سو اوسیطرح پر
حضرت علیؑ کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑ کر کے حضرت رسول بطرف غزوہ تبوک کے گئے
مگر جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جس جگہ سے کچھ فضیلت اور خصوصیت اہل بیت کی
پائی جائے سو اوسکے معنی بنانے مین ہرگز قصور نکرینگے سو اسجگہ پر شاہ عبد الحق صاحب
یہ بات بناتے ہین کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا مدت غزوہ تبوک
تک اور خلافت مطلقہ مراد نہین ہو سکتی ہی اسواسطے کہ ہارون چالیس سال قبل موسیٰ کے

مرے اور آنحضرت فی الجملہ ایام غیر حاضری غزوہ تبوک کی ابن ام مکتوم کو واسطے امامت
نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی
حضرت علی کو دیتے مگر شارح مذکور کی دست بین ہماری یہ عرض ہے کہ یہ خلافت خبر گیری
اہل وعیال کی گو واسطے تھوڑی مدت کے ہو مگر تشبیہ بنسبت حضرت علی کے ساتھ حضرت
نبی کے وہی ہے کہ جو ہارون کو ساتھ حضرت موسی کے تھی اور اسیطواسطے یہ تشبیہ
بحق ابن ام مکتوم کے نہین دیگئی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت
خبر گیری اہل وعیال کے بہت کم ہے اسواسطے کہ اس امر مین عقل اور تدبیر المنزل درکار
ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اوسمین عقل کی کچھ ضرورت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ خود شارح مذکور کو بھی اپنی توجیہ اور تاویل پر کچھ تسلی نہین ہے اسواسطے کہ آخر
شرح مین اس حدیث کی شارح مذکور لکھتے ہین کہ اگر یہ حدیث اوپر خلافت کی دلیل ہو
تو اوپر حصر خلافت علیؓ یا خلافت علی بے واسطہ بعد مرگ رسول کے کچھ دلیل نہین ہے
مگر ہم کہتے ہین کہ اس تشبیہ ہارون مین حضرت رسول نے اسقدر فرق اس تشبیہ کا
کہدیا مگر فرق اسقدر ہے کہ نہین کوئی نبی ہوگا بعد وفات اونکے سو بیچارے شیعہ
لوگ حضرت علی کو بعد وفات حضرت نبی کے کچھ نبی بنانا نہین چاہتے ہین فقط اور
ہر چند حضرت علی کو خلافت چہارم درجہ مین ملی مگر اس بات سے کیا انکار ہو سکتا ہے
کہ تقدم خلافت کا اون اصحاب ثلثہ کو دیا گیا کہ جنکو تشبیہ ہارون سے نہین دیجا سکتی ہے

فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ابن عمر قال اخی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اخیت بین اصحابک
ولم تواخ بینی وبین احد فقال رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم انت اخی

فی الدنیا والآخرۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابن عمر سے کہ
کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری و مواخاۃ لگادی درمیان اصحاب اپنے
پس آئے علی کہ روتی تھین آنکھین اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نے برادری لگادی
درمیان اصحاب اپنے اور نہین برادری لگادی آپ نے درمیان میرے اور درمیان کسیے
صحابی کے پس فرمایا رسولخدا نے کہ تو بھائی میرا ہے بیچ دنیا اور آخرت کے روایت
کی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکر ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی
شرح مین کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہین کی بلکہ بہت صاف دلی
سے بیان کیا کہ حضرت رسولؐ نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت مین اور بجکہ
کیا حاجت اور کیا مناسبت ہی کہ بجھکو ساتھ کسی دوسرے کے برادری کرادین فقط
ہرچند یہ حدیث کچھ دلیل حقیت خلافت بلافصل علیؑ کے نہین ہوسکتی ہے مگر اسقدر
اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ آپسمین بھائی بنا کرین مگر حضرت علی ایک
دوسری چیز ہین کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت نبی کے ہی اور سنیون کو اس بات سے
انکار نہین ہوسکتا کہ خلفاء ثلثہ جو بعد حضرت نبی کے خلیفہ نبی سو وہ لوگ بجاے
حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے۔

فصل ۱۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن انس قال کان عند النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ھذا
الطیر فجاءہ علی فاکل معہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی انس سے کہ کہا
اوسنے کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بریان پس کہا اوس رسول نے کہ اے
اللہ میرے لاتو میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین تیرے خلق کا ہو تیری ساتھ

کہ کہائے وہ ساتھ میرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کہا یا اور
چڑیا کو ساتھ اوس رسولؐ کے فقط بتا کھڑکا اور گھوڑا بھڑکا ایک مثل مشہور ہے سو یہاں پر
پر چونکہ محبوب ترین خلق اللہ کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلافت
ثلثہ کو صحیح ثابت کرنا سنیون کو ضرور ہی کہ بوجہ اس ضرورت خاص کے شاہ عبدالحق صاحب
نے اس لفظ احب کے معنی بنانے مین کچھ قصور نہین کیا شاہ صاحب موصوف لکھتے
ہین کہ اس حدیث سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شارحان نے
تخصیصات کئی ہین کہ لفظ احب سے معنی از جملہ احب خلق اللہ مراد ہی یا احب خلق بنی عما
سے یا قرابت داران قریب سے یا اوس شخص سے مراد ہی کہ جو اولی و اقرب واحق ہے
ساتھ احسان نبی کے اور شارح مذکور اپنی راے مین لکھتے ہین کہ یہ سب تخصیصات سوا اسطے
ہے کہ احب ہونا حضرت علی کا بمقابلہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق کے لازم نہ آوی اور حقیقت
مین کچھ حاجت اس تخصیصات کی نہین ہی اسواسطے کہ تمام خلق علی العموم مراد نہین ہے
کہ احب مطلق حضرت رسول تھے اور صحابیون مین سے اگر کوئی شخص محبوب ترنبظر بعض
وجوہ اور افضل بنظر کثرت ثواب کی ہو تو کچھ منافات نہین ہی اسواسطے کہ احب ہونا
حضرت علی کا بجمیع وجوہ مراد نہین ہے اور اوس لفظ احب کو اسقدر تنگ کرنا کچھ ضرور
نہین ہی فقط ہم کہتے ہین کہ تحمل اس لفظ احب کا بہ نسبت حضرت علی کے جو سنیون کو
نہین ہے اور اس لفظ احب کی تاویل مین یہ سب عرق ریزی بہ سبب ایک غرض خاص
کے ہی سو اسمین شعر مولانا روم کا بہت حسب حال ہے شعر چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ۔ اور اس لفظ احب پر بہ نسبت حضرت علی کے جو
اسقدر چڑھائی ہے سو کچھ ضرورت اوسکی نہین ہی اسواسطے کہ ایک دوسری حدیث سے
بھی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوۃ المصابیح باب مناقب

اہلبیت عن جمیع ابن عمیر قال دخلت مع عمتی عائشۃ فسالت ای الناس
کان احب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا

ترجمہ روایت ہی ابن عمیر سے کہ کہا اوسنے کہ پہونچے ہم ساتھ پھوپھی اپنی عائشہ کے
پاس تب سوال کیا ہمنے کہ کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عائشہ نے
کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردون سے کون شخص محبوب تر تھا تب کہا عائشہ نے کہ شوہر
اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین
بھی اپنی عادت سے باز نہین آکر کے یہ بات بناتے ہین کہ یہان پر انصاف عائشہ
صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب مین نہین کہا کہ مین اور میرا باپ محبوب تر تھا اور
دور نہین ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتین کہ عائشہ اور باپ اونکے
محبوب تر تھے اور فرق ہے درمیان محبت اور فضیلت کے سو اس تاویل پر ہمکو خود شاہ صاحب
پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنیون کی
جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی سو تفصیل اوسکی آیندہ کیجائیگی کہ فضیلت حضرت ابوبکرؓ کی
حضرت علیؑ پر کس حد تک ہے۔

فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابنائنا وابنائکم دعا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی رواہ مسلم

ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے کہ جب اوتری یہ آیت
ندع ابناءنا وابناءکم کی تو بلایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور
فاطمہ اور حسن اور حسین کو پس کہا اوسنے کہ ای اللہ میرے یہی لوگ اہلبیت میرے ہین
روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری اسطرح پر ہے کہ آیت ۶۱ سورہ آل عمران

کی حسب ذیل ہی فمن حاجّك فیه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا
وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين
ترجمہ اور جو شخص کہ جھگڑے تجھ سے تیری بابت اوس سچ کے بعد اوس دانست کی جو دی گئی ہی تجھکو
سو کہہ تو اون لوگون سے آؤ تملوگ چاہئے کہ ہملوگ بولادین اپنے بیٹون کو اور ہم لوگ اپنے بیٹون
کو اور ہملوگ اپنی جورؤن کو اور تم لوگ اپنی جورؤن کو اور ہملوگ خود اپنے سبکو اور تم لوگ خود
اپنے سبکو اور تب ہملوگ لعنت مانگین اور کہین لعنت خدا کی اون لوگون پر کہ جو جھوٹھ بولتے
ہین اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنے سردار پادری ابو حارث کے
پیغمبر صاحب کے پاس بطور سفیران سنجانب باشندگان نجران کے آکر کے اور کچھ بحث کر کے
ساتھ اوس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسی مسیح کے وی لوگ متفق ہوی اس بات پر
کہ استحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق برسر غلط ہی تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہؑ
اور اپنے داماد علیؑ اور اپنے دونواسے حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے ساتھ لیکر کے اون عیسائیون کے
پاس جا پہونچے اور اونسے چاہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کرین مگر جبکہ اون عیسائیون نے
دیکھا اوس پیغمبر کو رکوع مین جاتے ہوئے تو اونکا عزم ڈھیلا ہو گیا اور مباہلہ کی لعنت نہین پڑھ سکے
بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث سی صراحتہ ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور
علی اپنے داماد اور حسن حسینؑ اپنے دونواسہ کو بلفظ ہولار کے اشارہ کر کے بتلایا کہ یہی لوگ اہلبیت
ہمارے ہین کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصون کے پنجتن پاک کہلاتے ہین مگر چونکہ سنیون
کی عادت ہی کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اوسمین سے
لوگ کچھ ایسا معنی بنا دینگے کہ جس سے اوس فضیلت مین کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق
اوسی عادت کے شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کے معنے بنانے مین بھی بہت کوشش کی ہی
کہ لکھتے ہین کہ اہلبیت کے کئی معنی ہین ایک یہ ہی کہ جنکو زکوۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہین

کہ جو شتمل ہین اوپر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دویم یہ کہ
اہلبیت بمعنی اہل وعیال کے ہی کہ جس روسے ازواج نبی بہی داخل اہلبیت ہین اور شاہ صاحب
موصوف لکھتے ہین کہ بہو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہی کہ جس سے خصوصیت حضرت فاطمہ و علی
و حسنؑ حسینؑ کے ساتھ لفظ اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور لکھتے ہین کہ حضرت ام سلمہ سے روایت
ہے کہ ہم رسولخدا کے پاس تھے کہ خادم نے آکر کے خبر کی کہ علی اور فاطمہ دروازہ پر کھڑے
ہین تب آنحضرت نے ہمکو کہا کہ الگ ہو جاؤ تب ہم اندر گھر کے چلے گئے تب حسنؑ اور حسینؑ آئے
اور اونکو آپ نے گلے سے لگا لیا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ کو ایک دوسرے ہاتھ سے
پکڑا اور اون سبکو اپنے بدن سے لپٹا لیا اور اون سب لوگون کو اپنے کالے کمل کے اندر
لیلیا اور کہا کہ ای خدا یہ لوگ میرے اہلبیت ہین اور شاہ صاحب نے اس بات کو بہی لکہا ہے
کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مسجد میری حرام ہے اوپر ہر ایک
حیض والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اونکے یعنے
علی اور فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ اس حکم سے مستثنی ہین اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین
کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوم بیت سکنی سوم بیت ولادت کہ بنی ہاشم
اولاد عبدالمطلب کی اہلبیت اور وے نسب کی ہین اور ازواج آپ کی اہلبیت سکنی کی ہین
اور اولاد آپکی اہلبیت ولادت کی ہین مگر اسکے ساتھ شاہ صاحب اقرار کرتے ہین کہ اطلاق
معتاد اہلبیت کا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہرگاہ خود پیغمبر خدا نے بلفظ
ہولاء کے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بتایا کہ یہ لوگ اہلبیت میرے ہین تو شاہ صاحب
کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کی کیا فایدہ ہوا بلکہ ایک خصوصیت خاص علی
اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کی یہ ظاہر ہوئی کہ انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور
حائض ہونے مین بہی مسجد نبوی مین جانا حرام نہین تھا بخلاف دوسرے شخصون کے

کہ اون لوگون کو حالت جنب اور حائض ہونے مین داخل مسجد نبوی ہونا حرام تھا اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ درحقیقت پنجتن پاک بذات خود تمامتر طاہر و مطہر ہین اور کسی حال مین اطلاق نجاست کا ان لوگون پر نہین ہو سکتا ہی پس بیطرح سے خلفاء ثلثہ مقابل یا ہمرتبہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہین ہو سکتے ہین -

فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث متعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے من جملہ عائشہ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاء الفاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ایک روز باہر نکلے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے بدن پر ایک کملی تھی منقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس حسن کو اپنے کملی مین تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین فاطمہ تب لے لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما یرید کی یعنے نہین چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگون کو از روے پاک کرنے کر روایت کی اوسکو مسلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ احزاب کی بائیسوین پارہ مین حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ترجمہ اور بیٹھو حضرت اپنے گھرون مین اور نہ نکلو باہر ساتھ نمایش ایام جاہلیت کے اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوۃ

کو اور تابعداری کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی کسواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہی کہ تمسے دور رکھی نجاست کو ای اہلبیت اور تمکو ظاہر بناوے ساتھ کمال طہارت کے اور اہلبیت سی اس جگہ پر علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ مراد ہین جیسا کہ اس حدیث مین بھی اون ہی لوگون کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہی کہ شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھ کوشش معنی بنانے اہل بیت کی نہین کی اسواسطے کہ شرح حدیث مین آیت مباہلہ کے اہلبیت کی معنی مختلف بیان کر چکے ہین -

فصل ۱۷

عن زر ابن حبیش قال قال علی والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زر ابن حبیش سے کہ کہا اوسنے کہ کہا علی نے قسم اوس شخص کی کہ جسنے چیرا دانہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے اس بات کو کہ نہین دوست رکھیگا مجھکو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا مجھسے مگر منافق روایت کی اوسکو مسلم نے اور شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ محبت علی کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی نشان نفاق ہی اور ظاہر اسی وجہ ہی کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علی کے اپنے کو بلقب مومن کے کہلاتے ہین -

فصل ۱۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن

رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہی کل مسلمانونکا
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ عبد الحق صاحب نے شرح مین اس حدیث کے
اس بات کو قبول کیا ہی کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے
ہون کنایہ ہی کمال اتحاد و اتصال و اخلاص دیگانگی سے مگر حسب عادت
سنیون کے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہی اور یہ امر منظر حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ہی کہ اوس حدیث مین بھی احتیاطاً مولی کے معنی محب
اور ناصر قرار دیا ہی بہرحال شیعہ لوگ جو علی ولی اللہ وصی رسول اللہ بعد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہین سو اس امر کے حق اور
واجب ہونے مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہر چند کہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کو جزو کلمہ
کر دینا چندان ضرور نہوا اور شاید یہ اضافہ کر دینا کلمہ مین بمقابلہ تعصب سنیون کے
معذور رکھا جاسکتا ہے۔

فصل ۱۹

عن حبشی بن جنادہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی منی
وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی ترجمہ روایت ہی حبشی
ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھسے ہی اور مین
علی سے ہون اور نہین کوئی حق ادا کریگا میری طرف سے مگر مین یا علی روایت کی
اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جس سال مین کہ آنحضرت نے حضرت
ابو بکر کو امیر حاج کر کے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرت نے پیچھے سے حضرت علی
کو بھیجدیا تاکہ نقض عہد مشرکون کا کرین اور سورہ برأت کو اونکے سامنے پڑھ کر کے ندا
کر دین کہ مشرک لوگ جو نجس ہین بعد اس سال کے مسجد حرام کے پاس نہ آئین اور

سوای اسکے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہرحال اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ بتعمیل
ان سب مراتب کی یہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابوبکرؓ سے نہین ہوسکتی تھی کہ
حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون اور ہماری طرف سے
آدائے حق نہین کوئی شخص کرسکتا ہی مگر کہ مین یا علی - اور شاہ عبدالحق صاحب
نے اس حدیث کے معنی بنانے مین کچھ کوشش نہین کی مگر جسقدر کہ اونسے ہوسکتا تھا
سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کے یہ نکتہ لگایا کہ عادت عرب کی
تھی کہ جب اون لوگون مین کچھ گفتگو نقص اور اجرام اور صلح اور عہد وغیرہ کی
ہوتی تو ان سب امرون کو وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگون کا
ہو یا کہ جو شخص اوس سردار کے قرابت قریب مین ہو اسواسطے حضرت رسول نے
حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا معنی اوپر عادت عرب کے
تھا مگر درصورتیکہ حسب اعتقاد سنیون کے حضرت ابوبکر افضل حضرت علی سے
اور توسل قرابت مین باپ حضرت عائشہ کے تھے تو باصول سنیون کے بھیجنا
حضرت علی کا بعد حضرت ابوبکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہی کہ الحق یعلو ولا
یعلے یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس حدیث سے شرف و
منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے -

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وممن علی رضی اللہ عنہ - قال کنت
اذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم اعطانی واذا سکتّ ابتدأنی رواہ الترمذی
ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسول
سے کوئی چیز تو وہ رسول ہمکو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو آنحضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

فصل ۲۱

وعنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلی بابہا رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ مین گہر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبدالحق صاحب کہتے ہین کہ مشہور بلفظ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے ہے یعنے مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ اوسکا ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علم مخصوص علی مرتضیٰ کو نہین ہی اور دوسرے صحابون کو بھی آنحضرت سے علم پہونچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر و مفتوح تر و عظیم تر کے ہوگی جیساکہ حدیث مین آیا ہی کہ اقضاکم علی یعنے کہ قاضی ترتم لوگون کا علی ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ یہ حدیث ابن الصلت عبدالسلام بن صلاح ہروی سے ہی کہ شیعی ہے مگر صدوق ہی اور تعظیم اصحاب مین تقصیر نہین کرتا تھا فقط دیگر صحابیون مین بھی جو کچھ علم ہو سو اوسمین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیون کے عالم تر تھے چنانچہ مسٹر گبن مورخ انگریزی دہر یہ لکھتا ہی کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوجود اسکے سنی لوگ علی کو آخر درجہ مین قرار دیتے ہین یعنے کہ یہ مورخ شمار ہونے سے حضرت علی کے درجہ آخر مین سنیون پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ اس حدیث مین حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اسواسطے جو کچھ شائبین آپکے علم کی اسوقت سرسری مین یاد آتی ہین سو ہم اوسکو لکھتے ہین۔ ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب لغدت وسوم ونہم حصہ کے شریک ترکہ اونٹ

کے ہین اور حساب تقسیم کا درست نہین بیٹھتا ہی تب حضرت علی نے فوراً اوسطی ترکیب
سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کر کے اٹھارہ اونٹ قرار دیا اور اوسمین سے نصفی حصہ دار کو
نو اونٹ اور سوم حصہ کے شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کے شریک کو دو اونٹ یعنی
کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ پھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اسطرح پر بخوبی درست
ہوگیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کے حساب سے اپنا حصہ زیادہ پایا اسواسطے کہ سترہ کا اوسا
ساڑھے آٹھ ہوتا تھا کہ بجاے اونٹ [illegible] پایا اور حصہ سیوم والے کو چھ سے کم
اور حصہ نہم والے کو دو سے کم سترہ [illegible] ہوتا تھا کہ بجاے اوسکے پورا چھ اور پورا
دو پایا اور وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے اخذ مشترک کسرات نصف اور
ثلث اور تسع یعنے نہم کا اٹھارہ حساب کر کے تقسیم کر دیا کہ مجموعہ ان سب کسرات کا
وہی سترہ ہوتا ہی اور یہ فیصلہ آپکا از قسم معجزہ اور خرق عادت کے معلوم ہوتا ہی
کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا مگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی
دوسرے عالم کا دیکھا نہین جاتا ہی۔ دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخرج مشترک
کسور تسعہ کا کیا ہی یعنے وہ کون عدد ہی کہ جس سے نصف سے لیکر کے نہم حصہ تک
سب عدد پورا نکلے تب آپ نے فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کے سات دن کو بارہ
مہینے مین اور اوسکو سال بھر کے تین سو ساٹھ دن مین اور اوسکو تقسیم کر دو پر یعنی
کہ ۱۵۱۲۰ مخرج مشترک کسور تسعہ کا ہی سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ
پر بعلت زنا کے حکم سنگسار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا جننے تک
مہلت دیجاے ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہونگی چنانچہ حضرت عمر
نے وہ حکم سنگسار کرنے کا تا پیدا ہونے لڑکا کے ملتوی رکھا اور یہ کہا کولا علی لھلک
عمر یعنی کہ اگر نہوتا علی تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا عمر کہ اس قصہ سے صاف دلی حضرت عمر

کی بھی ظاہر ہی اور شاہ عبد الحق اپنی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر بے مشورہ
حضرت علی کے کچھ کام نہین کرتے تھے اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہی کان عمر یتعوذ باللہ
من ضیق لیس فیہ علی یعنی تھے عمر کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسے ایک زمانہ سے کہ
جسوقت مین علی نہون یعنے حضرت عمر کو آرزو تھی کہ حضرت علی عالم حیات مین اونکے
نہ مرین - چہارم یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا ایکی اس درجہ کی ہی کہ یہ قول قضیۃ
لا ابا حسن لھا ایک عربی ضرب المثل ہوگیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابو الحسن
یعنے علی واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہے تجم یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت
علی سے بحث کرنے لگا تب حضرت علی نے اوس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہین پس اگر
حقیقت مین خدا وجود نر کہتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے منکر ہو
پس اگر خدا وجود کہتا ہر تو تمہارا کیا حال ہوگا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ
وہ دہریہ فوراً ایمان لایا ششم یہ کہ امر بمقتضاے کمال علمی کے تھا کہ حضرت علی
زیادہ تر مصروف اور مشغول یاد الٰہی مین تھے اور خطبہ شقشقیہ آپکا جو ہی سو اس
بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ مین تھے یعنی متصل مع اللہ
ہوکر کے آپ نے اوس خطبہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الوارف ذو الارحام
اور دیگر فقرات اوس خطبہ کے بھی اسی قسم کے ہین اور خدا کو معلوم ہے کہ آپکا درجہ
خدا شناسی مین کس حد تک پہونچا تھا کہ آپ فرماتے ہین کہ لو کشفت الغطاء
لما ازددت یقینا یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت
منتظرہ واسطے ترقی مدارج خدا شناسی کے ایکو باقی نہین تھی اور یہ بات اوس
درجہ کی ہے کہ جسکو ہم لوگ نہین سمجھ سکتے ہین اور اسیواسطے بہ تمسک حدیث نبوی کے
ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہین کہ حضرت علی وہ شخص ہین کہ جو خدا اور رسول خدا کو

دوست رکھتے تھے اور اونکو خدا ورسول خدا دوست رکھتے تھے اور حضرت علی خدا کے
پاس محبوب ترین خلائق تھے ہفتم کشف امورات غیبی کا آپکے یہ حال تھا کہ عین
زمان جنگ مین معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور
ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مریگا سو اس حیلہ سے متواتر تین
آدمی اوسکی طرف کے تین روز پیہم خبر لائے کہ معاویہ مرگیا اور دو روز تک ہمارے
علی نے اس بات پر کچھ التفات نہین کیا اور آخر تیسرے روز لوگون کے اصرار پر
صرف اسقدر فرمایا کہ معاویہ نہین مرسکتا ہی جب تک ڈاڑھی علی کے مخضب بخون نہو اور
شک نہین ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پاکر کے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی
کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو
آپکے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے
اپنے مرض الموت مین یزید اپنے بیٹا کو افسوس کرکے کہا تھا کہ ہمنے اپنی عاقبت
تیری محبت مین خراب کی ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپکے ایک اس بات
سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن ملجم آپکے پاس ایک تلوار نذر لایا تو آپ نے اوس
تلوار کو دیکھ کر کے اور متبسم ہوکر کے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس
رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کروگے تب اس بات پر ابن ملجم بہت گھبرایا اور
آخر بمقتضای تقدیر کے حب قطامہ مین مبتلا ہوکر اوسی تلوار سے آپکو ضرب
لگایا اور جب آپکے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول
وہ شربت اوس قاتل کو دیا جاے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے
اوسکے حال پر افسوس کھاکر کے کہا کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی
شفاعت کرتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم مرجائین تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگاتا یعنی جیساکہ اوسنے ایک ضرب لگایا ہی سو اوسپر طرح پر ایک ضرب
بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جاے اور دو چار ضرب نہوگو کہ ایک ضرب سے
وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کشف آپکا اور رحم بر دشمن آپکا
اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہی اور کچھ شک نہین ہے
کہ حضرت علی اس اسلام مین تمامتر نمونہ حضرت مسیحؑ کے تھے۔ تہم یہ کہ آپنے
ایک بار اپنی خلافت مین فرمایا کہ ہم ابوبکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح پر کم
رتبہ نہین ہین پس کیا وجہ ہی کہ ہماری خلافت مین اسقدر خلفشار ہی سو بجواب
اس بات کی ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہی کہ آپکے علم سے کوئی
بات مخفی نہین ہے مگر حیا اور وفاداری آپکی ایسی ہے کہ اوس سبب سے آپ اسبات
کو زبان پر نہین لاتے ہین کہ یہ سب فساد و فتور آپکی خلافت مین دراصل
بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعوی بے بنیاد مطالبہ خون
عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملاکر کے جنگ جمل مین آپ سے خود لڑین
اور صرف اسپر اکتفا نکرکے کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان کا دمشق مین معاویہ
کے پاس بھیج کر کے اوسکو برانگیختہ کیا اور تمام عمر آپکی اسی اختلافات خانگی
سے کمر کٹی اور حال یہ ہی کہ حضرت عثمان سے حضرت عایشہ خود ملول اور
اونکی جان لینے کی فکر مین تہین اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا خوب
تھا کہ خون عثمان کا تم لوگون کے دامن سے ٹپکتا ہی اور مطالبہ خون کا ہمسے
کرتے ہو۔ دہم یہ کہ بذکر فضائل علمی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب
مقام ہے کہ اشعار آپکے نہایت عمدہ خیالات کے ہوتے تھے اور ایک دیوان عربی
آپکا مرتب ہی اور اس مقام مین چند اشعار آپکے تیمناً و تبرکاً کتاب مجالس علویہ

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب سے سمع ترجمہ نقل کیے جاتے ہین - اشعار

اذا عاش المرء ستین عاما		فنصف العمر یجوم اللیالی

یعنی جب کوئی شخص دنیا مین ساٹھ برس زندہ رہی تو آدھی عمر اوسکی تو راتون مین گذر جاتی ہی و نصف النصف یمضی لیس یدری لغفلته یمینا عن شمال اور آدھی کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام تا بلوغ کے اسطرح گذر جاتے ہین کہ بسبب نادانی کے داہنے اور بائین ہاتھ مین فرق نہین کرتا ہی - وثلث النصف آمال وحرص وشغل بالمکاسب والعیال اور آدھے کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص مین اور کسب معیشت اور عیال داری مین گذرتے ہین - وباقی العمر اسقام و شیب وهم یارتحال انتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کوچ و مرگ مین گذرتی ہے یعیب المرء طول العمر جهلا وقسمته علی هذا المثال دوست رکھتا ہی آدمی طول عمر کو بوجہ جہالت کے حالانکہ تقسیم اوسکی اس مثال پر ہے - دیگر وفدت علی الکریم بغیر زاد من الحسنات والقلب السلیم وارد ہوا مین دروازہ پر کریم کے اور کچھ زاد میرے پاس نہین ہے اور نہ کچھ حسنات ہی اور نہ قلب سلیم ہی فحمل الزاد اقبح کل شئ اذا کان الوفود علی الکریم پس توشہ لیجانا قبیح تر ہر چیز کا ہی جبکہ ہو ایک آدمی مہمان اور پر دروازہ شخص کریم کے دیگر لک الحمد یا ذا الجود والمجد والعلی تبارکت تعطی من تشاء وتمنع تجکو حمد ہی اے صاحب جود اور مجد اور علا کا مبارک ہی تو اور عطا کرتا ہی تو جسکو چاہیے اور روکتا ہی تو جسکو چاہی الٰهی اجرنی من عذابک انّنی اسیر ذلیل خائف لک اخضع ای اللہ میرے نجات دی مجکو اپنے عذاب سے اسلیئے کہ مین تیرا قیدی ہون اور ذلیل اور خوفناک ہون اور تیرے سامنے زیادہ تر عاجزی کرنیوالا ہون - الٰهی لان عذبتنی الفجعة فخبر رجائی منک لا یقطع

اے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھکو عذاب کریگا تو جب ہی رشتہ امید کا میرے
تجھسے قطع نہوگا الٰہی وانسنے بتلقین حجتے × اذا مکانی فی القبر منوی و مضجع
بارالہا تو میرا مونس ہو تلقین کرنے مین میرے حجت اور دلیل کے جبکہ ہو میرے لیئے
قبر مین ٹھکانا اور لیٹنا الٰہی اذق فی طعم عفوک یوم لا × بنون ولا مال فنالک ینفع
اے میرے خدا چکھا تو مزہ عفو کا اپنے جسدن کہ نہ اولاد اور نہ مال وہان پر نفع
دیگا۔ ویگر تخیر خلیلا من فعالک انما × قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل
اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے اسواسطے کہ رفیق آدمی کا
بیچ قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہو ولا بد بعد الموت من ان تعدہ لیوم
ینادی المرء فیہ فیقبل اور ضرور ہے بعد مرنے کے یہ بات کہ حساب لیا جاوے تجھسے بابت
اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد بلایا جائیگا پس سامنے حاضر ہوگا وہ مرد
فان کنت مشغولا بشیء فلا تکن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل پس اگر ہو تو
مشغول ساتھ کسی شی کے پس ہرگز نہ مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے
راضی ہو اللہ۔ فلن یصیب الانسان من بعد موتہ × ومن قبلہ الا الذی کان یعمل
پس ہرگز نہ پہونچیگا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے مگر وہ جو کہ کام
کرتا تھا وہ آدمی الا انما الانسان ضیف لاھلہ یقیم قلیلا بینہم ثم یرحل
خبردار رہو کہ انسان ایک مہمان ہی اپنے گھر والون مین اور صرف تھوڑے روز
رہتا ہی اون لوگون مین تب کوچ کر جاتا ہی۔ یازدہم ایک بار صحابیون نے حضرت
رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفے و مسجع ہوتا ہی یعنی کلام مین
تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہیے تب حضرت رسول خدا نے
حضرت علی اور دیگر صحابیون سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز مرغوب ہی سب صحابیون نے

اپنے انپر پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم
پسند کرتے ہین اکرام الضیف والسیف فی الصیف کو یعنی عزت مہمان اور تلوار
چلانے کو گرمی مین تب رسولخدا نے صحابیون کو کہا کہ یہ مقفی و مسجع بولنا علی کا براہ
تکلف نہین ہی۔ ۱۲ دوازدہم یہ کہ تحریرات نثر آپکی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے
خالی نہین ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی نے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جو کہ تاریخ انجمیس
عربی چھاپہ مصر مین ہی غنی عزّاً فصار قصار ذلك ذلك فاحش فاحش فعلك
فعلك نقدی بهذا یعنی مغرور کیا تجھکو عزت نے تیرے لیے ہو گیا انجام اوس کا
کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے لیے شاید کہ ہدایت پاوی تو ساتھ اس نصیحت کے
اور یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ یہ نامہ تمامتر صنعت تجنیس مین یہ لکھا علی قدری
علی قدّی یعنے اوپر قدر و منزلت میرے جوش کہا یا میرے دیگ نے۔ سو اگرچہ یہ دو
لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس مین ہے مگر این الثور من این اللحم
یعنی کہان درم اور کہان گوشت۔ اور پستی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر
ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کسقدر بلیغ و لطیف واقع ہی
الدین و الدنیا کالمشرق و المغرب فاذا قربت الی احدهما بعدت عن الاخر یعنی دین و دنیا
مثل پورب و پچھم کے ہی پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سے اونکے تو دور ہوا
تو دوسرے سے فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ لف و نشر کا ہے

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؓ وعن جابر قال عار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علیاً یوم طائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال
رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ ک

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ طائف کو پس رازمین بات کیا ساتھ اوسکے پس کہا لوگون نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا رازمین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پسر عم اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ ہمنے رازمین بات نہین کی اوس سے لیکن اللہ نے رازمین بات کی اوس سے روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اسجگہ سے معاویہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے اور چون وچرا کرنا لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہے۔

فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک قال علی بن المنذر فقلت لضرار بن صرد ما معنی ھذا الحدیث قال لا یحل لاحد یستطرقہ جنبا غیری وغیرک رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کے بیچ اس مسجد کے سوائے میرے اور سوائے تیرے گذر کرنا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا مینے ضرار ابن صرد سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہین تب کہا اوس ضرار نے کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بتاوے اوس مسجد کو درحالت جنب کے سوائے میرے اور سوائے تیرے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علی ابن منذر نے پچیس ۲۵ جح کیا اور شیعی محض ہے ولیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچا ہے

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطیۃ قالت بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیھم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا رواہ الترمذی ترجمہ
اور روایت ہی ام عطیہ صحابیہ سے کہ روانہ کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو کہ اوسمین
علی تھے اور کہتے ہین ام عطیہ کہ ہمنے سنا پیغمبر خدا کو دوہاتھ کو اوٹھا کر کے کہتے ہوے
کہ اے میرے خداوند مار مجھکو یہان تک کہ دکھلاوے تو مجھکو علی کو روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط یہ سب خصوصیت راز و نیاز مندرجہ فصل بالا کے اور یہ تعلق پیغمبر خدا
کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانہ
حیات رسول اللہ تک تھا ورنہ ابتدای مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یارون کا بدل گیا

فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مومن رواہ احمد والترمذی
ترجمہ روایت ہی ام سلمہ زوجہ رسولخدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ
نہین دوست رکھیگا علی کو کوئی منافق اور نہین بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی
مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یہ حدیث بتایید حدیث مندرجہ فصل کا
کے ہی کہ اوسکا مضمون یہ ہی کہ نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا
علی سے مگر منافق غرضکہ محبت علی کی شرط ایمان بلکہ عین ایمان ہے ۔

فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من سب علیا فقد سبنی رواہ احمد ترجمہ روایت ہے
ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص نے کہ
گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے مجھکو فقط روایت کی اوسکو احمد نے

اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین وجہ اسکی یہ لکھتے ہین کہ گالی دینے سے
حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے
ایک بو اور کسر سنت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی
ہو کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہین ہو مگر چونکہ وہ گالی منجر بدشنام دہی
پیغمبر خدا بوجہ برادر عم زادہ ہونے کے ہوتی ہے سو اسواسطے گالی دینا حضرت علی کا
عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو جوش محبت باعلی ہوتا تو کیا
یہ توجیہ ممکن نہین تھی کہ علی و نبی مین کچھ فرق نہین ہے کہ حدیث مین لحمک لحمی
ودمک دمی وانت منی وانا منک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا
خون ہو اور تو مجھ سے ہو اور مین تجھ سے ہون اور سنیان زمانہ کیخدمت مین یہ عرض
ہے کہ ہرگاہ معاویہ اونکے خلیفہ نجش نے حضرت علی پر دشنام ولعن منبر پر جاری
کیا تو بوجہ تعمیل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے سنیان بھی بے تکلف
حضرت علی پر گالی ولعن دے سکتے ہین اور سنی صاحبان خطای اجتہادی معاویہ کے
قائل ہین سو یہ نسبت اس بات کے کیا فرماوینگے کہ حضرت علی پر گالی اور لعنت بحکم معاویہ
کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطاے اجتہادی ہے اور
کیا معاویہ پر یہ الزام عائد نہین ہو سکتا ہو کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے
دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہین ہوا اور کیا
مرتد ہونا کسی صحابی کا واقع نہین ہوا ہی جیسا کہ عبید اللہ بن جحش شوہر سابق
ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب اہلسنت
مین بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ نصرت سنیون کی معاویہ سے پائی نہین جاتی ہی
اور حدیث ہذا اور حدیث ہای مندرجہ فصلون بالا کے جو کچھ کہ حضرت ام سلمہ سے

روایت ہی سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہی کہ یہ بی بی تمامتر راہ راست پر اور
بطرف اہل بیت کی ہین اور حال انکا ساتھ حضرت عائشہ کے قیاس نہین کیا جاسکتا ہی

فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسی ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبتہ
النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلان محب مفرط
یقرظنی بما لیس فی ومبغض محمل شنآنی علی ان یبھتنی رواہ احمد ترجمہ اور روایت
ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھ مین
ایک مثل ہے عیسی کی کہ بغض رکھا اوس سے یہود نے یہانتک کہ بہتان دیا اوسکی
ماے کو اور دوست رکھا اوسکو نصاری نے یہان تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس
درجہ تک کہ جو نہین ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری
وجہ سے دو مرد ایک محب مفرط کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھ اوس بات کی کہ جو
نہین ہے مجھ مین اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری
اوپر بہتان کرنے میرے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبدالحق صاحب لکھتے
ہین کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان نبی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ
دونون یا تین جمع ہون ساتھ اعتدال کے اور یہ راے شاہ صاحب کی بہت
درست ہی اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھ حضرت مسیح کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح پر
قوم نصاری نے حضرت مسیح کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسیطرح پر اس امت محمدی
مین بھی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو
جو تمام اطوار اور اخلاق مین بیشمار بہت ساتھ حضرت مسیح کی ہی سو اس کتاب سے جابجا وہ مشابہت پائی جائیگی

فصل ۲۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن بریدۃ قال خطب ابو بکر وعمر فاطمۃ رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا منہ رواہ النسائی

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ خواہش کی ابو بکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ وہ فاطمہ چھوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسولخدا نے اوس فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ روایت مین آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کسواسطے خواہش فاطمہ کی نہین کرتے ہو حالانکہ تم عم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے کہ ہمکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو بمقابلہ مین کہین تب پیغمبر خدا نے سنا اس بات کو اور راضی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب حضرت علی نے اپنی خواہش کو ظاہر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے کر دیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی مین ایک خصوصیات سے اونکے ہے کہ باوصف صلاح دینی ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کی مرض الموت مین رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہین کی اور حضرت عمر کو جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تہی سو انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنی ساتھ ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آیندہ اپنے مقام پر کیجائیگی۔

فصل ۲۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنے دروازون کے کہ جو بطرف مسجد شریف کے تھے سواے دروازہ علی کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ شرح اس حدیث کی اوس حدیث کی شرح مین بیان کیگئی کہ جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر ۱۲ یعنے کسی شخص کے دیوار مین کوئی روزن بطرف مسجد کے نہین چھوڑا جاے سواے روزن دیوار ابوبکر کے سو ہمارے نزدیک ان دونون حدیثون مین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہی اور حدیث ابوبکر کی بہ نسبت روزن دیوار کے ہی تو درمیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف ہوسکتا ہی اور سواے اسکے حدیث نسبت دروازہ علی کے اوس زمانہ کی ہی کہ جسوقت مین حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جنگ اُحد مین شہید ہوے تھے اور حدیث روزن دیوار ابوبکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہی۔

فصل ۳۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لی ساعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم تکن لاحد من الخلائق اتیتہ یا علی سحرا فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الا دخلت علیہ رواہ النسائی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ تھی واسطے میرے ایک منزلت رسول اللہ کے پاس کہ نہ تھی وہ منزلت واسطے کسی ایک شخص کے خلائق مین سے کہ جاتا تھا مین اوس رسول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا مین السلام علیک

یا نبی اللہ پس اگر کہا سنے کرتے آپ تو مین پھر آتا واگر نہ مین آپکے پاس حاضر ہوتا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین اقرار کرتے ہین کہ یہ مرتبہ کسی شخص کو نہین تھا کسواسطے کہ حضرت علی قریب تھے آنحضرت سے مکان مین اور اختلاط اور مصاحبت اور اخوت مین بہ نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہین کہ زمان مرض الموت حضرت رسولخدا سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علی کو باقی نہین رہا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی۔

فصل ۳۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعنہ قال کنت شاکیا فمر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اقول اللھم ان کان اجلی قد حضر فاسترحنی وان کان متاخرا فارفعنی وان کان بلاء فصبرنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللھم عافہ اذا شفہ شک الراوی فما اشکیت وجعی بعد رواہ الترمذی ——— ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گذرے حضرت رسول میری طرف ہو کر کے اور مین کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اگر میری موت پہونچی ہو تو راحت دی مجھکو یعنی ہم مرجائین اور اگر اوس موت مین دیر ہو تو آسان کر زندگی میری اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو مجھکو پس پوچھا آنحضرت نے کہ کیا کہا تو نے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ کہا تھا پس مارا آنحضرت نے اوس علی کو اپنے پانون سے اور فرمایا کہ اے میرے خدا عافیت دی تو اوس علی کو یا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفا دے تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہین کہ ہمکو وہ شکایت درد کی نہین ہوئی

بعد اُسکے کبھو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی اوسوقت
مین ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم مین تھے کہ مرنا اور شفا اور استحان ہر بات مین
راضی تھے مگر اُنحضرت کی شفقت کا یہ حال تھا کہ محض خیال مرگ کا حضرت علی کے
بسبب کمال جوش محبت کے آپ کو نہین تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۴ سے ظاہر
کہ جب حضرت علی کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرت دونون ہاتھ اوٹھاکر دعا
مانگتے تھے "اللّٰھم لا تمتنی حتی تریني علیا" یعنی نہ مار تو مجھکو بغیر اسکے کہ دکھلادے
تو مجھے علی کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بھی معلوم ہوئی کہ بندہ کو
حالت بیماری مین صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت وعن عائشۃ قالت کنا ازواج
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخطی مشیتہا من مشیۃ رسول
اللہ فلما رأھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم ساررھا فبکت بکاء شدیدا فلما
رای حزنہا ساررھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم سالتہا عما سارک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بما لی علیک من الحق لما اخبرتنی
قالت اما الان فنعم اما حین ساررنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان
یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد
اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رای جزعی ساررنی
الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء العالمین وفی روایۃ
فسارنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم ساررنی فاخبرنی اول اھلبیتہ اتبعہ فضحکت متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ہم لوگ بیبیان رسولخدا کی اوس رسول کے پاس تھے
کہ آئین فاطمہ جو کہ چال اونکی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہ کے پس جب یکہا اوس رسول
نے فاطمہ کو کہا رسول نے خوش ہوا ہی میرے بیٹی تب بٹھایا حضرت رسول نے اوسر فاطمہ کو اور کچھ
پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب رونے لگی فاطمہ پھر جب دیکھا پیغمبر خدا نے
نے حزن و ملال کو اوس فاطمہ کے تو راز مین بات کی اوسسے با دوم تب ہنسنے لگا
ہنس پڑین اوسپر جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا ہمنے اوس
فاطمہ سے کہ کیا وہ بات رازکی پیغمبر صاحب نے تجھسے کی فاطمہ نے کہا کہ نہیں
نہیت ہین کہ راز نبی کو افشا کرین پس جب مر گئے رسولخدا تو ہمنے کہا فاطمہ سے کہ
تجھکو قسم ہے ہمارے حق مادری کی کہ خبر دی تو مجھکو تب کہا فاطمہ نے ہان اب ہم
کہین گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہمسے سخن راز کہا تھا سو ہمنے وہ بات کہی
کہ جبرئیل ہمسے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال
مقابلہ کیا اوسنے دو مرتبہ اور ہم نہین دیکھتے ہین موت مگر یہ بات کہ تحقیق کہ وہ موت
نزدیک ہو گئی پس خدا سے تقوی کر تو اے فاطمہ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اچھے
سے ہین واسطے تیرے تب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بیقراری کو میرے
تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہین ہو اس بات سے کہ تم سردار ہو گے
عورتین اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت مین ہے کہ
کہا فاطمہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی مین کہ قبض روح اونکا ہو گا اوسکے درد
مین اور اوسی پوشیدگی مین ہمکو خبر دی کہ ہم اول اہلبیت کے ہین جو پیچھے جائینگے
اوس پیمبر کے تب ہنسے ہم متفق علیہ جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جہان پر کچھ
فضیلت اور خصوصیت علیؑ اور فاطمہؑ کی پائی جائیگی تو وہان پر سنی لوگ اپنے حضرت

Jabir.abbas@yahoo.com

ابو بکرؓ اور عائشہ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبد الحق صاحب نے
اس حدیث کی شرح مین فضل عائشہ کا بھی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر افضلیت
حضرت فاطمہ کو قبول کیا ہے۔

فصل ۳۳

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی وعن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی وفی روایۃ
یریبنی ما ارابھا ویؤذینی ما اذاھا متفق علیہ ترجمہ اور روایت
ہے مسور ابن مخرمہ سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ پارہ گوشت ہی مجھسے
پس جس شخص نے کہ غصہ دلایا اوس فاطمہ کو غصہ دلایا مجھکو۔ اور ایک روایت مین
ہی کہ ناخوش کرتی ہے مجھکو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اوس فاطمہ کو یا ایذا دیتی ہے مجھ
مجھکو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اوس فاطمہ کو متفق علیہ فقط شاہ عبد الحق صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت علی نے عوزا دختر ابو جہل سے شادی
اپنی چاہی تھی اور حضرت رسولخدا سے مشورہ چاہا تب آنحضرت نے یہ حدیث فرمائی
اور حضرت علی نے معذرت کی رسول سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نکرینگے کہ جس سے تو
ناخوش ہو ای رسولخدا کے مگر شاہ صاحب نسبت اس امر کے کیا فرماوینگے کہ حضرت فاطمہؓ
نے دعوی باغ فدک وغیرہ کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے
جو نوشتہ واگذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا سو حضرت عمر وہ کاغذ فاطمہ
سے لیکر کے حضرت ابو بکرؓ کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے
حضرت فاطمہؓ نے عہد کیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے تاحیات اپنی بات نکرینگے اور وصیت کی کہ
اونکے جنازہ پر ابو بکر نماز کو نہ آوین اور ویسا ہی ہوا سو اس قصہ و ناراضگی حضرت

فاطمہ کا تمامتر عیان ہی اور علاوہ اسکے بھی جو جو حالات بے پروائی نسبت حضرت فاطمہ
کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابوبکرؓ کے مذکور ہونگے۔

فصل ۳۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وسنۃ نبیا بن ارقم قال قام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ
واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس انما انا بشر یوشک ان
یاتینی رسول ربی فاجیبہ وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ
الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب
فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وفی روایۃ کتاب
اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدی ومن ترکہ کان علی الضلالۃ رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اوسنے کہ اوٹھے رسول اللہ ہم لوگون مین
خطبہ پڑھتے ہوے اوپر ایک مقام پانی کے کہ بولا جاتا ہی خم کر کے درمیان مکہ اور مدینہ کے
پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرت نے خدا کی اور وعظ فرمایا اور یاد الٰہی دلایا اور بعد اسکے فرمایا
کہ بعد حمد وثنا کے خبردار ہوا ے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہین کہ قریب ہی یہ کہ آوے
ایک بھیجا ہوا ہمارے رب کا اور ہم قبول کرین اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لینے کو
آوے اور ہم انتقال کرین اور چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین دو بھاری اور نفیس چیزون
کو کہ اول اون دونون کا کلام اللہ ہی کہ جسمین ہدایت ونور ہے پس لو تم لوگ کلام اللہ
کو اور مضبوط پکڑو اوسکو اور برانگیختہ کیا رسول خدا نے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا
اوسسے اور بعد اسکے کہا رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہی کہ یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون
کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے

اور ایک روایت مین ہی کہ کلام اللہ وہ رسّی خدا کی ہے کہ جو شخص تابعداری کرے
اوسکی سو ہوگا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اوس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص
اوپر گمراہی کے اور روایت کی اوسکو مسلم نے فقط اس حدیث سی معلوم ہوا کہ آنحضرت
نے دو چیز بزرگ واسطے ہم لوگون کے چھوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت سو
سُنّی لوگ اس اہلبیت کی معنی بتانے مین کیا قصور کرینگے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہین
کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سُنّت کی ہے سو یہ بات ہمکو صرف براہ اخذ سنیت کی
معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اسقدر ہی کہ قرآن اور اہلبیت دونون ایک سے
ہین یعنے کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سی معنی قرآن کا سمجھا جاتا ہے کہ جیسا اہلبیت ہون اور سول
کے ہین تو وہی لوگ معنی قرآن کا بھی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف اونکے دوسرے
لوگون کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہین ہے۔

فصل ۳۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللّٰھمّ انی احبّہ فاحبّہ متفق علیہ وعن
ابی ھریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی طائفۃ من
النّہار حتی اتی حباء فاطمۃ فقال اثمّ لکع اثمّ لکع یعنی حسنًا فلم یلبث ان جاء
یسعی حتی اعتنق کل واحد منہما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم اللّٰھمّ انی فاحبّہ واحبّ من یحبّہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت
ہے براء سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو درحالیکہ حسنؑ ابن علی اوپر دوش
اوس رسول کے تھی کہ کہتے تھی وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ مین دوست
رکھتا ہون اوس حسنؑ کو پس دوست رکھ تو اوس حسنؑ کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابوہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ نکلے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک قصہ مین دن کے یہانتک
پہونچے وہ رسول گھر کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس سول نے ایا وہان ہی چھوٹا بیٹا ایا وہان ہی
یعنی حسن پس دیر نہین ہوئی کہ آئے حسن دوڑتے ہوئے یہانتک کہ لپٹنے لگا ایک نے
دوسرے کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ ای میرے خدا تحقیق کہ مین دوست رکھتا ہون اوس حسن کو
پس تو دوست رکھ تو اوسکو اور دوست رکھ تو اوس شخص کو جو دوست رکھے اوسکو رواہ
فقط سنیون کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچھ خصوصیت نہین ہی بلکہ ایک طرح پر
سنیون کو اونکی طرف سے فراغ خاطر ہے کہ امام حسن نے خلافت اپنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ
جسقدر کہ امام حسن کو دوست رکھتا تھا سو اسی ایک امر سے ظاہر ہوگا کہ تاریخ الخمیس مین
چھاپہ مصر مین ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسن کی سنی تو اری خوشی کے اللہ
اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سے پوچھا کہ کیا تم فوت
پسر فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا ما کبرت شماتۃ ولکن ابتہاج قلبی
یعنے نہین تکبیر خوشی کی براہ شماتت نہین کی ہے ولیکن اس خبر سے دل کو سیر چین
ہوا یعنی دل کو ٹھنڈک ہوئی سبحان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسن ابن فاطمہ سے
آپکے دل کو راحت پہونچی ہے لعنت و نفرین ہے ایسے دل پر اور اوسوقت مین عموماً لوگون
کا دل اہلبیت کی طرف سے اسقدر پھر گیا تھا کہ حضرت امام حسن نے بوقت مرنے کے
یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسولخدا کے پاس لیجایئو اور اگر لوگ راضی ہون
تو غریب اوس روضہ مبارک کے دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو چنانچہ لاش امام
معصوم کی حسب وصیت کے قریب روضہ مبارک کے رکھی گئی اور لوگون کی طرف سے
اوس لاش پر خوب بارش تیرون کی ہوئی اور آخرکار حضرت عائشہ کا فتوی براہ
خلافت وعدئی سابق ایام حیات امام حسن کے یہ ہوا کہ زمین ملک اونکی آخر سودہ

راضی نہین ہین کہ اوس جگہہ مین حسنؑ ابن علی دفن ہون اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش مبارک وہانسے اوٹھاکر کے جنت البقیع مین دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسنؑ ابن فاطمہ کی ہوئی اور فن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہین جاتا کہ لاش پر بوچھا تیرون کی ہو اور حضرت امام حسنؑ کے حلم کا یہ حال ہے کہ جب آپ جعدہ بنت اشعث سے زہر کھلائی گئے اور پارہای دل وجگر آپکے ٹکڑے ہوکر نکلنے لگے تو حضرت امام حسینؑ نے پوچھا کہ شبہ زہر دینے کا آپکو کس شخص پر ہے تب آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا شبہ نہین کہہ سکتے ہین کہ اگر میرا شبہ نادرست ہو تو بار اوسکا ہمپر ہوگا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا ساتھ خدا کے ہی اور ایک روز کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے رہے مگر وہ خادم نہین بولا تب آپ خود اوٹھکر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہین جواب دینے کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہمکو آپکے حلم پر اعتماد تھا اسواسطے ہم نہین بولے اور آپ نے یہ جواب سنکر کے کچھ نہین کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک روز کی نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے کھولتا ہوا گرم پانی آپکے بدن پر گر پڑا تب آپنے نظر اوٹھاکر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا پڑھا والکاظمین الغیظ یعنی اور گھونٹنے والے غصہ کے تب آپ نے فرمایا کظمت یعنی گھونٹا ہمنے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعافین عن الناس یعنی معاف کرنے والے آدمیون کے تب آپ نے فرمایا عفوت یعنی معاف کیا ہمنے اسپر اوس غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنے والون کو تب آپ نے اوس غلام کو آزاد کیا اور چار سو دینار دیا اور یہ تمام آیت ۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسٹر جارج سیل اپنے ترجمہ انگریزی مین قرآن شریف کے صفحہ ۵۱ مین لکھتا ہی کہ یہ ایک عمدہ مثال حلم وفیاضی حسنؑ کی ہی اور آپکی ایثار اوس

سخاوت کا یہ حال ہی کہ آپ نے اپنی عمر مین تین بار تخلیہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا
یعنی تین بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بالکل مال اور اسباب اور گھر بار اپنا بیاد خدا
رکیکے خدا کے لئے دیدیا سبحان اللہ کیا شان اہلبیت کی ہے اور حلیہ اول ترجمہ اردو
تاریخ ابو الفدا حاکم حماۃ ملک شام صفحہ ۴۳ تا ۴۴ مین مذکور ہے کہ امام حسنؑ نے
ماہ ربیع الاول اور بقول بعضے ماہ ربیع الثانی اور بقول بعضے ماہ جمادی الاول ۴۱ھ
مین خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بدریافت خبر انتقال حضرت امام حسنؑ سے معاویہ
سجدہ شکر کا بجا لایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹۱
تا صفحہ ۲۹۳ مین مذکور ہی کہ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کے تسلیم خلافت معاویہ کے
ہوئی اور حضرت عائشہ نے وعدہ دفن ہونے امام حسنؑ کا روضہ آنحضرت مین خود امام حسنؑ
سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسنؑ کے امام حسینؑ سے بھی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر
انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے بدلیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسنؑ کو
اوس روضہ مبارک مین دفن ہونے نہ دیا۔

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکر قال رایت النبیؐ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ
وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین
من المسلمین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو اوپر منبر کے اور
حسن ابن علی اوس رسولخدا کے پہلو مین تھے اور وہ رسول کبھو متوجہ ہوتے تھے آدمیونکی
طرف اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہی اور امید ہی کہ خدا اوسکے وسیلہ سے

صلح کرادے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانون کے کہ خلافت میری تیس برس ہو روایت
کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس
حدیث سے پیشین گوئی متفرق ہونے مسلمانون کی دو فرقہ مین ہے کہ ایک فرقہ بطرف
امام حسنؑ اور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ مہینان بعد انتقال
حضرت علی منجملہ تیس برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسنؑ کے تھا سو یہ بات
واقعی درست ہی اسواسطے کہ انتقال پیغمبر خدا کا ماہ ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین ہوا تھا
کہ تیس برس کامل ماہ ربیع الاول ۴۱ سنہ مین ہوتا ہے اور انتقال حضرت علی علیہ السلام
کا بماہ رمضان ۴۰ سنہ کے واقع ہوا پس اوس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک
تیس برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طے کرکے
حضرت امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جو لکھتے ہین کہ صلح امام حسنؑ
کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنیت کے معلوم
ہوتی ہے اسواسطے کہ ہرگاہ معاویہ بعد تیس برس خلافت راشدہ کے ملک مغصوبی
یعنے بادشاہ گزندہ ہوا تو اوسکی صحت امارت مین گفتگو کرنی فضول ہے اسواسطے
کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلحنامہ خلع خلافت مین جو حضرت
امام حسنؑ نے ایک شرط یہ چاہی تھی کہ حضرت علی اونکے باپ پر گالی دینا بند کیا جاے سو اس شرط کو
معاویہ نے منظور نہین کیا اور آخر حضرت امام حسنؑ نے مجبور ہوکر یہ شرط چاہی کہ اونکے سامنے علی اونکے
باپ پر گالی نہو سو تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ نے
پورا نہین کیا اور ۵ لاکھ درہم کے خراج دینے کی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج کبھو امام حسنؑ کے پاس
نہین بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہین کہ دونون فرقون کا مسلمان ہونا ظاہر
ہوتا ہی سو اس بات پر کیا نازش سنیون کو ہی کہ جب کوئی لڑائی نہین ہوئی تو دونون

فرقہ کے مسلمان ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہی مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو اوسوقت
یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ معاویہ پر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا
نہین اور شاہ صاحب کو امارت معاویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ خلافت دوازدہ گانہ
مین خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہی کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال رایت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول
یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واھل بیتی
رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر
کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا
علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع مین اپنے
بروز عرفہ کے وہ اپنی اوٹنی قصوا پر خطبہ پڑھ رہی تھے پس سنا مینے اوس رسول کو کہتے
ہوی کہ اے لوگو مینے چھوڑی ہی تم لوگون مین وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو
ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری روایت کی
اسکو ترمذی نے اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے تحقیق
کہ ہم چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اوسکو تو ہرگز نہ بھٹکو
گے بعد میرے کہ ایک اون دونون کا بزرگ تر ہی دوسرے سے یعنی ایک کتاب خدا کی
ایک رسی ہے کھینچی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور

دونون چیزین آپس سے کبھی جدا نہونگی یہانتک کہ پہونچین مجھے دونون اوپر حوض کے
اب خیال رکھو کہ کسطرح سے معاملہ کروگے تم لوگ میرے ساتھ اون دونون امرون مین
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت مین عترت کے معنی خویشان اور نزدیکان کے ہین
اور اہلبیت سے علیؑ اور فاطمہ وحسنؑ حسینؑ مراد ہین یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز ہے
اور تفصیل اوسکی اوپر کی فصلون مین ہوچکی ہے مگر شاہ صاحب کی دلیری قابل
لحاظ کے ہے کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح
مین بھی اوسی بات کو اعادہ کرتے ہین کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اخذ سنت
کے ہے پس جبکہ اہلبیت سے اخذ سنت مراد لیا تو اب بیچارے شیعہ لوگ کیا کرینگے۔

فصل ۳۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم قال لعلیؑ وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن
سالمتم رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس
جابر سے کہ تحقیق کہ رسولخدا نے کہا واسطے علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کہ ہمکو
جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگون سے اور ہمکو صلح ہے اوس
شخص سے کہ جو صلح رکھے اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط انتہا
جو ساتھ حضرت علی کے برابر لڑتا رہا سو سنی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ
کرکے بہ نسبت معاویہ کے کیا فرماوینگے۔

فصل ۳۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عبد المطلب ابن ربیعۃ
ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغضبا وانا عندہ

فقال ما اغضبك قال يا رسول الله ما كنا ولقريش اذا تلاقوا بينهم تلاقوا بوجوه مبشرة
واذا لقونا لقونا بغير ذلك فغضب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى احمر
وجهه ثم قال والذي نفسي بيده لا يدخل قلب الرجل الايمان حتى يحبكم الله ولرسوله
ثم قال ايها الناس من اذى عمي فقد افاني فانما عم الرجل صنو ابيه رواه الترمذي
ترجمہ اور روایت ہی عبد المطلب ابن ربیعہ سے کہ تحقیق کہ عباس پہونچے رسول خدا کے
پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے
کس چیز نے غصہ دلایا تجھکو تب کہا عباس نے ای رسول خدا کے کیا حال ہی درمیان
ہمارے لوگ ہاشمیون کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہین وی قریش لوگ
آپسمین تو ملاقات کرتے ہین وے لوگ ساتھ خوش خوش چہرون کے اور جب ملاقات
کرتے ہین وے لوگ ہمارے لوگ ہاشمیون سے تو ملاقات کرتے ہین وی لوگ ہم لوگ ہاشمیون
سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب مین آئے پیغمبر خدا یہانتک کہ سرخ ہوگیا
چہرہ آپکا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے
کہ نہین داخل ہوگا دل کو آدمی کے ایمان یہانتک کہ دوست رکہی وہ شخص تم لوگون
کو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگون جو شخص
ایذا دے چچا کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوسنے مجھکو کیونکہ چچا آدمی کا ایک
ہمشاخ اوسکے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس اور رہن
عباس وغیرہ ہاشمیون سے سنیون کو کچھ خصوصیت نہین ہے مگر غرض نقل کرنے
اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکہلایا جاے کہ اون لوگون کو کیا
معاملہ کشش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیون کے تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۲
سے بہی ظاہر ہوتا ہی کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگون نے کہا کہ مشورہ رسولخدا کا ساتھ چچیرے بھائی اوسکے طول ہوا کہ اوسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علی کے ہمنے نہین کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی ساتھ حضرت علی اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو بیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا اوپر حضرت ابوبکر ایک قریشی کے بلا انتظار موافقت رائے حضرت علی کے خود قرین قیاس ہے

فصل ۴۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ الاف وخمسمائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ الاف فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضلت اسامۃ علی فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منک فاثرت حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی حبی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اُسامہ ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنی باپ یعنی حضرت عمر رضہ سے کہ کسواسطے تفضیل دی تونے اسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہین سبقت لیگیا اُسامہ اوپر میرے کسی جہاد مین تب کہا حضرت عمر نے کہ بدینوجہ کہ زید باپ اُسامہ کا محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی ہمسے اور اُسامہ محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس تجھسے پس ترجیح دی ہمنے حب رسول خدا کو اوپر حب اپنی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۲۲ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین خلق خدا

کے حضرت علی تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ باقرار حضرت عمرؓ کے زید باپ اسامہ کے محبوب تر رسولخدا کے حضرت عمرؓ سے تھی پس حضرت عمرؓ کو حضرت علی سے کیا مقابلہ ہے۔

فصل ۴۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذر قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی ابی ذر سے کہ کہا اوسنے درحالیکہ پکڑے ہوے تھا دروازہ کعبہ کو کہ سنا ہمنے حضرت نبی کو کہتے ہوے کہ خبردار رہو کہ تحقیق کہ مثل اہلبیت کے میرے تملوگون مین مثل کشتی نوح کے ہی کہ جو شخص چڑہا اوس کشتی نوح کو تو نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح مین تو ہلاک ہوا وہ فقط یہ حدیث تبائید حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہی۔

فصل ۴۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ وما رایتھا ولکن کان یکثر ذکرھا ویما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاء ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کان لم تکن فی الدنیا امرءۃ الا خدیجۃ فیقول انھا کانت وکانت وکان لی منھا ولد متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ہمنے نہین رشک کیا اوپر کسی زوجات نبی کے جیسا کہ رشک کیا ہمنے اوپر خدیجہ کے حالانکہ ہمنے نہین دیکھا اوس خدیجہ کو اور لاکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

کیا کرتے تھے اور اکثر ذبح کرتے تھے بکری کو اور ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اوسکو تب بھیجتے تھے
اون ٹکڑون کو عورات دوستان خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتے تھے رسولخدا کو کہ گویا نتھے
دنیا مین کوئی عورت مگر خدیجہ پس کہتے تھے وہ رسول کہ ہان وہ ایسی تھی اور ایسی تھی
اور ہمکو اوس سے اولاد ہوئی تتفق علیہ فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا
کی خدیجہ بنت خویلد تھین کہ بکی حیات مین آپنی کوئی دوسری بی بی نہین کی اور
خدیجہ ایک بیوہ دولتمند تھین کہ اونکے کارخانہ تجارت مین حضرت پیغمبر خدا نوکر ہوے
اور مال تجارت کا اونکا لیکر گئے ملک شام کو گئے اور واسطے اوس بی بی کے
فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپکی دیانت اور ہوشیاری سے راضی ہوکر کے
حضرت رسولخدا سے نکاح پڑھنے کی تکلف سے کیا اور بہت کھانا لوگون کو کھلایا اور
اوسوقت حضرت رسولخدا کا سن پچیس برس کا تھا اور
بہت روز تک زندہ رہکر کے تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور اوسوقت
مین سن شریف حضرت پیغمبر خدا کا پینسٹھ برس کے تھا اور
حضرت خدیجہ کا زندگی تک آپنی کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آپنے عقد مین
تمام مال اور دولت حضرت خدیجہ کا راہ خدا مین خرچ کر ڈالا اور اس مقام مین مستر گرین
وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف وفاداری حضرت رسولخدا
کی اسطرح پر کرتے ہین کہ باوصف اختلاف مقدور و اختلاف سن کے حضرت رسول نے
آخر عمر خدیجہ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو کبھو اتفاق ملال کرنے
کا اپنی پسند پر نہین ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہ کا زیبا از حد قیاس بشری
دیکھا جاتا ہی کہ ایسی وفاداری اور پاس شکرگذاری امکان عام بشری سے خارج ہی
اور بعد انتقال خدیجہ کے جو کثرت زوجات اور سراری یعنی لونڈیون کی ہوئی کہ بعد

شمار قطار بیبیون کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اوسکے حسن سلوکات
کو یاد کرتے رہی سو اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو تسکین آپکو حضرت خدیجہ سے
تھی سو وہ بات کسی بی بی سے حاصل نہین ہوئی اور یہ امر کسقدر نشان محبت و وفاداری
کا ہی کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یاد مین بکری ذبح کرکے گوشت اوسکا دوستانہ
اون عورتون کو تقسیم کیا کرتے تھے کہ جن عورتون کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت
تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جسقدر عدو مین بڑھین سو بڑھین مگر حضرت
رسولخدا کے دل سے کبھو یاد اونکی محو سہو نہین ہوئی اور حضرت عائشہ کو جو کچھ کہ
رشک خدیجہ سے تھا سو اوسکو حضرت عائشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نباہا اور
مسٹر گبن مورخ دہریہ خوب لکھتا ہی کہ علی کو حصول خلافت مین بوجہ سازش کاری
عائشہ کے تین بار شکست ہوئی اور ظاہر ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ چہارم
مین ملی مگر اوسکا بھی انجام بوجہ سازش کاری عائشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عائشہ
طلحہ اور زبیر رضہ کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑین اور کرتہ خون الودہ حضرت
عثمان رضہ کا دمشق مین معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسنؑ کو باوصف وعدہ
سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہین دیا مگر حیا اور وفاداری
حضرت علی کی قابل یاد رکھنے کے ہی کہ جنگ جمل مین بمقابلہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی
نے فرمایا کہ تم لوگون کو شرم نہین آتی ہے کہ تم لوگون کی بیبیان تو پردہ مین ہون
اور پیغمبر خدا کی بی بی میدان جنگ مین بے پردہ آوی اور آخر اوس لڑائی مین جب
حضرت عائشہ اونٹ پر سے اوتاری گئین تو حضرت عائشہ کو عزت اور آبرو کے
ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کردیا اور اس لڑائی مین جسقدر لوگ کہ بطرف عائشہ کے مارے گئے
سو اون لوگون پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوسیطرح پر ہمکو بھی ادب ساتھ

Jabir.abbas@yahoo.com

حضرت عائشہ کے ہی اور شک نہین ہی کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت
رسولخدا کی تھین اور بنظر رفع وحشت مسلمانان انگریزی وان کے یہ بات بھی قابل ذکر
ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اسقدر بیبیان اور لونڈیان ہوئین سو بلا لحظہ دیگر حالات
اور صفات نبوت حضرت رسولخدا کے اس تعدد ازواج کو ویسا ہی سمجھنا چاہیے کہ جیسے
حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ کو تعدد ازواج اور لونڈیون
کا تھا مگر شک نہین ہے کہ یہ تعدد ازواج در اصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا
چنانچہ ایک حدیث مین خود حضرت عائشہ سے روایت ہی وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْہِ عَائِشَۃُ وَصَفِیَّۃُ وَحَفْصَۃُ
وَسَوْدَۃُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَۃَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ تحقیق
کہ بیبیان رسول خدا کی دو گروہ تھین کہ ایک گروہ مین عائشہ اور صفیہؓ وحفصہؓ
سودہ تھین اور دوسرے گروہ مین اُم سلمہ اور باقی حورتین رسولخدا کی تھین پس حضرت
ام سلمہ کا بطرف اہلبیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے
چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶- مین بھی مذکور ہوا ہے اور ہر گاہ بعد انتقال حضرت
رسولخدا کے عائشہ بیٹی ابوبکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زمانہ مکان مین موجود
تھین تو خلیفہ قرار پانا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت خم غدیر
نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مر چکی تھین اور
اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہین ہے -

فصل ۴۳

بیت - ہی ضرورت کہ کرون ذکر عدو — کہ جہان گل ہے وہان خار بھی ہو

یعنی کہ اس فصل میں بضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہو اسطرح پر کہ
حدیث ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان سنہ ۱۴۰ھ کے ہوکے
بہت طور ہوئی ہو مثلاً فلانے نے سنا فلانے سے کہ اوسنے سنا مثلاً اپنے دادا سے کہ اوسنے
سنا حضرت رسول سے کہ فرمایا رسول نے کہ ان الحسنات تذھبن السیئات
یعنی نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں پھر رسول کو غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سنی سنائی
باتوں پر قرار پائی پھر جو وہ سنا بعد حضرت رسول کے ہو اور یہی وجہ ہو کہ کوئی
دلیل قطعی نہ ظنی نماز کا بھی اوسوقت تک متعین نہیں ہے اور اسطرح پر کوئی
دوسرا مسئلہ بھی واضح متعین کے نہیں ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ اربعہ
ابو حنیفہ و شافعی و مالک و حنبل وغیرہم کا ہوا یہانتک کہ تاریخ انتقال حضرت
رسول سے سو ۱۰۰ برس تک صاف و بلا اختلاف طرح پر معلوم نہیں ہے اور بجرد انتقال حضرت
رسول کے بیس ۲۰ برس کے اندر ابوبکر سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علی و
[illegible] حضرت کے گئے اور امارت معاویہ پر قائم کرکے نوبت قتل امام حسین
[illegible] اور پھر امارت یزید حکومت بنی امیہ و مروانیوں کے زمانہ حکومت عباسیوں
کا ہوا پس ایسی حالت میں جو کچھ احادیث کہ بشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع
کیجائیں بہت تھوڑا ہی اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لوگوں نے بعلت
روایت کرنے احادیث مناقب بشان علی علیہ السلام اور نہیں روایت کرنے
کوئی حدیث بشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کرکے مار ڈالا مگر باوصف ان سب
باتوں کے بہت غنیمت ہی کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہیں اور جو چھ
ہیں سو بوضع حدیث موضوع کے ہیں چنانچہ اونمیں سے ایک حدیث موضوع
جو ذیل ہے مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب

وعن عبد الرحمن بن عميرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا واهد به رواه الترمذي وتمكن له في البلاد ۔ ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن عمیرہ سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بحق معاویہ کے کہ ای میرے خدا بنا تو اوس معاویہ کو ہادی اور مہدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگون کو بذریعہ اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے اور متمکن کر اوسکو شہرہای اسلام مین فقط سو اس حدیث کے موضوع ہونے مین کچھ شک نہین ہے چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا عبد الرحمن صحابیون مین ثابت نہین ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعضون نے کہا ہی کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اوس سی ترمذی نے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب سفر السعادت کے لکھتے ہین کہ محدثون نے کہا ہی کہ فضیل معاویہ مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور جامع الاصول مین مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشی گری پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہین ہے اور اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسنؑ کے تمام مکر و فریب سی معمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہی تو ایسی شخص کے حق مین ایسی دعا نہین ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی مثال ساتھ جودس اسقراطی کے بہت درست ہی کہ وہ ای[illegible] مین سے حضرت مسیح کے تھا کہ جن حواریون کو حضرت مسیح نے اپنا [illegible] کر کے [illegible] مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونمین سے اس [illegible] اسقراطی [illegible]

مسیح کو پکڑوا دیا پس اسیطرح پر معاویہ بھی بطور ایک صحابی مرتد کے خیال کیا جا سکتا ہے
جیساکہ عبداللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہوگیا ہی اور ہمکو
معلوم نہین ہوتا کہ سُنی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ بر سر نفاق کے کس مصلحت سے
معاویہ کی حمایت کر کے صرف خاطی یا غی پر اکتفا کرتے ہین مگر شاید یہ مصلحت ہو کہ
جب معاویہ پر زبان بند کی جاے تو آگے بڑھکر خلفاء ثلثہ کا حال نہین کہا جائیگا
غرض تمام اہتمام اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک چور رہا ہے
ہے اور یہ قول سنیون کا کہ معاویہ پر کف اللسان یعنی زبان بند ہوا در مشاجرات
یعنی اختلافات صحابہ کا نہین دیکھا جاے سو ظاہرا اسی مصلحت سے ہوگا کہ اندھے
بغلے کیطرح پر بے دیکھے بھالے اصل حالات کے قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر رضہ
ثم عمر رضہ ثم عثمان رضہ ثم علی رضہ کو ہم لوگ بطور آمنا و صدقنا کے مان لین اور مثنوی مولانا
روم مین جو قصہ معاویہ کا لکھا ہی کہ شیطان نے اوسکو واسطے نماز صبح کے اوٹھا
دیا سو خود فرات شریف راوی اس قصہ کے ہونگے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو
ایک لطف خاص اس قصہ مین یہ ہی کہ ہم لوگ یعنی شیطان کے صرف اسقدر
جانتے ہین کہ الذی یوسوس فی صدور الناس یعنے وہ خناس جو کہ آدمیون کے
دلون مین وسوسہ ڈالتا ہی سو معاویہ صاحب کو شیطان سے ہمچشمی کی ملاقات
ہے اور لقب خال المومنین یعنی مامون کا خطاب جو بوجہ بھائی ہونے حضرت
ام حبیبہ مادر مومنین کے دیا جاتا ہی سو کیا ضرورت اس بات کی ہی اور اس رشتہ سے
تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بھی نانا ایسے لوگون کا ہوا اور شاید یہی مناسبت
ہوگی کہ سنیان معاویہ شاہی کو بہت مشابہت صفات یہود کی ہے اور قوم سادات
بنی فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ کو خصوصاً ایسی سوتیلے مامون سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ سادات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک سانپ مامون کہا جا سکتا ہے۔

حکیم سنائی

پسر ہند اگرچہ خال من است — دوستی دیم بکارے نیست
ور نوشت او خطے زہر رسول — بر خطش نیز افتخارے نیست
در مقامے کہ شیر مردانند — از خط و خال اعتبارے نیست

الفوز

دوستدار پسر ہند مدار — گر نہ او سبط پیغمبر باشد
پدر او لبیہ و ندانی کیست — مادر او جگر عم پیغمبر باشد
او بناحق حق دامن بگرفت — پسر او سر فرزند پیغمبر باشد

مؤلف این رسالہ

معاویہ کہ بنوشت سوے مکر و فریب — چرا روم پے تاویل ہا دو مذہب
بعناد و کین است صریح و جا او بہ شیب — من خطا و زشت او را چہ گویم

دیگر از مؤلف مذکور

بحب شاہ ولایت کہ حب او مقصود — ہزار بار بگویم معاویہ مردود

فصل ۴۴

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و الہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء و رفقاء و اعطیت انا اربعۃ عشر فقلنا من ہم فقال انا و ابنای و جعفر و حمزۃ و ابوبکر و عمر و مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبداللہ بن مسعود و ابوذر و المقداد رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا

کہ بتحقیق کہ واسطے ہر ایک نبی کے ہین سات نجیب اور رقیب لوگ اور دیا گیا مجھکو
چودہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگون نے پوچھا کہ کون ہین وہ لوگ تب فرمایا اوس
رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور
عمر اور مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبداللہ ابن مسعود و ابوذر و مقداد
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کی یہ ہے کہ چودہ اصحاب
کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اوس مین سے حضرت علی و امام حسنؑ
و امام حسینؑ و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر و ابوذر و مقداد نہ
کسان یقیناً شریک بیعت حضرت ابوبکر کے نہین تھے اور علاوہ انکے زبیر اور براء
وغیرہم اجلہ صحابہ جو کہ شریک بیعت حضرت ابوبکرؓ کے نہین ہوے تھے سو
تفصیل اونکی بذکر بحث خلافت کے کیجائی گی ۔

فصل ۵۴

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و
اھتدوا بھدی عمار و تمسکوا بعھد ابن ام عبد و فی روایۃ حذیفۃ ما
حدثکم ابن مسعود فصدقوہ و تمسکوا بعھد ابن ام عبد رواہ الترمذی
ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے کہ بتحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اقتدا
کرو تم لوگ ساتھ اون لوگون کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب سے میرے یعنی ساتھ
ابوبکر اور عمرؓ کے اور ہدایت پاؤ تم لوگ ساتھ ہدایت عمار کے اور تمسک پکڑو تم لوگ
ساتھ قول و عہد ابن ام عبد یعنی عبداللہ ابن مسعود کے اور روایت من حذیفہ
کے ہی کہ جو کچھ حدیث بیان کرے تم لوگون سے ابن مسعود پس تصدیق کرو اوسکو

اور تمسک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے روایت کے
اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمر رض کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہین
ہو سکتا ہی مگر یہ حدیث بمقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلا فصل
کے نہین ہو سکتی ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہی مگر مولی ہونا
دوسری بات ہی اور اقتدا سے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کر کے ہی پس اگر لفظ اقتدا کی
دلیل حقیت خلافت ابو بکر و عمر رض کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن
یاسر کی ہو سکتی ہے اور جو ارشاد راہ چلنے کا ہے سو عمار ابن یاسر شریک خلافت
حضرت ابو بکر کے نہین ہوے بلکہ بطرف حضرت علی کے ہو کر کے بمقابلہ معاویہ کے
شہید ہوے اور جب قاتل عمار کے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا
کافر ہے تو معاویہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اونے
عمار کو لڑائی مین بھیجا اور اوسپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہون تو
حضرت رسول قاتل حضرت حمزہ کی ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ مین ابو سفیان
پدر معاویہ کے بھیجا تھا۔

فصل ۴۶

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی وعمار وسلمان رواہ
الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا کہ تحقیقکہ رسول اللہ نے فرمایا
کہ تحقیقکہ جنت مشتاق ہی تین آدمی کی یعنے علی اور عمار اور سلمان کی روایت
کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینون آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریک بیعت
خلافت حضرت ابو بکر رض کے نہین تھے۔

فصل ۴۷

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یارسول اللہ سمہم لنا قال علی منہم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے حکم دیا مجھکو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی مجھکو اس بات کی کہ تحقیقکہ وہ اللہ دوست رکھتا ہی اون سبھون کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام تبلائین اون لوگون کا واسطے ہم لوگون کے تب آپ نے فرمایا کہ علی اونمین سے ہی اور اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابوذر و مقداد و سلمان ہی سو اللہ نے حکم دیا ساتھ محبت اون لوگون کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہی اون سبھون کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ چار بزرگان شریک بیعت خلافت حضرت ابوبکرؓ کے نہین تھے اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علی کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے

فصل ۴۸

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر یقول ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسنے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سید یعنی سردار ہم لوگون کا ہے اور آزاد کیا اونسنے سردار کو ہم لوگون کے یعنی بلال کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث سی جو حضرت عمرؓ کا سید سردار قبول کرنا حضرت بلال کا ظاہر ہوتا ہی سو یہ امر اوپر خوبی مزاج حضرت عمر کے دلالت کرتا ہی اور اسطرح سے

حدیث مندرجہ فصل ۴۸ کے بھی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ جسمین حضرت عمرؓ نے قبول کیا ہے کہ زید باپ اُسامہ کے محبوب تر نزد یک رسولخدا کے بہ نسبت خود اونکے تھے اور شک نہین ہے کہ حضرت عمر بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات مین تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اوسکی فصل مندرجہ ۳۹ مین مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علیؑ ہاشمی سے برابر رہی یعنے حضرت علی کو جو بروز خم غدیر کے مولیٰ قبول کرکے مبارکباد دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسول کے حضرت علی کو تمامتر بھول گئے اور کچھ اونکو سیّد یعنی سردار اپنا قبول نہین کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابوبکر اور دعوے باغ فدک اور عقد ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سے کہ حضرت عمر نے بدرخی ساتھ حضرت علی کے کی ہے سو یہ حال سب آیندہ اپنے اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ بیت

اے ابر تو مکۂ و سنا مین برسا	افسوس کہ تو نہ کربلا مین برسا

فصل ۴۹

بیت

حسن یوسف ید بیضا دم عیسیٰ داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

ہم نہین سمجھتے ہین کہ واسطے اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلاثہؓ کے سنیون کو اوپر احادیث مناقب قریش و مہاجرین و صحابہ و عشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ سب صفت تو حضرت علی مین بھی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علی کے کہ اونکی صفات ہاشمی ہونے مین و اخوت بارسول و زوجیت بتول وغیرہ مین کوئی دوسری صحابہ شریک نہین ہین اور سنیان جو اصحاب کو بدلیل حدیث من سلک علی طریقۃ فھوالی کے داخل آل سمجھتے ہین سو خود آل ہونا ایک بات ہی اور

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آل ہونا ایک دوسری بات ہی اور کیا مفہوم آل اور داخل
آل کا کبھو ایک ہو سکتا ہی بلکہ خود اس بات سی کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے
داخل آل سمجھے جائین کسقدر بزرگی خود آل کی ترقی کرتی ہے بہرحال اب کچھ احادیث
مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہین کہ اوس شرف وکمال مین حضرت علی
بدرجہ اعلی داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ہریرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال النّاس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم
تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوہریرہ سے
کہ آدمی لوگ تابع ہین قریش کے اس امر مین مسلمان قریش کے تابع ہین مسلمان قریش کے
اور کافر قریش کے تابع ہین کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے
اس مقام مین شرح مشکوۃ شریف کے حاشیہ پر جو رائے ہماری بقلم خاص ہمارے
حسب ذیل لکھی ہوئی ہے سو ابتک ہم ساتھ اپنی رائے سابق کے متفق ہین۔
حضرت علی علیہ السلام وامامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک اند
علاوہ دیگر صفات خاصہ آنہاکہ دیگرے شریک بدان نیستند اور جب صحابی انصار
نے امیر منّا وامیر منکم کہکر کے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار مین سے
اور ایک خلیفہ قریش مین سے ہو تو مہاجرین قریش بدلیل قرابت
قریشی ہونے کے انصار پر غالب آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علی رض نے اپنی طلب حق خلافت مین
فرمایا کہ تم لوگون نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصاف
پایا یا تو وہی انصاف ہمکو دو کہ علاوہ ہمارے قریشی ہونے کے ہمکو جزئیت
رسول سے ہی اور قرآن شریف ہمارے گھر مین نازل ہوا اور اوسکے احکام سی ہم عالم ترین

فصل ۵

بیت

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام | بسیار خوبان دیدہ ام لیکن نہ چشمی دیگری

اگر حضرت علیؑ کو خلافت ظاہری سی سال کی بلا فصل نہیں ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان آپکا نہیں ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جو ہی سو قیامت تک ہی اور اوسمین آپ اول امام ہین اور اوس سلسلہ مین کچھ فاصلہ اور وہ بھی غیر لوگون کا نہین ہے اور اس سلسلہ مین حکومت آپکی دل وجان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت مین منحصر ہے وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال الامر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ او یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن سمرۃ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے حضرت رسولؐ کو کہتے ہوے کہ ہمیشہ رہیگا اسلام معزز بارہ خلیفہ تک کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ ہمیشہ رہیگا معاملہ لوگونکا جاری جبتک کہ والی ہون اون لوگون کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم ہو قیامت یا ہون اوپر اون لوگون کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہون متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث سے بخوبی تمام ثابت ہی کہ جو حضرت علیؑ سے حضرت امام مہدی تک یہ سلسلہ پہونچتا ہے — حسب ذیل حضرت علیؑ حضرت امام حسنؑ حضرت امام حسینؑ حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقرؑ۔ حضرت امام جعفر صادقؑ۔ حضرت امام
موسی کاظمؑ۔ حضرت امام علی رضاؑ۔ حضرت امام جوادؑ تقی۔ حضرت امام نقیؑ حضرت
امام عسکری۔ حضرت امام مہدی علیہم السلام۔ چنانچہ مطابق اسی ترتیب دوازدہ
امام کے ایک درود بھی درمیان سنیون کے حسب ذیل جاری ہی کہ تقریبات عرس
وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد النبی
الامی الطاہر الذکی الذی کان علیا فی درجاتہ حسنا فی صفاتہ شہیدا فی
تجلیاتہ۔ زین العابدین باقر علم الاولین والاخرین صادقا فی اقوالہ کاظما
فی جمیع احوالہ متمکنا فی مقام الرضاء جوادا کفہ عند العطاء ھادیا الی
سبیل النجاۃ عسکریا مع الغرابت مہدیا الی طریق الثقلین غیاث المستغیثین
صلوات اللہ علیہ علیہم اجمعین اور اگر یہ حدیث بشان دوازدہ امام کے قائم نہ کیجاے
تو پھیر بنیاد اقرار دوازدہ امام کی سنیون کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیون پر اس
حال مین ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابوبکر سے چھہات
مہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور اس حدیث سے خلافت
حقیقی حضرت مولی علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے تو اونکے سعادیہ
کسی قسم خلافت مین شمار نہین ہوے اور اونکے سعادیہ بعد تیس برس خلافت
ظاہری کے صرف ایک ملک عضوض یعنی بادشاہ گزندہ باقی رہے اور دوسری
قباحت یہ ہی کہ حضرت علی خلافت سی سالہ مین خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی تمامیات
مین خلیفہ اول قرار پاتے ہین اور اس حال مین حضرت علی دونون قسم خلافت
مین وارد ہین سو خود سنی لوگ حضرت علی کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام خلفاء
ثلثہ کے خطاب کرم اللہ وجہ کا دیتے ہین پس جیسا کہ دوہرا خطاب دیتے ہین سو اسطرح

اگر خلافت بھی دوہری ہوئی تو کیا مضائقہ ہی اور حدیث بین النظر الی وجہ علیؑ لھجنۃ عبادۃ واقع ہی یعنے کہ نظر کرنا طرف چہرہ علیؑ کے محبت سی عبادت ہی پس جسکے چہرہ کو محبت سی دیکھنا بروایت خود حضرت ابوبکرؓ کے عبادت ہو تو دوہری خلافت کا ہونا ایک ایسے شخص کو کیا بیجا ہے اور سنیون کو اس بات سی تحمل و تسکین کر لینا ضرور ہی کہ مجبوری مین کیا کرنا ہوگا اسواسطے کہ جو کچھ کوشش علماے اہلسنت کی واسطے اس بات کی ہو کہ تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کیجاے سو وہ تمام کوشش رائگان ہوتے ہے اور کوئی بات درست نہین بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث مین لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہین تھی سو یہ خیال بھی محض فضول ہے اسواسطے کہ بمقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری معاویہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب عہد عتیق مین جو پیشین کوئی حضرت مسیحؑ کی بہ نشان بادشاہ یہود ان کے ہی تو کیا بوجہ نہین ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئیان نسبت حضرت مسیحؑ کے باطل ہو سکتی ہین سو اوسیطرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری کی نہین ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین جو کچھ لکھا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعض طرق مین اس حدیث کی آیا ہے ثم ابوبکرہ لا یلبث الا قلیلا یعنی ابوبکر نہین ٹھہریگا مگر تھوڑے روز مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہین کہ اس حدیث سی بارہ خلیفہ ہونا چاہیے کہ جنسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابوبکرؓ ان بارہ خلیفون مین داخل ہون تو امراے جور و فساد کے داخل ان بارہ خلیفون کے ہوتے ہین اور حالانکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا واقع ہی یعنی

کہ خلافت ابد ہمارے تئین پر بس ہے اور بعد اوسکے بادشاہ گزیدہ ہوگا اور اس
حاشیہ کے حدیث پیشین پر بس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہو سو اس
رائے پر تئین ہم اب تک قائم ہین ہر گاہ باجماع علماء اہل سنت مدار خلافت حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ بر نص پس عبارت و ابو بکر لا یلبث الا قلیلا
ضمیمہ حدیث نتوان شد۔ اگر باشد یزید ہم دران داخل خواہد بود اور شاہ صاحب
نے جو اسے جور و فساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوسپر حاشیہ ہمارا اب
ذیل ہے ابا یزید وغیرہ از بنی امیہ از اہل خلافت نبودند کہ شارح رحمۃ اللہ علیہ
حرف ذکر بنی مروان اکتفا فرمودند۔ اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ توجیہ ہین اس
حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہی کہ جنکی سلطنت بی نزاع
اور اختلاف کے ہو سو اس حساب سے ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان
بارہوان خلیفہ ہوتا ہی کہ اوسکے وقت مین فتنہ ہوا اور اوسکو مار ڈالا اور شاہ صاحب
اس توجیہ مین خارج ہونا بعض خلیفون کا دائرہ عدل و احسان سے روا رکھتے ہین
مگر یہ ایک عجب طرح کی توجیہ ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت مین ہزارون آدمی جنگ جمل
اور صفین اور نہروان مین مارے گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف
نہین سمجھتے ہین اور یہ ایک عجب حساب ہی کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفاے
دوازدہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام
کی ہوئی اور بجاے قائم کرنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اوسکی
تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے ؎

سال تقلش بگفت غمگینے * * * سر دین را بریبے دینے

بہرحال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجیہ کو نامعقول سمجھتے ہین تو اسواسطے کچھ

زیادہ تر حاجت تردید اس توجیہ کی نہین ہے دوم یہ کہ مراد خلفای عادل وامرای صالح سے ہی کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہون مگر شاہ صاحب نام بتلانے سے اپنے سب خلفای عادل کے تمامتر عاجز ہین - سوم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد موت امام مہدی ہونگے کہ اون بارہ مین سے پانچ اولاد امام حسن کے اور [illegible] امام حسین شہید کے اور بعد اونکے پھر دو اول و امام حسن کی مین ا- شاہ صاحب لکھتے ہین کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ توجیہ [illegible] ظاہر اسیاق اس حدیث کا ایسا نہین معلوم ہوتا کہ ابتدا [illegible] امام مہدی کے ایسے بارہ خلیفہ ہون - چہارم یہ کہ مراد بارہ خلیفون سے یہ ہی کہ دو بارہ خلیفہ ایک وقت مین ہون مگر شاہ صاحب کچھ نشان نہین دیتے ہین کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ مین اور کہان پر ہوے افسوس ہے اہ اسقدر توجیہات پریشان شاہ صاحب کی لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق رہے ا ان بارہ خلیفہ سے دوازدہ امام حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک مراد ہین اور کیونکر اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوے کہ اس توجیہ مین مزید فضیلت حضرت علیؑ اور اونکے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہی کہ ان بارہ خلفا سے بھی دوازدہ امام مراد ہین -

فصل ۱۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال مات النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیف وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ کہا اوسنے کہ مرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم درحالیکہ کراہت رکھتے تھے تین

تبعیض سے فرمائش کرکے تدوین بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کی آملو
شرع نبوی فقط معلوم ہوکہ سبب ابن یوسف ظالم مشہور قبایح تدوین ثابت ہے
اوسیلمہ کذاب یا ابن حنیفہ یمن سے بنا اور دلال بنی امیہ کی کوئی شارع
عبداللہ بن زیاد کی وہی ہے کہ بوقت قتل امام حسین علیہ السلام کی سخنان
اوسپر شاہ عبدالحق صاحب کہ اتعجب ہوکہ اوس راوی کو یزید کو کہ واسطے
شمار نہین کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ باقی بنی اُمیہ سے بھی اثر کلام
قصور نہین کیا یزید اور عبداللہ بن زیاد وقوف ہو مگر ہے تعجب ہوکہ شاہ صاحب
نے صراحۃ معاویہ کو کیون نہین یاد کیا کہ معاویہ تو یزید کا بھی باپ تھا اور
شاہ صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت رسول نے خطاب میں فرمایا
کہ منبر سے اوپر منبر شریف آپ کے کہیل کر رہے ہین اور آپ سے فرمایا
بندرون کی بنی امیہ سے کی۔

فصل ۵۲

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمین بھی حضرت علیؑ
داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ عن ابی سعید
الخدری قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لاتسبوا اصحابی فلو ان
احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ منفق علیہ
ترجمہ اور روایت ہو ابوسعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ مت گالی دو تم لوگ اصحاب کو میرے کسواسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ
کوئی ایک تم مین سے راہ خدا مین خرچ کیا سونا مثل پہاڑ اُحد کے تو نہین
پہونچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیون کے اور نہ نصف اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر معاویہ نے اوپر حضرت علیؑ کے لعن وگالی بے تکلف جاری کیا اور
نام صاحب صحابی اوسکو کہتے ہین کہ جسنے حالت پیغمبر علیہ السلام کی حالت
ایمان پائی اور مراد ایمان اسلام پر اگرچہ درمیان مین مرتد بھی ہوا ہو جیسا کہ
اشعث ابن قیس کو کہتے ہین اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف
درست ہی مگر بشرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہین ہو سکتا ہے
اور تعریف مین اصحاب کے یہ دو شعر میر حسن دہلوی کا بہت درست اور مناسب ہے اشعار

سلام اوسپہ جو اونکے اصحاب ہین	وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اونسے راضی رسول اونسے خوش	علی اونسے راضی بتول اونسے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہی اور اہلبیت
رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتاکید محبت
اہلبیت کے بہت حدیثین اوپر مذکور ہو چکی ہین اور واقعہ کربلا مین جو ہزارون
آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اسقدر اہتمام قتل حسینؑ
کربلا کے کیا۔ وہی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام مین جو ہمارا حاشیہ
اوپر شرح مشکوۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ہی
شارح رحمۃ اللہ علیہ خود بارتکاب ردت نسبت اصحاب قائل است تا بارتکاب
صغائر وکبائر چہ رسد کہ انچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ
حضرت علی علیہ السلام بہر معنی داخل آنست خصوص درین حال کہ حضرت رسول
صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون کلیم آوردہ انحصار اہلبیت بر انہا فرمودہ باشد
تا اینکہ بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جنب ہم ماذون بدخول مسجد بودند دیگر
بسیارے احادیث درشان علی ست وخود اہلسنت نیز خلافت رابعہ علی را حق میگویند

پس با انهمه حالات جنگ معاویه با حضرت امیر علی علیه السلام و بنا حق [illegible]
کشت و خون بودن هزاران مسلمانان انکار از نص یا ارتکاب کبیره [illegible]
خواهد بود یا نه. وحدیث صفحه ۷۰ یعنی حدیث مندرجه فصل ۳۹ رسالهٔ [illegible] که
حرب با علی حرب با من است این همه یاسو کرده بحمایت معاویه در آمدن نیز جنی
دارد و ظاهر که اسیر معاویه از مهاجرین یا انصار یا اصحاب بدر هم نبوده اند که
چندان اهتمام در کار باشد و نه از بهشتیان قطعی اند که تاویل مزید را حاجتی باشد
غایت انیکه از عوام صحابی بوده اند که در سال هشتم از هجرت بشمول ابوسفیان و عکرمه
بن ابی جهل ایمان آورده اند استداد صحبت هم میسر نشده بود و لذا اینکه بکرمه
بن ابی جهل بحکم رسول الله علیه السلام بعد فتح که قتل کرده شد انصاف از اهل
انصاف میخواهیم که اگر این محاربات معاویه روبروی حضرت رسول صلی الله علیه
وسلم میشد آن حضرت کدام جانب می بود فاعتبروا یا اولی الابصار نمیگویم که چیزی
بشان معاویه گفته آید مگر می پرسم که هر حمایت و محبت را سببی خاص میباید تا
که تو آنرا معاویه را آخر سبب چیست سفینهٔ نوح را که عمار شان از اهل بیت است گذاشتن

قطعه

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

فصل ۳

مشکوة المصابیح باب مناقب صحابه وعن جابر رضی من النبی صلی الله علیه وآله
وسلم قال یکون [illegible] النار رجل او امرأتی من امتی رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے حضرت نبی سے کہ فرمایا حضرت نبی نے کہ نہین
چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ جسنے دیکھا مجکو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا
مجھکو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث عموماً اوپر اون لوگون کے
جاری ہو کہ جسنے ساتھ اقرار رسالت کے دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان
نہو تو سنیون کو بڑی وسعت ہوگی کہ اگر چاہین تو یزید کو بھی داخل بہشتیان
سمجھین اور اوسکو ایک تابعین مین سے شمار کرین کہ اس یزید نے بھی معاویہ
ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پڑے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر۔

فصل ۵۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رض
قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وسألت
ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی
بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہا اقوی من بعض لکل نور فمن اخذ بشیء مما ہم علیہ
من اختلافہم فہو عندی علی ہدی وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مین
رسولخدا کو کہتے ہوے کہ سوال کیا مینے اپنے رب سے اپنے اختلاف کے صحابیون کے
بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اے محمد تحقیقہ اصحاب تیرے نزدیک
میرے بمنزلہ ستارہای آسمان کے ہین کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سے اور ہے
واسطے ہر ایک کے نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شی کے کہ جسمین صحابی
لوگ مخالف ہین ایسے وہ شخص نزدیک میرے راہ ہدایت کے ہے کہا اوس عمر نے

فرمایا جو نجدا نے کہ اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین پس اونمین سے جسکے
سے اقتدا کرو تم لوگ ہدایت پاوگے تم لوگ روایت کی اسکو زین نے فقط جب
یہ حدیث ؛ حضرت تحریر ہی تو شاید اسی بنیاد پر ہے یہ روایات حضرت عمر کی ساتھ
حضرت علی کے ہونگین مگر یاد رہے کہ یہ حدیث ہی نزد حضرت ؛ ثابت ہے کہ
نوشت سر کرنے عدام مکتوم و غیر حضرت علی کے، روایت کیا تھا کل دسب و اسباب
و صحابی بقدر و م القیامۃ کا نسبی و سببی و صہری ہے یعنی فرمایا رسول اللہ نے
کہ کل نسب اور سبب اور رشتہ وصل و پیوند کا منقطع ہوگا بروز قیامت مگر نسب
ہمارا اور سبب ہمارا اور وصل و پیوند ہمارا فقط اور ہم کہتے ہین کہ شرح مین اس
حدیث کے شاہ صاحب نے بڑا راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر
بعض مقام مین بحسب بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے نہو
جیسا کہ بغاوت اور خلاف امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اوس صحابی
کے درست نہین ہے اور ہدایت ساتھ اوس صحابی کے درست نہوگی اور وہ
صحابی مستثنے اور خارج از بحث ہی پس صاف صاف یہ اشارہ طرف معاویہ کے
ہے اور ہر گاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستارون کے ہی تو ایک مسلمان آدمی کہ
ہدایت پاتا ہے ہو اللہ خاصۃ ہدایت اپنی بذریعہ جناب مستطاب مولی علی ایک
آفتاب جہانتاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے چاہیگا اور اہل تصوف اولیاء اللہ جو
تمامتر دریوزہ گری درگاہ حضرت علی کی کرتے ہین سو البتہ یہ لوگ تمامتر راہ راست
پر ہین ہان ایک طریقہ نقشبندیہ کا ابوبکر رضہ سے تھا سو طریقہ فقرا مین وہ طریقہ
ایک سوختہ طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب سے خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ
کسی خانوادہ کے حضرت علی تک ہوتا ہے۔

فصل ۵۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کر کے عشرہ مبشرہ کہلاتے ہین کہ جنکے واسطے بشارت جنت کی ہے (بہشتی از قطنی) مگا کوئی فساد خاص اس بات کی نہین معلوم ہوتی ہے کہ ان سب کو یہ لقب آنحضرت نے دیا تھا چنانچہ خود شاہ صاحب بھی اپنی شرح مسند لکھتے ہین کہ یہ بشارت جنت کی خصوص ساتھ ان دس آدمیون کے ہے ہان ہے کہ بشارت جنت کی حقدار اہلبیت اولاد و ازواج و دیگر صحابہ کے بھی ہے (مشکوۃ باب مناقب عشرہ مبشرہ) و عن عمر رضی اللہ عنہ قال ما احد احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر الذین توفی رسول اللہ ص وھو عنھم راض فسمی علیا وعثمان والزبیر وطلحۃ وسعدا وعبد الرحمن رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ نہین کوئی مستحق تر ہے اس امر خلافت کو ان لوگون سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ راضی تھے ان لوگون سے پس نام بتلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط اور پورا قصہ اس قول حضرت عمر رضہ کا یہ ہے کہ حضرت عمر رضہ نے قریب انتقال اپنے نام ان چھ شخصون کا بتلا کر کے یہ کہا کہ ان چھ شخصون مین سے پانچ آدمی جس شخص پر اتفاق کرین سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جاوے اور وہ چھٹا شخص جو خلاف کرے قتل کیا جاوے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا

کہ یہ پانچ شخص قریش ہرگز حضرت علی ہاشمی کو اختیار نہین کرینگے تو اسی مین
حضرت علی کا کام بھی ختم ہو جائیگا چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگرچہ حضرت
عمر نے ان چھ شخصون مین نام حضرت علی کا لیا تھا اگر ساتھ اسکے حضرت
علی محروم ہوکر کے حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت علی
نے بھی بیعت کرلی اور انکے مارے جانے کے بعد کیا کچھ ہوتا اور یہ کیا مقام تھا
کا ہے کہ یہ بات کہ حضرت رسول صلعم والت رضامند تھی یا حضرت عثمان کی شہادت
کیا تھا محتاج تصدیق حضرت عمر کے ہو اور یہ حضرت عمر وہ بزرگ ہین جو ایک مہینہ
ماہ قبل انتقال حضرت رسول کے سبارکبادی و بیعت خم غدیر کے حضرت علی کو کر
دیکر کے کہا تھا کہ انت مولی کل مومن و مومنۃ سو بعد سوال حال حضرت علی کی یہ کہنا
کہ تصدیق رضامندی حضرت رسول کی بہت اونچے حضرت کے منہ کی بات ہے
اور اگر یہ نام لینا حضرت علی کا سچے دل سے ہوتا تو جیسا کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو
استخلاف کیا تھا سو اس سنت پر حضرت عمر کا استخلاف حضرت علی کا کرنا کیا شیوا
تھا اور اگر حضرت عمر بڑے سچے تھے تو بھول جاتا اپنے مبارکبادی روز
خم غدیر کا اور خلافت اوسکی امر خلافت کو درمیان چھ شخص کے نامزد کرکے حکم قتل
کرنے شخص ششم کا کیا معنی رکھتا ہے اور کیا اس حکم سے حضرت عمر کے خون اوس شخص کا
کہ جس سے حضرت رسول راضی مرے ہون حلال ہو جاتا - اور عبداللہ بن عمر
اپنے بیٹے کو جو حضرت عمر نے استخلاف نہین کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمر نے
جو کچھ کی ہو مگر اصل بات صرف اسقدر ہے کہ جس بہاو سے خلافت پایا تھا سو
اوسی بہاو سے خلافت سے رخصت ہونا بھی ضرور تھا اسواسطے کہ حضرت عمر
صدر مقام مدینہ مین تھے اور تمام قریش اہل قوت لوگ موجود تھے تو درحقیقت کچھ

موقع استخلاف اپنے بیٹا کا اونکو نہین تھا خلاف معاویہ کے کہ اوسکو سابق سے
سکو بست مستقل دشق کی حاصل تھی سو اونسے بے تکلف استخلاف یزید اپنے بیٹا کا
کیا اور خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہو کر کے استیصال خاندان نبوی کا
کربلا مین بخوبی تمام ہو گیا کہ سوا سے امام بیمار حضرت امام زین العابدین کے
کوئی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا۔

فصل ۵۶

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن ابن ابی ملیکۃ قال
سمعت عائشۃ وسألت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستخلفا
لو استخلف قالت ابو بکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل من بعد عمر قالت
ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہے ابن
ابی ملیکہ سے کہ کہا اونسے کہ سنا مینے عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کون شخص
وہ تھا کہ جسکو حضرت رسول خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہ رضہ نے کہ ابو بکر رضہ تب
پوچھا گیا کہ بعد ابو بکر رضہ کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر رضہ کے
تب کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث
سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا بلکہ یہ رائے
حضرت عائشہ رضہ کی ہے کہ اگر حضرت رسول کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابو بکر رضہ
کو اور بعد اونکے حضرت عمر کو اور بعد اونکے ابو عبیدۃ بن جراح کو خلیفہ بناتے
اور اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضہ اور حضرت علی یہ دونون
شخص بہ تجویز حضرت عائشہ رضہ کے قابل ذکر خلافت کے نہین تھے اور کیون نہو کہ
یہ دونون شخص داماد حضرت خدیجۃ الکبری کے تھے پس حضرت عائشہ ان دونون

شخصون کو کیونکر یاد کر سکتی ہین مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین
کہ حضرت ابوبکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہمکو خلافت سے
کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابو عبیدہ کا ہے ۔

فصل ۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن عبد الرحمن ابن عوف
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی
الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف
فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن
الجراح فی الجنۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عبد الرحمن ابن عوف
سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابوبکرؓ جنت مین ہی اور عمر جنت مین
ہے اور عثمانؓ جنت مین ہے اور علیؑ جنت مین ہے اور زبیر جنت مین ہے اور
عبد الرحمن ابن عوف جنت مین ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنت مین ہی اور
سعید ابن زید جنت مین ہے اور عبیدہ جنت مین ہے روایت کی اسکو ترمذی نے
فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ ذکر خلفاے اربعہ کا احادیث
مین کلا وجزءا اسی ترتیب سے ہے کہ اسی امر سے ایک استیناس یعنی لگاؤ مذہب اہلسنت
کا پایا جاتا ہی مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہین ہے کہ حدیث مین فصل ۵۵ - اس
رسالہ کی نام حضرت علیؑ کا بالاے نام حضرت عثمانؓ کے ہے فقط اور ترتیب کا حال یہ ہے کہ فن حدیث کا
بعد سنہ ڈیڑھ سو برس تمان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس جسطرح پر کہ ترتیب خلافت
کی ہوتی گئی سو اوسی ترتیب سے حدیث مین مذکور ہونا نام ان خلفاے اربعہ کا عین
قرین قیاس ہے جیسا کہ بحث انبیاء بنی اسرائیل مین البتہ ذکر حضرت موسیٰ و داؤد

وسلیمان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیح کے مقدم ہوگا ہر چند کہ اون انبیا کو حضرت
مسیح پر کچھ ترجیح و تفضیل نہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت نہ ہو
شخص مقدم الذکر کے نہین ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ
اوس شخص کے سمجھا جاویگا جیسا کہ حدیث مین فضل علی کے نسبت حضرت علی
کے ذکر اس بات کا ہی کہ حق ساتھ علی کے ہو اور اسیطرح پر تمام احادیث مین
الفاظ ایسان حضرت علی کے بمقابلہ خلفاے ثلثہ کے ایک خاص قسم کے ہین کہ
جس سے تمامتر ممتاز ہوتا حضرت علی کا خلفاے ثلثہ سے ظاہر ہوتا ہی بہرحال
شاید یہی حدیث منشار انحصار عشرہ مبشرہ کا ہو مگر یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے
کہ اسطرح پر جو کہ ایک ایک اوصاف کے لفظ فی الجملہ ہر نام کے تکرار
کیگئی سو کیا منشار اس قسم تقریر کا ہو

فصل دوم

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم
قال قیل یا رسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابا بکر تجدوہ امینا زاھدا
فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ
لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذکم الصراط
المستقیم رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے
کہ پوچھا گیا اے رسول اللہ کس شخص کو ہم امیر بناوین بعد تیرے تب فرمایا
رسولخدا نے کہ اگر امیر بناؤ تم لوگ ابوبکر کو تو پاؤگے تم لوگ اوسکو امین فی نفسہ
امور دنیا مین اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بناؤ تم لوگ عمر کو تو پاؤ
تم لوگ اوسکو قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے امور خدا کے مین ملامت کرنیوالے

کرنے والے کی اور اگر امیر بناؤ تم لوگ علیؓ کو اور ہم نہیں دیکھتے ہیں کہ تم لوگ اوس
بات کو کروگے تو پاؤگے تم لوگ اوسکو ہادی اور مہدی جو لے راہ راست پر تم کو لیجائے
تمکو روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں
کہ حضرت رسولخدا نے تنصیص و تعیین خلافت کی کسی شخص کے حق میں نہیں کی
سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی
درحقیقت باعتقاد اہل سنت از روے اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال
انحراف لوگون کا حضرت علیؓ کی طرف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے فرمایا
کہ ہم نہیں دیکھتے ہیں تم لوگون کو کہ علی کو امیر بناؤگے۔

فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن انس ان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم
حیاء عثمان واقضھم زید بن ثابت واقرءھم ابی بن کعب لکن الذین کفروا
من اھل الکتاب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین
ھذہ الامۃ ابوعبیدۃ بن الجراح رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح وروی
صعتر بن قتادۃ مرسلا وفیہ واقضاھم علی ترجمہ اور روایت ہی اوس سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم تر میری امت کا ساتھ امت میرے ابوبکرؓ ہے اور شدید تر
اونکا امر خدا میں عمرؓ ہے اور صادق تر اون لوگون کا از روی حیا کے عثمانؓ ہے
اور عالم تر علم فرائض کا زید بن ثابت ہی اور قاری تر اون لوگون کا ابی ابن کعب
ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب کی حضرت رسول نے ابن ابی کعب کے
پاس پڑھی اور عالم تر اون لوگون کا ساتھ حلال وحرام کے معاذ ابن جبل ہی اور

ہر امت کو ایک امین ہی اور امین اس امت کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی
اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت ہی معمر بن قتادہ
سے لطبع میر سے اور اوس روایت مین ہی کہ قاضی ترا دین لوگون کا علی ہے
فقط اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا سب کے آخر مین ہے بہرحال شاہ صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر رض نے مشاورت حضرت علی ع کے حکم
نہین دیتے تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہوتے تو حضرت عمر رض توقف کرتے اور کہتے
کہ قضیۃ ولا ابا حسن لہا یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علی ع واسطے فیصلہ کرنے
اوسکے نہین ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت علی کو بوجہ اصابت رائے و قوت
علمی کے حضرت عمر کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علی ع کو اپنے کام کا آدمی
جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحۃً حضرت علی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا -

فصل ۲۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ ابا بکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الہجرۃ
واعتق فی النار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق ولو کان مرا ترکہ الحق ما لہ
صدیق رحم اللہ عثمان یستحیی منہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث
دار رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اوس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ رحم کرے
اللہ ابو بکر رض پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لیگیا مجکو دار الہجرۃ تک
اور ساتھ دیا میرا غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے اور رحم کرے اللہ عمر رض
پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگرچہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اوسکو اس حال

ہین کہ اوسکو کوئی دوست نہین ہے اور رحم کرے اللہ عثمانؓ پر کہ اوس سے
شرم کرتے ہین فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علیؑ پر اے میرے خدا گردش دے
حق کو ساتھ اوسکے جہان پر کہ وہ پھرے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ
حدیث غریب ہی فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین بروایت جمع الجوامع
سیوطی کے لکھتے ہین کہ القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی کہ قرآن ساتھ
علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے ہی۔

فصل ۶۱

بیت۔ کہے یون جو چاہے کوئی بیر ہی ۔ یہ نسبت علیؑ کو نہین غیر سے

اب کچھ احادیث مناقب حضرت ابوبکرؓ کے بیان ہوتے ہین سو اس بات مین
کچھ شک نہین ہی کہ حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات
آدمی اور حضرت رسولخدا کے ایک یار غار تھے اور ساتھ حضرت رسول کے اونکو
اپنی جان و مال تک کچھ دریغ نہین تھا اور حدیث مندرجہ فصل ۵۸ مین جو برات
حضرت علی کے زاھدا فی الدنیا راغبا الی الاخرۃ انکی شان مین واقع ہی سو یہ بات
بہت حسب حال ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ اونکو ساتھ حضرت علیؑ و فاطمہؑ و امامین
علیہم السلام کے بہت ادب تھا غرضکہ انکے فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر
نہین ہے مگر بات یہ ہی کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو
ساتھ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھ مقابلہ نہین ہے کہ حضرت علی اونکے مولی
اوسیطرح پر تھے کہ جسطرح پر خود حضرت رسول اونکے مولی تھے اور خطبہ ہای جمعہ و عیدین
مین جو ذکر حضرت ابوبکرؓ کا بعبارت افضل الصحابہ بالصدق والتحقیق کے ہوتا ہے
سو ہماری اعتقاد مین یہ بات ایک طرح پر بہت درست ہی کہ بیشک حضرت ابوبکر تمام

صحابہ سے افضل تھے اسواسطے کہ حضرت علی اوس قسم صحابہ مین داخل نہین ہین
بلکہ ایک قسم جداگانہ از قسم اہلبیت وآل وعترت کے تھے اور یہی وجہ ہو کہ حضرت
رسول نے جو مواخات اور بھائی چارا درمیان صحابون کے لگا دیا سو اوس برادری
صحابہ سے حضرت نبی نے حضرت علی کو علیحدہ رکھ کر کے کہا کہ تو میرا بھائی ہے
دنیا و آخرت مین اور خلافت کا ملجانا اونکو بعد انتقال حضرت رسول کے ایک
قضیہ اتفاقی ہے کہ حضرت عائشہ بیٹی اونکی زمانہ مین بطرف اونکے تھین اور
ہر باہر مین حضرت عمر رض خاص کر کے اونکے خلیفہ بنانے مین مصروف ہوی ورنہ
فصل ۵۶ مین اس رسالہ کے ذکر ہو چکا ہے کہ ابوبکر نے وقت خلیفہ ہونے کے
کہا تھا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر رض اور حق ابوعبیدہ
کا ہے اور مثال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے ہمایون
سرکاری نے بغاوت سرکار کر کے دہلی مین شاہ ابوالظفر ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی
سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اسقدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابوالظفر کا بخیر نہین ہوا
اور انجام اس خلافت حضرت ابوبکر رض کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علی نے بیعت کر لی اور
اجراے دین بخوبی ہوا مگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابوبکر رض کی چل گئی سو
اوسیطرح پر بہت سی احادیث مبالغہ تعریف کے بھی موضوع ہوے چنانچہ شاہ صاحب
بھی موضوع ہونے سے احادیث بشان ابوبکر رض کے مقرر ہو کر کے چند موضوع حدیثین
اپنی شرح مشکوۃ مین حسب ذیل نقل کرتے ہین۔ اول ان اللہ یتجلی الناس عامۃ
وابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیون پر عموماً ہوتی ہے اور ابوبکر پر خاص
کر کے دوم ما صبّ اللہ فی صدری الا وصبتہ فی صدر ابی بکر یعنے حضرت
رسول نے فرمایا کہ نہین ڈالا خدا نے ہمارے سینہ مین مگر یہ کہ ڈالا ہمنے اوسکو

سینہ مین ابوبکرؓ کے سو ہم کہا کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتاق الی
الجنۃ قبل مشیبۃ ابوبکر یعنی کہ جب رسول خدا مشتاق جنت ہوتے تھے تو بوسہ دیتے تھے
کو ابوبکر کے بوسہ دیتے تھے - ہمارا دعوی ان اللہ لما اختار الارواح اختار روح ابی بکر
ہے تو ہم کہتے ہین کہ جب خدا نے پیدا کیا ارواح کو تو اختیار کیا اس نے ابوبکرؓ کو تو یہ
امر بھی قابل لحاظ کے ہے کہ ہرگاہ حضرت رسول خدا نے برخلاف وصیت
غدیر خم بشان علیؑ کے یقیناً کسی دوسرے شخص کو خلیفہ نہین بنایا تو جو کچھ حدیث
مشعر خلیفہ بنانے کے ہو سو بے شک وہ حدیث بھی موضوع ہے چنانچہ فصل ۵۱
مین اس رسالہ کے ذکر اسمات کا ہو چکا ہے کہ شاہ صاحب بھی اپنی شرح مین
اس بات سے مقر ہین کہ حضرت رسول نے کچھ تنصیص و تعیین بحق کسی شخص کے
نہین کی ہے مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی سعید
الخدری عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر
وعند البخاری ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام
ومودتہ لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر وفی روایۃ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی
لاتخذت ابابکر خلیلا متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوسعید خدری سے
حضرت رسول خدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے کہ تحقیقکہ معتمد علیہ ترین آدمیون مین سے
اوپر ہمارے بیچ صحبت اپنی اور مال اپنے ابوبکرؓ ہے اگر ہم بناتے کسی کو دوست
خالص تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص ولیکن برادری اسلام کی اور دوستی
اسلام کی ہے اور نہ باقی رہے مسجد مین کوئی روزن دیوار کا مگر روزن دیوار ابوبکرؓ
کا اور ایک روایت مین ہی کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل یعنی دوست خالص
تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص متفق علیہ فقط اس حدیث کی صحت مین ہمکو

کچھ عذر نہین ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ کے تھے اور فصل ۲۹ مین ذکر ہوچکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے تھے بند کئے گئے سوائے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہ کا ہے اور یہ حکم روزن دیوار چھوڑنے کا حضرت ابوبکرؓ کے وقت مرض الموت کا ہے پس کجا دروازہ اور کجا روزن یعنی کہ اس حدیث مین اور حدیث فصل ۲۹ مین کچھ مخالفت نہین ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سو شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین روزن دیوار ابوبکرؓ کے چھوڑنیکا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بھی درخواست کی کہ اونکی دیوار مین بھی روزن چھوڑا جاے مگر آنحضرت نے فرمایا کہ بقدر ایک ناک یعنی سوراخ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ ہمارا ۲۵ برس سابق کا فارسی مین ذیل ہے کسی از اصحاب در آیت تطہیر اہلبیت وحدیث ثقلین و مثل سفینہ نوح و من کنت مولاہ و غیر ذلک از قسم زوجیت بتول و ہاشمیت وغیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد و آنکہ حضرت ابوبکرؓ را خلافت باجماع شد ہیچ مضائقہ نیست در آن چہ مضائقہ کہ نظر بہ بعض مصالح ملکی آنوقت و بزرگی و نیک خوئی حضرت ابوبکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شان را حضرت امیر علیہ السلام خود روا داشتند ما را چہ میرسد کہ گفتگو در آن کنیم۔

فصل ۶۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عبداللہ بن مسعود عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی اخی فی الدین وصاحبی فی الغار وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہے عبداللہ ابن مسعود سے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل تو بناتے ہم ابوبکرؓ کو خلیل لاکن وہ ابوبکرؓ بھائی میرا اور ساتھی میرا ہے اور روایت مین احمد کے ہے بھائی میرا دین مین ہے اور رفیق میرا غار مین ہے اور تحقیقکہ بنایا خدا نے رفیق کو تم لوگون کا یعنی ہمکو اپنا خلیل روایت کی اسکو مسلم نے فقط اور یہ حدیث بتائید فصل بالا کے ہے اور اسمین ہمکو کچھ عذر نہین ہے۔

فصل ۳ ۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضہ وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر ابالک واخاک حتے اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنے متمن ویقول قائل انا ولا ویابے اللہ والمومنون الا ابابکر رواہ مسلم وفی کتاب الحمیدی انا اولی بدل انا وا ترجمہ اور روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اوسنے کہ فرمایا مجھکو رسول خدا نے اپنی بیماری مین کہ بلا تو میرے لیئے ابوبکرؓ اپنے باپ کو اور بھائی کو تاکہ لکھون مین ایک نوشتہ کسواسطے کہ تحقیقکہ مین خوف کرتا ہون اسس بات کو کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا کہ مین مستحق ہون اور نہ کوئی دوسرا اور انکار کرتا ہے اللہ اور مسلمان لوگ مگر ابوبکرؓ کو روایت کی اسکو مسلم نے اور کتاب حمیدی مین ہے کہ انا اولی یعنے مستحق تر ہون بجاے انا ولا کے ہے فقط سقدہ خلافت مین ہم حضرت عائشہ کو خوب پہچانتے ہین سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ جب قریب دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت رسول خدا کے از روے وصیت خم غدیر کے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دے چکے تھے تو خلاف اوسکے کوئی نوشتہ بھی حضرت ابوبکرؓ کے کرنا کچھ معنی نہین رکھتا اور اگر فی الحقیقت کوئی

نوشتہ بحق ابو بکرؓ کے نامنظور ہوتا تو حضرت عمرؓ کسواسطے عذر کرتے کہ یہ بات تو خود اونکے مطلب کی تھی اور یہ بات بھی قابل ملاحظہ اور غور کے ہی کہ اس حدیث سے صرف تیاری حضرت ابو بکرؓ پدر عائشہ کی نہین ہے بلکہ ایک تیاری واسطے برادر عائشہ کے بھی پائی جاتی ہے۔

فصل ۶۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرأۃ فکلمتہ بشیء فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارایت ان جئت ولم اجدک کانھا تریدالموت قال فان لم تجدنی فأتی ابا بکر متفق علیہ

ترجمہ

اور روایت ہے جبیر ابن مطعم شاگرد حضرت ابو بکرؓ سے کہ آئے حضرت رسول کے پاس ایک عورت پس کچھ بات کی اوسنے حضرت رسول سے کسی چیز مین پس فرمایا رسولخدا نے اوسکو کہ پھر دوسری دفعہ آنا تب کہا اوس عورت نے یا رسول اللہ آیا دیکھا تو نے کہ ہم آوین اور نہ پاوین تجھکو گویا کہ وہ ارادہ کرتی ہے موت کو تب فرمایا رسولخدا نے کہ اگر نہ پاوے تو مجھکو پس آ تو ابو بکرؓ کے پاس متفق علیہ ۔ط اس راوی شاگرد حضرت ابو بکرؓ نے اپنے جانتے خوب سے شاگردی کا ادا کیا ہے کہ جس سے خلیفہ بنانا حضرت ابو بکرؓ کا نکلتا ہے مگر یہ حدیث بھی صریح موضوع ہے اسواسطے کہ کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایک عورت کسی بات کے واسطے آوے اور حضرت پیغمبر خدا اوس سے کہین کہ دوسری بار آنا اور اسپر وہ عورت ذکر موت حضرت رسولؐ کو واسطے ایک ایسی امر خفیف کے درمیان مین لاوے کہ یہ بات بالکل بے معنی اور بیہودہ ہی اور شاہ صاحب بھی اس حدیث کی شرح مین

اقرار کرتے ہین کہ خلافت ابو بکرؓ کی بذریعہ اجماع کے ہی نہ بذریعہ نص قطعی استخلاف کے

فصل ۶۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضؓ وعن عمرو ابن العاص ان النبیؐ صلے اللہ علیہ والہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ فلت من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی اخرھم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی عمرو ابن العاص سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص نے کہ آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہمنے کون شخص آدمیون کا محبوب ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے کہ عائشہؓ تب ہمنے پوچھا مردون مین سے تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشہ کا تب پوچھا ہمنے اوسکے بعد کون محبوب ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ عمرؓ اور اوسکے بعد گنا چند مردون کو پس چپ رہے ہم بخوف اس بات کے کہ ٹھہراوے وہ نبیؐ مجکو آخر مین اون لوگون کے متفق علیہ فقط سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ راوی اسکے عمرو ابن عاص ہین کہ جو مقابلہ مین حضرت امیر علیہ السلام کے بطرف معاویہ کے یہ ایک فریب کا بندوبست کیا تھا کہ معاویہ کی طرف سے حکم تعین ہوا اور حضرت امیر کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری حکم ہون اور اونکو اپنے سازش مین لاکر کے یہ ترکیب کیا کہ ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکالکر کے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے علی اور معاویہ دونون کو خلافت سے نکالا تب عمرو عاص نے انگوٹھی اپنی انگلی مین پہناکر کے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے معاویہ کو خلافت مین قایم کیا

اور اوسیوقت ابوموسیٰ اشعری نے غل وفساد کیا کہ فریب کیا فریب کیا غرضکہ
اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار پاکر کے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگون کا
خون ناحق کرایا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات
کے نہین ہے خصوص اس حال مین کہ یہ حدیث صریح مخالف حدیث مندرجہ
فصل ۱۴ کے ہی کہ جسمین زبانی حضرت عائشہ رض کے حضرت فاطمہ اور حضرت
علی ع محبوب ترین خلائق کے تھے۔

فصل ۶۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن محمد ابن الحنفیۃ قال قلت
لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من
قال عمر رض وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین
رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی محمد ابن حنفیہ یعنی ایک پسر حضرت علی
سے کہ کہا اوسنے کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے
بعد نبی ص کے تب کہا اوس باپ نے کہ ابوبکر رض ہے تب کہا اوس راوی نے
کہ پوچھا ہمنے کون شخص اوسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علی ع نے عمر رض ہے اور ڈرے
ہم اس بات کو کہ کہینگے حضرت علی ع حضرت عثمان رض کو تب پوچھا ہمنے کہ بعد عمر رض کے
تم ہو تب فرمایا حضرت علی نے کہ ہم تو اور کچھ نہین ہین مگر یہ کہ ایک مرد ہین
مسلمانون مین سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علی کا یہ کہنا کہ ہم
ایک آدمی ہین مسلمان مین سے کسقدر اوپر بزرگی اونکے دلالت کرتا ہی کہ اپنے
کو کسی درجہ مین نہین لگایا اور یہ ایک امر واقعی بھی ہے کہ حضرت علی ایک جزو
رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہوسکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ

فصل بالا سے کسقدر تفاوت مزاج درمیان عمرو ابن عاص اور حضرت علیؑ کے ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا اپنے درجہ کا حضرت رسول سے چھوڑ دیا باین خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہین آخر درجہ مین نہین کہا جائین اور یہان حضرت علیؑ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے منھ سے کچھ درجہ اپنا نہین لگاتے ہین بیت

از مردمک دیدہ بباید آموخت ÷ دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

اور چونکہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے ہین سو یہ کہنا حضرت علیؑ کا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے کسقدر مشابہ ساتھ اوس قول حضرت مسیح کے ہے کہ جب شاگردون نے حضرت مسیح کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیحؑ نے کہا کہ ہمکو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے۔

فصل ۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضؓ عن ابن عمرؓ قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لانعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لانفاضل بینہم رواہ البخاری و فی روایۃ لابی داؤد قال نقول ورسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضؓ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے ہم لوگ زمانہ حیات مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر ٹھہراتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت ابو بکرؓ کے کسیکو اور اوسکے بعد عمرؓ کو اور بعد اوسکے عثمانؓ کو چھوڑتے تھے کہ اونکے برابر کوئی نہین ہے تب چھوڑدیتے تھے ہم لوگ اصحاب نبیؐ کو کہ نہین فضیلت دیتے تھے ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابو داؤد مین ہے کہ کہا اوسنے ابن عمرؓ سے کہ ہم لوگ اس بات کو بزبان حیات
حضرت رسول کے کہتے تھے کہ افضل امت نبی کے بعد اوس نبی کے ابوبکرؓ ہین
اور بعد اوسکے عمرؓ اور بعد اوسکے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال
اپنے حضرت علیؓ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
یعنے کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علیؓ ہین سو خلاف اوسکے بعد انتقال حضرت
نبیؐ کے جب تک کہ حضرت علیؓ و ابن عباس کفن و دفن مین حضرت رسولؐ کی مصروف
تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی بنیاد
پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوتی گئی تو اب سنیون کو بضرورت
اثبات حقیت خلافت ثلثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کسیطرح سے حضرت علیؓ
کا مرتبہ گھٹایا جاے چنانچہ یہ حدیث بھی بہ تیاری اوسی بات کی ہے اور یہ اہتمام
بلیغ قابل ملاحظہ کے ہے کہ اس حدیث مین مطلق ذکر حضرت علیؓ کا نہین ہے
اور اس حدیث کی رو سے حضرت علیؓ تو ایک عوام صحابی مین داخل ہین کہ اس
حدیث کی رو سے تو معاویہ پر بھی اونکو کچھ فضیلت نہین ہے مگر خیریت یہ ہے کہ اس
حدیث مین کچھ قول خود حضرت نبی کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک
قول ابن عمرؓ پسر حضرت عمرؓ کا ہے تو متروک ہونا ذکر حضرت علی کا ایک ایسے
صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرین قیاس ہے اور یہ حدیث صریح خلاف
حدیث مندرجہ فصل ۵۶ کے ہے کہ اوسمین بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بروایت
حضرت عائشہ کے ابوعبیدہ جراح مذکور ہین بہرحال شاہ عبدالحق صاحب اس
حدیث کی شرح مین خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل بدر وغیرہ کے روایت کرتے
ہین کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خیر الناس ابوبکرؓ کو اور اوسکے

بعد عمرؓ کو جاتی تھے اور یہ نسبت حضرت علیؑ کے کہا کہ علیؑ کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر
اوسمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم اوسکو تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھتے
ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ساتھ حضرت علیؑ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ
حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوائے دروازۂ علیؑ کے سوم یہ کہ حضرت
رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا اور اوسکے بعد
ابن عمرؓ۔ راوی اس حدیث نے کہا کہ یہ نسبت علیؑ کے ہمسے کچھ مت پوچھو اور کسی
شخص کو علیؑ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا
سوائے دروازۂ علی کے سو یہ بات ابن عمرؓ کے منھ سے آخر کو ایسی نکلی کہ جسکو کہتے
ہین حق بر زبان جاری اور سوا اوسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے
ہے کہ اوسنے اپنے تین آرزؤن مین سے ذکر تزویج حضرت علیؑ با فاطمہ کا بھی کیا ہے
اور یہ کیا رذالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینون حوصلہ اپنا اسطرح پر ذکر کرتا ہے
کہ اگر ان تین باتون مین سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام
دنیا مافیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امورات
تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہین جاتا ہے
حالانکہ محبان و غلامان علی کے پاس تو تمناے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہین ہے
اور ہم حال حضرت علیؑ کا اس مقام مین زیادہ اس سے کیا کہین کہ یہ ایک عجب شان
حضرت مولیٰ علی کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی اُمیہ سے جو حضرت رسولؐ
کراہت حسب حدیث مندرجہ فصل اہ کے رکھتے تھے سو حضرت علی ان تینون قبیلے
سے علیحدہ تھے اور خلاف اوسکے تمام اوصاف محامدمین داخل ہین جیسے اگر خلفاے
ثلثہ داخل اوصاف قریش و اصحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفاء اربعہ یعنی چار یار کے

تھے تو ان سب صفتون مین حضرت علیؑ بھی داخل ہین اور علاوہ اوسکے صفات خاص
جو حضرت علیؑ کے ہین سو اوسمین خلفاے ثلثہ رضؓ داخل نہین ہین جیسے ہاشمی ہونا
اور پوتا عبد المطلب کا ہونا کہ اس صفت مین حضرت علی شامل حضرت نبی کے ہین
اور اسیطرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبیؐ و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امام حسنؑ
و حضرت امام حسینؑ کا جو ہی سو اوسمین بھی حضرت علیؑ شامل حضرت نبی کے ہین اور
لقب دوازدہ امام کا جو ہے سو حضرت علی اوسمین اول امام ہین اور چہاردہ معصوم
کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت نبی اور حضرت فاطمہ ملاکر کہے ہی سو اوس لقب مین
حضرت علیؑ شریک حضرت نبی کے ہین پس باوصف ان سب حالات کے جو سنی لوگ
حضرت علیؑ کو بہ لیل خلافت ظاہری کے ایک ادنی اخیر رتبہ کا سمجھتے ہین یہ کیسا ایمان ہے

فصل ۶۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما لاحد عندنا یدٌ الا وقد کافیناہ ما خلا ابی بکر فان لہ
عندنا یدًا یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قطّ ما نفعنی
مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل
اللہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا
رسول خداؐ نے کہ ہمپر نہین نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جسکا بدلا ہمنے نہین دیا ہو
سوا ے ابو بکرؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جسکا بدلا اوسکو خدا دی پر روز قیامت
کے اور ہمکو نہین نفع دیا مال نے کسی شخص کے اتنا تک جیسا کہ نفع دیا مجھکو مال نے ابو بکرؓ
کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خبردار رہو
کہ ساتھی تمہارے کا (یعنی کہ مین) دوست خدا کا ہی فقط اس حدیث کی صحت مین کچھ

عذر نہین ہوسکتا ہی کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ بڑے جان نثار اور یار غار حضرت نبی کے تھے

فصل ۶۹

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضؓ وعن عمرؓ قال ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ ابوبکرؓ سردار ہمارے ہین اور نیک ترین ہمارے ہین اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے

فقط اس حدیث مین کوئی قول حضرت رسولؐ کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ ایک مجرد رائے حضرت عمرؓ کی ہے اور یہ رائے اونکی تو ضرور ہونی چاہیے کہ اونہین کے اہتمام خاص سے تو حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا موافق اوس مثل مشہور کے ہے کہ سن ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو چنانچہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا سو اوسکا انعام بھی حضرت ابوبکرؓ سے پایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے محبوب تر ہونا حضرت علیؑ کا رسولخداؐ کے پاس بروایت انس اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہوچکا ہی

فصل ۷۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضؓ وعن ابن عمرؓ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تو ساتھی میرا ہے غار مین اور ساتھی میرا ہے حوض کوثر پر روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ اس حدیث مین گفتگو کرنا کچھ زیادہ تر ضرور نہین ہے مگر یہ امر قابل ذکر کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۳۷ سے ظاہر ہوچکا ہی کہ حضرت رسولخدا نے دو چیز یہاری چھوڑی

آیات قرآن - اور دوم اہلبیت اور فرمایا کہ یہ دونون چیزین آپس سے جدا نہونگین
تا وقت وارد ہونے اوپر حوض کوثر کے سو اوسی توڑ پر ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے
ظاہر احضرت ابوبکرؓ کو حوض کوثر تک پہونچایا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبداللہ ابن
عمر مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہین جو کہ بطرف معاویہ کے ہوکر کے مالک اشتر جانب
حضرت علی سے لڑے تھے -

فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ رواہ الترمذی
ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ
فرمایا رسولخدا نے کہ نہین سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جسمین ابوبکرؓ ہو یہ بات
کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سوائے اوس ابوبکرؓ کے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط ہرگاہ حضرت ابوبکرؓ سن مین زیادہ تر اور سنیاک خو اور بزرگ تر قبیلہ
قریش کے تھے اور حضرت علی اوسوقت کچھ اوپر تیس برس کے تھے تو امامت نماز
کرنا حضرت ابوبکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل
خلافت کی نہین ہوسکتی ہے کہ اگر حضرت علیؑ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت مین
بھی امامت نماز حضرت ابوبکرؓ کی بطور مؤذنی حضرت بلال کے روا ہوتی جیسا کہ حدیث
مندرجہ فصل ۱۲ سے ظاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو تشبیہ حضرت ہارونؑ
کی دیکر کے بوقت جانے غزوہ تبوک کے خلافت خبرگیری اہل وعیال کی اور اجازت
امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے
حضرت علی پر تفضیل نہو تو اوسیطرح پر یہ اجازت امامت نماز ابوبکرؓ کی بھی کچھ دلیل

افضلیت حضرت ابوبکرؓ کی نہین ہوسکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام مین
قول حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہین کہ جب حضرت رسول نے ابوبکرؓ کو امر دین مین ترجیح
دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت مین ترجیح نہین دیگا سو یہ روایت
صریح خلافت طلب خلافت کرنے حضرت علیؓ کے ہی چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی
اس قول کو ایک مقام مین بطرف عبداللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

فصل ۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضؓ وعن عمر قال امرنا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم
اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
والہ وسلم ما ابقیت لاھلک فقلت مثلہ واتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما ابقیت
لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ ابدا رواہ الترمذی وابوداؤد

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ حکم دیا ہم لوگون کو رسولخداؐ
نے کہ خیرات کرین ہم لوگ اور موافق اس بات کے تھا میرے پاس مال پس
کہا مینے دلمین کہ آج کے روز ہم سبقت لیجائینگے ابوبکرؓ پر اگر کوئی روز ہم سبقت کرسکین
اوسپر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال اپنا پس پوچھا رسولخدا نے کہ کیا باقی
چھوڑا تو نے واسطے اہل وعیال اپنے کہا تب کہا مینے کہ برابر اونسکے یعنی آدھا مال ہم لائے
اور اوہا مال واسطے اہل وعیال کے چھوڑ دیا اور لے آئے ابوبکر کل مال اپنا جو
اونکا تھا تب پوچھا رسولخدا نے کہ اے ابوبکرؓ چھوڑا تو نے واسطے اہل وعیال اپنے
تب کہا ابوبکرؓ نے کہ باقی چھوڑا ہمنے واسطے اون لوگون کے خدا اور رسولخدا کو تب
ہمنے اپنے دل مین کہا کہ ہم کبھو سبقت نکرینگے ابوبکر پر روایت کی اسکو ترمذی اور

ابی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونون بزرگون کی اوپر فضل اور بزرگی اون
لوگون کے گواہ ہی مگر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو
تین روزہ بتقریب شکریہ صحت امامین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے
پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہین تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون
یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت فضہ لونڈی نے اوس جو کو
کوٹ پیسکر کے شام تک پانچ ٹیکری روٹی کی بحساب پانچ آدمی گھر والون اپنے
حضرت علی اور حضرت فاطمہ بی بی اور حضرت فضہ لونڈی اور دو صاحبزادگان
یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی مگر اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک
مسکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچون ٹیکری روٹی کی اوس سائل مسکین
کو دیا اور خود آپ مع تمام گھر والے پانی سے روزہ افطار کرکے فاقہ رہے اور یا
دگر روز بھی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک
قیدی آیا اور اوسیطرح پر وہ پانچون روز پانچون ٹیکری روٹی کی دے دیا غرض
اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کا رکھا کہ جسکی شکر گذاری قرآن شریف مین
بآیت ۸- سورۃ الانسان وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا کے
مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گھر بھر کے اور ہر روز
ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیرون کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا
صرف خیرات و روزہ ہاے حضرت مسیحؑ سے مشابہ ہو سکتا ہے مگر بات یہ ہی کہ حضرت
عمرؓ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس بات کی ہے کہ فضل اہلبیت کو یاد کرین

فصل ۳۷

اس فصل مین مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثین

بجائی مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین -

حدیث نمبر ۱ - وعن عائشۃ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیقکہ ابوبکر رض آئے حضرت رسولخدا ص کے پاس پس فرمایا رسولخدا ص نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سے پس اوس دن سے نام حضرت ابوبکر رض کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث بحق ابوبکر رض بروایت حضرت عائشہ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث مین جای عذر نہین ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح مین بروایت بعض لوگون کے لکھتے ہین کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی مادے کا ہے سو بطرف اس روایت کے کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہے

حدیث نمبر ۲ - وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم اتی اھل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اھل مکۃ حتی احشر بین الحرمین رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر رض سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہم اول اون لوگون کے ہین کہ زمین پھٹ کر لوگ نکلینگے تب ابوبکر رض اوٹھینگے تب عمر رض تس پیچھے ہم آوینگے مردگان اہل بقیع کو پس اوٹھائے جائینگے وہ لوگ ساتھ میرے تب انتظار کرینگے اہل مکہ کو یہانتک کہ اوٹھائے جائین ہم درمیان دونون حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور بے معنے ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہین ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سے ہوگا اور اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا بھی نہین ہے اور خصوصاً حضرت علی کا ذکر چھوڑ دینا

عین قرین قیاس ہے اسواسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبداللہ ابن عمر مراد ہون تو یہ وہ ذات شریف ہین کہ جو بطرف معاویہ کے ہوکر کے جنگ صفین مین بمقابلہ حضرت علی کے لڑتے تھے

حدیث نمبر ۳ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فاراني باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابوبکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ من امتی رواہ ابوداؤد

ترجمہ اور روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئے ہمارے پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجکو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ ہوکر کے داخل ہوگی اُمت میری پس کہا ابوبکرؓ نے کہ اے رسولخدا کے ہم چاہتے ہین کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ خبردار رہو اے ابوبکرؓ کہ تم اول اول لوگون کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو میری اُمت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی نہین ہے اور سوائے اسکے راوی اس حدیث کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف ہین اور مضمون اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اسواسطے کہ ازروی اس حدیث کے تمنا حضرت ابوبکرؓ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسول کے وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ہوکر کے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس یہ جواب کہ تم اول ہماری اُمت کے ہو کہ تم داخل ہوگے جنت کو بالکل خارج از سوال ہے

فصل ۴ ہے

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن عمر ذکر عندہ ابوبکرؓ فبکی وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوما واحدا من ایامہ ولیلۃ واحدۃ

من لیالیہا لیلۃ فلبث ۔۔۔ سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی الغار فلما انتہیا
الیہ قال واللہ لا تدخلہ حتی ادخل قبلک فان کان بہ شیء اصابنی دونک
فدخل فکسحہ ووجد فی جانبہ ثقبا فشق ازارہ وسدہا بہ ونبقی منہا اثنان
فالقمہما رجلیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادخل فدخل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ووضع راسہ فی حجرہ ونام فلدغ ابوبکر فی رجلہ
من الجحر ولم یتحرک مخافۃ ان ینبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال ما لک یا
ابا بکر قال لدغت فداک ابی وامی فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فذہب ما یجد ثم انتقض علیہ وکان سبب منیتہ واما یومہ فلما قبض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارتد العرب فقالوا لا یؤدی زکوۃ
فقال لو منعونی عقالا لجاہدتہم علیہ فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ
تالف الناس وارفق بہم فقال لی اجبار فی الجاہلیۃ وخوار
فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین
اینقص وانا حی رواہ رزین

ترجمہ روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابوبکرؓ کا پس رویے عمرؓ
اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہین کہ کل عمل ہمارا ہو تا مثل عمل اونکے بابت ایک رات
کے اونکے روزون مین سے اور بابت ایک رات کے اونکی راتون مین سے لیکن
رات اونکی پس وہ ایک رات ہی کہ گئے وہ ابوبکرؓ ساتھ حضرت رسول خدا کے غار تک
پس ہر گاہ پہونچے وہ دونون آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابوبکرؓ نے حضرت رسولؐ
کو کہ قسم خدا کی مت اندر جاتو اوس غار کے جبتک کہ در آوین ہم اوس غار مین پس آگے

کہ اگر ہوا وسمین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہمکو پہونچے نہ تجھکو پس اندر گئے ابوبکرؓ
اور جہاڑ دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ مین سوراخون کو پس پہاڑا اپنے
پایجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اون سوراخون کو اور باقی رہ گئی دو سوراخ
پس ڈالدیا ابوبکرؓ نے اپنے پاؤن کو اون دو سوراخون مین تب کہا حضرت رسولؐ
کو کہ اندر آئیے تب اندر گئے حضرت رسول اور رکھا اپنے سر کو اوس ابوبکرؓ کے
گود مین اور سو گئے حضرت رسول تب کاٹے گئی ابوبکرؓ اپنے پاؤن مین اور نہ
سوراخ سے اور نہین جنبش کی اوس ابوبکرؓ نے بخوف اس بات کے کہ کہین جاگ
اوٹھین حضرت رسول تب آنسو سب ابوبکرؓ کے گرے اوپر چہرہ حضرت رسولؐ کے
تب کہا حضرت رسولؐ نے کیا ہوا تجھکو ای ابوبکرؓ کہا اوس ابوبکرؓ نے کہ کاٹے گئے
ہم فدا ہون تجھپر باپ اور مای میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسول نے اور چلا گیا
وہ درد جو حضرت ابوبکرؓ اپنے مین پاتے تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر لوٹ گیا اور
وہی زخم سبب موت ابوبکرؓ کا ہوا اور لیکن عمل ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب
انتقال کیا حضرت رسولؐ نے تو مرتد ہو گئے عرب لوگ اور کہا اون لوگون نے کہ
نہین دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابوبکرؓ نے کہ اگر روک رکھین وی لوگ زکوٰۃ کو
ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم جہاد کرینگے اون
لوگون سے پس کہا ہمنے ای خلیفہ رسول خدا کے تالیف قلوب کرو اون آدمیون سے
اور نرمی کرو ساتھ اون لوگون کے تب جواب دیا ابوبکرؓ نے مجکو ایا جبا تھی جاہلیت
مین اور ذلیل رہو گے اسلام مین تحقیقکہ بات یہ ہی کہ منقطع ہوئی وحی اور پورا
ہوا دین سو کیا ناقص ہوگا وہ دین درحالیکہ مین زندہ ہون روایت کی اسکو
رزین نے فقط شک نہین کہ یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ کے رفاقت غار کا ایک بڑا امر عظیم

ہے اور ایک تصرف عجیب اس قصہ کا ابتک موجود ہی کہ راقم کو منشی اشرف عالم مرحوم
و شیخ بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیون سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب و جوار
منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ بعد نماری کہلاتے ہین
سواد نکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہین ہوتا ہے اور اونکا چھوٹا چھوٹا لڑکا بھی سانپ
سے نہین ڈرتا ہے مگر فصل ۱۱ سے اس فصل ۱۴ تک جو سولہ حدیثین مناقب
خاص حضرت ابوبکرؓ کی ذکر ہوئین سو اوس سے کچھ مقابلہ حضرت ابوبکرؓ کا ساتھ
حضرت علی کے نہین پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمرو ابن عاص اور ابن عمرؓ
اور حضرت عمرؓ اکثر راویان احادیث مناقب بشان ابوبکرؓ کے وہی لوگ ہین کہ
جنکے اہتمام سے بر خلافت و حدیث خم غدیر اور تشبیہ ہارونؑ و سفینہ نوح و حدیث
ثقلین وغیرہ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے مصرعہ خود کوزہ و خود کوزہ
گر و خود گل کوزہ * اور عرب لوگ جو مرتد ہو کر زکوۃ نہین دیا چاہتے تھے اور حضرت
ابوبکرؓ نے تہیہ لڑائی کرنے کا ظاہر کیا سو البتہ یہ بات اونکے عزم اور بزدلی کو دکھلاتی
ہے مگر یہ عزم و استقلال بمقابلہ اوس عزم و استقلال حضرت علی کے کیا چیز ہے
کہ جنگ احد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علی اور دوسرے
دو آدمی ساتھ حضرت رسول کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اوسی روز سے لقب حضرت علی
کا کرار غیر فرار ہوا اور قول لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا اونکی شان مین
کہا گیا اور اگر یہ کہا جاے کہ سنی کا اصل مذہب یہ ہی کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ
قطعًا اور حضرت عثمانؓ ظنًا حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید و غیرہ
تا ولید ابن عبد الملک خلفای دوازدہ گانہ کے لوگ ہین اور یہ کہ اصل سنی کوئی
شخص نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ حضرت علی اور اولاد فاطمہ سے کچھ عداوت نہین

رکھتا ہو اور یہ کہ سُنّی پر لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے توہین شان علی مین کوشش کرے تو اوسکے جواب مین ہم یہ کہینگے کہ ایسا سُنّی ہونا اور روح پاک نبی سے روز قیامت مین شرمندگی لینا ہمکو منظور نہین ہے اور باظہار جوش اعتقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام مین ایک غزل راقم کی لکھی جاتی ہے۔

غزل منقبت حضرت علی علیہ السلام للراقمہ

علیؑ مرتضیٰ دارے از ین بہتر چہ میخواہی
وصی مصطفےٰ داری از ین بہتر چہ میخواہی

محب مرتضیٰ ہستی زجام فیض او مستی
گذشتی از ہمہ پستی از ین بہتر چہ میخواہی

دلت بر مرتضیٰ مائل شدے از غیر او غافل
ترا ایمان شد کامل از ین بہتر چہ میخواہی

علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبرؐ
بگیرد دست در محشر از ین بہتر چہ میخواہی

علا افضل دہم اولیٰ الیقین دان از ہمہ اعلےٰ
کہ او شد بر ہمہ مولیٰ از ین بہتر چہ میخواہی

بجب پختن دائم تو باشی ثابت و قائم
برین سیرے ہمین کم از ین بہتر چہ میخواہی

تو آزادی چہ آسائش نہ گوئی قول پالائش
علیؑ باشد بہ بخشائش از ین بہتر چہ میخواہی

فصل ۵۷

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عمر رضہ کے مذکور ہوتے ہین مگر قبل نقل کرنے اون حدیثون کے اس بات کا ذکر مناسب ہے کہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علیؑ کا ثابت ہو چکا ہے اور شاہ عبد الحق صاحب اون حدیثون کے شرح مین لکھتے ہین کہ در میان احب خلق اللہ ہونے اور افضلیت بنظر کثرت ثواب کے کچھ منافات نہین ہے یعنی کہ علمائے اہل سنت کو بڑا تکیہ اس بات پر ہے کہ ہر چند حضرت علی احب خلق اللہ ہون مگر

حضرت ابو بکر و عمر بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی سے افضل ہیں سو احادیث
متعلق مناقب حضرت ابو بکرؓ سے کچھ افضلیت حضرت ابو بکر کی پائی نہیں جاتی ہے
پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابو بکرؓ کے ذکر کیونکر ثابت
ہوگا اور یہ دعوی افضلیت بنظر کثرت ثواب کا محض ایک تمہید باطل ہے اسواسطے
کہ افضلیت اون لوگون کی جو حضرت علی پر ہو سو واسطے اوس بات کے کچھ اسباب
ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سو اوس نسب کا حال یہ ہے کہ یہ دونون صاحب
اگر قریشی تھے تو حضرت علی کو اوس قریشی ہونے مین خصوصیت زیادہ تر یہ ہے
کہ حضرت علی ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسباب افضلیت مین سے قرابت با رسولؐ
البتہ ایک شرف خاص ہے سو اوس شرف مین حضرت علیؑ تمام صحابہ سے مخصوص تر
تھے کہ حضرت علی اپنے چچازاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؓ دختر
عزیز رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے ہوا اور ایک سبب عمدہ افضلیت کا علم
بھی ہے کہ اسمین حضرت علی از روی حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا مندرجہ فصل ۲۱
کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسباب افضلیت مین سے مثلاً عبادت
در روزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سو ان
اوصاف ذاتی مین کون شخص مقابل علیؑ کا ہو سکتا ہے پس افضلیت خیالی بنظر
کثرت ثواب کے جو ایک مضمون طبعزاد سنیون کا ہے کس جانور کا نام ہے اور
کیا قصور حضرت علیؑ کا دیکھا گیا کہ وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسی اور سفینہ
نوح اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کر دیگئی اور ہم
چاہتے ہین کہ اس مقام مین ایک کیفیت مجمل حضرت عمرؓ کی لکھی جاے کہ جس سے معلوم
ہو کہ دراصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سو اس بات کے لکھنے مین ہم بہت متحیر ہین

کہ کیا لکھین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سختی اور خودسری اونکی ایک صفت خاص ہے
جیسا کہ روزۂ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کر دیا سو اگرچہ بقول مشہور رمضان نہیں کہ
تراویح سیکھ کے یہ التزام تراویح کا سختی سے خالی نہین ہے مگر اس فعل سے ایک
رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یہ امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا
کہ اسی سبب سے حفاظ قرآن عموماً درمیان سنیون کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح
حرام کرنا متعہ کا بھی بلفظ وانا احرمھا کے کہ بہ نسبت اوسکے قرآن مین کوئی آیت
ناسخ نہین ہے خالی از سختی نہین ہی اسواسطے کہ خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ اختیار
حلال کرنے حرام کا اور حرام کرنے حلال کا نہین تھا اور بات یہ معلوم ہوتی ہے
کہ بنظر حضر اور سفر مجاہدین عرب کے جو متعہ یعنی نکاح موقت وسیعادی جائز ہوا تھا
سو وہ ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت مین باقی نہین رہی ہوگی اور البتہ ایسے نکاح
سیعادی کا مسدود ہونا کہ جسمین کچھ حد چار عورت مثنی وثلاث ورباع کی بھی نہین ہے
بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور کاش اگر اسیطرح پر بدلیل آیت فان خفتم الا
تعدلوا فواحدۃ کے یعنی کہ اگر خوف کرو کہ عدل نہ کر سکوگے تو ایک جورو کرو وبدلیل
آیت خلقنا کم ازواجا کے یعنی کہ خدا نے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمر بعد ازواج
کو بھی حرام کر دیتے تو بہت خوب ہوتا کہ درحقیقت تعمیل عدالت درمیان متعہ
جورون کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات
ہو جاتی اور نسل امرائے مسلمانان کی پست ہمت وتنگ حوصلہ نہ ہوتی اور
حضرت عمرؓ کی خودسری سے یہ ایجا بھی کچھ دور نہین تھی اور کتب خانہ اسکندریہ مصر
کا جلا دینا بھی ایک فعل وحشیانہ ہے کہ اگر بعد اوسکے بزمان خلافت عباسیہ کے
عربی مین زبان لاطینی ویونانی سے علم نہین پہونچتا تو کیا حال جہالت مسلمانون کا

ہوتا اور اسیطرح پر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے بھی اپنے اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہی
اور زیادہ تر یہ ہی کہ زمان مرض الموت حضرت نبی سے حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے
علیحدہ و سرخود ہو گئے کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے
لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً وہ وصیت واسطے تحریر کرنے وصیت زبانی
خم غدیر نسبت حضرت علی کے ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکر کے
ٹال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو صرف حسبکم کتاب اللہ نہین کہتے
بلکہ حسبکم کتاب اللہ وعترۃ الرسول کہتے اسواسطے کہ قرآن و عترت اہلبیت آپس
حدیث مندرجہ فصل ۳ کے ایک ساتھ ہین اور جبتک حضرت علی کفن و دفن مین
حضرت رسول کے مصروف تھے تو اسی عرصہ مین فرصت پاکر حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا
اور بہ تحکم حضرت علی کو واسطے بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم تعزیت ماتم پرسی کی ساتھ
دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہین لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابوالفدا حاکم
شام کے کہ جسپر کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہوسکتا ہی یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؓ کے ہاتھ مین آگ لیکر گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ
سے یہ حکم پایا تھا کہ اگر علی بیعت نکرین تو علی اور ہمراہیان کو اونکے فاطمہ کے گھر سے
نکالدیا جاے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے
زن و شو مین جدائی کراتے تھے اور سب سے زیادہ تر یہ بات ہی کہ واسطے عقد کلثوم
شش سالہ دختر حضرت علی کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو ہوا کرکے اپنے زانو پر بٹھلایا
اور بوسہ لیا اور اوس چھ برس کے لڑکی کو سکھلایا کہ وہ یہ بات کہے کہ وہ واسطے
بیاہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بھی بندوبست ہوا کہ باوصف موجود
رہنے حضرت علی باپ اوس دختر شش سالہ کے ابن عباس چچیرے چچا اوس لڑکی کے

ولی بنکر کے اپنی وکالت سے نکاح اوس لڑکی کا پڑہا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر
نے جو ایک نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا حضرت فاطمہ کو دیا تہا سو وہ کاغذ بھی
حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کرادیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر فضلیت
بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہی مگر بات اسقدر ہے
کہ جب حضرت علی نے طوعاً و کرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کرلی اور خلافت
عمرؓ مین مشیر و وزیر رہے اور اونکے پیچھے نماز پڑھا کئے اور تقیہ ہمارے نزدیک درست
نہین ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمر مین ہمکو کچھ عذر نہین ہوسکتا ہے کہ
یہ خلافت درحقیقت واسطے اجرای دین و جہاد و اخذ زکوٰۃ وغیرہ کے تہی سو فی الحقیقت
حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات وہ سالہ اونکے وقت کے
تا شام و مصر و ایران وغیرہ کے ایسی ہوے کہ جو باقرار مورخان انگریزی کے رومیون
نے پانچ سو برس مین بھی ایسے فتوحات ستوار و وسیع حاصل نہین کئے تھے اور حضرت
علی نمونہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو رائے مسٹر گبن مورخ دہریہ کے بہت
درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز مین عرب ہی مین ختم
ہوجاتا اسواسطے کہ حضرت علیؑ پر کیفیت فقر و ریاضت وغیرہ کی بہت غالب تھی
اور علاوہ اسکے وحوش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ و ابوعبیدہ بن جراح کے حضرت
عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علی
ہاشمی سے حسب تصریح مندرجہ فصل ۳۹ کے علیحدہ ہوجاتے۔ بیت
کند ہمجنس باہمجنس پرواز ٭ کبوتر با کبوتر باز با باز ٭
اور سب دروازے اور لوگون کے بند ہوکر کے صرف دروازہ مکان حضرت علی
جانب مسجد نبوی کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اجازت کھلا رکھنے ایک

روزن دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم نبوی ہوا کہ دیوار عمرؓ
مین ایک روزن بقدر ایک ماہ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاے تو اس حال سے
بھی فرق مراتب ہر ایک شخص کا ظاہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہی کہ اگر ہم شیعی
ہوتے تو سختی و تغیر حالات حضرت عمرؓ کو دکھا کر کے انکی سب بے حقیقتی ثابت کرنے
ہمیر بہت آسان ہوتی مگر مشکل یہ ہی کہ انکی خلافت کو باوصف ان سب سختیون کے
ہم تسلیم کیا چاہتے ہین اور اس بات کی معذرت مین سواے اسکے ہم کیا کہسکتے ہین
کہ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو - سو حال اوسکا یہ ہی کہ حضرت عمرؓ بغیر مشورہ
حضرت علی کے کوئی فیصل خصومات نہین کرتے تھے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا ہی ہی
کہ قضیۃ ولا اباحسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابوالحسن یعنی علی واسطے فیصلہ اوسکے
نہین ہے اور یہ بھی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے لولا علی لھلک عمر یعنی اگر نہوتے
علی تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ علی
یعنے پناہ مانگتے تھے عمر ایسے ایک زمانہ سے کہ جسمین علی نہون اور حضرت علی کا ہم عجب
حال دیکھتے ہین کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگون نے
اوس طلب حق کو ٹال ٹول دیا تو حضرت علی اپنے کار عبادت مین مصرف ہو گئے اور
ابوسفیان نے جو وعدہ بھر دینے وادی عرب کا حمایت علی مین سواران و پیادہ سے کیا
تو حضرت علیؑ نے صاف کہدیا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب
اسلام مین بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو سو ہم ابوبکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہین
اور بعد قتل حضرت عثمان کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونون مین سے جو کوئی چاہے
خلیفہ ہو کہ ہمکو خلافت سے کچھ غرض نہین ہے بہرحال اب چند احادیث بشان
حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین -

حدیث نمبر ۱

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر آئینہ تحقیقکہ امتہائے سابق مین محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھے پس اگر کوئی شخص محدث ہو میری امت مین تو وہ عمرؓ ہے متفق علیہ فقط الستہ حضرت عمرؓ ایک بڑے صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار رائے صائب کا ہونا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ہذا سے ظاہر کہ جب عرب لوگ نے ابتدائے خلافت حضرت ابوبکرؓ مین مرتد ہو کر زکوۃ کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے صلاح دی کہ تالیف قلوب کیجاے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقال یعنی گوسپند یا شتر ایک سالہ کی بھی زکوۃ نہین ادا ہوگی تو جہاد کیا جائیگا اور اتفاقاً وہی راے حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اوسی تقریب مین استیصال مسیلمہ کذاب وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہوگیا۔

حدیث نمبر ۲

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم وعندہ نسوۃ من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتھن فلما استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل عمر ورسول اللہ یضحک فقال عمر اضحک اللہ سنک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فقال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم عجبت من ھولاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر یا عدوات انفسھن اتھبننی ولا تھبن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

قلن نعم انت افظ واغلظ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہ یا ابن الخطاب
والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک متفق
علیہ وقال الحمیدی زاد البرقانی بعد قولہ یا رسول اللہ ما اضحکک

ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے
کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رضہ نے حضرت رسول کے پاس آنے کی
اور اوس رسول کے پاس عورتین تھین قریش کی جو کہ بات کر رہی تھین اوس رسول
سے اور زیادہ مانگتی تھین حضرت سے بلند کئے ہوے اپنی آوازون کو پس جبکہ
اندر جانے کو چاہا عمرؓ نے تو اوٹھ کھڑی ہوئین وہ عورتین اور دوڑ گئین اندر
پردہ کے پس پہونچے عمرؓ اور حضرت رسولؐ ہنس رہے تھے پس کہا عمر نے خندان
رکھے اللہ تیرے دانتون کو اے رسول اللہ پس کہا حضرت نبی نے کہ ہمکو تعجب
ہوا ان عورتون سے جو کہ میرے پاس تھین کہ جب سنا اونھون نے تیری
آواز کو تو بھاگ گئین پردہ مین تب کہا عمرؓ نے اے دشمنان اپنی ذاتون کی آیا
ہیبت رکھتی ہو تم سب مجھسے اور نہین ہیبت رکھتی ہو رسول سے تب کہا اون
عورتون نے کہ ہان کہ تو درشت خو تر اور سخت تر ہے پس کہا رسول خدا نے ہان
زیادہ کر اے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اوسکے ہاتھ مین ہے
کہ نہین ملاقات کیا تجھسے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک رستے کو اتبتک مگر یہ کہ چلا
گیا شیطان ایک راستے کو تیرا رستا چھوڑ کر متفق علیہ اور کہا حمیدی نے کہ زیادہ
کیا برقانی نے بعد قول عمرؓ یا رسول اللہ کے ما اضحکک کو یعنی کس چیز نے ہنسایا تجھکو
فقط اس حدیث سے کوئی بات فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے
بلکہ ایک درشت خوئی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل مین مذکور ہوا اور اگر حضرت

رسول کے ایام صحت تک حضرت عمرؓ تمام تر راست پر ہون تو عین قرین قیاس ہے
اسواسطے کہ تغیر حضرت عمرؓ کا زمان مرض الموت حضرت نبی سے دیکھا جاتا ہے

حدیث نمبر ۳

وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاءؑ
امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ھذا قالوا ھذا بلال ورایت قصرًا
بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا قالوا لعمر الخطابؓ فاردت علیہ ان ادخل فانظر الیہ
فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت واحی یا رسول اللہ اعلیک اغار متفق
علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا
نے کہ داخل ہوے ہم جنت مین پس ناگاہ ملاقات ہوئی رمیصا
زن ابوطلحہ سے اور سنا ہمنے ایک آواز پاؤن کو پس پوچھا ہمنے یہ کون شخص ہے
لوگون نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہمنے ایک کوٹھے کو کہ جسکے صحن مین ایک
لونڈی تھی پس پوچھا ہمنے کہ کسکے لیئے یہ مکان ہے تب لوگون نے کہا کہ واسطے
عمر ابن الخطابؓ کے ہے پس چاہا ہمنے کہ اندر جائین اوس مکان کے اور دیکھین
اوس مکان کو پس یاد کیا ہمنے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے تیرے
باپ سے تجھپر فدا ہون اے رسول اللہ کیا تجھپر ہم رشک کرتے متفق علیہ
فقط اس حدیث سے صرف بشارت جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے
مگر اس سے کوئی فضیلت حضرت عمر کی حضرت علیؑ پر پائی نہین جاتی کہ حدیث
مندرجہ فصل ۴ سے تو اشتاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؑ اور
عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہونا
حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے

حدیث نمبر ۴

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بینما انا قائم رایت
الناس یعرضون علی وعلیہم قمص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما دون ذلک
وعرض علی عمر ابن الخطاب وعلیہ قمیص یجر قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ
قال الدین متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا
نے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا کہ دیکہا مین نے آدمیون کو پیش کیے جاتے ہمارے پاس
اور اون لوگون پر قمیص ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہونچتے ہین اور بعض اونسے
اوس سے نیچے ہین اور پیش کیے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور اوپر قمیص
تہی کہ جو زمین تک کہینچی تہی تب لوگون نے پوچہا کہ کیا تاویل کی آپ نے
اس بات کی اے رسولخدا کے تب فرمایا اوس رسولخدا نے کہ دین متفق علیہ
فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچہ حاجت رائے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۵

وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول بینما انا قائم اتیت بقدح
لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب
قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم متفق علیہ
ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے
کہ درحالیکہ مین سوتا تہا دیا گیا مجہکو ایک پیالہ دودہ کا پس پیا مینے اوس دودہ
کو یہانتک کہ دیکہتا ہون مین سیرابی کو نکلتے ہوے میرے ناخنون تک تب عطا
کیا مینے فاضل دودہ کو اپنے عمر ابن الخطابؓ کو تب پوچہا لوگون نے کہ کیا تاویل
اوسکی آپ نے کی اے رسولخدا کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمر

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے ہو کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہو بہر حال اس حدیث کے صحت مین کچھ جاے عذر نہین ہو مگر یہ بات قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ یہ حدیث بہ نسبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم نسبت حضرت علی بعبارت انا مدینۃ العلم وعلی بابہا وحدیث القرآن مع علیؑ وعلیؑ مع القرآن کے نہین ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بینما انا نائم رایتنی علی قلیب علیہ دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافہ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذہا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن وفی روایۃ ابن عمر ثم اخذہا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا لم ار عبقریا یفری فریہ حتی روی الناس وضربوا بعطن متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہو ابوہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تھا دیکھا مین نے اپنے کو اوپر ایک کوئے کے کہ اوسپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا مین نے اوس کوئے سے جسقدر کہ چاہا خدا نے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اوسنے اوس کوئے سے ایک ڈول یا دو ڈول پانی درحالیکہ اوسکے پانی نکالنے مین ایک ضعف تھا اور اللہ معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہو گیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچنے کا تب لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطور پانی کھینچنے عمرؓ کے یہانتک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کرنے سے اور روایت مین ابن عمر کے ہو کہ بعد اوسکے لے لیا اوس ڈول کو ابن خطاب نے ہاتھ سے ابوبکرؓ کے پس ہو گیا

وہ ڈول ہاتھ مین اوس ابن خطاب کے ایک موٹ پن نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی
کو کام کرتے ہوئے مثل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہانتک کہ سیراب ہوئے
آدمی لوگ اور درست بیٹھے آب خور یعنی گھاٹ پر اوس کوئے کے متفق علیہ فقط
حدیث نمبر ۳- سے اس حدیث نمبر ۶- تک سب روایات خواب حضرت رسولخدا
کے ہین اور راوی حدیث ہذا کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف اور ابن عمر خود
صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہین اور ان احادیث سے کچھ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ
کی حضرت علی پر ظاہر نہین ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمر بالطبع قوی المزاج
تھے سو بملاحظہ حالات زمانہ خلافت اونکی اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہے
اسواسطے کہ اونکی خلافت مین ظاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر
اور شام تک ظاہری دین اسلام خوب پھیل گیا اور قید ظاہری دین اسلام کی
بدین غرض ہے کہ تو مسلمان لوگون نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کیے
عثمان اور جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین کیا سو خود کفار مطلق سے بھی وہ سب فسادات نہین ہوسکی

حدیث نمبر ۶

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل
الحق علی لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی وفی روایۃ ابی داود وعن ابی ذر قال ان
اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول ـــ ترجمہ روایت ہی ابن عمرؓ
سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان
عمر اور دل اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت مین ابوداؤد کے
ابوذر سے ہی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے
جو خدا بات کرتا ہے ساتھ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہر چند یہ حدیث بروایت ابن عمر

پسر خود حضرت عمرؓ کے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی مگر چونکہ اس کتاب سے صرف غرض
اسقدر ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کچھ تفضیل حضرت علی پر نہین ہے اور فضا
خاص حضرت ابوبکر و عمرؓ سے کچھ انکار نہین ہوسکتا اسواسطے صحت مین اس حدیث
کے کچھ حاجت عذر کرنے کی نہین ہے مگر اسقدر قابل یاد رکھنے کے ہی کہ حدیث
مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی بحق حضرت علی کے اس بات کی ہے
کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علی کے جہان پر کہ وہ پھرے اور حدیث
فصل ۵۰ مین حدیث النظر الی وجہ علی المحبۃ عبادۃ بروایت حضرت ابوبکرؓ
واقع ہے یعنی کہ محبت سے نظر کرنا بطرف چہرہ علیؑ کے عبادت ہی پس کسی فضیلت
دیگر صحابی کو حضرت علیؑ سے کچھ مقابلہ نہین ہوسکتا اور حسب فحوائے اس حدیث کے
شعر ناسخ کا کیا خوب ہے بیت

ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد — خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہین

حدیث نمبر ۸

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کنا نعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر رواہ
البیہقی فی دلائل النبوۃ ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ
کہا اوسنے کہ نہین دور سمجھتے تھے ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا نطق کرتا ہی
اوپر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ مین فقط اگر یہ حدیث
حضرت علی سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے مین کیا عذر ہے کہ ہمکو تقلید جملہ
اقوال و افعال حضرت علیؑ کی واجب ہی اور حضرت عمر عام معاملات مین جو راست رو
تھے سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا مگر درشت خوئی بھی ایک صفت خاص
اونکی تھی یہانتک کہ جب حضرت علیؑ نے ابوبکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہ کے واسطے

بیعت لینے کے گھر میں بکرا تو ساتھ اوسکے یہ بات بھی کہاں صحیح کہ ساتھ الہ کے
عمر نہ آوین کہ اوس عمر سے ہمکو کراہت ہی سوا اسکے سطح پر نقاء حضرت علی کے وہ
ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور ہرگاہ حدیث بین اصحابی کالنجوم
بایہم اقتدیتم اھتدیتم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسول خدا کے مثل ستارون کے ہین
کہ جس سے اقتدا کیجاے سو اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر راقم حروف کو
تمامتر اقتدا ساتھ حضرت علی کے ہی تو کچھ سنیون کو جاے تعرض ہمسے نہین ہے
اور شعر ناسخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے — بیت
اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ ؛ ایک سے کام ہی دو چار سے کچھ کام نہین

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن
ھشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم فاسلم
ثم صلے فی المسجد ظاھرا رواہ احمد والترمذی ترجمہ اور روایت ہے
ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ اے میرے اللہ عزت دے
تو اسلام کو ساتھ ابی جہل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطاب کے پس صبح کی
حضرت عمر نے اور سویرے آئی حضرت نبی کے پاس اور مسلمان ہوگئے تب نماز پڑھی مسجد
مین ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمر رضا بالطبع ایک قوی دل
آدمی تھے اور شک نہین ہی کہ اونکے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی —

حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غر
ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اوسنے کہ کہا عمر رضؓ نے ابوبکر کو اے بہترین
آدمیان امت رسول خدا کے تب کہا ابوبکر رضؓ نے خبردار رہ کہ تحقیقکہ اگر تو اس بات کو
کہتا ہی تو مینے سنا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوے کہ نہین طلوع کیا آفتاب نے اوپر کسی
ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمر رضؓ سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہی فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت
زیادہ رد و کد کرنے کی اس حدیث مین نہین ہے ورنہ اصل حال یہ ہی کہ جب
حضرت عمر رضؓ نے کو دیکھ کے حضرت ابوبکر رضؓ کو خلیفہ بنایا اور بطرف کفن و دفن حضرت رسول
کے متوجہ نہین ہوے اور حضرت عمر کو خلیفہ ابوبکر رضؓ نے اوسکے عوض مین اپنے بعد
خلیفہ کیا تو اسطرح سے ایک کا دوسرے کے حق مین کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس ہے
حسب قول مشہور تو مرا حاجے بگو سن ترا حاجی بگویم اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون
قول حضرت ابوبکر رضؓ کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہین کیا کہ جو حضرت عمر
سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیاء مرسلین سے بھی بہتر ہو تا حضرت عمر رضؓ
کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علی کی محو سہو کر کے خلافت لے لیگئی تو
واسطے نباہ اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضرور ہی اور البتہ
احادیث مناقب شان ابوبکر رضؓ و عمر کے بہت کچھ ترتیب دیگئے ہین مگر خود افعال
و اقوال حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کے کچھ ایسے نہین دیکھے جاتے ہین کہ جس سے کچھ فضیلت
ذاتی اون لوگون کی حضرت علی پر ظاہر ہو اور شمہ بمقدار علم زیبا ہوتا ہی اسواسطے
یہ سب احادیث مبالغہ کی زیبندہ نہین ہین اور افسوس ہی کہ اوپر لفظ احب خلق
مندرجہ فصل ۱۴ نسبت حضرت علیؑ کے شاہ عبدالحق صاحب نے بہت کچھ چڑھائی کی

مگر اس حدیث کی شرح مین شاہ صاحب نے اوپر لغویت اس حدیث کی کچھ التفات نہین کیا
کہ اصل معنی اس حدیث کی کیا ہین یعنی اس حدیث کے معنے تو یہ ہین کہ جیسے آفتاب نکلا ہی
کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہین ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک امت کا کسی اولی
نبی کے بھی برابر نہین ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان
عمر بن الخطاب رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اگر کوئی
شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور
کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہین ہے
اسواسطے کہ خود سری حضرت عمر کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا
دعوی نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن بریدۃ قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف جاءت
جاریۃ سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحا ان اضرب
بین یدیک بالدف واتغنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان کنت نذرت
فاضربی والا فلا کذا قالوا فجعلت تضرب ثم دخل ابو بکر وھی تضرب ثم دخل علی
وھی تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب ثم دخل عمر فالقیت الدف تحت اشیاھا
ثم قعدت علیھا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان الشیطان لیخاف
منک یا عمر انی کنت جالسا وھی تضرب فدخل ابو بکر وھی تضرب

ثم دخل علے و ھے تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب فلما دخلت
انت یا عمر القت الدف رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح حسن غریب
ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اوسنے کہ باہر گئے رسولخدا لیعض جہادون
مین اپنے پس جبکہ پھرے وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا
کہ اے رسولخدا مینے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تجھکو خیریت سے پھیر لاوے
تو تیرے سامنے ہم دف بجائین اور گیت گائین تب جواب دیا رسولخدا نے کہ
اگر تو نے نذر مانی ہو تو دف بجاؤ ورنہ نہین ایسا راویون نے کہا پس دف بجانے
لگے وہ عورت پس آپہونچے ابوبکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے علی اور وہ
باجا بجاتی رہی تب پہونچے عثمان اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب
پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے چوتڑ اپنے اور بیٹھ گئی اوس
دف پر تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ شیطان ہر آئینہ خوف کرتا ہے تجھسے اے
عمر کہ ہم بیٹھے تھے اور بجا رہی تھی تب آئے ابوبکر اور وہ بجا رہی تھی تب آئے
عثمان اور وہ بجا رہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمر تب گرا دیا اوس
عورت نے اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح
غریب ہی فقط اس حدیث سے تو مکارم اخلاق حضرت نبیؐ و ابوبکرؓ و علیؓ و عثمانؓ کے
اور درشت خوئی کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہی اور جبکہ
باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہی تو کچھ حاجت رد و کد کی نہین ہے ورنہ بہ نسبت
اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ
بوقت طلب ہونے کاغذ و قلم از طرف حضرت رسول واسطے لکھنے وصیت کے جو کہ اوس
بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلانے گھر حضرت فاطمہؓ کے اور بوقت

عزیمت نکال دینے حضرت علیؓ کے فاطمہ کے گھر سے اگر یہ دونو آپس میں درست ہوں
تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے نہ ہو یا نہ ہیں۔

حدیث نمبر [illegible]

وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالي فانظري ووضعت لحيي على منكب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى رأسه فقال لي اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر منزلتي عنده اذ طلع عمر فارفض الناس عنها فقال صلى الله عليه وآله وسلم اني لاانظر الى شياطين الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح غريب

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسولخدا بیٹھے ہوئے تھے کہ سنا ہم لوگون نے شور و غل کو اور آواز کو لڑکون کے پس اوٹھے حضرت رسول پس ایک ناگاہ حبشیہ عورت تھی کہ ناچ رہی تھی اور لڑکے اوگ گرداوس عورت کے تھے پس کہا حضرت رسول نے کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو پس گئے ہم اوپر کہا تھا اوس نے اپنی ٹھوڑی کو اوپر کاندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھنے لگے ہم اوس عورت حبشی کو کاندھے پیغمبر خدا کے سر تک اوسکے پس پوچھا حضرت رسول نے مجھسے کہ کیا آسودہ نہوئی تو کیا آسودہ نہوئی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہیں بدین غرض کہ دیکھون میں اپنے مرتبہ کو نزد اوس رسول کے کہ ناگاہ پہونچ گئے عمرؓ اور متفرق ہو گئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا رسولخدا نے کہ ہم دیکھ رہے ہیں شیطانون کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ سے کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے گہ کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح

غریب ہی فقط اس حدیث سی بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگون کی
حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت
عمرؓ سے اور نہین بھاگنا حضرت نبی سے خود ایک بے معنی بات ہی اسواسطے کہ جب
حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھے تو سب فعل اونکا مشروع تھا اور
شیطان سے کچھ علاقہ نہین تھا بہرحال اس حدیث غریب کو خود ترمذی نے غریب قبول کیا ہی

حدیث نمبر ۱۴

عن انس وابن عمر قال وافقت ربی فی ثلث قلت یارسول اللہ لو اتخذنا من مقام
ابراھیم مصلی فنزلت اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وقلت یارسول اللہ یدخل
علی نساءک البر والفاجر فلو امرتھن ان یحتجبن فنزلت ایۃ الحجاب واجتمع نساء
النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی الغیرۃ فقلت عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا
خیرا منکن فنزلت کذلک وفی روایۃ لابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراھیم
وفی الحجاب وفی اساری بدر متفق علیہ ترجمہ روایت ہی انس اور ابن عمرؓ سے کہ
تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین بات مین اول یہ کہ
کہا ہمنے ای رسول خدا کاش لیتے ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے پس اتری یہ آیت کہ
لو تم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے کو دوم یہ کہ کہا ہمنے ای رسول خدا آتے ہین تیرے
کے پاس نیکوکار اور بدکار لوگ پس کاش حکم کرتا تو اون عورتون کہ حجاب کرین
وے عورتین پس اوتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیبیون
نے حضرت نبی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کہانی شہد کے پس کہا ہمنے قریب ہی
کہ رب اوس نبی کا اگر طلاق دے تم عورتون کو یہ بات کہ بدل دی وہ رب
واسطے اوس نبی کے جورؤن کو جو بہتر ہون تم سبھون سے پس اوتری ایک آیت

ویسہی اور ایک روایت مین ابن عمرؓ کے ہی کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ کہا عمرؓ نے
کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین باتون مین مقام ابراہیم مین اور پردہ مین
و قیدیان بدر مین متفق نمایہ فقط حضرت عمرؓ کے صاحب رای ہونے مین کیا عذر
ہوسکتا ہی اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے بمشورہ حضرت ابوبکرؓ کے
قیدیون کو فدیہ لیکر کے رہا کیا مگر حضرت عمرؓ کی راے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل
کیے جائین غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فضل الناس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ باربع یذکر الاساری
یوم بدر امر بقتلھم فانزل اللہ تعالی لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم
عذاب عظیم ویذکر الحجاب امر نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان یحتجبن فقالت
لہ زینب انک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ اذا سالتموھن
متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب ویذکر غیرۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللھم
ایّد الاسلام بعمر وبرایتہ ذا بکر کان اول ناس بایعہ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی ابن مسعودؓ سے کہا اوسنے کہ تفصیل دی گئی آدمیون پر
عمر ابن الخطاب کو چار باتون سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ
نے واسطے قتل اون قیدیون کے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ اگر نہین کتاب
خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگون کو اوس بات مین جو کہ لیا تم لوگون نے ایک عذاب
عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتون کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیبیون کو حضرت رسولؐ
کے وہ لوگ پردہ کرین پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہی اوپر ہم بیبیون کے
اے ابن خطاب حالانکہ وحی اوترتی ہے ہم لوگون کے گھرون مین پس اوتاری

خدانے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عورتون سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عورتون سے پردہ کی اوٹ سے۔ سوم ساتھ دعا نبی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام کو ساتھ عمرؓ کے اور چہارم ساتھ رائے اوسکے دربارہ ابوبکرؓ کے کہ تھے وے عمرؓ اول اون آدمیون کے کہ جو بیعت کی ابوبکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط چوتھا امر یعنے خلیفہ بنانا عمرؓ کا ابوبکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت مین کیجائیگی کہ کسطرح پر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک الرجل ارفع اضتی درجۃ فی الجنۃ قال ابوسعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر ابن الخطاب حتی مضی لسبیلہ رواہ ابن ماجۃ ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید سی کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ وہ مرد بلند ترین است کا میرے ہی از روی درجہ کے جنت مین کہا ابوسعید نے کہ قسم خدا کی نہین دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمرؓ ابن خطاب کو یہانتک کہ گذر گیا وہ عمرؓ اپنے راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سی ظاہر کہ خود حضرت رسولؐ نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو از روے درجہ کے نہین ذکر کیا مگر یہ قول ابوسعید راوی کا ہی کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہین اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کا بلند تر ہونا درجہ مین حضرت ابوبکرؓ سے بھی لازم آتا ہی چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب کو بھی اس حدیث کی شرح مین ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال سالنی ابن عمر عن بعض شانہ فاخبرتہ قال ما رایت احدا قط

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من حین قبض کان اجد واجود وحتی
انتہی من عمر رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا اوسنے
کہ پوچھا مجھسے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو پس خبر دی مینے اوس ابن عمرؓ کو کہا اوس
اسلم نے کہ نہین دیکھا مینے کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہ کہ انتقال کیا اوس رسول نے
زیادہ تر کوشش اور نیک تر انتہاے عمر تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط
اس حدیث مین بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

وعن المسور ابن مخرمۃ قال لما طعن عمر جعل یالم فقال لہ ابن عباس وکانہ یجزع عمر یا
امیر المومنین وکا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاحسنت
صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبتہ ثم فارقک و
ھو عنک راض ثم صحبت المسلمین فاحسنت صحبتہم ولان فارقتہم لتفارقنہم
وھم عنک راضون قال اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ علیہ والہ وسلم ورضاہ
فانما ذلک من من اللہ منّ بہ علی واما ما ذکرت من صحبۃ ابی بکر ورضاہ
فانما ذلک من من اللہ منّ بہ علی واما ما تری جزعی فھو من اجلک
ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ
من عذاب اللہ قبل ان اراہ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی مسور ابن مخرمہ سے کہ کہا اوسنے کہ جب زخمی کیے گئے عمر تو لگے صبر
کرنے لگے عمرؓ پس کہا اوسکو ابن عباس نے درحالیکہ حالت جزع مین سمجھتے تھے اوس عمرؓ کو
کہ اے امیر المومنین یہ سب بیصبری کرنی نہین چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی تو نے
صحبت سے اچھی پس نیک ہوئی تجھکو صحبت اوس رسول کی تب مفارقت کی اوس رسول

نے تجھسے درحالیکہ وہ رسول تجھسے راضی تھے تب اوسکے بعد صحبت ہوئی تجھکو ابوبکرؓ سے
پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابوبکر سے تب مفارقت کی اوس ابوبکرؓ نے تجھسے
اور وہ تجھسے راضی تھے تب صحبت ہوئی تجھکو مسلمانون سے پس نیک ہوئی صحبت
تیری اون لوگون سے اور اگر مفارقت کرے تو اون لوگون سے تو ہر آئینہ مفارقت
کریگا تو اون لوگون سے درحالیکہ وہ لوگ تجھسے راضی ہین کہا اوس عمرؓ نے کہ جو کچھ
ذکر کیا تو نے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوسکے سو یہ بات احسانات خدا سے
ہی کہ جو احسان کیا تجھپر ساتھ اوسکے اور لیکن جو ذکر کیا تو نے صحبت ابوبکرؓ اور رضامندی
کو اوسکے پس یہ بات احسانات سے خدا کے ہی جو احسان کیا اوسنے تجھپر ساتھ اوسکے
اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جزع یعنے بیقراری کو میرے سو وہ بیقراری واسطے تیری ہے
اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ
کرتے ہم اوسکو بدلے مین عذاب خدا کے قبل اس بات کے دیکھتا مین اوس عذاب
کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط شک نہین ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑے معمار جب
خاص حضرت رسول کے تھے مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے
مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا یہانتک کہ
حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہمکو اس بات کا خوف نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے بعد
میرے ولیکن خوف یہ ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ
میرے پاس سے اور چھوڑ دو مجھکو کہ جس حال مین کہ مین ہون وہ بہتر ہے اوس حال سے
کہ جسمین تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کے کیجائیگی
بہرحال یہ تمام اٹھارہ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئین سو اس سے
بھی کچھ افضلیت حضرت عمر کی حضرت علی سے پائی نہین جاتی ہے بلکہ ادنی توجہ سے

بطریق احاد بیث حضرت نبوی ابوبکر و عمر کے فضائل معلوم ہوتی ہے کہ کسی کو کچھ مقابلہ حضرت علی سے نہیں ہے ۔ محب علی اور اہلبیت کا عین ایمان ہے چنانچہ موافق اسکے ایک [illegible] لکھی جاتی ہے ۔

غزل

در مدح حضرت امیر علیہ السلام از مؤلف

حب علی نشان ماحی خصمان من
اشک پر اور روان باغ غفران من

تان کہ پستگین بدا مسرور عالی نژاد
تا تہ او ہست یاد این سر و سامان من

جود و کرم شان او عفو و امان او
بود مرا نان او کاش بدا مان من

حیدر کرار ما صفدر جبار ما
شاہ علم دار ما ہادی ایمان من

شان علی لافتیٰ آیت انا منا
جملہ مرض را شفا عیسیٰ دوران من

ہادی عرش برین کیست چو او بزرگ دین
حب علی ام الیقین حاصل عرفان من

بندہ آزادہ ام راست رو و سادہ ام
داد محب داد ہ ام حب علی جان من

فصل ۶

اب اس شیعہ شرک باب مناقب ابی بکر و عمر کے مشکوۃ المصابیح سے مذکور ہوتے ہیں

حدیث نمبر ۱

عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بینما رجل یسوق بقرۃ لہ اذ رکبہا فقال انا لم نخلق لھذا انما خلقنا لحراثۃ الارض فقال الناس سبحان اللہ بقرۃ تکلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی اومن بہ انا وابو بکر وعمر وما ھما ثم وقال بینما رجل فی غنم لہ اذ دخل الذئب علی شاۃ منہا فاخذھا فادرکھا صاحبہا فاستنقذھا فقال لہ الذئب فمن لھا یوم السبع یوم لا راعی لھا غیری فقال الناس سبحان اللہ ذئب یتکلم فقال اومن بہ انا وابو بکر وعمر وما ھما ثم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی ابی ہریرہ سے حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے درحالیکہ
ایک آدمی ہانکے لئے جاتا تھا ایک گاہی کو جبکہ تھک گیا تھا وہ آدمی پر سوار ہوا اوس
گاہی پر پس کہا اوس گاہی نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہین پیدا کئے گئے ہین واسطے
اور حرث پیدا کئے گئے واسطے جوتنی زمین کے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ ایک گاہی بات کرتی ہے
تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ مین ایمان لاتا ہون ساتھ اس بات کے اور ابوبکر اور
عمر درحالیکہ نہ تھے وے لوگ وہان پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک
مرد ایتھ بکریون کے گلہ مین تھا کہ ناگاہ آپہونچا ایک بھیڑیا اوپر ایک بکری کے
اوس گلہ مین سے پس پکڑ لیا اوسکو تب پیچھے سے پہونچا مالک اوس بکری کا اور
چھوڑایا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیے نے وائے پر بیکس کون شخص چرواہا اوس
بکری کا ہے روز سبع کا یعنی وہ روز کہ چرواہا نہوا یا روز یہ ہے کہ نہین کوئی چرواہا
اوس بکری کا ہوتا ہی سوائے میرے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہی
پس کہا رسولخدا نے کہ ایمان لاتا ہون مین اور ابوبکر اور عمر ایمان لاتے ہین ساتھ
اوسکے درحالیکہ نہ تھے وے سب اوس جگہ پر متفق علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے تصدیق کرنے والے تھے کلام حضرت رسول کے
تھے اور اسطرح کی خراج داری مین اونکے کیا عذر ہوسکتا ہی —

حدیث نمبر ۲

وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل
من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبہ یقول یرحمک انی لا ارجو ان یجعلک اللہ مع
صاحبک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کنت
وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر

وعمر ونحو جت وابو بکر وعمر فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب منفوق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا اوسنے کہ تحقیقکہ مین کہڑا تھا ایک قوم مین

کہ دعا کرتے تھے وے لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیقکہ رکہی ہوے تھی عمر اوپر تخت پیشتر

اینکے واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہمارے پیچہے سے تحقیقکہ رکھا اوسنے کہنی اپنی

کو اپنے اوپر کاندھے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجہپر تحقیقکہ ہم

ہر ائینہ امید کرتے ہین اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجہکو ساتھ دونون ساتھیون

تیرے سواسطے کہ ہم بیشتر سنتے تھے رسول اللہ کو کہتے ہوے کہ تھے ہم اور ابو بکر اور عمر اور

کیا ہمنے اور ابو بکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابو بکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابو بکر اور

عمر اور باہر نکلے ہم اور ابو بکر اور عمر اور پیچہے دیکہا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تھے علی ابن

ابی طالب متفق علیہ فقط اس حدیث سے صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت ابو بکر اور

عمر بڑے صاحبان خاص مین سے حضرت رسول کے تھے اور اس بات مین کیا عذر

ہوسکتا ہے مگر اسی حدیث سے ایک وجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر

ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہین حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچھ

بدسلوکی پائی ہوے تھے اور کیون نہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھے

اور یہ شعر اس مقام مین بہت حسب حال ہے ؎

دوستانرا کجا کنی محروم ٭ تو کہ با دشمنان نظر داری

اور جیسا کہ حضرت علی نے بحق حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہین کہ حضرت عمر ساتھ

اپنے دونون ساتھیون کے کئے جائینگے سو ویسا ہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار شریف

حضرت رسولخدا کے قبر حضرت ابو بکر کے اور متصل اوسکے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے

پیشین گوئی مین کیا فرق آسکتا ہی کہ حضرت کو شریک نبوت مثل ہارون اور موسی کے تھے بیت

نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی ؛ کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

حدیث نمبر ۳۰

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اہل الجنۃ لیتراؤن اہل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابا بکر وعمر منہم وانعما رواہ فی شرح السنۃ وروی نحوہ ابوداود والترمذی وابن ماجۃ

ترجمہ روایت ہی ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت کے لوگ ہر آئینہ دیکھتے ہین علیین کو جیساکہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ گوہردار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیقکہ ابوبکر اور عمر ہین اون لوگون مین سے اور اس سے بھی زیادہ ہین روایت کی اسکو شرح سنت مین اور روایت کی مثل اوسکے ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے صرف اہل جنت ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا ظاہر ہوتا ہی مگر کچھ فضیلت اونکی حضرت علی پر نہین پائی جاتی ہے کہ بہ نسبت حضرت علیؑ کے تو ایک حدیث فصل ۴۶ مین یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت مشتاق ہے تین شخصون کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی

حدیث نمبر ۳۱

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجۃ عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ابوبکر اور عمر دو سردار رسیدہ عمر والی اہل جنت کے ہین اولین اور آخرین مین سے سوائے انبیا اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کے معنے صرف اسقدر ہین کہ ادھیڑ یعنے میانہ عمر کے

لوگ جو اہل سنت ہین سو حضرت ابوبکر اور عمر اونکے سردار ہین اور یہ حدیث اسیطرحکی ہے
کہ جیسا حدیث مین وارد ہے کہ الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ یعنی کہ حسن اور حسین
سردارانِ نوجوانان اہل بہشت کے ہین مگر چونکہ سنیون کو ایک کمبختی اس بات کی ہے
کہ جہان تک ہوسکے توہین و تنقیص شان اہلبیت کی کیجاے سو شاہ عبدالحق صاحب
نے بسبب شان التعصب اور کسرِ سنیت کے اس حدیث مین یہ نکتہ نکالدیا کہ جب ابوبکر اور
عمر سردار لہ ڈھون کے ہون تو سردار جوانون کے بھی ہونگے غرضکہ باہتمام سے وہ
سید شباب امام حسن حسین کی خرد برد ہوگئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابوبکر اور عمر دونو سردار
کہلین سالان اہل جنت کے ہین صحیحین یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور
اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل لحاظ کے ہے کہ ابوبکر اور عمر سردارانِ اہل بہشت کا
اولین سے لیکر آخرین تک بنادیا حالانکہ زبیدی اور لپطرس اور شمعون صفا
حواریان حضرت مسیح کے اس درجہ اعلی کے ہوئے ہین کہ اونکے صفات حمدہ صبر وغیرہ
کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہوسکتے ہین کہ حضرت ابوبکر و
عمر کو اونسے کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازدہ امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ ایسے
کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشت ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر اور حلم اور سکون و وقار
حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ اونکے حق مین یہ کلام البتہ راست ہوسکتا ہے
کہ کوئی شخص اولین مین سے برداشت ظلم مین مقابل حضرت امام حسین کا نہین ہوا
اور نہین ہوگا اور اس حدیث کو بروایت ابن ماجہ کے جو حضرت علی کیطرف منسوب
کیا سو سنیون کو اسطرح کی نسبت لغو کردینا کچھ مشکل نہین ہے ورنہ حضرت علی
کے منہ سے ایسا کلام مبالغہ کا بلحاظ اولین و آخرین کے نہین نکل سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۵

وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ پیچھے میرے نہیں سمجھتا ہوں کہ کسقدر بقا ہمارا تم لوگون میں ہے پس اقتدا کیجیو تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر کے روایت کی اسکو ترمذی نے شرح السنہ میں مسند جہ فصل ۴۵ کے ہے مگر اوس حدیث میں ذکر عمار یاسر وحذیفہ کا نہیں ہے اور یہ دونون حدیثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر گاہ وصیت خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہو چکی تھی تو خلاف اوسکے کوئی دوسری حدیث بحق کسی شخص آخر کے نہیں ہو سکتی ہے اور لفظ اقتدا سے تو لفظ اہتدا کو بقرینہ عمار یاسر کے ہی بڑھکر کے ہے۔

حدیث نمبر ۲

وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع احد راسہ غیر انہ یکون مرۃ ان ابا بکر وعمر لم یکونا یرفعان الیہ رؤسہما رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تھے رسولخدا کہ جب داخل مسجد ہوتے تھے تو نہیں کوئی شخص سر اوٹھاتا تھا سوائے ابوبکر اور عمر کے کہ جب رسولخدا کو یہ حال تھا کہ اونکو دیکھ کر کے سر اپنے ابوبکر اور عمر تعظیم کرتے تھے اور اون دونون کو دیکھکر کے حضرت رسولخدا تبسم فرماتے تھے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اگرچہ یہ حدیث خوب ہے مگر اس حدیث کی صحت میں کچھ جاے کلام نہیں ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بہت سے صفات خاص سے حضرت رسول کے تھے

حدیث نمبر ۳

وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم دخل المسجد وابوبکر وعمر احدھما

عن یمینہ والاخری عن شمالہ وھو اخذ بایدیھما فقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ
رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہی
ابن عمر سے کہ تحقیقکہ حضرت نبی باہر نکلے ایک روز اور داخل ہوے مسجد شریف مین
اور ابو بکر اور عمر ساتھ تھے کہ ایک اونمین سے داہنی طرف اوس رسول کے تھا
اور دوسرا بائین طرف اوس رسول کے اور انحضرت ہاتھون کو اون دونون کے پکڑے
ہوے تب کہا حضرت رسول نے کہ اسیطرح سے اوٹھائے جائینگے ہم لوگ بروز قیامت
کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہی فقط ہرگاہ یہ حدیث خود ایسی
حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت زیادہ عذر کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۸

وعن عبد اللہ بن خطبان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رای ابابکر وعمر فقال
ھذان السمع والبصر رواہ الترمذی مرسلاً ترجمہ اور روایت ہے
عبد اللہ ابن خطبہ سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے دیکھا ابو بکر اور عمر کو پس کہا
کہ یہ دونون کان اور آنکھ ہین روایت کی اسکو ترمذی نے بطور حدیث مرسل کی یعنے
کہ اس حدیث کا سلسلہ درمیان سے منقطع ہے فقط تشبیہ حضرت ابو بکر اور عمر کی
ساتھ کان اور آنکھ کے اوسیطرح پر ہی کہ جیساکہ تشبیہ حضرت علی کی ایک دوسری
حدیث مین ساتھ دل وجان کے دیگئی ہے اور بہرحال یہ حدیث مقابل حدیث
دمك دمی ولحمك لحمی وانت صنوی انا منك کے نہین ہوسکتی ہے کہ جسمین بحق حضرت
علی کے ارشاد ہوا ہی کہ خون تیرا میرا خون اور گوشت تیرا میرا گوشت ہی اور تو مجھسے ہی اور
مین تجھسے ہون۔

حدیث نمبر ۹

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من نبی
الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیای من اھل السماء
فجبرئیل ومیکائیل واما وزیای من اھل الارض فابو بکر وعمر

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہین
کوئی نبی ہے مگر حال یہ ہی کہ اوسکے واسطے دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے
پس لیکن دو وزیر ہمارے اہل آسمان سے پس جبرئیل اور میکائیل ہین اور دو وزیر
میرے اہل زمین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث
صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے مگر اسکی صحت مین کچھ شک نہین ہی کہ حضرت ابوبکر
اور حضرت عمر بیشک بطور وزراے حضرت رسول کے تھے مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین بیت
خدا نفس پیغمبرش خواندہ است دگر را فضیلت بکس ماندہ است

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رایت کان میزانا
نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر
ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاشفقنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء رواہ الترمذی وابو داؤد

ترجمہ اور روایت ہی ابوبکر سے یہ بات آہستہ کہ ایک مرد نے کہا پیغمبر خدا سے کہ دیکھا ہی مین نے گویا کہ ایک ترازو
اوتری آسمان سے تب تولا گیا تو اور ابوبکر پس وزن تیرا بھاری ہوا اور تولے گئے ابوبکر و عمر پس
بھاری ہوے ابوبکر اور تولے گئے عمر اور عثمان پس بھاری ہوے عمر تب اوٹھا لیا گیا ترازو پس
برا لگا یہ قصہ پیغمبر خدا کو پس کہا پیغمبر خدا نے کہ یہ قصہ خلافت نبوت کا ہی اور اوسکے بعد
دیگا خدا ملک کہ جسکو چاہی روایت کی اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے فقط یہ حدیث بھی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم ... باہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور خبر اصلی ہی اسواسطے
کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو شیعون کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت
ابوبکر کو بنیاد اجماع کے قرار دیتے اور پشیمانی اس حدیث کی قابل ملاحظہ کے ہے
کہ ابوبکر کوئی صحابی نامی سے نہیں ... اور کچھ نہین کہتا ہی کہ کس شخص نے یہ خواب
دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہی کہ ان خواب مین حضرت عثمان اور حضرت علی دفن کیے
گئے اور اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث نے قبل زمان خلافت
حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی -

حدیث نمبر ۱۱

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ
فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فاطلع رواہ الترمذی و قال
ھذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی
نے فرمایا کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد اہل جنت سی پس پہونچے ابوبکر بعد اوسکے
فرمایا حضرت رسول نے کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد جنت سی پس پہونچے عمر
روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے
مگر اسکی صحت مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے اسواسطے کہ اس حدیث سی کچھ فضیلت حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے کہ حدیث مندرجۂ فصل ۱۴ کی
اس حدیث پر بہت غالب ہی کہ جسکا منشا یہ ہی کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان
رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بارخدایا الٰہی میرے پاس ایک شخص کو جو محبوب ترین
خلق ہو تیرے پاس کہ آکر کے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آئے
علیؑ اور کھایا اوس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے -

حدیث نمبر ۱۲

وعن عائشة قالت بينا راس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في حجري في ليلة
ضاحية اذ قلت يا رسول الله هل يكون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال
نعم عمر قلت فاين حسنات ابي بكر قال انما جميع حسنات عمر لحسنة واحدة من حسنات ابي بكر رواه رزين

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ درحالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہماری گود مین تھا ایک چاندنی
رات مین کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ ایا ہی واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد
ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہان وہ شخص عمر ہے ہمنے کہا کیا ہوے
حسنات ابوبکر کے تب فرمایا رسولخدا نے کہ ہرآئینہ سب نیکیان عمر کی مثل نیکی واحدے
ہے نیکیون سے ابوبکر کے روایت کی اسکو رزین نے فقط اگرچہ ہمکو اس بات سے کچھ
کام نہین ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہین مگر یہ بات سمجھی جاتی ہے
کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حد سیا نہ تک بشان حضرت ابوبکر کے بیان کیا ہے
اور اس مقام تک جو سولہ حدیثین بشان حضرت عمر اور بارہ حدیثین مشترک ان دونون
صاحبون کی کل چھیالیس حدیثین مذکور ہوئین سو ان سب حدیثون سے کچھ فضلیت
ان لوگون کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت
علی کے ہی سو تمامتر بتائید اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہین جو کہ قصیدہ حضرت خواجہ
حافظ شیراز لسان الغیب سی انتخاب کیے جاتے ہین -

اشعار خواجہ حافظ شیراز لسان حضرت علی اکرم اللہ وجہہ

مقدے کہ زآثار صنع کرد اظہار	سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار
بدوستی نبی و ولی اساس نہاد	جہان و ہرچہ دروہست خالق جبار
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و ولی عہد حیدر کرار

امام بنی والنسی علے بود کہ علے ۴
عاد زنبیہ محمد ز ہر چہ ہست بہ ہست
کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسولؐ
نہ سمنان نشین حافظا تو لاکن

حرام زادہ و بد فعل و شوم و بی بنیاد
شبیہ بنافق چہ پیکنے بگذر

ز کل خلق فزون است از صغار و کبار
اگر تو مومن پاکے بکن برین اقرار
امام غیر علےؑ بعد احمد مختار
نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

بمدح شاہ کجا کے نماید او قدر یار
زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

فصل سے

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عثمان رضؓ کے مذکور ہوتے ہین سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ ہی کہ اگرچہ وہ بنی امیہ مین سے ہین مگر ہمکو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا ہی کہ وہ بھی بطور حضرت مولی علیؑ کے داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین کہ دو بیٹیان اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکے بیاہی گئین اور اسیوجہ سے لقب اونکا ذوالنورین ہوا اور پکے سنیون کیطرف سے اونکی فضیلت اسطرح پر کہی جاسکتی ہے کہ اگرچہ وہ داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین مگر غنیمت ہی کہ وہ بنی امیہ سے ہین کہ جو تائید اور حمایت بنی امیہ کی سنیون پر لازم ہے غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے ہر چند افضلیت اونکی حضرت علی پر نہو اور ہم دیکھتے ہین کہ خود پکے سنیون کو بھی کچھ اہتمام خاص افضلیت حضرت عثمان کا نہین ہی اور احادیث مناقب اونکی اس رسالہ مین جسطرح ذیل ہین

حدیث نمبر ۱

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضطجعا فی بیتہ کاشفا فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابوبکر فاذن لہ وھو علی تلک الحال

فتحدث ثم استاذن عمر فاذن له وهو كذلك فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسوّى ثيابه فلمّا خرج قالت عائشة
دخل ابوبكر فلم تهتشّ له ولم تُبالِه ثم دخل عمر فلم تهتشّ له ولم تُبالِه ثم دخل عثمان
فجلست وسوّيت ثيابك فقال الا استحيي من رجل تستحيي منه الملائكة وفي
رواية فالت عثمان رجل حيي واني خشيت ان اذنت له على تلك الحالة ان لا يبلغ
الي في حاجته رواه مسلم ترجمہ روایت ہی عائشہ
سے کہ کہا اوسنے کہ تجھے رسول خدا لیٹے ہوے اپنے گھر مین لے ہوی اپنی رانون
یا دونون ٹانگون کو اپنے پس اذن چاہا ابوبکر نے واسطے اندر آنے کے اور
اذن دیا آپ نے اونکو اور خود آپ اوسی حال پر رہی اور بات چیت کرتے
رہے ابوبکر اور بعد اسکے اندر آنے کو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ نے اوس
عمر کو اور خود آپ اوسیطرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا
عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس جب
حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آئے ابوبکر اور نہین حرکت
کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر
پس نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوس کی تب آپہونچے
عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس کہا حضرت رسول
نے کہ کیا مین حیا نکرون ایک ایسے آدمی سے کہ حیا رکھتے ہین اوس سے
فرشتہ لوگ اور ایک روایت مین ہی کہ تحقیقکہ عثمان ایک مرد حیادار ہے اور
مین اس بات کو ڈرا کہ اگر مین اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال مین تو شاید
نہ پہونچے وہ مجھ تک اپنی حاجت مین یعنی شاید عرض حال اپنا نکرے روایت کی

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے کامل الحیا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے
اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب حیا تھے مگر کچھ تعجب نہیں ہے
کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب
یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علیؑ کے فساد مچایا تھا اور یہ عثمان
سے تو حضرت عائشہ خود ملول نہیں اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہے کہ حدیث
فضیلت حضرت عثمانؓ کی بروایت طلحہ کے ہے کہ جو اوس فساد عائشہ میں بڑے سرغنہ تھے

حدیث نمبر ۲

عن طلحۃ بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی رفیق ورفیقی
یعنی فی الجنۃ عثمان رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ وقال الترمذی
ھذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی وھو منقطع
ترجمہ روایت ہے طلحہ ابن عبداللہ سے کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر نبی
کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنے جنت میں عثمان ہے، روایت کی اسکو ترمذی
نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک
حدیث غریب ہے اور اسناد اس حدیث کا قوی نہیں ہے اور وہ اسناد منقطع ہے
فقط اس حدیث میں کچھ جاے عذر نہیں ہے اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اسقدر
ضعیف کر دیا ہے سو ظاہر ایہ امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابوبکر و حضرت
کے ہوگا کہ سنیوں کو بیان فضیلت حضرت عثمان میں کچھ بڑا اہتمام نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن عبدالرحمن بن خباب قال شھدت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یحث
علی جیش العسرۃ فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی مائۃ بعیر بإکلافھا

واقتنابها فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی مائتا بعیر بجلالہا
واقتنابہا فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی ثلث مائۃ
بعیر بجلالہا واقتنابہا فی سبیل اللہ فانا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم ینزل عن المنبر وھو یقول ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن خباب سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوا مین حضرت
نبی کے پاس اور وہ ترغیب دی رہے تھے اوپر فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کے
تب اوٹھے عثمان یس کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ ہمارے ذمہ سو اونٹ ہے
ساتھ کجاوون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے
اور طیاری لشکر کی تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے دو سو اونٹ ساتھ
کجاوون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے اوپر
طیاری لشکر کے تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے تین سو اونٹ ساتھ
کجاوون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب مین نے دیکھا حضرت رسول کو
اوترتے ہوے منبر سے اپنی اور سنتے تھے کہ رسول اللہ جو ابدہی مذمہ عثمان کے
ہے جو کا کہ وہ کرے بعد اوسکے نہین جو ابدہی مذمہ عثمان کے ہی جو کام کہ وہ
کرے بعد اوسکی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا
وہی غزوہ تبوک ہی کہ جسمین حضرت نبی تشبیہ ہارون اور موسی کی حضرت علی کو
دیکر کے اور حضرت علی کو اہل وعیال پر اپنے خلیفہ بنا کر کے اس لڑائی مین خود
آپ تشریف لیگئے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور
اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسیوجہ سے
شہرت کتب اونکی ساتھ عثمان غنی کے بہت درست ہی اور یہ ارشاد حضرت رسول کا

بحق حضرت عثمان ہے کہ کوئی جواب ہی آئندہ عثمان کو نہین ہوگی اپنے مقام پر عقلاً
بہت درست ہی اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس درجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آئندہ
پر ایسے شخص سے کیا بُرا کام ہو سکتا ہے اور سوائے اسکے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے
کہ یہ شئ سواونٹ کا بوجھ لیکر راہ خدا مین دینا کنایہ ہی دوسری بُرائیون کا
ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی کہ نیکیان دفع کرتی برائیون کو بیت
سخاوت مس عیب را کیمیاست ۔ سخاوت ہمہ دردہا را دواست

حدیث نمبر ۴

وعن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالف دینار فی
کمہ حین جھز جیش العسرۃ نثرھا فی حجرہ فرایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقلبھا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد
ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن سمرہ سے کہ کہا اوسنے کہ آئے حضرت
عثمان نبی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی آستین مین کہ جسوقت حضرت رسول طیاری
کر رہے تھے فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کی پس حضرت عثمان نے بھیلا دیا اون دینارون کو
گود مین اوس حضرت رسول کے پس دیکھا مینے حضرت نبی کو اولٹ پلٹ کر رہے تھے
اون دینارون کو اپنی گود مین اور کہہ رہے تھے کہ نہین ضرر کریگا عثمان کو کہ جو کام کہ
وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دو مرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط
یہ حدیث اور حدیث بالا قریب یکدیگر اور متعلق جنگ تبوک کے ہین ۔

حدیث نمبر ۵

وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعۃ الرضوان کان
عثمان ارسلہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مکۃ فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکانت
ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعثمان خیرا من ایدیھم لانفسھم
رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اوس انس نے
کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کے تو تھے عثمان اوس وقت
مین فرستادۂ رسولخدا کے طرف مکہ کے پس بیعت کی حضرت رسول نے آدمیون
کو سب کہا حضرت رسول نے کہ تحقیقکہ عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولخدا مین
ہے پس مارا حضرت رسول نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر پس تھا ہاتھ
رسولخدا کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون سے اون صحابیون کے واسطے خود اون
لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سی یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ
حضرت رسولخدا نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سی دوسرے ہاتھ پر بیعت کی

حدیث نمبر ۶

وعن ثمامۃ ابن حزن القشیری قال شھدت الدار حین اشرف علیھم عثمان فقال
انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قدم المدینۃ
ولیس بھا ماء یستعذب غیر بیر رومۃ فقال من یشتری بیر رومۃ یجعل دلوہ مع
دلاء المسلمین بخیر لہ منھا فی الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی
ان اشرب منھا حتی اشرب من ماء البحر فقالوا اللھم نعم فقال انشدکم
اللہ والاسلام ھل تعلمون ان المسجد ضاق باھلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم من یشری بقعۃ آل فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی
الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیھا رکعتین فقالوا
اللھم نعم قال انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون انی جھزت جیش العسرۃ من

مالی قالوا اللھم نعم قال نشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ والہ وسلم کان علی ثبیر مکہ وصعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتے تساقطت
حجارتہ بالحضیض فرکضہ برجلہ قال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق و شہید
ان قالوا اللھم نعم قال اللہ اکبر اشھدوا ورب الکعبۃ انی شہید ثلاثا
رواہ الترمذی والنسائی والدار قطنی

ترجمہ اور روایت ہی ثمامہ ابن حزن قشیری سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوی ہم
اوس مکان کو جسوقت کہ اوپر سے جھانکا اوپر اون مفسدان مصری کے عثمان
نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہون تمکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ
اس بات کو کہ تحقیقکہ رسولخدا آئے مدینہ کو اور اوس مدینہ مین نہین تھا کوئی میٹھا
پانی سوائے چاہ رومہ کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیگا کنوان کو
رومہ کے کہ کردے وہ شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولون مسلمانون کے بدلہ مین
ایک نیکی کے جوکہ اوسکو اوس کوے سے حاصل ہوگی جنت مین پس مول لیا مینے
اوس چاہ رومہ کو خاص مال سے اپنے حالانکہ تم لوگ آج کے روز منع کرتے مجھکو اس بات
سے کہ پیون مین اوس چاہ رومہ سے یہانتک پیتا ہون مین آب شور دریا کو پس
کہا اون ہنگامہ کرنے والون نے کہ بار خدایا ہان تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہون
مین تم لوگون کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ مسجد نبوی تنگ
تھی اپنے لوگون کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ کون شخص مول لیگا جگہ کو آل فلان انصار
کے اور بڑھا دے اوس جگہ کو مسجد مین بدلے مین ایک نیکی کے جو اوسکو ملیگی بعیوض
اوسجگہ کے جنت مین کہ جو مول لیا مینے اوسکو خالص مال سے اپنے پس تم لوگ آج کے روز
منع کرتے ہو مجھکو اس بات کو کہ نماز پڑھون مین اوسمین دو رکعت پس کہا اون

ہنگامیون نے کہ بارخدایا ہان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہون مین تم لوگ کو خدا
کو اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسولخدا تھے اوپر پہاڑ ثبیر مکہ کے اور ساتھ اوس
رسول کے ابوبکر اور عمر تھے اور مین تھا پس جنبش مین آیا پہاڑ یہانتک کہ گرے پتھر
اوسکے پستی زمین کو پس مارا رسولخدا نے اوس پہاڑ کو ایک پانون سے اپنے اور کہا
کہ قرار پکڑ اے ثبیر کہ تجہپر اور کچھ نہین مگر یہ کہ ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید
ہین تب کہا اون بلوائیون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر گواہی
دی ان بلوائیون نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیقکہ مین شہید ہون
اور اس بات کو کہا حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترمذی اور نسائی
اور دارقطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلوائیان مصر نے حضرت
عثمان کے گھر کو محاصرہ کر لیا تھا اور آخرکار حضرت عثمان کو عین تلاوت قرآن شریف
مین شہید کیا اور سر خون آلودہ آیکا اوپر آیت سیکفیکم اللہ کے گرا کہ چوتھی
آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان امنوا مثل ما
امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم
صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون پس اگر ایمان لاوین
وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیقکہ راہ
پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوا اسکے نہین کہ وے لوگ
ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ
سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور
ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور مخفی نہین کہ یہ سب فساد بلوائیان
مصر کا بسبب اتی اور مکر و فریب مروان کے ہے کہ جو بوقت حضرت ابوبکر اور حضرت

عمر رض کے مردود تھا اور حضرت عثمان رض کے وقت مین سرفراز ہوا اور اوسکی معذرت مین
شاہ عبد العزیز صاحب نے جو کچھ کہ تحفہ اثنا عشریہ مین عذر جملہ رحم وغیرہ کا کیا ہے
سو وہ سب عذر نا کافی ہے اور اصل بات اسقدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی
مگر ضعیف الرائے تھے کہ حضرت علی کی راے پر اگر مروان کو حضرت عثمان نکالدیتے
تو فساد دب جاتا مگر بوجہ ضعیف الرائے ہونے کے مروان کو نہین نکال سکے
اور آخر اوسی فساد مین شہید کیے گئے ۔

حدیث نمبر

وعن مرة بن كعب قال سمعت من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وذكر الفتن
فقربها فمر رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت اليه فاذا
هو عثمان بن عفان قال فاقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم رواه الترمذي و
ابن ماجه وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح ترجمہ اور روایت ہے
مرہ ابن کعب سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے رسولخدا کو درحالیکہ ذکر کرتے تھے فتنون کو پس
نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنون کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر سی ایک کپڑا
اوڑھے ہوے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ یہ شخص اوسدن ہدایت پر ہوگا پس
کہا اوس راوی نے کہ اوٹھکر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان ابن
عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہمنے سامنے کردیا چہرہ عثمان کا اور کہا ہمنے کہ یہ شخص
ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہان روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے فقط اس حدیث مین کچھ حجت اسکی دینے کی نہین ہے

حدیث نمبر

وعن عائشة ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال انه لعل الله يقمصك قميصا فان

ارادوا علی خلعہ فلا تخلعہم رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی فی
الحدیث قصۃ طویلۃ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیقکہ حضرت رسول نے
فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہراوے تجھکو ایک قمیص پس اگر چاہین لوگ تجھکو
اوپر نکال دینے اوس قمیص کے پس مت نکال تو اوس قمیص کو واسطے اون لوگون
کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث مین
ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد شہادت
عثمان کے بیان کی ہو اسواسطے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمان سے خود
ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسب مصلحت وقت کے ایک حدیث بیان کرنے مین خوب مشاقی ہے

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتنۃ فقال یقتل
فیہا مظلومًا عثمان رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب
ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ذکر کیا رسولخدا نے ایک فتنہ کو
پس کہا اوس رسول نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اوس فتنہ مین مظلوم اور کہا
اس قول کو حق مین عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
حسن ہی کہ غریب ہی اسناد اوسکا فقط ہرگاہ راوی اس حدیث کے ابن عمر ہین
تو استناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابی سہلۃ قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قد عہد الی عہدًا وانا صابر علیہ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح
ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو عثمان نے بروز محاصرہ

گہراوسکے یہ بات کہ تحقیقکہ رسولخدانے عہد کیا مجھسے ایک عہد کو درحالیکہ مین صابر ہون
اوپر اوس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی
اس حدیث مین کچھ حاجت رائے دینے کی نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عثمان ابن عبداللہ بن موھب قال جاء رجل من اھل مصر یرید حج البیت فرأی قوما
جلوسا فقال من ھولاء القوم قالوا ھولاء من قریش قال فمن الشیخ فیھم قالوا عبداللہ
بن عمر قال یا ابن عمر انی سائلک عن شئ فحدثنی ھل تعلم ان عثمان فر یوم احد قال نعم
قال ھل تعلم انہ تغیب عن بدر ولم یشھدھا قال نعم قال تعلم انہ تغیب عن بیعۃ الرضوان
قال نعم قال للہ اکبر قال ابن عمر تعال ابین لک اما فراره یوم احد فاشھد ان اللہ
عفا عنہ اما تغیبہ عن بدر فانہ کان تحتہ رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم وکانت مریضۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان
لک اجر رجل من شھد بدرا وسھمہ واما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان فلو کان
احد اعز ببطن مکۃ من عثمان لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
عثمان الی مکۃ وکانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذھب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ
وقال ھذہ لعثمان ثم قال لابن عمر اذھب بھا الان معک رواہ البخاری

ترجمہ روایت ہی عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سی کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد
اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھے ہوے
تب پوچھا اوسنے کون ہین یہ لوگ لوگون نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہین کہا اوس
مرد نے کہ کون سردار ہے اون لوگون مین لوگون نے کہا کہ عبداللہ ابن عمر تب کہا

اوس مرد نے کہا اے ابن عمر مین کچھ پوچھا چاہتا ہون تجھسے پس بیان کر تو مجھسے
اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگے تھے بروز اُحد کے کہا
اوس ابن عمر نے کہ ہان کہا اوس مرد نے آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ غائب رہے
عثمان جنگ بدر سے اور نہین حاضر ہوے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہان تب
کہا اوس مرد نے کہ آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ عثمان غائب رہے بیعۃ الرضوان
سے کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مرد نے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے
آؤ میرے پاس کہ حال بیان کرون مین تجھسے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے
پس گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ تحقیقکہ اللہ نے معاف کیا اوس
عثمان سے اور غایب رہنا اوس عثمان کا بدر سے اسواسطے تھا کہ رقیہ بیٹی
رسولخدا کی اونکے علاقہ مین تھین اور بیمار تھین سو فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ
تجھکو مزدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگون مین سے جو حاضر ہون بدر کو
اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غایب رہنا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے
سو اگر ہوتا کوئی شخص عزیز تر عثمان سے اندر مکہ کے تو بھیجتے رسولخدا اوس شخص کو
پس بھیجا رسولخدا نے عثمان کو طرف مکہ کے پس فرمایا رسولخدا نے اپنے داہنے ہاتھ
سے کہ یہ ہاتھ ہی ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر
اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہی عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان کلمات
کو اب ساتھ اپنے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ اُحد کا اسطرح پر
ہے کہ یہ جنگ اُحد سنہ ۳ ہجری مین بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت
رسولخدا نے ایک پہاڑی گھاٹی پر پچاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے
اپنے جگہ سے نہ ہٹین اور کچھ آثار فتح مسلمانون کے نمودار ہوے مگر بطمع مال لوٹنے کے

لوگ اپنی جگہہ پر نر رہے اور یہ موقع پاکر کے کفار قریش نے پھر حملہ کیا یہانتک کہ سب صحابی لوگ بھاگ گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ایک کونے مین جاکر چھپے اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوے اور حضرت عثمان بہی بھاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوے اور جب یہ سب لوگ بھاگے تھے تو اوسوقت حضرت رسول کے پاس سوائے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن ابوحنیف کل تین شخصون کے کوئی چوتھا آدمی باقی نہین تھا سو ابو دجانہ اور سہل ابن ابی حنیف حضرت رسول کے حفاظت مین تھے اور حضرت علی حضرت رسول کے پاس سے میدان معرکہ مین جاکر کے ایک ایک نامی کافر قریش کو قتل کر کے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تھے اور اوسی لڑائی مین ایک آواز غیب کی سنی گئی کہ لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہین کوئی جوانمرد ہے مگر علی اور نہین کوئی تلوار ہے مگر ذوالفقار اور حضرت نبی نے حضرت علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبرئیل فرشتہ کی ہے اور لقب آپکا حیدر کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اوسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی مین حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق وفاداری کا انجام تک پہونچایا اور حضرت ابوبکر وغیرہ صحابی لوگ جو بھاگ گئے تھے سو اونپر اصل مین کچھ الزام نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت پانون ٹھہر جانا بہت مشکل ہے اور معاف ہونا قصور ان سب بھاگنے والون کا براہ انصاف بہت درست ہے اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے اسواسطے کہ حضرت نبی اور علی ایک جان دو قالب تھے یہانتک کہ جب حضرت علی نے عین لڑائی مین سنا کہ حضرت نبی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت

مارے گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائین اور اس تقریر پر حضرت نبی نے فرمایا کہ انا منک و انت منّی یعنے کہ ہم تجھسے نکلے ہین اور تو مجھسے نکلا ہے مگر خیریت ہی کہ اوپر سفیان متعصبین کے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و وصی رسول کے پھر بھی اپنی ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہین مگر ہم پوچھتے ہین کہ کیا بھاگنے والا لڑنے والے سے بہتر ہو سکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترتیبی یعنے ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے یعنی جیساکہ خلافت لے لیگئی سو اوسی نباہ کے واسطے بہت حدیثین بھی ترتیب دیگئین کہ جس سے افضلیت اونکی ظاہر ہو مگر ایسی کھڑ بھوسیل اور لوٹی پھاٹی حدیثون سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دربارہ معاف ہونے قصور صحابیان فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ آیت ۱۴۹ - سورہ آل عمران پارہ ۴ - لن تنالوا البرّ کی واسطے اوس معافی کے حسب ذیل ناطق ہے -

انّ الّذین تولّوا یوم التقی الجمعان انما استزلّھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور رحیم و اور ترجمہ اردو اوسکا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم مین ہٹ گئے جسدن بھڑین دو فوجین سو اونکو ڈگا یا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہی تحمل رکھتا فقط اور یہ جنگ احد اوس معافی قصور فراریون کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا ایک محک یعنی ایک کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہین ایک یہ کہ حضرت نے جو ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ یعنی سربند دیا تھا سو تاریخ ارکین عربی چھاپہ مصر صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ - مین ہے کہ اس تلوار کے ایک کنارہ

یہ شعر کھدا ہوا تھا۔ شعر

فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ ٭ والمرء بالجبن لا یعدو من القدر

یعنے کہ نامردی مین ننگ ہی اور سامنا کرنے مین عزت ہی اور حال یہ ہے
کہ مرد بسبب نامردی کے نہین نجات پاتا ہی تقدیر سے اور اوس عصا کے
ایک طرف مین لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عار یعنے کہ نامردی مین ننگ ہے
اور دوسری طرف لکھا تھا ومن فر لم ینج من النار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے
سو نہین نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادری
و وفاداری کو خوب نباہا کہ ایسی بلا کے وقت مین کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے
ابو دجانہ برابر حفاظت رسول خدا مین مصروف رہی۔ دوم یہ کہ اس آیت معافی
سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثون کا خوب ثابت ہوتا ہے اسواسطے
کہ اس آیت مین صاف یہ عبارت ہی کہ بھاگنے والے صحابیون کو شیطان نے
بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا اعتماد
ہو سکتا ہی کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہوا کہ
ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نے کبھو طلوع نہین کیا
اوپر ایک ایسے آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ احد مین تو ابو دجانہ بھی حضرت عمر سے
بہتر نکلے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن ابی سہلۃ مولی عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسر الی عثمان
ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا ان لا نقاتل قال لا ان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد الی امرا فانا صابر نفسی علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ
غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی کچھ راز مین بات کرتے تھے عثمان سے

اور رنگ عثمان کا متغیر ہوتا تھا پس جبکہ ہوا وہ روز محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم لوگون نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کرینگے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہین اسواسطے کہ حضرت رسولخدا نے عہد کیا ہے مجھسے ایک بات کو پس مین صبر کرونگا اپنی فرات کو اوسپر

حدیث نمبر ۱۳

وعن ابی حبیبۃ انہ دخل الدار وعثمان محصور وانہ سمع ابا ھریرۃ یستاذن عثمان فی الکلام فاذن لہ فقام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انکم ستلقون بعدی فتنۃ واختلافا اذ قال اختلافا وفتنۃ فقال لہ قائل من ای الناس فزلنا یا رسول اللہ او ما تامرنا بہ قال علیکم بالامیر واصحابہ وھو یشیر الی عثمان بذلک رواھما البیھقی فی شعب الایمان ترجمہ اور روایت ہے ابی حبیبہ تابعی سے کہ وہ اندر گیا اوس گھر مین عثمان کے اور اوسنے سنا کہ ابوہریرہ اجازت مانگتے ہین عثمان سے بات کرنے کی پس عثمان نے اجازت دی ابوہریرہ کو بات کی تب اوٹھ کھڑے ہوے ابوہریرہ اور حمد وثنا پڑھی خدا کی تب کہا ابوہریرہ نے کہ مین نے سنا رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تم لوگ ڈالے جاؤگے ہماری بعد ایک فتنہ اور اختلاف مین یا کہ حضرت رسول نے کہا کہ ایک اختلاف و فتنہ مین ڈالے جاؤگے تب لوگون مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سردار ہم لوگ کا ہوگا اے رسول خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگون کو ساتھ اوس بات کے تب فرمایا حضرت رسولخدا نے کہ تم لوگون کو تابعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اوسکے اور وہ ابوہریرہ اشارہ کرتے تھے عثمان کیطرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ان دونون حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی نے شعب الایمان مین فقط تمام شرط ظاہر کہ تمام ان ۱۳- حدیثون سے جو اس مقام تک مذکور ہوئین کوئی فضیلت حضرت عثمان کی حضرت

علی پر پائی نہین جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی بہ سبب مقابلہ کے خوب عیان تر ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت نبی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ یہ پانچ آدمی پنجتن پاک کہلاتے ہین اور موافق اسی اعتقاد کے ایک شعر عربی کا بحق پنجتن پاک کے اکثر وبا وغیرہ مین لکھ کر کے دروازہ پر لٹکایا جاتا ہے۔

شعر

لی خمسۃ اطفی بھا حر الوباء الحاطمۃ	المصطفی والمرتضی وابناھما والفاطمۃ

ترجمہ ہماری واسطے پانچ آدمی ہین کہ جنکے نام سے حرارت وبائے سوزندہ کی ہم دفع کرتے ہین اور وہ پانچ آدمی مصطفےٰ و مرتضیٰ و دو لیسران اونکے اور فاطمہ ہین اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تیمناً و تبرکاً اپنی طرف سے موزون کیا ہین

شعر

یا مصطفی یا مرتضی یا ملجئی الا لعبا	اترقبن من حوکم کاسا لحسن الخاتمۃ

ترجمہ اے مصطفےٰ اے مرتضیٰ اے جائے پناہ میرے آل عبا میں وارہون جود سے تم لوگون کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خاتمہ کے۔ ایضاً

انی لعبد مذنب استغفر اللہ العلی	من شر سوء الخاتمۃ ارجو بہ نار لظی

ترجمہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہون طالب مغفرت کرنیوالا ہون مین اللہ العلی یعنے خدائے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خوف سے آتش لازم کے۔

فصل ۸

اب کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح متعلق مناقب مشترک خلفائے ثلثہ کے مذکور ہوتے ہین

حدیث نمبر ۱

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد احدا وابوبکر وعمر وعثمان فوجف بھم

قصہ یہ ہو جلہ فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہید ان رواہ

البخاری ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد

پہاڑ کو اور ابو بکر اور عمر اور عثمان پس جنبش مین آیا وہ پہاڑ بسبب اون سبھون کے

پس مارا اوس پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنے پاؤن سے اور کہا کہ ثابت رہو اے

اُحد اسواسطے کہ نہین تجھپر سے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی

اسکو بخاری نے فقط ظاہر ایہ حدیث حدیث نمبر ۲۔ مناقب عثمان فصل ۲ سے

مختلف ہی اسواسطے کہ اوس حدیث مین یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے

لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہار غبیر کے ہی جو مکہ کے پاس ہے

اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جو کہ مدینہ کے پاس ہے اور درمیان

دونون پہاڑون کے چودہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول

کے ثمامہ ابن حزن ہین کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہین اور حضرت

رسول کو نہین دیکھا تھا اور سوائے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا

چار آدمی کے چڑھنے سے محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معجزہ

کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمایش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی

سبب خاص یا فرمایش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن ابی موسی الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حائط

من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابو بکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ و

افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فاذا عمر فاخبرته بما قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لی افتح له وبشره بالجنة علی بلوی تصیبه فاذا عثمان فاخبرته بما قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم فحمد الله ثم قال الله المستعان متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابو موسی اشعری سے کہ کہا اوسنے کہ مین تھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ مین باغون مین سے مدینہ کے پس آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کھولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کھول دروازہ اوسکے واسطے پس کھول دیا مینے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ وہ مرد ابوبکر تھے پس خوشخبری دی مینے اوس ابوبکر کو ساتھ اوس چیز کے جو فرمایا رسولخدا نے پس حمد کیا ابوبکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ کھولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کھولدو اوسکے واسطے اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کھولا مینے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ وہ عمر تھے پس خبر دی مینے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کھولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے مجھکو کہ دروازہ کھول دو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس مصیبت کے کہ جو پہونچیگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی مینے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے اللہ کو اور بعد اوسکے کہا اللہ المستعان متفق علیہ فقط اس حدیث مین کچھ حاجت راہ دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

عن ابن عمر قال کنا نقول ورسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حیّ ابوبکر و عمر وعثمان رضی الله عنهم رواه الترمذ ـــــ ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابوبکر
اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنے راضی ہو اللہ اون لوگون سے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث بھی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے
روایت ہی کہ جو فصل ۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اوسکی شرح مین
کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہی اور یہ ذات شریف خوب شخص ہین کہ حیات
رسول مین ان تینون صحابیون کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تھے کہ جو یہ فقرہ دعائیہ بعد
مرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح کان ابابکر
نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نیطا ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر
قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنا اما الرجل
الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واما نوط بعضہم ببعض فہم وہ
الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رواہ ابوداؤد ترجمہ
روایت ہی جابر سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آجکی رات کو ایک مرد صالح کو خواب مین
دکھلایا گیا اسطرح پر کہ گویا کہ حضرت ابوبکر لٹکائے ہوئے تھے ساتھ حضرت رسول کے لٹکائی کر کے اور
لٹکائے گئے عمر ساتھ ابوبکر کے اور لٹکائے گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ
اوٹھے رسولخدا کے پاس سے تو ہم لوگون نے کہا کہ اوس مرد صالح سے خود حضرت رسول
مراد ہین اور لٹکنا بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہین اوس امر کے
کہ جسکے واسطے خدا نے اپنے نبی کو بھیجا روایت کی اسکو ابوداؤد نے فقط بری خیریت
کی بات ہی کہ بارے اس حدیث مین حضرت علی ساتھ عثمان کے نہین لٹکائے گئے۔

غرض یہانتک ۱۲ حدیثین خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثین مشترک خلفاے ثلثہ کی کل شش
حدیثین اس فصل ۷۷ و ۷۸ مین علاوہ ۴۶- حدیثین متعلق حضرت ابوبکر و عمر کے کل ۶۳
حدیثین ان خلفاے ثلثہ کی مذکور ہوئین - اور اوسی پر اکتفا کیا جاتا ہی اور اب آیندہ آیات
قرآنی بہ نسبت حضرت علی اور خلفاے ثلثہ اور حالات بیماری حضرت رسولخدا وغیرہ
امور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سو اس جگہ پر لکھا جانا چندان مرونکا نا مناسب معلوم ہوتا ہی

اول

یہ کہ بیان مناقب مین حضرت علی اور خلفاے ثلثہ کے شروع احادیث سے کیا گیا اسواسطے
کہ سنیون کو بڑا تکیہ حدیثون پر ہے اور حدیثین مشکوۃ المصابیح کی بدین نظر اختیار
کی گئین کہ یہ کتاب حدیث کی سنیون مین بعد صحاح ستہ صحیح بخاری وغیرہ کے مرتب
ہوئی ہے سو تمام حدیثین اصل الاصول سنیون کی اس مشکوۃ المصابیح مین موجود
ہین اور یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی مقبول سنیون کی ہے اور ہمنے کوئی حدیث
یا قول کسی کتب شیعون سے نقل نہین کی ہے کہ نقل کتاب شیعون سے کچھ
اتمام حجت اوپر سنیون کے نہین ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علی
وغیرہ کی پیش کیجاے سو وہ محض پوچ و بیہودہ ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فریق کے
نہین ہے —

دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۳- حدیثین خلفاے ثلثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بغرض ثابت
کرنے افضلیت خلفاے ثلثہ اوپر حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا ہی اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ مکڑی کا جالا بہت سا پھیلا رکھا ہی مگر ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت
یعنی کمزور ترین گھرون کا بر آئینہ گھر مکڑی کا ہے اور اس قسم کے احادیث طیار ہوے
ہین کہ اگر پیشوایان خلافت ابوبکر کی خلافت مین بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے ہین مگر یہ سب

حدیثین اگر صحیح ہون تو کچھ حاجت اجماع کی نہین ہے بلکہ یہ خلافت خا
ثلثہ کی خود ازروے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سنیون کو ان حدیثو
جو کچھ دلجمعی ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش مین یہ سب حدیثین افضلیت
ثلثہ کی صرف ایک بندش اور بندوبست کی حدیثین معلوم ہونگی اسواسطے
اکثر حدیثین یہ بنیاد خواب اور تعبیر خوابہا کی ہین اور اکثر ایسی حدیثین ہین
راوی اونکے وہی حضرت عائشہ اور ابن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہین کہ
اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفا بنی امیہ کا قائم ہوا اور کتنی حدیثین غربا
ہین اور اسناد اونکا منقطع ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حضرت علی ازروی حد
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے وصی رسول قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت نبی کے
مقرر کئے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا گیا تو اب اوسکے خلافت
مین جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سوائے اسکے
آیت تطہیر و آیت مباہلہ و عطاے علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی
بروز جنگ احد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون باموسی و حالت جنب مین
ہونا حضرت علی کا بدخول و استطراق مسجد نبوی اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین
اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور سب دروازہ دوسرے لوگون کا بند
ہوکر کے دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکھنا اور حضرت ابوبکر کو اجازت روزن
رکھنے کی اور حضرت عمر کو بقدر ناک سوئی کے بھی اجازت نہوئی اور دیگر تمام صفات
ذاتی حضرت علی کے ایسے ہین کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ اونکے ہوسکتا ہے

سوم

یہ کہ اب آیندہ فصلون مین مناقب حضرت علی وغیرہ جو ازروی قرآن کے مذکور ہونگے

سو قرآن بطور میدان جنگ اُحد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ اوسمین کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہین ہو سکتا ہی اور نہ اوسمین روایات حضرت عائشہ و عمر ابن عاص وغیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ قرآن کے ۔

چہارم

یہ کہ ہمارے نزدیک مذہب اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریفہ اجمیر و پٹھو وغیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہکر یاد الٰہی و محبت اہلبیت مین غرق ہین اور نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولی مشکلکشا علی کے چاہتے ہین نقل ہی کہ ایک شخص نے کسی صاحبدل سے پوچھا کہ حضرت علی کو علیہ السلام کہسکتے ہین یا نہین جواب پاکہ جواز کو مولویون سے پوچھو کہ ہم فقرا مین تو حضرت علی کو جل جلالہ کہتے ہین اور بعد سلسلہ تصوف کے ہمارے نزدیک شیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہین کہ قرآن و اہلبیت پر فدا ہین اور جب حضرت علی نے اس خلافت ثلثہ کو قبول کر لیا تو پھر خلفاے ثلثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہی کہ مدعی سست اور گواہ چست اور سنیان متعصب تو البتہ البعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہین کہ رسول کو ماننا اور ذریات رسول سے فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت حق و واجب ہے ۔

تو بتاریکی علے را دیدۂ ✤ زین سبب خیرے برو بگزیدۂ

اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہین کہ جنکو مزہ فقر کا دیا گیا ہی آنرا کہ میدہند میدہند و آنرا کہ نمی دہند ازو می ستانند ۔

اشعار مولانا روم

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال	نہ در و کیفیتے حاصل نہ حال
پائے استدلالیان چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے	فخر رازی راز دار دین بدے

بسم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے صرف فرمایش رفع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳- تلک الرسل سورۃ النساء آیت ۷۹ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ ترجمہ کہہ تو اے رسول کہ اے اہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کیطرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اس بات پر کہ نہ عبادت کریں ہم لوگ مگر خدا کو اور نہیں شریک ٹھہراویں ساتھ اوسکے کسی شی کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگون کا کسیکو ارباب سوائے خدا کے فقط مگر سنی شیعہ کے مولویون نے تعصب کرکے اس دین مین بہت خرابی ڈالی اور متقدمین کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سنی کے پیچھے اور سنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ علی ابن المنذر کہ جنہے پچیس حج کیا تھا اور ابو الصلت یہ دونون بزرگوار شیعے مذہب کے تھے مگر ان لوگون سے مشکوۃ المصابیح مین حدیثین مروی ہین اور شاہ صاحب نے بھی ان لوگون کو ثقہ و عدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے اب تو فرق کفر و اسلام کا ہوگیا کہ طرفین کے مولویون نے درمیان سنی و شیعہ کے نکاح بھی حرام ٹھہرا دیا حالانکہ ان مولویون کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہرگاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان زن و شو سنی و شیعہ کے کیون جائز نہوگا کہ تکفیر اہل قبلہ کی کسیطرف سے نہین ہوسکتی ہے

ہان اگر بنظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ نا موافقت باخود ہا زن و شو کا ہو تو وہ دوسرے

ششم

بات ہی۔

یہ کہ تعصب کا یہ حال ہوا ہے کہ سنیون مین طریقہ آمین بالجہر و رفع یدین دو ہابیت کا اسطرح پر پھیلا ہی کہ وہ بھی گویا ایک دوسرا مذہب ہو گیا حالانکہ ہمکو اونکے پیچھے نماز پڑھنے مین یا شیعون کے پیچھے نماز پڑھنے مین کچھ عذر نہین ہے کہ غرض عبادت سے ہے اور چنے کا لڈو ہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویون نے امامت نماز مین اسقدر شرائط قربانی بقر عید کے مقرر کیئے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گویا میر آدمی کی ہو گئی جمعہ و جماعت سے حسب خواہ آباد نہین ہو سکتی ہے اور تاکید قرات کی جو کچھ درمیان طریقہ شافعی و شیعون کے ہے سو حتی الوسع قرات کا درست ہونا بہت مناسب ہی مگر نہ اس شدت سے کہ بلا صحت قرات کے نماز ادا ہی نماز کی درست نہ ہو سو یہ سب زیادتی بہ سبب تعصب کی ہے ورنہ حضرت بلال کا لڈو احد بجا اشہد کے تھا۔

ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب وارد سنیون کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد فضیلت و بزرگی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ ان دونون بزرگون کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہر چند کہ یہ امر متوسط حضرت عائشہ کے ہو مگر شک نہین کہ یہ قریب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہی کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عند اللہ مردود ہوتے تو یہ قرب روضہ مبارک کی ممکن نہ تھی کہ ایک ہی روضہ نبی کا مورد ثواب عظیم و مطرح عقاب الیم کا تصور کرنا خود ایک سخت بے ادبی ہی اور یہ قربت روضہ نبوی کی وہ شرف ہی کہ جسکی آرزو حضرت امام حسن کو تھی پس صاف بات یہ ہی کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر جسطرح پر کہ حیات حضرت رسول مین

صاحبان خاص سے تھے سو اوسیطرح پر بعد ممات کے بھی ایک ساتھ ان صحابیون کو کچھ سود نہین ہی ہر چند کہ حضرت علیؑ سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہو۔

لمراقمہ

عداوت باصحابہ گومراہیست ❊ یقین دان جز علی باکس دلا نیست

حاصل کلام یہ ہی کہ خلافت حضرت ابوبکر کی جو برخلاف وصیت خم غدیر کے لیگئی سو اوس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفاے ثلثہ از قسم منافق و دشمن اہلبیت کے سمجھے جائین اور یہ طریقہ شیعہ لوگون کا ہے مگر یہ امر تمامتر خلاف انصاف ہی کہ حضرت ابوبکر کا یارغار ہونا اور عاشق رسول اور تمامتر مرد نیک اور سخی اور عابد اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جاے اور حضرت عمر کو کہ جنکے جد و جہد سے ایران و شام و روم و مصر مسلمان کیا جاے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بالکل بے انصافی ہے اور حضرت عثمان کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کے کچھ انحراف اونکو نہین تھا خارج از اسلام سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بناہ اس بات کے کہ یہ خلافت ثلثہ حق تھی افضلیت خلفاے ثلثہ اور تنقیص و توہین شان علی مین اہتمام کیا جاے سو یہ مذہب اصل سنیان متعصب کا ہی مگر اس طریقہ مین مشکل یہ ہے کہ آفتاب کے مقابلہ مین کچھ روشنی ستارون کی ٹھہر نہین سکتی ہے اور اسیوجہ سے تمام اہتمام سنیون کا رایگان ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ بمقابلہ رفعت شان حضرت علیؑ کے اصل خلافت ظاہری کا درجہ فروتر سمجھا جاے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علماے درست فہم کا ہے اور راقم اسی طریقہ مین ہے اور یہ امر واقعی بھی ہے کہ اس خلافت ظاہری سے جو واسطے اجراے دین ظاہری کے تھی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑھ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو محبت علی و تمام اہلبیت اور متابعت کے ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سو وہ شرف اپنی جگہ مین بحال و قائم ہے اور اس مقام مین ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے۔ لمؤلفہ

بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا
کنون معلوم کردم از فضائل تا زہ ملہا

ابوبکر و عمر عثمان صفات عمدہ میدارند
ولے باشد علی آن کو رساند تا بمنزلہا

علی مرتضے باشد وصی مصطفے برحق
تو مرشد دان ملی را گذر از دیگر وسائلہا

چہ مشکل روزہ و افطار سہ روزہ علی را بود
کہ او را فاقہا میشد زنان دادن بسائلہا

اگرچہ بر خطر باشم ز موج بحر عصیان ہا
علے کشتی رساند تا سبکساران ساحلہا

خدا داری چہ غم داری نبی داری چہ غم داری
علی داری چہ غم داری برون آئی ز مشکلہا

چو قرآن و علی یا ہم مثال لفظ و معنی اند
قناعت شد برین تو ام و بر بندم محملہا

علے چون جان نبی را بود و حب او شد ایمان
تولائے علیؑ مارا نمودہ نقل محفلہا

کنارہ گیر از دنیا بشو آزاد چون حافظ
علیؑ باشد ترا کافی دع الدنیا و مہملہا

فصل ۹

اس فصل مین چند آیات قرانی نسبت حضرت علی اور تمام اہلبیت کے مذکور ہوتے ہین اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیعے اثنا عشری نے باب ہشتم مین اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے خوب جمع کیا ہی اور اس کتاب سے ہمکو اسوقت انتخاب کرنے مین آیات کے بہت سہولت ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا۔

آیت ۱

سورۃ الشوریٰ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ترجمہ

تو کہہ مین مانگتا نہین تمسے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہتی ہون تو فقط تفسیر مجمع البیان و معالم التنزیل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت مذکورہ مولوی صاحب موصوف کے کہ جسپر ہمکو کچھ جاے شک نہین ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب یہ آیت اوتری تو لوگون نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت دار آپکے کون لوگ ہین کہ جنکی محبت ہم لوگون پر واجب ہوئی تب حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے اونکے ہین -

	آیت ۲	

سورہ تحریم وان تظاہرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین ترجمہ اور اگر چڑھائی کروگے اوسپر تو اللہ اوسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان والے فقط ازروے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المومنین سے حضرت علی مراد ہین کہ جو حضرت رسولخدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑکے صحابیون سے کہا ایھا الناس ھذا صالح المومنین یعنے اے لوگون یہ شخص صالح المومنین ہے -

	آیت ۳	

سورہ مجادلہ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ذلک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم ترجمہ اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے تو آگے بڑھو بات کہنے سے پہلے خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے - فقط فصل ۲۲ مین نجوٰی یعنی مشورہ متعلق اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علی کے سرگوشی کرتے رہے تو لوگون نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا

ساتھ ابن عم اونکے تب کہا جواب مین حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے ساتھ
حضرت علی کے مشورہ نہین کیا ولیکن خدا نے اوس سے مشورہ کیا اور ہمین نظر
یہ شعر خوب حسب حال ہے ؎

علے رائے دارخ ۔ او سبتیم ؎ ۔ ۔ ۔

تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اوسی حالت مین اپنی کنگولیا
بطرف سائل کے کردی کہ جسمین انگوٹھی تھی اور سائل نے اوس انگوٹھی کو حضرت
علی کے کنگولیا سے نکال لی سواسی خیر ؛ پر یہ آیت اوتری -

آیت ۶

سورہ رعد انما انت منذر ولکل قوم ہاد ترجمہ " تو ڈر سنانے والا ہے
اور ہر قوم کو ہوا ہے " بتانیوالا فقط بیان مطلب ہین اس آیت کے حضرت
رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذر وعلی الہادی یا ۔ یا علی بھندی
المہتدون یعنے مین ڈرانے والا ہون اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ
پاوینگے راہ پانے والے لوگ اس رو سے حضرت علی سب کے ہادی ہین

آیت ۷

سورۃ الحاقہ آیت ۱۲ وتعیہا اذن واعیہ ترجمہ اور سنتی یعنے
جمع کرے اوسکو سیکھنے والا فقط مضمار نزول اس آیت کا از روے کتاب
عوارف کے یہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے دعا مانگی کہ علی کوئی بات فراموش
نہین کرے سو برکت اس دعا کے لیا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول کے
حضرت علی کو یاد رہتے تھے ۔ بیت

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ؛ ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

آیت ۸

سورہ احزاب انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا ترجمہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتین
اس گھر والون سے اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہی اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے بروایت حضرت عائشہ کے ایک روز حضرت نبی کالے کمل اوڑھے ہوے باہر نکلے تب آئے حسن ابن علی لیں لیلیا اونکو اپنے کمل مین تب آئے حسینؑ اور ۰۰۰ آئے کمل مین اور اوسکے بعد آئین فاطمہ اور لیلیا اونکو اوس کمل مین تب آئے علی اور لیلیا اونکو تب پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵- مین اس رسالہ کے بروایت سعد ابن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت نبیؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر کے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلبیتؑ ہین اور شہرت گلیم سیادت کے بہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے —

آیت - ۹	
سورہ مائدہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمك من الناس ان الله لا یھدی القوم الکافرین ترجمہ اے رسول پہونچا جو کچھ اوترا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے کچھ نہ پہونچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو فقط تفسیر کبیر مین ہے کہ بسشمار نزول مین اس آیت کے دو ۲ باتین بیان کیگئی ہین اور اونمین سے دوسری بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے خم غدیر کو پہونچے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث فصل ۱۱- مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کسقدر قابل لحاظ کے ہے کہ حضرت رسولؐ نے کس تاکید الٰہی پر حضرت علی کو وصی مقرر کر کے اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا تہا اور مولوی سید احمد حسین صاحب نے اپنے مجمع البحرین مین یہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتین خوب لکھی ہین کہ	

۱۴

اوسکا نقل کیا جانا بھی اس مقام مین مناسب معلوم ہوتا ہے۔
اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبدالرحمن جامی صفحہ ۲۰۸ - مین مذکور ہی کہ ایک روز
حضرت علی نے لوگون سے بہ نسبت من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے گواہی طلب کی
اور اوسوقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اور سب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے
گواہی نہین دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہین دیتے ہو
اوسنے کہا کہ ہم بوڈھے ہوگئے ہین سو ہمکو یاد نہین ہے تب حضرت علی نے کہا
کہ بار خدایا اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اوسکے چہرہ پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ سے چھپ
نہین سکے راوی کہتا ہے کہ واللہ ہمنے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان
دو آنکھین اوسکے نکلی تھی - دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس مین
ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث ہمنے سنی تھی مگر ہمنے مخفی رکھا
سو روشنی ہماری آنکھون کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا -
سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے -

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وفی القران الزمهم ولائی ٭ واوجب طاعتی فرضا بعزم

اور قرآن مین لازم کیا ہے مسلمانون پر ولا یعنی محبت ہماری اور واجب ہی اطاعت
میری بطور فرض کے اور بالقصد -

کما هارون من موسیٰ اخوه کذلك انا اخوه وذاك اسمی

جیسا کہ ہارون موسے کے بھائی تھے ویسی ہی ہم بھائی اوس نبی کے ہین اور یہ نام میرا ہے

کذلك اقامنی لهما اماما ٭ واخبرهم به بغدیر خم

اسی لئے اوس نبی نے قائم کیا مجکو امام اونکے واسطے اور خبر دی اوسنے لوگون کو اوسبات کی غدیر خم مین

وویلٌ ثم ویلٌ ثم ویلٌ ؛ لجاهد طاعتی ومرید هضمی

اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تابعداری

میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہتھم کرنے کے۔

وویلٌ للذی یشقی سفاهًا ؛ یرید عداوتی من غیر جرم

اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ شقاوت کرتا ہے بیوقوفی سے اور

ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے۔

ایضًا۔ از دیوان مذکور و تاریخ ابو الفدا وغیرہ

استبقتکم الی الاسلام طرًا ؛ غلامًا ما بلغت اوان حلمی

ہم سابق ہوے تم لوگون سے اسلام مین اپنی رغبت سے درحالیکہ ہم ایک

لڑکا تھے کہ ہم نہین پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے۔

واوجب لی ولایته علیکم ؛ رسول الله یوم غدیر خمّ

اور واجب گردانا واسطے میرے ولایت یعنے محبت کو اوپر تم لوگون کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم کے

واوصانی النبیؐ علی اختیار ؛ لامته رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی نبیؐ نے اپنی پسند سے واسطے اپنی امت کے تسلیم و رضا کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے

الا من شاء فلیؤمن بهذا ؛ والا فلیمت کمدا بغم

آگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوسکے ورنہ پس چاہیے کہ وہ مرے

اندوہناک بسبب غم کے۔

از مثنوی شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

بہر دین دل کند از دنیا علیؑ	آن علی والے ملکِ بنیؐ
آن وصی مصطفےٰ شیر خدا	آن علے زوج بتول پارسا

زاں دنیا را ازاں زو پشت پا
تا نیاید در نگاہ اولیا

از مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر ششم

او خیو انداخت بر روے علیؑ
افتخار ہر نبے و ہر ولے

زیں سبب پیغمبر با اجتہاد
نام خود نام علی مولے نہاد

گفت ہر کس را منم مولے و دوست
ابن عم من علی مولائے اوست

کیست مولے آنکہ آزادت کند
بند رقیت ز پایت برکند

چون بہ آزادی نبوت ہادی است
مومناں را از ہمہ آزادی است

اے گروہ مومناں شادی کنید
ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

اور تفسیر ثعلبی سے منقول ہے

کہ جب حضرت رسولخدا نے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو حسان ابن ثابت شاعر مدح خوان حضرت رسولؐ سے عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو کہ بحق علی کے ہم کچھ اشعار سناویں تب حضرت رسول نے فرمایا قل علی برکۃ اللہ یعنے کہ پڑھ برکت اللہ کے تب اوٹھے حسان اور کہا یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا قولی شہادۃ من رسول اللہ فی الولایۃ الثابتۃ یعنے اے گروہ مشائخ قریش کے سنو میرے قول کو از روے گواہی کے از جانب رسول اللہ دربارہ ولایت ثابتہ کے۔

اشعار حسان بن ثابت

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم ۔ بخم و اسمع بالرسول منادیا

ندا کرتا ہے نبی اون لوگون کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسول کے منادی کو

بانی مولاکم نعم و ولیکم ۔ فقالوا و لم یبدوا ہناک التعامیا

ندا ہوئی کہ میں اچھا مولی اور ولی تم لوگون کا ہون اور کہا لوگون نے اور ظاہر

ہوئی یہان پر کچھ چشم پوشی -

اللّٰھمّ مولانا وانت ولیّنا ؛ ولا تجدنّ فی الخلق للامر عاصیاً

کہ خدا تیرا مولا ہملوگون کا ہے اور تو ولی ہم لوگون کا ہی اور تو ہرگز نہین پاویگا
خلق مین سے کسی شخص کو واسطے اوس حکم کے سرکشی کرنے والا -

فقال له قم یا علی فانّنی ؛ رضیتك من بعدی اماماً وھادیا

پس کہا اوس علی کو رسول نے کہ اوٹھ اے علی کہ مینے پسند کیا تجھکو بعد اپنے امام وہادی

آیت ۱۰

سورۃ الانسان یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شرّہ مستطیراً ویطعمون
الطعام علی حبّہ مسکیناً ویتیماً واسیراً انجمہ پوری کرتے ہین نیت اور ڈرتے ہین اوس دن سے
کہ اوسکی برائی پھیل پڑیگی اور کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور ین باپ کے
لڑکے کو اور قیدی کو ف شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک ترجمہ اردو کلام اللہ
کا مع حواشی فوایدضروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ بسبب کسر سنیت کے اسمقام
تک حاشیہ مین کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہین کیا اور کسقدر افسوس
کی یہ بات ہی کہ مسٹر جارج سیل مترجم انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر مذہب کا
آدمی ہے اس آیت کی حاشیہ مین بحوالہ تفسیر بیضاوی کے اس آیت کو بہت وضاحت
سے بطرف حضرت علیؑ کے منسوب کیا ہی مگر شاہ عبد القادر صاحب مسلمان ہوکر کے بالکل
اس قصہ کو کھا بدے اور تمام قصہ کو الٹ ہضم البیج کر گئے مگر امر حق یہ ہی کہ علماے
دہلی مین سے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین بہت اچھی طرح سے تائید
وحمایت حضرت علی وتمام اہلبیت کے ہین بہرکیف مسٹر جارج سیل نے انگریزی ترجمہ کے
حاشیہ مین شان نزول اس آیت کی حسب ذیل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہی کہ حسنؑ و

حسینؑ نواسے محمدؐ کے کسی وقت دونون بیمار ہوکر پیغمبر مع دیگر کسان واسطے عیادت
اونکے گئے اور لوگون نے حضرت علی سے چاہا کہ واسطے صحت پسران اپنے خدا سے کچھ
عہد کرین او۔ برطبق اوسکے علی و فاطمہ و فضہ اونکی لونڈی نے ایک عہد تین روزہ کا
کیا درصورتیکہ وے لوگ صحیح ہوجائین اور جب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگون نے
تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کے پورا کیا گیا کہ اول روز یوجہ نہین موجود رہنے
کچھ خوراک اندر مکان کے علی نے مجبور ہوکر تین پیمانہ جو کا شمعون ایک یہودی خیبر سے
قرضہ لیا اور اوسمین سے فاطمہؑ نے ایک پیمانہ جو کو اوسی روز کوٹ پیس کر کے پانچ
روٹی اوسکی کھانے کو پکائی اور وہ روٹیان اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد
غروب آفتاب کے رکھی گئین مگر ایک غریب سائل اون سب کے پاس آیا اور تمام وہ
روٹیان اوسکو دی ڈالین اور خود اون سبھون نے تمام رات فاقہ سے صرف پانی
پی کر کے طے کیا اور دوسرے دن فاطمہ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطرح پر روٹیان پکائین
مگر یتیم سائل آیا اور اوسے دی ڈالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کاٹی
اور تیسرے دن بھی اوسیطرح سے تمام خوراک اپنی ایک محتاج وہ قیدی کو دی ڈالی
برطبق اس واقعہ کے جبرئیل اوترے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمدؐ سے کہا
کہ اس پارسائی اہل بیت پر اوسکی خدا اوسکو مبارکباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہین ہے
کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کسقدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلبیت رسول
کے ظاہر ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ مرتبہ صدق و یقین حضرت علی کا کس درجہ کا ثابت
ہوتا ہی کہ جو نیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا دوم یہ کہ
اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا مگر وہ تینون روزہ برابر رکھتے گئے اور
صرف اسی قدر صبر نہین ہے کہ خود آپ تحمل کیا بلکہ امامین حسنؑ و حسینؑ چھوٹے چھوٹے

اپنے بچون کا بھی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کا بھی کسقدر
ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ باخدا اور نہایت درجہ
اتصال مع اللہ تھا۔ سوم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب
سوال مسکین یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا و زن و فرزند و حضرت فضہ لونڈی کا نہیں
رہا اور کیا یہ بات ممکن نہیں تھی کہ اون پانچون روٹیون مین سے ایک ایک ٹکڑا
سائلین کو دیتے اور باقی کو حضرت خود و اہل و عیال اپنے در لاتے اور کیا یہ بات
ممکن نہین تھی کہ صرف روٹی اپنے واسطے کی ڈیڑھ لیتے مگر بات یہ ہے کہ بسبب جوش ایثار
کے پانچون روٹیان پکیان اور بٹا دین چہارم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علی کا
چالیس روزون سے حضرت مسیح کے عدد ایام مین کمتر ہے مگر ان تین روزون مین
ایک امر امتحان کا اوس چالیس روزون سے زائد تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیس
روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس
روزہ پر کیا حصر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسون کا بے تکلف رکھ سکتے تھے
کہ اونکے یقین مین حیات صرف مرضی الٰہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ہے
مگر اس تین روزہ مین حضرت علی کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ
رکھ کر کے عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا اوسکو دیدیا حالانکہ
وہ روٹی خود قرضہ کی تھی پنجم یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت و حیا حضرت علی کی
کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع
حضرت نبی کو باوصف اتصال مکان کے نہین دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا
خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہے ششم یہ کہ
حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فضہ لونڈی اور حسنین لڑکے اونکے کیسے تھے کہ ہر حال مین

شریک حضرت علی کے ہی مگر حضرت نبی اپنے باپ یا اپنے نانا کو کچھ مطلع نہین کیا
ہفتم یہ کہ امامین حسنین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت نبی کے پاس آئے
سو متواتر فاقہ ہاے سہ روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھر تھراتے ہوے
گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون کے
پیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھین اونکی اندر حلقہ چشم کے جا رہی تھین غرض تمام
اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضلیت حضرت علی اور ہونی مولاے
کل اصحاب وغیرہ از انجام وہی امور اثبات نبوت حضرت نبی ابن عم اونکے کچھ حاجت
کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہین ہے ۔ بیت

من چہ گویم از علے بو تراب ؛ آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور سبیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ کا
اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوسکو معلوم ہو سکتا ہے مگر یہ کام
مولویون کا نہین ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکین بلکہ یہ کام
صرف فقرا اور ملا لیا قت کا ہے کہ جو لوگون مین تعلیم و شوق توحید کی برابر جاری ہے
اور خدا نے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ ببرکت شوق توحید و فقر کے یہ قصہ اور
تمام معاملہ معاویہ و کربلا وغیرہ کا گویا خود اونکی جان پر گذرتا ہے اور ہمکو بہت
افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ تھوڑا بہت
لکھا جاے سو وہ فہم ظاہر بینون سے باہر ہے ۔ بیت

مردم اندر حسرت فہم درست ؛ اینکہ میگویم بقدر فہم تست

غزل اردو از مؤلف این رسالہ

رسول آخرین کو یار و آخر مجھ کو بھاتا ہے ؛ علی کو جو گھٹاتے ہین سو اونکو کیا گھٹاتا ہے

علی داماد و ابن عم وصی حضرت نبی کہ ہین
خلافت کو نہین گر مان لیتے وہ تو کیا کرتے
اوسی ڈھب سے تو ہم بھی مان لیتے ہین خلافت کو
صحابی گر قریشی ہین ستارے ہین یہ صاحب ہین
سیادت مین شجاعت مین سخاوت مین عبادت مین
علی و فاطمہ فضہ و بھی حسنین ہون فاقہ
احد سے بھاگ جائین لوگ بھاگین بے وحید ہر گز
رہو آزاد جب نجدت مین غرق تم ہر دم

خلافت کرنے کو برحق تیسرا رتبہ گھٹانا ہی
کہ اونکا ظلم سہنے کو بنا سارا گھرانا ہے
ہوا اسلام شایع واقف اس سے اک زمانہ ہے
یہ سب باتین علی مین ہین اور سب مین کیا بہانا ہے
علی کا کون ہمسر ہے اور اوسکو کیا چھپانا ہے
غریبون کے کھلانے سے عجب کھانا کھلانا ہے
علی حاضر ہین اونکا کام دشمن کا بھگانا ہی
یہی عمدہ عبادت ہی یہی بہتر دوگانا ہی

اشعار بطرز مثنوی از مؤلف این رسالہ بطور بیان آیت ویطعمون الطعام علی حبہ

من چہ گویم از علی بو تراب
آفتاب آمد دلیل آفتاب
از پئے نیت سہ روزہ قصد کرد
بہر افطارش نبودہ جنس و نقد
پیش شمعون رفت و قرضہ ہر سہ روز
کرد صاعے جود آوردش بسوز
فاطمہ رض فضہ و آن حسنین ہم
روزہ دارے را شریک او بہم
داد آن جو فاطمہ را بہر خوان
فاطمہ بنمود آن را پنج نان
روز اول وقت افطارش رسید
ناگہ مسکینے علی را در اشنید
دست از نان برکشید و جملہ نان
داد مسکین را و خود با خانمان
جرعۂ آبے فرو بردہ بحلق
کرد افطار و نہان حالش ز خلق
شب بفاقہ برد جملہ خاندان
روز دوم پیشش آمد پنج نان
آن یتیمے را بداد و اُف نگفت
روز سوم قیدیے را داد و خفت

ذات باری را ستحان کردن برست — زانکه بودش علم کلے با علے
لیک بود این استحان از بهر خلق — تا عیان شد زور شاه فقر و دلق
روز چارم سورة الانسان رسید — مرتضی را شکر خویش آن رسید
هر سه روزش بود ممکن بیگمان — حصه کردے در میان پنج نان
حصّه دادن بفرزندان و اهل — حصّه دیگر بسائل بود سهل
لیک ایثارش نبودی بر کمال — تا نبودی غفلت از اهل و عیال
این صفت از غلبهٔ توحید بود — کاحتیاج دیگران بر خود فزود
نان ز جو کردن و روزه داشتن — شب بفاقه بردن و بر خاستن
روز دوم روز سوم همچنین — سیّده را امتحانے بود این
سیّده و ان جاریه و ان بچه ها — مبتلاے روزه ها و فاقه ها
خود بشر بودند اینها یا ملک — کے شنیدند مثل شان گوش فلک
هیچ یک ز نیها نکرده راز فاش — سهل باشد گر نبی بشنیدی کاش
این قناعت این رضا و این حیا — کس ندیده جز باین آل عبا
حضرت عیسیٰ چه خوش تعلیم ساخت — هر شجر را از ثمر باید شناخت
واد آزادی بداد م از ولا — مدح خوان مرتضیٰ گشتم بجا

آیت ۱۱

سورہ رعد من عندہ علم الکتاب ترجمہ وہ شخص کہ اوسکے پاس علم کتاب ہی حدیث مین ہے علی مع القرآن والقرآن مع علی یعنی کہ علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہی کہ اسوجہ سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن زیادہ تر مخصوص ہے اور تفسیر نیشاپوری مین ہے بیان آیت سورہ شوریٰ

لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے کیا خوب یہ بات کہی ہے وکفیٰ شرفا لآل رسول اللہ وفخرا اختلم للتشہد بذکرھم والصلوٰۃ علیہم فی کل صلوٰۃ یعنے آل رسول کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کفایت کرتی ہے کہ کلمہ تشہد ساتھ ذکر اون لوگون کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز مین اون لوگون پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر قصیدہ فرزدق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم فی کل بدء والکلم بہ یختتم یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دوازدہ امام کا ابتدائے ہر کام مین اور ساتھ ذکر اون لوگون کے سب کام ختم ہوجاتا ہے اور یہ وہ قصیدہ ہے کہ جو فرزدق شاعر نے مدح مین امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے عین خانہ کعبہ مین بمخالفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

آیت ۱۲

سورہ عم یتسائلون عم یتساءلون عن النبأ العظیم الذی ھم فیہ مختلفون

ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس مین پوچھ بات کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ اختلاف کرتے ہین ف حسب تفسیر محی الدین عربی کے اس خبر عظیم سے حضرت علی مراد ہین

آیت ۱۳

سورہ بقر الذین ینفقون اموالھم باللیل والنہار سرا وعلانیۃ

ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو رات مین اور دن مین پوشیدگی سے اور ظاہر ف تفسیر معالم التنزیل و نیشاپوری وغیرہ مین ہے کہ حضرت علی کے پاس کل چار درہم تھے کہ اوسمین سے حضرت علی نے دن کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور رات کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت اوتری اور یہ خیرات چودقتہ حضرت علی سے کیونکر نہوتی
کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھکر کے اپنے افطار کی روٹی تین روز پیہم فقیرون کو
دی اور خود آپ مع اہل وعیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت
یہ بھی ہے کہ عین نماز مین اپنی کنگولیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی ۔

آیت ۱۴

سورہ نحل وعلامات وبالنجم هم یهتدون ترجمہ نشانیان ہین
ستارون کی کہ جس سے وے لوگ راہ پاتے ہین ف جامع الصغیر سیوطی جلد
اول مین یہ حدیث ہے النجوم امان لاهل السماء واهلبیتی امان لامتی
یعنے فرمایا رسولخدا نے کہ ستارے سب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت
ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے ۔ اور شاہ تراب علی صاحب ساکن
کاکوری نے اپنی کتاب مطالب رشیدی مین بتحریر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی
سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ یعنے اولیاء است زیا کشف صریح
کہ یکے از اسباب علم است ظاہر گشتہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب الٰہی بہ اولیاء
اللہ باشد بے توسط فیض او نمیرسد وکسی از مردان خدا بیوسیلہ او درجہ ولایت
نمی یابد اقطاب جزوی واوتاد جزوی واوتاد و ابدال ونجبا ونقبا وجمیع اقسام
اولیاء خدا بوے محتاج می باشند وصاحب این منصب عالی را امام گویند وقطب الارشاد
بالاصالۃ نیز خواستند واین منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم ودائم
سابقہ ہر کرا درجہ ولایت میرسید بتوسط روح پاک آنحضرت وبعد وجود عنصری
[illegible]

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و بعد ازوی بہ حسین شہید دشت کربلا پستہ با مام زین العابدین پستر بہ محمد باقر و بعد ازان بجعفر صادق پستر بموسی کاظم پستر بعلی رضا پستر بہ محمد تقی پستر بعلے نقی پستر بحسن عسکری علیہم السلام این منصب اعلیٰ مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا ظہور محمد مہدی این منصب معلق باشد

آیت ۱۵

سورہ آل عمران وَاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ترجمہ اور چنگل مارو تم لوگ ساتھ رسی خدا کے سب کے سب ف اس رسی خدا سے اہل بیت مراد ہین اور حدیث اسکی فصل ہم ہم مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتے ہین - ایک قرآن دوسرے اہلبیت ہماری جو خدا کی رسی ہین غرض یہ تک جو پندرہ آیتین متعلق حضرت مولی مشکلکشا علی کے بیان ہوئین سو کسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام آیات قرآنی متعلق حضرت امیر کے جمع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہوجائیگی

فصل ۸۰

آیات قرآنی متعلق خلفاے ثلثہ کی کہ بعض اونمین سے درحقیقت بالتخصیص متعلق اون لوگون کے نہین ہے -

آیت - ۱

سورۃ الفتح محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ترجمہ محمد بھیجے ہوئے خدا کے ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اوسکے ہین سو وہ لوگ سخت ہین اوپر کافرون کے اور رحیم تر ہین آپسمین اور تو دیکھیگا اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوے

اور تلاش مین فضل و انعام ازطرف خدا کے اور تلاش مین اوسکی رضامندی
کے اور اونکے چہرون مین موجود ہین آثار سجدہ کے ف تفسیر بیضاوی وغیرہ
سے کچھ شان نزول اس آیت کی خاص کرکے بہ نسبت کسی صحابی کے پائی نہین
جاتی اور صرف معنی اسقدر ہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولخدا کے
ہین اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ ہین سو اونکا طور یہ ہی کہ مخالفان دین اسلام کے ساتھ
سخت و شدید ہین اور باخود ہا مسلمانون پر رحیم ہین اور سجدہ اور عبادت مین
لگے ہوے ہین اور اونکے چہرون پر آثار سجدہ کے نمایان ہین سو یہ ایک تصویر
اصل مسلمان کامل کی ہے اور کچھ شک نہین ہے کہ تمام خلفاے ثلثہ وغیرہ جسقدر
لوگ کہ ساتھ حضرت رسولخدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب اسی
قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلط العام سنّیون کا محض ایک مغالطہ ہے جو
عوام مین مشہور ہے کہ اس آیت سے نشان خلفاے اربعہ وحقیت ترتیب
خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اوسکے جواب مین یہی شعر کہا جائیگا ؎
چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
یعنے یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اسواسطے کہ نشان اول اس آیت کا اگر
بطرف حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جاے تو نسبت شدید المزاج ہونے کے اونکی
طرف درست نہین ہوسکتی ہے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفت نرمی اور ملایم
مزاج ہونے کی غالب تھی اور اسیطرح پر نسبت رحیم المزاج ہونے کی بطرف حضرت
عمر کے ایک بے وجود بات ہے اور انکا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور
نشان سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرف حضرت عثمان کے منسوب کیا جاے تو یہ
چوتھا نشان واسطے حضرت علی کے کہان ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

متعلق عام مسلمانان کامل کے ہے کہ اسوقت تک یہ صفت وہابی وغیرہ مین موجود ہے
کہ غیر مذہب والون کے ساتھ بڑے سخت ہین اور آپسمین خوب موافق اور
ملایم ہین اور جہان پر کوئی وقت نماز کا آپہونچا تو اوسیوقت شطرنجی اور گنجفہ
پر رکھ کر کے اپنے نماز مین مصروف ہو جاتے ہین اور اونکی پیشانیون پر گھٹا
سجدہ کا دیکھا جاتا ہے ۔

آیت ۲

سورۃ التوبہ الا تنصروہ فقد نصرہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما
فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول
کی تو اوسکی مدد کی ہے اللہ نے جسوقت اسکو نکالا کافرون نے دو جان سے
جب وہ دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے
ساتھ ہے ف یہ آیت متعلق حضرت ابوبکر کے ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے
غار مین چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا امر عظیم واقع ہوا کہ اسوقت تک جو دو آدمی
مین بڑی دوستی ہوتی ہے تو اون دونون کو کہتے ہین کہ یہ دونون آدمی آپسمین
بڑے یار غار ہین اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابوبکر کا اور کلمہ
تسلی فرمانا حضرت رسولخدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اوس جزع وفزع
حضرت ابوبکر کو طول دیتے ہین سو کچھ التفات ان باتون پر ضرور نہین ہے کہ
خصوصا صفا ودیع ماکد مناسب ہی اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرت
نبی کے ایسا حضرت ابوبکر وغیرہ سے امید کرنا فضول ہے ہان اگر اس غار مین جناب
حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اونکا بطور جنگ احد
کہ قدم اقدم پایا ہے حضرت رسول [illegible]

اس آیت کا متعلق حضرت ابوبکر کا ہونا حاشیہ مین بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت
کا حوالہ شان نزول بہ نسبت حضرت علی کے بیان نہین کیا کہ سنیان بالطبع حضرت
علیؑ کے نام سے گریزان ہین اور بیان آیات قرآنی مین نسبت خلفاے ثلثہ کے
قدر متذکرہ صدر پر اکتفا کیا گیا اسواسطے کہ ہمکو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر
اطلاع نہین ہے کہ جو خاص کر کے شان مین خلفاے ثلثہ کے ہو مگر اسقدر کہ
حدیث نمبر ۱۴ - اور نمبر ۱۵ - فصل ۵ ۷ - سے اس رسالہ کے یہ بات
ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصلے کرنے مین مقام
ابراہیم کے آیات قرآنی حسب راے حضرت عمر کے نازل ہوی اور علاوہ
اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱ - مین فصل ۷ ۷ - اس رسالہ کی حسب ذیل
مذکور ہے - آیت ۱۴۵ - سورۂ آل عمران پارہ ۴
لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ
وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ
عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللّٰهَ
هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ
بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ
یعنی جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجین سو اونکو ڈگایا
شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے
والا ہے تحمل رکھنا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد مین
سواے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابوبکر
وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئے تھے سو یہ قصور اون سب صحابیان فراری کا معاف
ہوا مگر یہ زیادتی سنیون کی قابل لحاظ کے ہے کہ صحابیان فراری مین سے
خلفاے ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہین حالانکہ بھاگنے والا کبھو لڑنے
والے کے برابر نہین ہو سکتا ہے اور ذکر اوس ایک آیت کا بھی اسجگہ پر مناسب ہے

کہ جو حدیث نمبر ۶ مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کے مذکور ہی کہ آیت ۱۳۱ - اور ۱۳۲
سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان آمنوا بمثل ما آمنتم فقد اهتدوا وان
تولوا فانما هم فی شقاق فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم صبغة الله و
من احسن من الله صبغة ونحن له عابدون یعنی اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے
جو کہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیق راہ پائی اون لوگون نے اور
اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوائے اسکے نہین ہے کہ وے لوگ ایک پھوٹ
مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ
سننا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا سے
رنگ سے اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور غرض اس
آیت کی ذکر سے اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سر خون آلودہ اوپر
لفظ فسیکفیکهم الله کے گرا اور کچھ شک نہین ہے کہ موافق اوس لفظ کے
نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ بسبب فسادات حضرت عائشہ اور
طلحہ وغیرہ کے جنگ جمل وغیرہ مین ہزارون مسلمان مارے گئے -

فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت دوازدہ
امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کئے گئے اور اب آئندہ
حال بیماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر
خاص اس فصل مین یہ بات منظور ہے کہ خصائص سنی اور شیعی کے حتی الوسع
راست راست طور پر لکھے جائین کہ جس سے کچھ کچھ جدا گانہ حال اون
دونون فرقون کا معلوم کیا جاوے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کسقدر حق پر

ہے اور وہ باتین حسب ذیل ہین -

اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو تحقیق المشرب رکھا ہے سو اسکی معنی یہ نہین ہین کہ ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کرکے اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسواسطے کہ سنی اور شیعی دونون فرقون مین بڑے بڑے اہل تحقیق ہوگئے ہین اور ابتک اہل کمال لوگ موجود ہین کہ ہمکو ازروے علم اور فہم کے کچھ نسبت نہین ہے ان لوگون سے نہین ہے بلکہ معنی اس نام تحقیق کے صرف اسقدر ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے ہم خبر دیے جاتے ہین کہ ہماری تحقیق اوس حد تک پہونچی ہے کہ جو اس رسالہ مین لکھا گیا -

دوم

یہ کہ ہمکو کچھ ادعا علم کا نہین ہے اور نہ ہمکو کسی بات سے ہو سکتا ہے کہ گویا تمام شے ہمارے تئین دنیا طلبی نے گھیر لی ہے مگر یہ ایسی امور ہین کہ جو متقدمین اور متاخرین کے نظر سے گذرے ہین سو اوس سے بالیقین یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام مین یہ دو امام عجب نہج سے علم دین اور خداشناسی مین گوے سبقت لے گئے اور اس بات کا ہمارے دل نے پوچھا جاے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے تمام شب جو روٹی پر تلے ہوئے اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھولا سکتے ہین کہ حضرت علی کے بیٹے نے ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اوسکے ساتھ شہد کی لطا پیش کیا گیا آپ نے فرمایا کہ روٹی ہے اور اوپر

کچھ حاجت شہد کی نہین ہے اور قتل امام حسینؑ کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ ہمکو عصر کی نماز کی مہلت دو اور اوسی نماز مین اپنا کام تمام کر چنانچہ
ویسا ہی ہوا اور صحیفہ کاملہ حضرت امام چہارم زین العابدینؑ کا جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی
اوپر علم و فضل و تعلق باخدا اونکی ایک گواہ قوی ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
اسقدر علم اور فضل کے آدمی ہوے کہ حسب فحواے علماے امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام
اسدرجہ تک پہونچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہین یکے از
مستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہین اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام
سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب است

بدشمنان منشین حافظا تو لاکن * نجات خویش طلب کن بجان ہشتم و چہارم

اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سے یہ مضمون مصرعہ
سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہو جائے ع مداح امامون کا ہی اور مرثیہ خوان ہے
اور شک نہین ہے کہ مضمون الکلم الطیب یصعد الی السماء والکلمۃ الطیبۃ
خیر من ضلالۃ کا بہت درست ہی یعنی کلام پاک آسمان کو پہونچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر
خیرات سے ہے سو ہم اپنے خیال مین کچھ تالیف کتاب کی نہین کرتے ہین بلکہ
مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہین اور ایک بڑی حسرت
دل مین یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دوازدہ امام کی ہمارے راستی سے ہو
تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگون کے روش پر ہو جائین سو خدا سے
ہے ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہین سو اوسی نمونہ
پر ہمارا حال بھی درست ہو جائین ۔

سوم

یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی کیا تھا مثلاً شادیات مین جولاہے ودھیئے تک ہر فرقہ مسلمان مین نیاز کندوری ہمارے خاوند اور سیدہ بی بی فاطمہ علیہا السلام کا ہوتا چلا آتا ہے اور یہ رسم اسوقت تک سنیان خارجی کے گھر سے بھی موقوف نہین ہوئی اور کبھو کسی کے گھر مین نیاز کندوری حضرت عائشہ کا نہین سنا گیا اور اسیطرح فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان پنجتن پاک اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہ منی شاہ بوعلی قلندر اور توشہ شاہ عبدالحق اور نیاز گیارہی بڑے پیر کا اور اقسام نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفائے ثلثہ کا نہین سنا گیا اور سنیان خارجی کے گھرون مین بھی ابتک فاتحہ خلفائے ثلثہ کا جاری نہین ہوا ہے اور اسیطرح پر ایک روزہ سوا بچہ یا - یا دن بھر کا روزہ حضرت مولا مشکلکشا علی کا عورات مین جاری ہے اور عشرہ محرم مین رسم بدھی و ناڑا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و پیکر اور سبک و بہشتی واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے ورسم روپیہ باندھنے کی واسطے امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے اولاد خلفاء ثلثہ کے نہین ہے اور ہمکو ان رسومات کے مشروع اور غیر مشروع ہونے مین کچھ گفتگو نہین ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے کہ ان رسومات سے بھی گرویدگی عام لبطرف حضرات اہل بیت اور اولاد اونکی پائی جاتی ہے -

چہارم

یہ کہ سنیوں کی طرف سے، توہین، و تنقیص شان علی میں کوشش کیجاتی ہے
سو ظاہر ہے، یہی امر شاید بوجہ رواج تبرا کا شیعوں میں ہوا ہوگا اسواسطے
کہ ہمسے چند معزز شیعوں نے کہا کہ اونکو تبرا خلفاے ثلثہ کا ناپسند ہے اور
ہمارے جوش عقیدت کو دیکھکر کہے یہ بات بھی کہی کہ اگر سنی میں اسطرح
پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے میں کیا عذر ہو سکتا ہے اور ایک معزز
شیعے نے ہمسے کہا کہ ابوبکر صدیق ایک نیک آدمی تھے اور ایک عالم شیعی نے
اپنے خط میں لکھا کہ جو ہاتھ خلفا کو خارج از اسلام نہیں سمجھتے ہیں۔

ششم

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ میں پٹنہ سنیوں کی طرف سے پٹنہ میں بڑا اہتمام تھا
کہ علم حضرت عباس کا نہیں نکلنے پاوے اور آخر وہ علم بجراست صدہا
تماشبلان و مہاتب سپرنڈنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت
سنیوں کی بہ لحاظ نا شروع ہونے کے نہیں تھی کہ فعل شیعوں کا مشروع
یا نا شروع ہو تو اوسمیں سنیوں کو کیا دخل ہے اور کمال تشرع یہ ہوتا کہ اپنے
گھر سے نکل کر دیکھے اوس علم کا تماشا نہیں دیکھتے بلکہ یہ بات صرف براہ تعجب
کہے ہوتے اور سنے کہ اس ہولی گذشتہ میں یہ اہتمام کیا گیا کہ سوا نگ اوس علم
کا نکالا جاوے مگر بوجہ احتمال دنگ و فساد کے انسداد اس امر نو احداث کا
از طرف حکام کیا گیا۔ یہ امر سنیوں سے پوچھنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور
شرکت ہندوؤں کی اور اوسمیں ارادہ تضحیک رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ
تعصب کے تھا یا نہیں اور اس حالت کشاکشی میں شیعہ لوگ اگر تبرا و عام

کرین تو الزام اسکا خود سنیون پر ہوگا یا نہین —

ششم

یہ کہ فریقین مین بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہوگذرے ہین جیسا کہ ائمہ اربعہ ابوحنیفہ کوفی و شافعی و مالک و حنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی و فخر الدین رازی اور مولانا روم اور ملا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیون مین ہین تو اونکے مقابلہ مین بطرف شیعی کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب سید مرتضی و سید رضی دو برادران و شاگردان ملا شیخ مفید علیہ الرحمۃ کے اور ملا بہاء الدین عاملے اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاعر فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہین کہ ہمکو کچھ رتبہ اس بات کا نہین ہے کہ کچھ اندازہ لیاقت اور رفعت مرتبت علماے فریقین کا کرسکین اور زمانہ حال مین بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہ بطرف سنیون کے ہین تو مولانا سید دلدار علی صاحب وغیرہ بطرف شیعون کے دیکھے جاتے ہین اور اگر صواعق محرقہ و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ واسطے استحکام بند و بست اہلسنت کے ہے تو صوارم و حسام وغیرہ جوابین اوسکے موجود ہے پس ہم کیا کہسکتے ہین کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہمنے اپنی عمر بھر کی تلاش مین صرف اسیقدر سمجھا ہے کہ شیعے لوگ جسقدر عظمت اور بزرگی حضرت مولی مشکلکشا علی علیہ السلام اور باقی دوازدہ امام کا اقرار کرتے ہین سو اس بات مین شیعی لوگ تمامتر حق پر ہین کہ حدیث مین وارد ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بھاری چھوڑے جاتی ہین ایک قرآن اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگے تا پہونچنے حوض کوثر تک اور حدیث مین ہے کہ حق ساتھ علی کے ہے

اور یہ کہ عترت ہماری ایک رسی خدا کی ہے کہ جسکو مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی کی محبت اور پیروی مین اون لوگون کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علی ہین مگر شیعے لوگ جو اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجھتے ہین سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سنی لوگ جو صحابہ ثلثہ کو حضرت علی کے برابر یا اونسے بڑھکر قرار دیتے ہین سو تعجب اس بات کا سواے رنجیدہ کرنے روح حضرت نبی کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ اصحاب یعنی حالی محالی کے واسطے فدیات رسول کو بھول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان —

ہفتم

اصل مذہب سنی کا جسطرح پر کہ ترتیب دیا گیا ہے سو اوس سی سوا ۷
اہتمام استیصال عظمت اہل بیت نبی اور دوازدہ امام کے اور کچھ نہین ۸
ہوتا ہے اور منجملہ اوسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہی کہ لقب امام تو جو
در اصل دوازدہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور اونکے واسطے موزون بھی ہے
سو اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کوفی اور امام شافعی اور امام مالک اور
امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور
امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کر کے ارزان بازار کر دیا ورنہ صرف لقب مجتہد
کا اون لوگون پر کیا کافی نہین ہوتا مگر اس بندوبست سے بھی عظمت لقب
امام دوازدہ امام کی کچھ کم نہین ہو سکتی ہے بیت

صد ہزاران ایچنین اشباہ بین — فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین

ہشتم

یہ کہ حال مین شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلواری نے جو بتاریخ
۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۷۸ء کے انتقال کیا
سو بروز سوم اوسکے پسر اکبر شاہ صاحب کو جو دس گیارہ برس کی عمر مین
لوگون نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید کرا کر کے بروز فاتحہ چہارم
کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق بھی معلوم ہوتا ہے مگر سنیون سے یہ بات
قابل پوچھنے کے ہو کہ لم تقولون مالا تفعلون یعنے کسواسطے وہ بات بولتے ہو
کہ جو موافق اوسکے کام نہین کرتے ہو یعنی کسواسطے اس سجادہ نشینی مین حق
فرزندی کا لحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید مرتے اس قابل نہین تھا کہ
جو بطور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے یہ گدی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت
گدی پانے کی بقدر اس بچہ دہ یازدہ سال کے بھی نہین تھی مگر بات یہ ہے کہ
خاص ایک امر حق سے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجاے سو ہر جگہ پر
وہ چشم پوشی نہین ہو سکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا ہے
اور حضرت علی اگرچہ ظاہر مین خلیفہ بلافصل نہین ہے مگر از روے حقیقت کے
حضرت علی ہو تمامتر جانشین بلافصل حضرت نبی کے ہین — بیت

ہوئی جو نبوت بنے پر تمام ٭ ہوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

نہم

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حد تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلثہ رض منظور ہے اور
یہ کہ خلفاے ثلثہ بھی اپنے اپنے طور پر اچھے اول تھے مگر حضرت مولا مشکلکشا علیہ
سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہے بلکہ ہمارے مولا علی اوسیطرح پر خلفاے ثلثہ رض
کے مولی ہین کہ جسطرح پر حضرت نبی اون خلفاے ثلثہ رض کے مولی ہین پس ابتدا

تالیف مین اس رسالہ کے یہ قیاس ہوسکتا تھا کہ سُنّی لوگ بوجہ اظہار محبت باعلے
اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفاے ثلثہ کے اس ہماری تحریر کو بنظر التفات نہین
دیکھینگے سو یہ قیاس بہ نسبت سنیون کے درست برآیا کہ سنیان زمانہ نے عموماً
ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے آنکھین بند کرلین اور نوبت یہ پہونچی کہ سُنیان
ذی وجاہت کے سامنے نام بھی حضرت علیؑ کا ہم زبان پر بے تکلف نہین لاسکتے
ہین یعنی ہمکو پورا تجربہ ہوا کہ یہ سُنّی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہین
اگرچہ ظاہر مین کچھ اقرار محبت کا بھی کرتے ہون مگر سنیان صوفی مشرب نے
بشوق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سُنیان
صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گھرون مین واسطے ہدایت
اولاد اپنے رکھینگے سو اس تحریرات سے تجربہ ہوا کہ یہ سنیان صوفی
مشرب البتہ محبان علی سے ہین اور قلم یہانتک پہونچا تھا کہ ایک خط مولوی
محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل منصفی سیوان ضلع سارن کا
جو کہ ایک سُنّی اور لایق آدمی ہین تمامتر تائید اور تصدیق ہماری تحریر کے
پہونچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کے درست برآئی کہ دنیا مین کوئی
چیز بغیر استثنا کے نہین ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم
سنیان سے ایک استثنا معلوم ہوتے ہین اور چونکہ یہ خط جوش محبت اہلبیت سے
معمور ہے اسواسطے اس جگہ پر بجنسہ تبرک اداب والقاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے

امروز بمقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل وکالت قیام دارم نزد منشی
سلطان حسین وکیل اینجا نسخہ حد تحقیق بمشرب سُنی تصنیف حضور والا دیدم
بلکہ تا ویرا اتفاق معائنہ آن شد - ہر چند با تمام نرسید مگر انچہ کہ دیدم ازا بدل وجان

محی الدین

پسندیدم الحق درین کتاب انچه مندرج شده همه حق و قرین صدق و انصاف است
بنظر استیصال بیان مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که بیمه جهت آماده تنقیص
مراتب مرتضوی اند و همین را بخیال خود جزو ایمان پنداشته در قهاء هیچو روی خود
سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منصفانه
درمیان قوم صادر کرده شد اهل انصاف بیشک قدردانی آن خواهند نمود و در حقیقت
خلافت خلفاے ثلثه رضی الله عنهم باوجود موجود بودن احادیث خم غدیر وغیره
مایان را انکاری نیست لیکن ازان روا اعتقاد تنقیص شان جناب مرتضوی
اهلبیت باعث ضلالت است و باوجود همچون حدیث فضائل جناب امیر مانند
و بان بجواب رساله جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبله (برادر
کلان مؤلف این رساله حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الظلام و فضل صفدری
وغیره) اعتقاد خود بنسبت مفضول بودن جناب امیر بجمیع الوجوه از اصحاب ثلثه
ظاهر میکند و بقول دروغ گویم بروے تو میگوید که همین مسلک علماے متصوفین
متقدمین و متاخرین است لعنة الله علی الکاذبین این بی نصیب کتاب
صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسمعیل سرحلقه طائفه خود را هم ندیده است که
محض بفیض مرتضوی حق بزبانش جاری شده و در باب هدایت ثانیه افاده
خود نموده می نویسد که حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر شیخین هم ثابت است
و این تفضیل بجهت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت است
من قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرها و این عطیه الهیه بمقابله آنست که
گاهی از انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آن اظهار ایشان صورت نه بسته و
اکثر سلاسل ولایت هم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع

که اکثرے در اینہا صاحب شان نہاے بلند مراتب ارجمند خواہند بود و موکب
مرتضوی را با آن ابہت و جلال جلوہ ظہور باشد که تماشائیان آن مقام و نظارگیان
آن مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواہد شد لہذا در ہمین مقام بر بعضے صوفیان
و خفای مقام شیخین رضی اللہ عنہ باعث آن گردیدہ که در تفضیل جناب شیخین رضہ
تردد ی بہم رسانیدہ از عقیدہ راسخہ اہلسنت متزلزل شدہ اند پس این شہادت
مولوی محمد اسمعیل صاحب بے شبہہ قاطع دلایل آن باشد اتفاق ظاہری بدرجہ
اجماع بمقابلہ خلافت حقہ رتبہ ندارد حیرانم که آن ناصبی چہ خواہد گفت بحق صاحب
غیاث اللغات که سنی مذہب است و در کتاب غیاث اللغات صاف نوشتہ که
تقیفہ بنی ساعدہ مکانے بود در عرب و در آن برائے مشورہ ہاے بیہودہ و باطلہ
قوم عرب جمع میشدند حالانکہ انعقاد خلافت ہم در آن مقام گردیدہ است و دران کسی را
انکارے نیست و چہ گوید در حق مولوی عبد الحق محدث دہلوی خود که در تکمیل الایمان نوشتہ
یعنے از محمد حنیفہ چہ پرسیدند که سبب عدم اجماع است بر خلافت جناب امیر چہ بود گفت
زاہد بود و زاہد را با دنیا و اہل دنیا سابقے نباشد شریف بود و شریف را پروائے کس
نبود و شجاع بود و شجاع را آزار کس نبود پس بہ تسلیم ہمان محدث گویا این خلافت ظاہرے
باجماع دنیا داران قائم گردید رسالہ مقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ و الوصیۃ تصنیف شاہ
ولی اللہ صاحب دہلوی قابل دیدنی ست مینویسد که صحابہ معصوم نبودند و ممکن که
از ایشان چیزے بوجود آمدہ که اگر از دیگران میشد موجب رد و قدح میگفت اما
ماموریم بکف لسان از تنازع ایشان و ممنوعیم از سب و طعن در حق ایشان لتعبد برائے
مصلحتے از مصلحت ہاے دینی و از مصلحت ہیچ غرض استحفاظ معاویہ دیگر نیست حقیقت این
که ہر کرا محبت جناب امیر و دیگر اہلبیت نیست بے شبہہ کافر ست بقول حافظ شیراز -

اشعار حافظ

انرا کہ دوستی علیؑ نیست کافر است	گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولاے تو یا علیؑ	فردا بروح پاک امامان گواہ باش
قبر امام ہشتم سلطان دین رضاؑ	از جان ببوس و بر در آن بارگاہ باش

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیرؑ عجیب رباعی گفتہ

رباعی

کفانی فضل مولانا علیؑ	وقع الشک تبیہ انہ اللہ

ترجمہ کفایت کرتا ہے ہمکو دربارہ فضل علےؑ کہ واقع ہوتا شک کا اس بات کی کہ وہ اللہ ہے

ومات الشافعی ولیس بدری	؛	علی ربہ امر ربہ اللہ

ترجمہ اور مر گئے شافعی و نہیں دریافت کیا کہ علی رب او سکے ہے یا کہ خدا اختیار او سکا

این رباعی در مناقب مرتضوی دیدم و بجاے قول شافعی این رباعی

من مات علی حب آل محمد		فمات مسلما و بما قہ

ترجمہ جو شخص کہ مرا وہ اوپر حب آل محمدؐ کے مرا وہ اہلسنت و جماعت) مقصود شیعہ

سابق بمقتضاے این قول ۔

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم ؛ از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ہیچیک توجہ بجانب جواب این فرقہ دور از صواب نہ نمود نہ حالا بوجہ یورش

این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید و کتاب حضور در جواب و دندان شکن

است معلوم نہ کہ جلد دیگر ہم طبع شدہ یا نہ ہر دو جلد را مطالعہ کردن میخواہم ۔

غزلے کہ در منقبت جناب امیر علیہ السلام برائے ملاحظہ حسب ذیل از

دیوان خود نقل کردہ میفرماید ۔

غزل

بے لولاے علی دل را صفائے مشکل است
غیر مہر او بہ عرفان رہنمائے مشکل است

فتح باب علم احمد زان وصی مصطفےٰ
غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل است

آن قسیم حوض کوثر حاکم باغ جنان
غیر استمداد او مشکل کشائی مشکل است

تا نہ سازی طوطیا از خاکپاے بوتراب
چشم ایمان ترا خود روشنائی مشکل است

گر نہ عارف از دل و جان والہ حیدر بود
کشف گردد بر دلش سر خدائے مشکل است

المدد اے پادشاہ ہل اتے جز فضل تو
رستن دلہا ز بند ما سوائے مشکل است

عمرہا ضائع شد ایدل گہ نکردی یا نیاز
بر در آن شاہ مردان جبہہ سائے مشکل است

قوت از شاہ نجف باشد بحال تو یقین
نفس رو بہ را زبن در آزمائی مشکل است

اور حال شیعون کا یہ ہے کہ ہمنے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیان و شیعون کے پاس بلا تحریر خط کے ڈاک پر بھیجدیا اور جیسا کہ قیاس تھا سنیون نے کچھ رسید کتاب سے اطلاع نہین دی مگر شیعون نے بڑے تپاک سے خطوط لکھے اور دعائین دین کہ اونھین سے نام چند صاحبون کا بطور شکر گذاری اور بنظر یادگار کے اس مقام مین لکھا جاتا ہے —

اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بھاگلپور کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہمکو بہت پسند ہوا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حشر ہمارا بزمرۂ شیعیان محبان علیؑ کے ہوگا —

دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفرپور کہ رشتہ مین وہ ہماری بزرگ

ہوتے ہین اور جناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ تحقیق کا ہمسے طلب کیا

سوم

جناب نواب شعار الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اور ہمکو ازراہ عنایت بلقب صدر نشین محفل محققین زیب وزین ارائکہ مدققین یکہ تاز معرکہ انصاف سالک مسالک خالی از اعوجاج واعتساف عارف روشنضمیر صاحبدل باتنویر کے یاد کرکے اپنے خط مین لکھا کہ فی الواقع درمیح کمال تحقیق و انصاف ملازمان زبان بیان لال است چہ مساعی جمیلہ در جمع و بیان احادیث فرمودہ اند وچہ ہا داد انصاف دادہ اند ولایق بفر لیقین اہل اسلام آن ست کہ اعتقاد بآن آرند واز اعتساف گذشتہ طریقۂ انصاف را اختیار فرمایند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند سعیکم مشکورباد بریب العباد اور یہ وہ بزرگ ہین کہ جو ایک کتاب باسم کتاب العجیب فی اخبار السکید الذبیح الغریب تالیف فرماکر کے پیشین گوئی واقعہ کربلا کی کتاب شعیا نبی متعلق توریت سے بہت طرح سے ثابت کی ہے اور پانچ نسخہ اوسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے ۔

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبرپور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اور اپنے خط مین براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکھا ہے الحاصل آنکہ یک لغمت غیر مترقبہ یافتم ویقین دانم کہ اکثر صاحبان کہ منصف مزاج اند بدولت آنجناب ہدایت کافی یابند ۔

پنجم

جناب سید محمد صاحب مدرس نارمل اسکول آگرہ کہ اوپر کمال لیاقت اونکی کتاب

شمس الفرقان مس وساوس الانسان گواہ ہے کہ کس خوبی ولیاقت علمی سے فصاحت وبلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار واقوال فصحای عرب ثابت کی ہے اور اپنے خط مین اس رسالہ حق تحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے قرار دیتے ہین مگر ایک شکایت اونکو یہ ہو کہ اس کتاب مین بہت جگہہ پر اختصار ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے۔

ششم

جناب سید شہامت علیصاحب ساکن موضع بالی ضلع پٹنہ کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا ہے اور وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ عالیجناب نے بزور علم عربی وفارسی وانگریزی ملاحظہ تواریخ وکتب ہای صحیح ہر فرقون کے اصول مذہب کی کتابون کو کمال تامل سے ملاحظہ فرمایا کہ اونمین کتابون سے دلائل فضائل فضل وکرم وفضلیت حضرت ائمہ ہدا کی ایک انسخہ عام فہم کمال توضیح تشریح کے ساتھ تصنیف فرمایا شایع فرمایا ہے۔

ہفتم

منشی سلطان حسین وکیل سنعضے سیوان ضلع سارن خلف جناب منشی رحمت حسین صاحب مرحوم کہ وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ سبحان اللہ خاتمہ تحقیق وتدقیق فرمودہ عدالت نوشیروانی رابکار برده اند خداوند کریم بہ تصدق ائمہ معصومین باین اعتقاد واثق جزاء خیر دہد ماشاء اللہ عجب اعتماد واخلاص باجناب امیر علیہ السلام دارند وبہ عجب عنوان باستدلال احادیث وآیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود را ذلیل وخوار ساختہ اند بجاے لم یزل کہ بر حسن اعتقاد جناب اکثر محب اہل بیت را غبطہ میشود۔

ہشتم

جناب سید مہدی حسین صاحب خانتخلص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ وہ سمارے یکی از اقارب قریب ہین اور جناب موصوف نے خط مین ہمکو براہ عنایت بلقب سیادت

المومنین حق پسند و حق بین کے یاد کرکے لکھا کہ کار نمایان کردہ اند و بلا حجاب
بمیدان عدالت در آمدہ داد ایمان دادہ اند اور موصوف الیہ فی مادۂ
تاریخ وصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھکر کے بھیجدیا۔ منقبت حیدر کرار کی کی
نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط میں بنسبت اس رسالہ حد تحقیق کے
لکھتے ہین کہ ذو الفقار قاطع بدست محبان ائمہ اطہار افتاد۔
دہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقامی بھاگلپور کہ بنسبت اوصاف
وبزرگی انکی اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ عمدہ پیدائش اس شخص کے ہی جو کہ انکے
مکارم اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر و رضا و عبادت و ایمان و تقوی و زہد
سے متصف ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق بین پر بست
خاص اپنی لکھا ہی سو اشعار اس قصیدہ کی حسب ذیل ہین

تشنہ کام ازلی یافت بکف ماء معین
آفرین باد بریں عدل و بریں علم یقین

حق زہرا تو بدادی و علی را منصب
اجر با داد ترا درگاہ خداوند مبین

حد انصاف ہمین ہست کہ از رای تو شد
سنہ خصم عیان شد بہمہ چون و چنین

از ستم پردہ نکند بنور خورشید
کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار یقین

در رکاب تو شد رہبر ہر گمراہی
لیک شرطش بالست و برحم و نعم چنین

حضرت جد تو خورسند و غلامان نبی
چشم امید برین است کہ آیندہ چنین

اصطلاحات حضوری سبب راحت جان
از احادیث صحیحش ہمگی زار و حزین

فخر دارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم
کہ مرا یاد نمودی بچنین گنج گلین

آرزو دارم اگر تحفہ شود چون بشکوہ
چونکہ تصنیف تو زیبندہ بود چون تلقین

جد و ابای تو فی حق و بحق و با حق
چون شد این امت مرحومہ بخیر کہ چنین

دست دار د بدعا احمد مسکین شب و روز ٭ پنجتن بر تو مددگار و خدایار و معین

یازدہم جناب مولوی فقیر حسین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہین اور موصوف الیہ نے بہی چند اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق مین لکہکر کے بھیجدئے

اشعار

ستایم ترا ای غریق ولا ٭ سرایندہ منقبت بر ملا

ز جام ولائے جناب امیر ٭ گرفتی می صاف خم غدیر

نداری باہل خلاف آشتی ٭ نشان ولا را برآفراشتی

نہ پروای عمر است و فی بگروزید ٭ شدی اینک آزاد از بند و قید

گل از خار چیدی درین بوستان ٭ گزان شد شگفتہ دل دوستان

رہ صاف گیرند اہل نظر ٭ گر خذ ما صفا ہست دع ما کدر

ز آلودگیہا بہ پرداختے ٭ مس قلب را کیمیا ساختے

ولی کاندران نور حب علی است ٭ در آن ظلمت سایۂ غیر نیست

بنازم بر انصاف آزادگان ٭ کہ ہستند بر آل دلدادگان

کسی گوید اللہ را دل دہد ٭ چرا دست بر دست غیری نہد

چو نامت وحید از بزرگان سید ٭ بتحقیق دین ہم شدی تو وحید

عجب خندہ و قہقہہ شد بزور ٭ چو خواندیم تشبیہ چرخ سیلور

خدایا کدام است ان روز عید ٭ نشیند عظیم حزین با وحید

دوازدہم جناب ارتضی حسین صاحب بہاگلپور کہ ایک خط فارسے کمال جوش عنایت سی حسب ذیل لکہا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشتمار بھاگلپور کی بیچی اور ایک طریقہ خاص
اُنکے امام باڑہ کا ہمکو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ
تمام عشرہ بہر شب رور ختم قران شریف کرتے ہین

نقل خط جناب آرنضی حسین صاحب بھاگلپور

بتکی ار انکہ فضل و کمال متوسد و سادہ چشمت و اقبال وحید زمان فرید دوران ذام مجدکم
وزاد اقبالکم و حشمتکم پس از الوف تحیات و صنوف اسلمہ مصادقت آیات و وفور اشواق
و شدت غرام و غلبہ اشتیاق و ثورت پیام کہ از مدتی محبت دیرینہ در کانون سینہ
الفت گنجینہ چو تربیم در صدف دلخون و تزون و آتش مودت و محاب باہم اندر
مدخنہ فواد مثل فولاد در کومہ حداد محبول و محقون است بنقار منطق مقصود و ا
ینماید و لبہا بترانہ مدعای کشاید درین آوان خجستہ توامان و زمان مسرت
اقتران کتابی مستطاب بالغت نصاب ملقب بہ مدد تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان
حق را بسر حد تحقیق میرساند و براہی ناظرین نصفت قرین نقاب از عرائس مطالب
و کنوز دقائق برداشتہ بہرہ تازہ و فائدہ بی اندازہ بخشودہ و بسا حل مراد میگزراند
کہ نبا بر مراسم قدیمہ و مرابط دیرینہ آن گنج فوائد و خوان موائد باین مخلص بی ریا محب
باصدق و صفا ہدیہ فرستادہ اند سرفراز یہا و سرور و حبور نا محصور بخشید در اوقات
مختلفہ و جلسات متعددہ تمام و کمال حصہ کتاب را مطالعہ نمودم و شبہا در التقاط
لآلی تحقیقات انیقہ و مطالب شیقہ اش سر بزیر آوردہ گوہر مقصود بر داشتم
و روزہا در خوض الفاظ و غوص لجہ معانی و حسن ملاحظہ مبانی و لطافت بیانی اش
در رفتہ حظی وافر و تبصیح خاطر بہم رسانیدم و للہ الحمد علی ذلک و ہو یرشد الی احسن
المالک حقا کہ دُرہا سفتہ اند و چندین عرائس مقاصد در زیل بیان نہفتہ اند

وچگونه خار وخس شبهات باطله واوهام از حقیقت عاطله بدلائل واضحه وحجج
قاطعه رفته اند گلی است از ریاض تحقیق وسنبلی است از چمنستان تدقیق بحریست
سواج وفلکی است ذات ابراج آفتاب درآب وتاب وعلم ساطع برای سالک
راه صواب قمری است در صفا وزهره ایست در ضیا یگانه ایست که
استشمامش دماغ ایمان را تقویت می نماید واز جواهر احادیث وآیات که در
شان ولایت مآب واهلبیت معصومین ماثور است عقدی ترتیب داده اند
که آویزگی گردن عروس دین را شاید واز طوطیای اخبار صداقت آثار
وفضائل عترت اطهار مکحله ساخته اند که دیده رمد رسیده را روشن سازد
واز فولاد باب ادله محکمه سیقله پرداخته اند که آئینه بواطن را از زنگ تشکیکات
شیطانی وتخیلات نفسانی می زداید الا الذین ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم
وعلی ابصارهم غشاوة دوستداران آل عبا سر بتسلیم خم کرده اند بارغبت ورضا
واما الذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا خلاصه کار نمایان کرده اند
وکتاب عجیب در قالب تحریر درآورده اند شکر الله سعیکم واحسن عیکم
ترقب از الطاف مرعیه واخلاق مرضیه آنکه چاپنج نسخه ازین کتاب دیگر
برای این اخلاص مندود تا نسخه بحضرت عالی جناب فضائل مآب وکمالات
انتساب مقدس القاب مولوی سید ضیاء الله صاحب بفرستیماز دام ظله العالی
بدیه باقیمته مرحمت فرمایند واز قیمت آن اعلان نبخشند وحقائق پناه دقائق آگاه
سولانا سید ضیاء الله صاحب ممدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرموده اند
مصحوب عریضه ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد مطبوع گشته
باصل کتاب ملحق کرده اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مهتمم البرٹ پریس

بہاگلپور خواستگار اند کہ اگر اجازت فرمائید این کتاب لاجواب را در مطبع مذکور طبع سازند والسلام خیر ختام ـ

نقل تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشنماز بہاگلپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الذی کلامہ ینطق بہ اللسان واطرب بیان یتحرک لہ اطراف البنان وابھی درر یشنف بھا الآذان وازھر زھر تنشرح فی ارد ان الاذھان واعلی مرقاۃ یعرج بھا الانسان من حضیض خطوط النفس البھیمیۃ الی اوج العرفان واحسن ما یترنم بہ العنادل علی روس الاغصان واحری ما یعقد علیہ القلب الجنان ویجتنی بہ ازھار الجنان ویجنب بہ النعم ویزاد بہ الکرم حمد المفضل المنعم بارئ النسم خالق اللوح والقلم الذی علم الانسان ما لم یعلم وافضل الصلوۃ علی اشرف الموجودات علۃ وجود العالم واسطۃ خلقۃ آدم الصادع بالشریعۃ القائمۃ جعل ملتہ لسائر الملل عن ارتفاع ثری البقاء فاطمۃ عقمت بمثل امر الزمن لیس لہ صنو ولا نظیر ولا کفو ولا وزیر غیر ابن عمہ ابی الحسن فھو تلو ونبیتہ وزوج ابنتہ وابو ذریتہ والخلیفۃ علی امۃ سید العرب والعجم الامیر علی سائر الامم المنعوت علی لسان سید الابرار علی قسیم الجنۃ والنار کرار غیر فرار اعان النبی المختار حین اختار الاغیار الفرار وکبوا العار والشنار علیہ وعلی سائر اصحاب الکساء وعترتہ النجباء المعصومین المیامین الغر الحجج اللہ واحد العدد احد الی الامام الثانی عشر الغائب عن الابصار والحاضر فی الامصار الذی بیمنہ یرزق الوری وببقاہ تثبت الارض والسماء ینتفع بہ کل الانام کاشراق الشمس تحت الغمام فیومن بہ

كل مؤمن الا من اعرض عن جادة الانصاف وسار الى الخلاف وما
يضر بالشمس ان لم يرها الخشاف فما من خاف مقام ربه ونهى النفس
عن الهوى فان الجنة هى المأوى ومن بركات مولنا صاحب العصر
عليه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مشكوة وجوده
ولمعات انوار فيوضه وجود ظهور هذا العقد الثمين والمعجز المتين
والسحر الحلال والبحر الذى ليس له ساحل والكتاب العجيب والتقرير
الغريب والتحرير الرشيق المسمى بحد التحقيق وهى درة بيضاء لا بل معجزة
غراء وجوهر مضيء او كوكب درى وتحقيقات انيقه وابحاث رشيقة
كيف لا وهو من نتايج افكار وحيد العصر فريد الدهر البالغ من الفنون
اعلاها والفائز من المراتب اقصاها عالى الكعب فى العلوم النقلية طويل
الباع فى الكمالات العقلية صاحب الفطنة الوقادة والقريحة النقادة سالك
مسالك اهل الحق والتحقيق محرز قصبات السبق فى مضمار التدقيق كلامه
ملح وبيانه فصيح ان اوجز اعجز ومتى اخترع خرع الفائق على الاتراب كاشف
طرق الحق والصواب جناب المولوى السيد وحيد الدين خان بهادر دامت
معاليه وبوركت ايامه ولياليه فامعنت فيها نظرى وجليت بها بصرى
فوجدتها موعظة شافية ولهداية من عميت قلوبهم كافية حرية
بان تكتب بالذهب على صفحات البلور لا بل ان يزبر بالنور على وجنات
الحور دليل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف
الفاظها كالدر الفرد فى البهاء ومعانيها كازهار الورد فى الرونق والصفاء
فقلت ستعجبا هذا بحر الرائق ونهر فائق حياضه اترعت المشاربين فى رياضه تسر الناظرين

ففی کل لفظ منه روض من الملتقی ؛ وفی کل سطر منه عقد من الدرر
عسی لو یرصف مثل الکتاب فی غایة المتانة والانصاف فی الاطراف
والاکناف روضة یرقص الطواویس علی اغصانها نعانیها
یترنم الاطیار علی اشجارها مبانیها فلا اادری ایهی خیرات حسان ام الیاقوت
والمرجان لله در فادس هذا المیدان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان
لمولفه طالعت منها حصة فوجدتها بحرا عمیقا عرضه لا یخبر او راقها تذری باوراق
الذهب سطورها کشعاع شمس تسطر احسنت احسنت یا الاح فی الله فما
اذکی رائك الصائب وما اجود ذهنك الثاقب حیث شمرت عن ساق
الجد وغاص طبعك النقاد فی اماء التحقیق علی تلك الجواهر الفرائد
شکر الله سعیك بالجزاء الاوفی وجعل الاخرة خیرا لك من الاولی
ونفع الله بها سائر المسلمین بحق محمد واله المعصومین صلوات الله
علیهم اجمعین وعلیك باتمام هذا الکتاب فانه تذکرة لاولی الالباب
وعلیکم ایها الاخوان فی الدین ان لا تتخذوه شیئا فریا لانه متاع ثمین
والنظرة لعین الانصاف ولا تجعلوه ورائکم ظهریا لانه بضاعة
غالیة للحفظ قمین واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
هذا ما تیسر لفریحی الجامدة وفکری الخامدة مع توع البال
وتشتت الاحوال فی تفریظ هذا الکتاب ولو لم یبلغ المشاد
من اوصافها ومرایا مصوراً علاها الجانی الاواه ضیاء الله اوتی
کتابه بیمناه حرر فی اوسط عشرات ربیع الاول واستخرجت تاریخها
هدایته الطریق باب الانصاف والتحقیق سنة ١٢٩٤ هجری

ترجمهٔ فارسی تقریظ یعنی ستایش مذکورهٔ بالا لذیذ ترین کلام که زبان بآن
گویا شود و خوش آیند ترین بیان که اطراف سر انگشتان برای آن بحرکت آید
و روشن ترین گوهرها که گوشهار اگوشوار باشد و تازه ترین شکوفها که
در آستین های دهنها گسترده شود و بلند ترین نردبان که انسان بدان از نشیب
خطوط نفس بسیمیه باوج عرفان عروج کند و نیک ترین چیزی که بلبلان بالای سر
شاخها بدان مترنم شوند و لائق ترین چیزی که بستگی قلب دل بدان باشد و
شگوفهای باغ بواسطه آن برچیده شود و نعمت ازان حاصل شود و کرم ازان
زیاده شود حمد کسی راست که نهایت فضل کننده و نعمت دهنده و پیدا کننده
یاد نسیمهاد خالق لوح و قلم است آن کسیکه تعلیم انسان کرد بدان چیز که نمیدانست
و افضل درودها است بر اشرف موجودات که علت وجود عالم و واسطه خلقت
آدم است و بیان کننده شریعت قائمه است که ملت او بازوارنده است سایر
ملتها را از شیر خوردن سینه بقادان کسی هست که باو در زمانه او مثل او دیگری
نمی آید و نه او را هم شاخیست و نه نظیر و نه کفو و نه وزیر غیر ابن عم او ابو الحسن
که او متصل بریشه او و شوهر دختر او و پدر نسل او و خلیفه برامت او سید عرب و عجم
امیر بر تمام امت ها که صفت کرده شده است بر زبان سید الابرار و آن علی ست
که تقسیم کننده جنت و دوزخ است و کرار غیر فرار ست که نبی مختار را اعانت کرد
وقتیکه فرار را اغیار اختیار کردند و عار و ننگ را سوار شدند و بر تمام آل عباد
اولاد نجبار او که معصوم و مبارک اند و روشن تر حجتهای خدای واحد العدد تا امام
دوازدهم اند و آن امام دوازدهم غائب از نظرها و حاضر در شهرهاست که بهرکت
او خلق روزی می یابد و به بقای او زمین و آسمان ثابت است و خلق از و نفع

می یابد مثل درخشیدن آفتاب زیرا بر دو ایمان می آرد باد هر مومن سوای آنکه از راه
انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضر با آفتاب نیست اگر پشه آنرا
ندید ولیکن هر که مقام رب خود را خوف کرد و نفس خود را از هوا و هوس باز داشت
پس تحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه
السلام است خدا تعالی ظهور او جلد تر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی های
چراغ وجود او و لمعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه
متین و سحر حلال و این دریائیست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب
عجیب و تقریر غریب و تحریر سرخشنده مسمی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریست
نهایت صاف نه که معجزه ایست روشن و جوهریست روشن کننده یا ستاره ایست
گوهر دار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چرا نباشد که این کتاب از نتایج
افکار وحید العصر فرید الدهر است که با علی مدارج فنون رسیده و با قصی مراتب
فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه ید طولی دارد و صاحب فطنت
روشن و طبیعت نقاد و رونده راه های اهل حق و تحقیق و گرد آرنده نیهای پیش و پستی
در میدان باریک بینی و کلام او ملیح و بیان او فصیح ست که جائیکه اختصار کرد اعجاز
نمود و جائیکه امر نور را اختراع کرد دانه را بر روی خاک بر آورد و طریق های
حق و صواب را ظاهر کننده ست یعنی جناب مولوی سید وحید الدین خان بهادر مدارج
عالیه او دایم و روزها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدم
و نور بصر را از ان جلوه دادم پس آنرا نصیحتی شافی و برای هدایت کسانیکه
دلهای آنها نابیناست کافی و وافی ست و لائق است بانکه بر ورق های بلور بزر
نوشته شود بلکه از نور بر بازوهای حور مرقوم شود دلیلی ست واضح برای

کسیکه عدل و انصاف کند زانکه از امر حق عدول و تجاوز ورزد الفاظ این
کتاب مثل گوهرهای درخشنده است در رونق و معانی آن مثل شگوفهای
گلاب تازه در رونق و صفا پس از روی تعجب پرسیدم که آیا این دریائیست
شفاف و نهریست فائق که حوضهای آن سیراب گرداند نوشندگان را و رشتههای
آن مسرور گرداند نظر کنندگان را شعر در هر لفظ این کتاب باغیست از آرزو
و در هر سطر آن سلکی از دُرها گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشده در غایت
متانت است و انصاف در اطراف و اکناف این دیار و باغیست که طاؤسها
بر شاخهای معانی آن رقص میکنند و طائر آن بر درختهای اصول آن می سرایند
پس دریافت نمی کنم که آیا این کتاب از نیکیهای حسان ست یا که یاقوت و مرجان
وچه خوب کار کرده است سوار کار یعنی مولف این میدان و نیست جزای
احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصه را ازین کتاب مطالعه کردم
پس یافتم آن را یک بحر عمیق که عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غالب
است بر اوراق طلا و سطرهای آن مانند شعاع آفتاب است که سطر کرده نشود
وچه خوب کار کردی ای برادر راه خدا که چه خوب رای صائب تو ذکاوت
کرده است و چه قدر ذهن تو نیز جودت نموده درین که از سباق کوشش بر جیدی
وطبع نقاد تو در انتهای بحر تحقیق فرو رفت برین جواهرهای یکتا خداوند تعالی
سعی ترا باجزای وافی تر مشکور گرداند و آخرت را برای تو بهتر از دنیا نماید
و حق تعالی ازین کتاب تمام مسلمین را نفع دهد بحق محمد و آل معصومین او صلوة خدا
باد بر آنها اجمعین و لازم است بر تو که این کتاب را تمام کنی چرا که این کتاب
تذکره ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادران

دینی که این کتاب سه ایک شی نو ایجاد قیاس نه کنید چراکه این کتاب سنه ایسی قیمتی
و نظر کنید در ان بچشم انصاف و آنرا در امی پشت های خود نیندازید چراکه این بضاعت
گران قیمت است و لائق بحفظ است و آخر دعامی ما اینست که جمیع سپاس خدارا است
که رب العالمین است این است انچه بطبیعت جامد من و فکر افسردهٔ من با وصف
تردد دل و انتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگرچه دهم حصه اوصاف
و رتبه مقدار آن را نرسید و ملو این کتاب همیشه با دمنم بنده عاصی و امیدوار
رحم غفار الله که نامه اعمال او بدست راست او باد و مرقومه او سط عشرات
ربیع الاول سنه ۱۲۹۵ ہجری و برای این کتاب یک اسم تاریخی بر آورد م و
هدایت الطریق و باب الانصاف و التحقیق سنه ۱۲۹۵ ھجری ــــ

سیزدهم نواب انیس الدوله بهادر مٹیابرج کلکته ایسو صوف الیه نی اپنی
خط مین به نسبت اس کتاب کی یه راے دی که یه کتاب دلیل لیاقت اور
راستبازی کی ہماری ہی اور لکھا ہی که جناب مجتهد العصر مرزا محمد علی صاحب
نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔

چهاردهم سید علی حسین صاحب مختار کار ساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد که وه
اپنے خط مین یه بات لکھتی ہین که بذریعه اس کتاب کے اُس جوار مین ایک شہرت
ہماری لیاقت اور تحریر آزادانه کے ہوئی ہی اور بعد اسکے چند سفیان صوفی
مشرب کا بہی ذکر مناسب ہی که جنہون نے بڑی تپاک سی اس کتاب کو قبول کیا
اولی جناب سید امیر علیشاه صاحب جاگیردار بودله ضلع آگره که جو ایک
بہت کریم النفس آدمی ہین اور انکی بہائی جناب سید مظفر علیشاه صاحب
بہی ایک بزرگ شخص ہین دوم سید انور علیشاه صاحب سجاده نشین کهل گانون

ضلع بھاگلپور اور خاص شہر پٹنہ مین چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابل تخصوص بالذکر ہونیکی ہین کہ قدردانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسمای گرامی اُنکے بنظر یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہین۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی مین کمال رکھتے ہین اور نہایت نادر روزگار ہین اور بہت سی کتابین مثل دبستان اخلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہین

۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک خدمت کی توطن و پنشن اپنا پٹنہ مین قبول کیا ہی اور لیاقت انگریزی اور عربی وفارسی مین نادر روزگار اور مروت وخوبی مین بے مثل ہین اور شرف نسب عالی سیادت کا اُنکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہی اور بہ ہیئت مجموعی حسب ونسب کی کون اُنکا مقابل ہوسکتا ہی سوای برادر بزرگ اُنکی جناب مولوی سید اعظم الدین حسین خانصاحب بہادر مرحوم سی اس آئی کہ وہ ہمکو ایک چھوٹا بھائی اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہی کہ جناب سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر کی اولاد بھی بہت لائق وشایستہ ہوئی اور عزیزی سید حسین صاحب پسر اکبر اُنکی بسرکار حیدرآباد کے ایک عہدہ جلیلہ پہ سرفراز ہین اور جناب عالی سر سالار جنگ بہادر کی بی بی جی سی اُنکو بہت عزیز رکھتی ہین۔

۴ جناب نوروز علی خانصاحب متخلص بیکتا خلف الصدق نواب امان علی خانصاحب مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہین۔

۵ جناب سید مظفر علیصاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راست بازی اُنکی قابل تقلید ہی۔

jabir.abbas@yahoo.com

سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ کہتے ہین کہ مرد سو من سنی نباشد یعنی وہ
سنی کہ جو معاویہ شاہی ہو اور مآل یہ ہو کہ ہرگاہ خود حضرت امیر علیہ السلام
نے مجبوری یا کسی طرح پر خلافت کو منظور کر لیتے تو ہمکو اُس خلافت مین کچھ
کچھ گفتگو کرنی ضرور نہین ہو اور ضرور یہ بات مستنبط ہوتی ہو کہ اصل درجہ
خلافت ظاہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر مین کچھ زیادہ تر نہین تھا شعر

شعر بو علی قلندر رح

زوال و نیار ا ازان زدیشت ؛ تا نیاید در نگاہ اولیا

اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو لکھا ہو کہ خلافت دو طور پر ہو ایک خلافت
کبری اور دوسری صغری اور اُس سے اُنکی مراد خلافت کبری مین حضرت علی اور اولاد
اُنکی یعنی تمام دوازدہ امام جانشین پیغمبر خدا کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت
صغری یعنی چھوٹی خلافت ظاہری وہ ہو کہ جو ابوبکر سی تیس برس تک رہی پس
اگر یہ اعتقاد قبول کر لیا جاوی تو سینیوں کو بیان فضائل حضرت امیر مین کچھ جا
پیچ و تاب کہانیکی نہین ہو مگر چونکہ خلافت کو استحقاقاً صحیح کرنا منظور ہو تو جب تک
کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہین جاوی تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہین ہو سکتا
ہو اور اسیواسطی سنی لوگ علاوہ خلافت پانیکی اس آفت و عذاب آخرت مین
مبتلا ہو گئی سوافق اُس مثل انگریزے کے کہ ایک عیب سی دوسرا عیب پیدا
ہوتا ہو اور جب یہ امر منظور ہوا تو واسطی بند و بست اور بند چھند اُسکے
چند امور قائم کئے گئے۔

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ داخل کتب
[illegible] کہ بہترین مردم بعد حضرت نبیؐ کے ابوبکر ہین اور بعد اُنکی

عمر اور بعد اُنکی عثمان اور بعد اُنکی علیؑ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفضیل الشیخین
کا اصول دین مین سے قائم کیا گیا۔
دوم یہ کہ معاویہ بر کف اللسان ہو یعنی کچھ بہت بولو اور حضرت علی پر جو معاویہ نے
لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کا فرانہ کو بھی ایک خطای اجتہادی سمجھو
اور اصل غرض اس قاعدہ سی یہ ہو کہ جب معاویہ پر زبان روکی گئی تو اب آیندہ
خلفای ثلثہ پر کیونکر زبان کھلی گی اور کچھ شک نہین کہ معاویہ ایک چور پہرا سنیونکا ہو
سیوم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باخود ہا صحابہ کو مت دیکھو ظاہر ہو کہ جب
کچھ حال نہین دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا
لکھنے والے لکھ گئے ہین تو الزام اُن لکھنے والون پر ہوگا نہ پڑھنے والون پر
بہرحال بملاحظہ احادیث و آیات قرانی و دیگر صفات ذاتی اور کرامت اقسم
معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے علو مرتبت اُنکا کیا گھٹ سکتا ہو بیت

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور سنیون کو واجب ہو کہ ہماری شکر گذار اس بات کے ہون کہ ہم مقابلہ
شیعون کے کچھ بزرگی خلفای ثلثہ کی بلا مقابلہ اُنکے ساتھ حضرت علی کے ثابت
کیا چاہتے ہین مگر ہم کیا کہین کہ فضیلت صحابہ کو کون پوچھتا ہو کہ مجرد فضیلت ثابت
ثابت کرنی ہمکو بہت دشوار ہو کہ تمام عمارت عالی شان سنیون کی بنظر انواع
کتب ہای تفسیر و حدیث و کتب فقہ وغیرہ کے اگرچہ کسیقدر بلند ہو مگر اصل بنیاد
اسکی تمامتر بالو پر ہو اور سنیون کو البتہ ایک بات پر نازش ہو سکتی ہو کہ اولیار اللہ
اسی طریقہ سنیون مین ہین مگر در اصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہو انمین اسطی
کہ تمام اولیار اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونی

حضرت امیر علیہ السلام کی ہو اور کسی کو اعتقاد افضلیت کسی صحابہ کا نہیں ہو
اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام
سے اور باقی دوازدہ امام سے جانتے ہیں اور مناقب مرتضوی ملا کشفی
میں یہ بات خوب لکھی ہو کہ عداوت اصحاب ثلثہ کی رفض ہو نہ محبت علی کی بیت

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی ❊ پس خدا و مصطفےٰ جبریل باشد رافضی

اور تعصب سنیان زمانہ کا اس درجہ تک پہونچا کہ بعض تحریر میں و الصلوٰۃ علے
محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر میں اللھم صل علی محمد و الہ و اصحابہ و اہل بیتہ
دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس اولٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتے ہیں مگر
اس بات سے غافل ہیں کہ خود اپنی نماز پنجگانہ میں درود جب ذیل پڑھتے ہیں

اللھم صل علے محمد و علے ال محمد کما صلیت علے ابراھیم
و علے ال ابراھیم انک حمید مجید و بارک و سلم علے
محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید

اور یہ اہتمام نوایجاد تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہو کہ سنیان
زمانہ کی نظر میں آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہیں ہو اور

رباعی حضرت سعدی کی

بلغ العلےٰ بکمالہ	کشف الدجےٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلّوا علیہ و آلہ

گویا کچھ وزن نہیں رکھتی ہو اعوذ باللہ من ذلک ۵

ہوا ایمان سنی ظاہر کمال رسول ❊ کہ بہتر ہوئی سب سنی آل رسول

شعر حافظ

بدشمنان نشستین حافظا تو لاکن ؛ نجات خویش طلب کن بجان بهشت جاوید

اور بلاحظہ حال تعصب بیان خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مزہ حکومت شام و امید حکومت دری کا انہون کے دلونمین ابتک سمایا ہوا ہی اور اگر وہ وقت ملی تو پھر وہی تماشا استحصال بالجبر خلافت و باغ فدک وغیرہ کا رواج اس سر سبز ملے کا کہ جو بجایہ اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجھا جاتا ہی دکھلادیا ہی اور اس جگہ پر قول لارڈ بیکن کا خوب برجستہ ہی کہ رگ وہی ہی مگر وہ خون نہین ہی اور حال مین ایک سنّی صاحب نے ہمسے کہا کہ اس کتاب حد تحقیق مین وہی پرانی باتین ہین اور کوئی نئی بات نہین ہی جواب اسکی ہمنے کہا کہ امر دینی مین ماقبل بارہ سو برس کی ہم نئی بات کہانسے پیدا کرسکتے ہین اور نہ ایجاد کسی امر نو کی ہمکو منظور ہی تب ان سنّی صاحب نے کہا کہ مشکوۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہین ہی اور اسکی جواب مین ہمنے کہا کہ مشکوۃ المصابیح مین حدیثین بلفظہ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہین اگر آپ کو شک ہی تو ان کتابونسی مقابلہ کرلیجئی اور کیا خود صحیح بخاری و مسلم سے روایت کرنی ہمکو کچھ دشوار ہی کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی و صحیح مسلم مع شرح نووی اور سنن ابوداؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہی مگر ہمنے دیکھا کہ اگرچہ سنی صاحب موصوف کچھ ڈھیلے ہوئے اور کچھ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے مگر تمامتر استیصال انکی تعصب کا ہمسے نہین ہوسکا انك لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی اے رسول ہدایت نہین کرتا ہی جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہی جسکو وہ چاہے۔

فصل ۱۸۴

اس فصل مین احادیث مشکوۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری و وفات

حضرت رسولخدا کے مذکور ہوئے ہین اور شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی
بعنوان شرح ٹین باب وفاۃ النبیؐ کی چند باتین لکھتے ہین۔

اول یہ کہ حضرت رسول خدا کو صداع یعنے درد سر اواخر ماہ صفر مین ہوکر
رات دو رات رہا تہا اور بعضون نے کہا ہی کہ ابتدای مرض اول ربیع الاول
مین تہا اور ابن جوزی نے لکہا ہی کہ ابتدای مرض شہر صفر مین ہوکر کے دو رات
رہا تہا اور وفات آپ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی رای ہی کہ ابتدای
مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تہا اور وفات آپ کا بروز دوشنبہ دوم ربیع الاول
کی ہوا اس حساب سی کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بتاریخ ۳ رمضان کی
ہی اور لوگون کو اس بات پر اتفاق ہی کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خدا کے
بقدر چھ مہینے کے تہی فقط غرض ہر گاہ تاریخ وفات مین ایک ایسی بڑی سردار
کونین کے اسقدر اختلاف ہی تو دوسرے اختلافات امورات جزوی کے
کیا حد ہوسکتی ہی یہانتک کہ نماز پنج وقتی بہی بلا اختلاف نہین ہی اور اصل بات
یہ معلوم ہوتی ہی کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچہ رواج عام لکہنے پڑہنے کا
نہین تہا پس بعد مرور عرصہ کے روایت ہر شخص کی بہ بنیاد وخیال خود دس شخص کی ہی

دوم یہ کہ حضرت رسول نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آو ایک شانہ
بکری کا یا ایک تختہ تاکہ لکہون مین ایک کتاب واسطی ابوبکر کے اور جب عبد الرحمن
ابن عوف اٹہکر لانے کو چاہتے تہے تب آپ نے فرمایا کچہ حاجت نہین ہے
خدا اور مسلمانان اس بات سی فرق رہین کہ بہ نسبت ابوبکر کے اختلاف کرین
سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براہ تعصب سنیت کے ہے اسواسطے
کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہی کہ اس حالت مین

خلافت ابو بکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوتی ہی اور یہ ایک بات بنا نا شاہ صاحب کا
صرف ایک اس بات سی بہی ظاہر ہی کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم
کتاب اللہ کی اور شور و غوغا ہونے کو درمیان اصحابون کے اور ارشاد حضرت
رسول کو کہ اوٹھہ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہین
اور ظاہر ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶ ہ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب ذیل ہی
قال سمعت عایشۃ وسالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلفہ
قالت ابو بکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل من بعد عمر قالت ابو عبیدہ الجراح
یعنی کہا اُس ابن ابی ملیکہ نے کہ سنا مین نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمنی اُس سے
کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تہا کہ اُسکو خلیفہ بناتی
تب عائشہ نے کہا کہ ابو بکر تب پوچہا گیا کہ بعد ابو بکر کے کون تب عائشہ نے
کہا کہ عمر تب پوچہا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابو عبیدہ جراح پس
اس حدیث سی تمامتر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہین
بنایا تہا اور ہر گاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت
مولی علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تہا تو یہ بیان
شاہ صاحب کا کہ حالت مرض مین واسطی لکہنی خلافت ابو بکر کے مثانہ بکری کا مانگا
تہا صریح لغو و باطل ہی اور کچہ شک نہین کہ اگر سنیون کا بس چلے تو خلافت ابو بکر کو
از روے نص کے بہی بناوین اور سوای اسکی شرح مین حدیث ابن ملیکہ کے
خود شاہ صاحب لکہتی ہین کہ وقت خلافت پانیکی حضرت ابو بکر نے کہا کہ تمکو خلافت
سی کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علیؑ اور عمر اور ابو عبیدہ کا ہی پس اگر فی الواقع
حضرت رسول خدا نام حضرت ابو بکر کا زبان پر لاے ہوتے تو حضرت ابو بکر یہ

معذرت وانکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی و عمر
وابوعبیدہ کا ہی محض براہ سرسری وحق برزبان جاری کے تھا ورنہ حضرت ابوبکر
نے تو آخر خلافت مین اپنے کچھ حضرت علی کو یاد نہین کر کے خاص حضرت عمر کو بقاعدہ
ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کی خلیفہ بنایا پس ہر گاہ اُن لوگونکی قول وفعل کا یہ حال ہے تو
افضلیت اُنکی بجہایہ کثرت ثواب کی کس بنیاد پر ہو سکتی ہی سو وہم یہ کہ ابوبکر
مین سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت
ابوبکر نے انجام دی سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر یہ امر قابل ذکر کرنے
کے ہی کہ امامت معمولی نماز کی کچھ دلیل افضلیت کسی شخص کے نہین ہو سکتی ہی
اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل نمبر ۱۴ اسی ظاہر کہ بوقت جانے غزوہ تبوک
کی حضرت رسول نے حضرت علی کو بشبیہ ہارون بامو سی کر دیکر کے واسطے
خبرگیری اہل وعیال کے خلیفہ بنایا تھا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی
حالانکہ خود سنّی لوگ بھی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر
کچھ تفضیل نہین دیتے ہین پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بھی کچھ دلیل افضلیت کی
نہین ہو سکتی ہی بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو
دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ امامت نماز کی بطور مؤذنی بلال کے ایک عہدہ
خاص ہی کہ جسمین کچھ افضلیت شرط نہین ہے۔

چہارم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبدالمطلب کے چہرہ قریب
موت کو پہچانتے ہین اور ہم ڈرتے ہین کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے
سو تم پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو
جانتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کرین اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہمکو دین تو لوگ

ہرگز نہین ہونے دینگے سو اسواسطے ہم ہرگز خلافت طلب نکرینگے تو اس سے
حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہی کہ باعتقاد حضرت علی کے یہ بات تہی
کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض مین اپنی خلافت دیتے تو باوصف
اسکے بہی خلافت علی کو نہین ملتی پس ہرگاہ یہ حال تہا تو مالدینا وصیت خم غدیر کا
عین قرین قیاس ہی اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہانتک تہا کہ ایک حدیث اسکی
فصل نمبر ۳۹ مین مذکور ہی کہ حضرت عباس آمی حضرت رسول خدا کے پاس شکایت
کرتے ہوے کہ در میان ہملوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہی کہ جب قریش
آپسمین ملتے ہین تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہین اور جب ہملوگ ہاشمیون سے
ملتے ہین تو دوسرے چہرہ سے ملتی ہین کہ اسپر حضرت رسول خدا غضب آلودہ
ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہوگیا پس جب یہ حال تہا تو انتظار مشورہ
حضرت علی کا جو کہ کفن و دفن مین حضرت رسول خدا کے مصروف تھے کیونکر کیا جاتا
اور حال تفرقہ قریش و ہاشمی کا اس حال سے تمامتر ظاہر ہی کہ باوصف اس بات کی
کہ حضرت ابوبکر نے حق علی و عمر و ابوعبیدہ کا اقرار کیا تہا اور نام حضرت علی کا اول
لیا تہا حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال
اپنی نام چھ شخصون کا لیکر کے کہا تہا کہ تین روز مین مشورہ کر کے ایک شخص کو ان
چھ شخصون مین سے خلیفہ بنایا جاے سو اس مرتبہ بہی نام حضرت علی کا مقدم
اور نام عثمان سے بالاتر تہا مگر ایک روز مین مشورہ طی کر کے حضرت عثمان خلیفہ
بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقا خلیفہ قرار دے گئے
تو یہ امر اسقدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل و صفین سے مطلق فرصت
نہین دیگئی اور آخر واقعہ کربلا مین خوب اچہی طرح سے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا انہین مارے تو کون مار سکتا ہی یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چہارم
زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعا اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کے
بڑی برکت اس نسل مبارک مین ہوئی پنجم یہ کہ کتاب شواہد النبوت مین ہی کہ حضرت
علی سے لوگون نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہی حضرت علیؑ نے
کہا کہ حضرت رسول کے غسل دینے مین پانی غسل کا جو اپ کی پلکون مین جمع ہو گیا
تہا سو اُسکو ہمنے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہین کہ یہ قوت فہم اور
حافظہ کی یہ برکت اُسی پانی کے ہی مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علی کے
جو کچھ ہون مگر خاص امر خلافت مین وہ سب فضائل حسب اصول سنیون کے
بیکار ہین بہر حال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہین۔

حدیث نمبر ۱ عن البراء قال اول من قدم علینا من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم فجعلا
یقرأننا القران ثم جاء عمار و بلال و سعید ثم جاء عمر بن الخطاب فی
عشرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثم جاء النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
فما رائت اھل المدینۃ فرحوا بشیء فرحھم بہ حتی رایت الولائد والصبیان یقولون ھذا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قد جاء حتی قرأنا سبح اسم ربک الاعلی فی سور مثلھا
من المفصل رواہ البخاری ترجمہ روایت ہی براء ابن عازب انصاری سی کہا اُس براء نی کہ اول
اُن لوگون کے جو ہملوگ کے پاس آئے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمیر اور
ابن مکتوم ہین پس پڑہانی لگے وہ دونون ہم لوگون کو قرآن تب آئی عمار ابن یاسر
اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد آئی عمر ابن الخطاب بیسمول بلکہ
اصحاب نبیؐ کے تب آئی خود نبیؐ پس نہین دیکہا ہمنی اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہوئے

ساتھ کسی شے کے مثل اُس خوشی کے یہانتک کہ دیکھا ہمنی لڑکیون کو اور
لڑکون کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہین کہ آئے ہین پس نہین پہونچی تھے
وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکی تھے سبح اسم ربك الاعلے کی صورت کو
مع چند سورتین مثل اُسکی زیادہ مفصل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط
اس حدیث مین کچھ حاجت زیادہ رای دینے کی نہین ہی مگر اسقدر کہ اس
حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مدینہ مین پہونچنے تک حضرت عمر جو بیس صحابیونکر
شمول مین مدینہ پہونچے تھے کوئی خاص و ممتاز تر صحابیون مین سے نہین تھے
بر خلاف حضرت علی کے کہ اُنکا مخصوص و ممتاز ہونا ابتدا سے انتہا تک ایک
آب و تاب سی ہی کہ حضرت علی مین خانہ کعبہ مین پیدا ہوئے اور پیدا ہوکر کے
اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبی مین پرورش
پاکر نو برس کی عمر مین اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدا نے حضرت کو اپنے
فرش پر سُلا کر کے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر
لوگ حضرت علی کو حضرت نبی سمجھین اور بروقت جنگ خیبر کے علم حضرت علی کو ملا اور
جنگ اُحد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئی مگر ایک حضرت علی لڑتے رہے اور
آخر کار غسل و کفن و دفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علی کے
انجام پایا اور جب تک اس کام سے فرصت نہین ہوئی حضرت علی نے مطلق
توجہ و التفات بطرف خلافت کے نہین کیا۔

حدیث نمبر ۲ وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ علیہ واللہ
وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبدًا خیرہ اللہ بین ان یوتیہ من زھرۃ
الدنیا ما شاء وبین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابو بکر فقال فدینا لك

بابائنا وامهاتنا فعجبنا فقال الناس انظروا الی هذا الشیخ یخبر رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم عن عبد خیره الله تعالی بین ان یوتیه وامهاتنا
فکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا متفق علیه

ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہ تحقیقکہ رسول خدا بیٹھے اوپر
منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیقکہ ایک بندہ
ہی کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا
کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہی پس اختیار کیا
اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے تب روے ابوبکر اور کہا
فدا ہون ہماری باپ اور مان آپ پر پس ہم لوگون کو تعجب ہوا اس بات پر
اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرف اُس بڈھے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہین
ایک بندہ کی کہ بسکو خدا تعالی نے اختیار دیا تھا درمیان اس بات کی کہ دے
اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو نزدیک اُس خدا کے ہے
اور بڈھا کہہ رہا ہی فدا ہون ہم لوگون کے باپ اور مان آپ پر پس تھے خود رسول
خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابوبکر عالم تر ہم لوگون کے متفق علیہ اس حدیث سے
یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ حضرت ابوبکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کی تھے

حدیث نمبر ۳ وعن عقبة بن عامر قال صلی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال
انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شهید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیه من
مقامی هذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی
ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیها وتقتتلوا فتهلکوا کما هلک من کان قبلکم

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی
پڑہی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُحد کے آٹھ برس کے بعد مثل
اُس شخص کے کہ رخصت کرتا ہو زندون اور مردون کو اور اسکے بعد چڑہے
حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ مین تم لوگون مین فرط ہون یعنے آگی جانیوالا
ہون اور مین تم لوگون کا گواہ ہون اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگون کا وہ
حوض کوثر ہی اور مین دیکھ رہا ہون اُس حوض کوثر کو حالانکہ مین اسی جگہ پر
ہون اور تحقیقکہ کنجیان خزانہ ہای زمین کی مجکو دی گئین اور تحقیق کہ مجکو نہین
خوف ہی تم لوگون سے کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میرے ولاکن مین خوف
رکھتا ہون تم لوگون پر بابت دنیا کے کہ رغبت کروگے تم لوگ اوس
دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض اُن اویون نے کہ قتال کروگے تم لوگ
آپسمین پس ہلاک کروگے تم لوگ جیسا کہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ قبل تمہارے
تہی متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیان کے
خوب واقف تہی کہ جیسا کہ آپ نی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کروگے لیکن رغبت
طرف دنیا کی کروگے اور جنگ وجدال کروگے اور ہلاک ہوگے سو ویسا ہی
ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہین کیا مگر بعد انتقال فرمانے حضرت
رسول خدا کے چند صحابی لوگون نے وصیت خم غدیر کو نسبت حضرت علی کے
ٹال ٹول کر کے حضرت ابوبکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنا دیا اور معاویہ
تو کمر باندہ کر کے حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور
یزید بطمع خلافت کے روا دار خونریزی حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہوا
اور بعد اُسکی تا زمانہ سلطنت عباسیونکی سراسر سادات کشی جاری رہی

در خلافت ثلثہ تک ہمکو منظور ہی کہ خود ہمارے خاوند حضرت علی نی طوعاً و کرہاً
منظور کیا اور ہم دیکھتی ہین کہ زمانہ خلافت ثلثہ تک قوت و دین اسلام کو بہت قوی ہی
حدیث تمیم ہم وعن عایشۃ قالت ان من نعم اللہ علی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وان اللہ جمع بین ریقتی وریقتہ عند
موتہ دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر وبیدہ السواک وانا مسندۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم فرایتہ ینظر الیہ وعرفت انہ یحب السواک فقلت اٰخذہ لک
فاشار براسہ ان نعم فتناولتہ فاشتد علیہ وقلت الیہ فاشار براسہ
ان نعم فلینتہ فامرہ وبین یدیہ رکوۃ فیہا ماء فجعل یدخل یدیہ فی الماء فیمسح بہما وجہہ یقول
لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات ثم نصب یدہ فجعل یقول فی الرفیق الاعلی اخترت
الرفیق الاعلی حتی قبض ومالت یدہ رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی
عائشہ سے کہا اُنہی کہ احسانات خدا سی مجھپر بات ہی کہ حضرت رسول مری میری گھر مین اور
میری باری کی دن مین اور درمیان سینہ وگردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا نی جمع کیا
درمیان آب دہن میرے اور آب دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول
کی اور عبد الرحمن ابن ابو بکر یعنی برادر عائشہ کے آی میری پاس اور ہاتھ
مین اُنکے اک مسواک تہا اور ہم تکیہ دئے ہوئے تھے رسول خدا کو
تب دیکہا ہمنے اُس رسول کو نظر کرتے ہوے بطرف اُس مسواک کے
اور معلوم کیا ہمنی کہ وہ رسول چاہتے ہین اُس مسواک کو پس پوچہا ہمنی
کیا لی لون مین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول
نی اپنی سر سی کہ ہان تب وہ مسواک ہمنی اُس عبد الرحمن سے لیکر کے
حضرت رسول کو دیا تب گران گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب

ہمنے کہا کہ ہم ملائم کردین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت
رسول نے اپنے سر سے کہ ہان تب ملائم کردیا ہمنے اُس مسواک کو تب پھیرا
آنحضرت نی اُس مسواک کو دانتون پر اور سامنی آنحضرت کے ایک کوزہ
تھا کہ اُسمین پانی تھا تب آنحضرت دونو ہاتھ اپنے اُس پانی مین داخل
کرنے لگے اور منھ اپنا سیج کرتے تھے اور فرماتی تھی لا الہ الا اللہ ان للموت
سکرات یعنی نہین کوئی معبود ہو مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہی
سکرات تب اُٹھایا آنحضرت نی اپنی ہاتھ کو اور فرمانے لگے ہمکو رفیق اعلے آمین
داخل کر کہ اختیار کیا ہمنی درجۂ رفیق اعلے کو یہانتک کہ قبض روح ہوا
آپ کا اور ڈھلک گیا ہاتھ اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط
حدیث نمبر ۵ وعنہا قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والاخرۃ وکان فی شکواۃ الذی قبض اخذتہ بحیۃ
شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین فعلمت انہ خیر متفق علیہ ترجمہ روایت ہو اُس عائشہ سی کہ کہا اُس
عائشہ نی کہ سنا مین نی رسولخدا کو کہتی ہوی کہ نہین کوئی نبی بیمار ہوا مگر یہ کہ اختیار دیا گیا اُسکو
درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبی اپنی بیماری مین کہ قبض روح
اُنکا ہوا اور ایک کہانسی اُنکو سخت آئی تب سنا ہمنی اُس رسول کو کہتے
ہوے ہمنے احسان کیا ساتھ اُن لوگونکی کہ جو احسان کیا تو نے ان لوگونپر
از قسم انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے پس جانا مین نے اس
بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ فقط
حدیث نمبر ۶ وعن انس قال لما ثقل النبی صلے اللہ علیہ وسلم جعل یغشاہ

الکرب وہ بات قا[illegible] واکرب اباہ فقال لہا لیس علی ابیک الکرب بعد الیوم فلما
مات قالت یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ من جنۃ الفردوس مأواہ یا ابتاہ الی
جبرئیل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمۃ یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التراب رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اسنے کہ جب بہاری ہوئی بیماری
حضرت رسول خدا کی تو بسبب سختی درد کے اپ کو بیہوشی آنے لگی تب کہا
فاطمہ نے کہا سختی باپ کی ہی تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہین ہی اوپر
تیرے باپ کے کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مر گئے حضرت رسول تب
کہا فاطمہ نے اہا پاس تیرے کہ اجابت کیا خدا نے رب کو کہ جواب دیا اوسنی اوباپ
تیرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اسکی جایہ ہی اوباپ تیرے کہ جبرئیل کو خبر
موت کی اسکے ہم بھیجتے ہین پس جب دفن کیے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے
کہا ای انس آیا اچھا لگا تم لوگون کے دلون کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر
پیغمبر خدا کے روایت کی اسکو بخاری نے ؛ اس حدیث سے جو تعلق یا خود باپ
اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہی سو کیا بیان اسکا کیا جاوے اور کیا ہم کہہ سکتی ہین کہ کس
قسم کا تعلق ان لوگون کو ساتھ خداوند تعالی اور آخرت کی تہا اور حضرت فاطمہ کا
یہ فرمانا کہ کیا تم لوگون کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو بی وجہ نہین تہا بلکہ صاف
بات یہ ہی کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قرائن حالات صحابہ سے خوب معلوم تہا کہ
یہ لوگ بعد انتقال حضرت رسول خدا کے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہی کہ کسی بیٹا
بیٹی نے ایسا رنج اپنے باپ کے مرنے کا نہین کیا ہوگا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا سی
حضرت فاطمہ چھ مہینہ تک تا انتقال اپنے روتی رہین اور کبھو تبسم تک نہین کیا

اور رنگ زمانہ کا جو بجز و انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابی
قریشی نے ماتم پرسی بھی اُس معصومہ کی نہیں کی سو شیعہ حضرت فاطمہ کا حسب حال ہی

صبّت علی مصائب لو انھا ۔۔۔ صبّت علی الایام صرن لیالیا

یعنی گرین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ مصیبتین دنون پر گذرتی تو وہ سب رات ہوجاتے
اور اصل یہ ہی کہ جب یہ شعر ہمنی شرح ملا جامی مین پڑہا تہا تو اسوقت مطلب
اس شعر کا ہمنے بخوبی نہین سمجہا تہا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو
مطلب اس شعر کا بخوبی سمجہا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے
جیساکہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرسان کئے گئے توحقیقتاً یہ شعر
حضرت فاطمہ کا بہت درست ہی اور یہ شعر بھی حسب حال ہی شعر

ہونیکو تو ای مجری کیا کیا نہین ہوتا ۔۔۔ جو ظلم ہوا شاہ پہ ایسا نہین ہوتا

حدیث نمبر ۷ عن انس قال لما قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
المدینۃ لعبت الحبشۃ بحرابھم فرحًا لقدومہ رواہ ابوداؤد وفی روایۃ
الدارمی قال ما رأیت یومًا قط کان احسن ولا اضوء من یوم دخل علینا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وما رایت یوما اقبح ولا اظلم من یوم
مات فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی روایۃ الترمذی قال
انس لما کان الذی دخل فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ
اضاء منہا کل شیء فلما کان الذی مات فیہ اظلم منہا کل شیء وما نفضنا ایدینا
عن التراب وانا لفی دفنہ حتی انکرنا قلوبنا ترجمہ روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ
جسدی حضرت رسول اللہ مدینہ کو کھیل مچایا حبشیون نے سات چھڑیون اپنی کی از روی خوشی کی بابت
آنی اس رسول خدا کے روایت کی اُسکو ابو داؤد نے اور روایت مین دارمی

کہ کہا اُس انس نے کہ نہین دیکھا ہمنی کوی دن اب تک جہ حسین تر ہو اور
نہ روشن تر ہو اُس دن سے کہ جسدن داخل ہوے ہملوگونکی پاس سولخدا
اور نہین دیکھا ہمنے کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ
جسمین مرے رسول خدا اور روایت ترمذی مین ہی کہ کہا انس نے کہ
جب وہ روز تہا کہ داخل ہوے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تہی مدینہ
کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جسدن مرے رسول خدا تو تاریک
تہی مدینہ کے ہر چیز اور نہین اُٹہایا ہملوگون نے اپنے ہاتہون کو خاک سی
درحالیکہ ہملوگ اُسکے دفن مین تہے یہانتک کہ انکار کیا ہملوگون نے
دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگون کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بہی خبر نہ تہی
حدیث نمبر ۸ وعن عایشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم
اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم شیئاً
قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ
ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح
ہوا حضرت رسول خدا کا تو لوگون نے اختلاف کیا دفن مین اوس
رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سُنی مین نے رسول خدا سی ایک چیز کہ کہا
اُس رسول خدا نے کہ نہین قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس
جگہ مین کہ واجب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ
موضع خوابگاہ اُسکے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہر یہ حدیث
عائشہ کی بنظر کسی مصلحت کی صریح موضوع و ساختہ معلوم ہوی ہی اسوسطی
کہ تو ریت سے دفن ہونا کسی نبی کا مکان انتقال مین ظاہر نہین ہوتا ہی بلکہ ایک

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطے قبرہ کے ثابت ہوتا ہی اور
یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ مین حضرت عائشہ کو بہت
کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بعذر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف
وعدۂ سابق کے قریب روضہ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا
حدیث نمبر ۹ عن عایشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وھو
صحیحٌ انہ لن یقبض نبی حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت عایشۃ فلما نزل
بہ ورأسہ علی فخذہ غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی السقف ثم قال اللھم الرفیق
الاعلی قلت اذن لا یختارنا وقالت ومرقت انہ الحدیث الذی کان یحدثنا بہ وھو
صحیحٌ فی قولہ انہ لم یقبض نبیٌ قط حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت
عایشۃ فکان اٰخر کلمۃ تکلم بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ
ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتی تھے درحالت صحت
کے کہ کسی نبیؐ کا قبض روح نہین ہوا بغیر اس بات کے کہ دیکھا جاوے
اُسکو نسبت گاہ اُسکی جنت مین تب اختیار دیا جاتا ہی اُس نبیؐ کو کہا
عائشہ نے کہ جب اُترے ملک الموت درحالیکہ سر اُس رسول کا ہماری
ران پر تھا تب بیہوشی ہوئی اُس رسول کو پھر افاقہ ہوا اُسکو تب متعین
کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی ٹکٹکی لگائی چھت کیطرف اور
اُسکی بعد کہا رسول نے اللھم الرفیق الاعلی یعنی اختیار کیا ہمنی رفیق اعلیٰ
یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ہین کہ ہمنی یہ بات کہی کہ اب اسوقت مین
حضرت رسول نہین اختیار کرتے ہین ہم لوگون کو اور عائشہ نی کہا کہ ہمنی
معلوم کیا اُس حدیث کو کہ جو حضرت رسول درحالت صحت اپنے کہتی تھے

اپنی قول مین کہ نہین قبض روح ہو اکسی نبی کا ابتک بغیر اسکے کہ دکھلائی جاے
نشست گاہ اُسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیا جاے اُس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ قول اُس نبیؐ کا اللھم الرفیق الاعلے آخر کلمہ تہا جو بات کی
حضرت رسول نے ساتھ اُس کلمہ کے ؛

حدیث نمبر ۱۰ ومنہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم
یقول فی مرضہ الذی مات فیہ یا عایشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر
وھذا اوان وجدت انقطاع ابہری من ذالک السم رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی اُس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ
فرماتے تھے اپنے مرض الموت مین کہ ای عائشہ مین ہمیشہ پاتا ہون درد کو
اُس طعام زہر آلود کے جو کہ کہا تہا مین نے خیبر مین اور یہ وہ وقت ہی
کہ جو پایا مین نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اُس زہر سے روایت
کی اُسکو بخاری نے ؛

حدیث نمبر ۱۱ وعن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ
وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر ابن الخطاب قال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم
ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم
القرآن حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنہم من
یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ومنہم من یقول
ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
والہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ
کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم وبین ان یکتب

اللهم فذلك لكتابه لاختلافهم ولغطهم وفي روايته سليمان بن ابي مسلم الاحول
قال ابن عباس يوم الخميس ثم بكى حتى بل دمعه الحصى قلت يا ابن عباس وما يوم الخميس
قال اشتد برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجعه فقال ايتوني بكتف اكتب لكم
كتابا لن تضلوا بعده ابدا فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع فقالوا ما شانه اهجرا
يستفهموا فذهبوا يردون عليه فقال دعوني ذروني فالذي انا فيه خير مما
تدعونني اليه فامرهم بثلث فقال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجيزوا الوفد
بنحو ما كنت اجيزهم وسكت عن الثالثة او قالها فنسيتها قال سفيان
هذا من قول سليمان متفق عليه ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ
کہا اسنے کہ جب قت احتضار ہوا نبی حضرت رسول خدا کو اور گھر مین مرد لوگ تھے کہا اسمین عمر ابن الخطاب
نے بھی تھے کہا اس پیغمبر خدا نے کہ آگے آؤ تم لوگ کہ لکھدون میں واسطے تم لوگون کے ایک نوشتہ کہ نہ گمراہ ہو تم لوگ بعد اسکے کہ بھو
پس کہا عمر نے کہ تحقیق کہ غالب ہوا اوپر اس رسول خدا کے درد اور ہی تم لوگونکی
پاس قرآن اور کفایت کرتے تھے تم لوگون پر کتاب خدا کی پس مختلف ہوے
وہ لوگ جو اس گھر مین تھے اور جھگڑنے لگے پس بعضی انمین سے کہنے لگے
کہ نزدیک لیجاؤ کاغذ و قلم تاکہ کچھ لکھدین رسول خدا واسطے تم لوگون کے اور
بعض انمین سے کہتے وہی بات جو عمر نے کہی تھی پس جب بڑھا یا شور و غل
اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اوٹھ جاو تم لوگ ہمارے
پاس سے کہا عبید اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے
کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہی کہ جو حائل ہوئی درمیان رسول اللہ
اور درمیان اس بات کی کہ لکھتے وہ رسول اللہ اس نوشتہ کو واسطے اُن
لوگون کے بہ سبب اختلاف اور شور و غل کرنے اُن لوگونکے اور روایت مین

سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہو کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا
اور کیسا روز جمعرات کا اور بعد اسکی رونے ابن عباس یہانتک کہ
تر کا ہو آنسو اون نے سنگریزون یعنی کنکریون کو تب کہا کہ ای
ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہو تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا
درد رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شانہ
اونٹ یا بکریکا کہ لکھدونمین واسطی تم لوگون کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو
تم لوگ بعد اُسکے اپنیمین پس جھگڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہین لائق ہو
جھگڑنا نزدیک کسی نبی کے پس کہا اُن صحابیون نے کہ کیا حال اوس
رسول کا ہو آیا چھوڑ دیا عقل نے اُسکی یعنے کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی
پوچھ کر کے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دوبارا نیکو
اُس بات کو رسول سے تب فرمایا رسول خدا نے کہ چھوڑ دو تم لوگ مجکو اور
باتیں ہو شور و عمل کرنے سے اسواسطی کہ جس حال مین کہ مین اون ہون بہتر ہے
اُس چیز سے کہ جو کہ بلاتے ہو تم لوگ اُس بات کیطرف مجھکو پس حکم فرمایا اوس
رسول نے اون لوگون کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو
جزیرہ عرب سے اور سلوک نیک کرو ایلچیون سے اوس طرح پر کہ سلوک نیک
کرتے تھے ہم سات اُن لوگون کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات
سے یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور ہم بھول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول
سلیمان کا ہو متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث
ہو کہ جسکا خلاصہ یہ ہو کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم
واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیانمین

اگر کے نہین ہونے دیا اور شیعہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہین کہ حضرت
رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے بھی وصی اپنا مقرر
کیا چاہتے تھے کہ حضرت عمر اس بات مین خلل انداز ہوے از سنی لوگ مجھے
جہانتک ہو سکتا ہو اُسکا جواب بتاتے ہین اسواسطی مناسب معلوم ہوتا ہو
کہ اس مقام مین جند باتین بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائین۔
اوّل یہ کہ ہرگاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابلہ تیس
صحابیون کے حضرت علی کو بموجب کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولی
کل ہونے کے قرار دے چکے تھے تو درحقیقت چندان حاجت تحریر کردینی
اُس وصیت کی نہین تھی اور اسواسطی ہم تعجب طرح سے نہین کہہ سکتی ہین
کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کردینے کو اُس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم
طلب کیا تھا یا نہین مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت
خم غدیر سے اور اپنے بار کہا دی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ
بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہو کہ تحریر کیا جانا کوی وصیت کا خلاف امید و خواہش
حضرت عمر کے تھا اور اس قرینہ سی شکایت شیعونکی بی بنیاد نہین معلوم ہوتی ہو
اور نہین سمجھتی ہین کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سنی لوگ کیون نہین
بگڑتے ہین اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیون نہین
سمجھتے ہین یعنے اس قرینہ سی بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ بوجہ مزاحمت حضرت
عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہین ہوئی سو اسمین کچھ نفع سنیون کا ہے
یعنے کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت ثلثہ کے ہوتے۔

* * * کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعون کے یہ ہو کہ حضرت

ابن عباس اس نہین لکھے جانے کو وصیت کے ایک مصیبت سمجھتی ہین اور جمعرات کے دن کو یاد کر کے روتے ہین کہ جو ہمارا دل بھی اس بات پر روتا ہو اور حدیث مندرجہ فصل ۳۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تھا کہ قریش لوگ ہاشمیون سے خوش خوش چہرون سے نہین ملتے تھے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کرین اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہین طلب کرینگے اسواسطے کہ اگر حضرت رسول خلافت ہمکو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہمکو وہ خلافت نہین ہونے دینگے پس جب یہ حال تھا تو عین قرینہ اس بات کا ہو کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکھنا چاہتے تھے سو وہ بات بالضرور خلاف امید و منصوبہ حضرت عمر کے تھی —

سیوم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہمکو افسوس آتا ہو کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو بیمار و بیماری حضرت رسول کے اسطرح پر بالکل آنکھ بند دے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر درد غالب ہو اور قرآن کفایت کرتا ہو صرف براہ بے مروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہو اسواسطے کہ یہ بات روز جمعرات کی ہو اور رسول نے بعد اس جمعرات کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین الرفیق کہکر کے جان دی تو کسیوقت مین کوئی بات بدحواسی حضرت رسول کی پائی نہین جاتی ہو اور ہر گاہ قرآن اور عترت دو تو بات حدیث الثقلین کی ہو جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز یہاری چھوڑے جاتے ہین ایک قرآن اور دوسرے

عترت اور یہ دونو آپس سے ہرگز جدا نہونگے تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ
وعترۃ الرسول دونون کو ملا کر کے کہتے تو حضرت عمر بہت سچی معلوم ہوتی۔
چہارم یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہون سو وہ ایک
بات تھی مگر یہ بات ظاہر ہی کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور وغل صحابیونکا
برخلاف مزاج حضرت رسول کے ہوا اور بی شبہ حضرت رسول کو ملال ہوا
اسواسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملال کی دیتی ہی کہ جو آپ نے فرمایا تھا وہ
تم لوگ میری پاس سے اور چھوڑ دو تم لوگ مجکو۔
پنجم یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہی یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہی
کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجھا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ نام اختیار
خلافت کا اپنی ہاتھ مین لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھے جاتی ہی کہ مشرکین کو
جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایلچیون کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر
ایسا ارادہ خلافت لینی کا ہی تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو
ششم یہ کہ اصل منشا اس قسم جرات اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہی
کہ حضرت رسول خدا کو کوئی سلطنت موروثی نہین تھی اور فتوحات بدر وخیبر وغیرہ
کی جو کچھ ہوتی گئی سو بعد مہاجرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح
حاصل ہونیکا مہاجرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہوچکا تہا اور خصوصًا سر آمد
صحابیان از روی جد وجہد وبذل ہمت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور
حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے درحقیقت اُن سرامد اصحابیونکے
نظر مین کچھ وزن نہین رکھتی تہی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آیندہ کرنے کے
اپنے کو محتاج اس بات کا نہین جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا بنا کر کی آگے

تحت مین کام کرین مگر اصل کارگذاری حضرت علی کی جو خصوصًا جنگ خیبر و جنگ
اُحد مین ہوئی سو اُسکا بھول جانا تمام تر دور از انصاف تہا اور حضرت علی کے
مزاج اور فقیرانہ طبیعت سے ظاہر ہو کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولا سمجھہ کر کے
خلیفہ بناتے تو بھی سرآمد صحابیان کے اُس حالت مین بھی مالک کل اُمور ات کی
رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکھا جاتا ہو کہ اکثر سلطنتون مین جب
وزرا اور امرا کو اتفاق رہا تو انہون نے اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ
بات بھی اُسی قسم کی دلیلون سے ثابت ہوتی ہو کہ زمان خلافت ثلثہ اور حکومت معاویہ او
یزید وغیرہ تا زمان خلافت بنی عباسیہ سے اہلبیت اور اولاد فاطمہ کے نا پرسان
ہوے اور آخر کا قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے
تعجب کی ہو کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچھ احادیث مناقب اہلبیت کے
ابتک موجود ہین اور وہی اثر حکومت خلفای ثلثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہو کہ جو ابتک
سنیان خارجی مشرب تائید مین اُس انقلابات روزگار کے پائیجاتے ہین اور
اب یہ اثر انتظام سلطنت انگریز لیکا ہو کہ ہر شخص اپنی خیال کو آزادانہ لکھہ سکتا ہو
ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تھے
کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو
حضرت عمر نے بتقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامد رسول کے
بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینے بعد اُسکے جب حضرت
رسول بیمار ہوئے تو اُسیوقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے مین
خلل انداز ہوے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فورًا حضرت ابوبکر کو
خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بھیجا اور دھمکایا کہ اس مجلس سے نہین جانی پاؤگی

جب تک کہ بیعت ابوبکر کی نہین کروگے اور حضرتؑ نے جواب دیا کہ ہم
دیکھتے ہین ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہو طالب حق اپنا کرینگے
تب حضرت ابوبکر نے بنیت بیعت لینی کے رخصت کیا غرض کہ جنازہ مبارکباد
اور کہا نہ بردستی پس اگر سنیان خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال
اور افعال کے خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر بہانہ افضلیت بنظر کثرت ثواب
کے تفضیل دین تو اس کمبختی کا کیا جواب ہوگا۔ بملاحظہ تمام حالات ان خلفای
ثلثہ کے ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ یہ خلفای ثلثہ بے شبہ مسلمان اور اپنی
اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ
برسرادب بھی تھے اور اسی جگہ پر ہمکو شیعون سے اختلاف ہو کہ بعض اُن
لوگون کے ان خلفای ثلثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتی ہین۔

ہشتم یہ کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتی ہین کہ
یہ اوہا شیعون کا ہو کہ حضرت رسول کچھ وصیت نسبت حضرت علی کے لکھا چاہتے
تھے خالی از تناقض نہین ہو اسواسطی کہ جب بقول شیعون کے خم غدیر مین حضرت
رسول وصیت نسبت حضرت علی کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے
اُس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے ہمکو بہت تعجب ہوتا ہو
کہ کیا شاہ صاحب نی یہ سمجھا ہو کہ کوئی شخص بعد اُنکے معنی تناقض کو سمجھے
نہین سمجھیگا اور شرائط قول مشہور در تناقض ہشت وحدت شرط دان۔ کو
بھی نہین جانیگا سو یہ بات شاہ صاحب سے قابل باز پرس آخرت کی ہو
یا نہین کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریر بن کیا چاہے سو اس
بات کو تناقض قرار دیکر کے کیوان مغالطہ دیا واہ واہ شاہ صاحب توثیق کو

یعنی مستحکم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہین کیا خوب تناقض ہو
اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو
تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اُسکا لکھ سکتا
ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

منہم یہ آیشاہ صاحب موصوف لکھتی ہین کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت
نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے لکھا چاہتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپکے
کہ لکھ دینا وصیت بحق ابوبکر کا بر خلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے
آپکی نزدیک تناقض نہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھدینا داخل تناقض ہو۔

گر ہمین مکتب است و این ملا ÷ کار طفلان تمام خواہد شد

اور معلوم ہوتا ہی کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہوگا کہ یوج و لیجہ
تقریرون سے اور مغالطہ کے تحریر سے خود مذہب اُس لکھنی والے کا
یوج و لیجہ اور ذلیل ہو جاتا ہی اور ایک نتیجہ تحریر ات یوج و لیجہ کا یہ ہوا
کہ ایک شخص معزز سنی مشرب کے تھے کہ تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب
دہلوی کا پڑھکر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۳ وعن انس قال قال ابوبکر لعمر بعد وفاۃ النبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم انطلق بنا الی ام ایمن ونزورھا کما کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یزورھا فلما انتھینا الیھا بکت فقال لھا ما یبکیک
اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقالت انی لا ابکی ان ما عند اللہ تعالی خیر لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فجعلت ببکیان معھما رواہ مسلم

اور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ کہا ابوبکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت
رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجۂ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ
ابن زید کے پاس اور زیارت کرین اُسکی جیسا کہ زیارت اُسکی کرتے تھے
حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پوچھا
اُن دونو ابوبکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیون روتے ہو تم کیا تم
نہین جانتے ہو کہ جو چیز کہ خدا کے پاس ہی اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہی
واسطے حضرت رسول کے پس کہا اُس ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہین روتے
ہین کہ ہم نہین جانتے ہین اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہی سو بہتر ہی واسطے
رسول کے اور لاکن ہم روتے ہین اس بات پر کہ وحی منقطع ہو گئے آسمان سے
پس اس بات سی برانگیختہ کیا اُس ام ایمن نے اُن دونون کو اور رونی کے
پس رونے لگے وہ دونون ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۱۳۱ وعن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا راسہ بخرقۃ
حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ وامعنا وقال والذی نفسی بیدہ
انی لانظر الی الحوض من مقامی ھذا ثم ان عبدا عرضت علیہ الدنیا وزینتھا وخزائن
الارض فلم یقطن لھا احد غیر ابی بکر فذرفت عیناہ فبکی ثم قال بل نفدیک بابائنا
وامھاتنا وانفسنا واموالنا یا رسول اللہ قال ثم ھبط فما قام علیہ حتی الساعۃ رواہ الدارمی

ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہا اُس نے کہ باہر نکلے حضرت
رسول ہم لوگون کے پاس اپنے مرض الموت مین سر مین ایک کپڑا باندہی
ہوئے اور ہم لوگ مسجد مین تھے یہانتک کہ خواہش کی پیغمبر خدا نی بطرف

منبر کے اور چڑھے اوس منبر پر اور ہم لوگ بیٹھی ہوئے اُس رسول کے
تب کہا آنحضرت نے کہ قسم ہی اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہی
بیشک البتہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ دیکھ لیتا ہون حوض کوثر کو اسی مقام سی اپنے
تب بعد اسکے فرمایا آنحضرت نے کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت
اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہین دریافت کیا اوس
کا کہ کسی شخص نے سوائے ابوبکر کے پس دونو آنکھون سے اُسکے آنسو
نکلے اور روے ابوبکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ فدا کرتے ہین آپ پر اپنے
باپون کو اور اپنی ماؤن اور اپنی جانون کو اور اپنے مالون کو ای رسول اللہ
اور راوی کہتا ہی کہ تب اُترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہین
کھڑے ہوے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے

حدیث نمبر ۴ اور عن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر الله والفتح دعا
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاطمة قال لعيت الي نفسي فبكت قال لا تبكي
فانك اول اهلي لاحق بي فضحكت فراها بعض ازواج النبي صلى الله عليه وآله وسلم
فقلن يا فاطمة رايناك بكيت ثم ضحكت قالت انه اخبرني انه نعيت اليه نفسه
فبكيت فقال لي لا تبكي فانك اول اهلي لاحق بي فضحكت وقال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم اذا جاء نصر الله والفتح وجاء اهل اليمن رايت الناس يدخلون في دين الله افواجا
وهم ارق افئدة والايمان يماني والحكمة يمانية رواه الدارمي

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نی کہ جب
اوتری آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تو بلا بھیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو
اور کہا خبر موت دی گئی ہمکو پس روئین فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدا نی مت روو تو

اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہو کہ جو ملیگی ساتھ میرے پس ہنسین وہ
فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبیؐ نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے
کہ ہم لوگون نے دیکھا تجکو کہ تو روئی اور بعد اُسکے تو ہنسی تب جواب دیا
فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی مجکو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو
تو اس بات مین روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ مجکو کہ تو مت رو اسواسطے کہ تو
اول اہلبیت میری ہو جو کہ مجھسے جا ملیگے تو اس بات پر مین ہنسی اور فرمایا
رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللہ و الفتح کی تو اے
اہل یمن کہ ابو موسی اشعری وغیرہ اُن اہل یمن سے ہین و رایت الناس
یدخلون فی دین اللہ افواجا پڑہکے فرمایا کہ وے اہل یمن نرم دلون کے
ہین اور ایمان اہل یمن مین ہو اور حکمت اہل یمن مین ہو روایت کی اُسکو
دارمی نے فقط۔ سبحان اللہ اس حدیث سے کسقدر تعلق باخود یا حضرت رسول
اور اُنکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہو کہ بیچ باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے
مرنے کی خبر سنکر کے مبدل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا
اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابوبکر اپنے
باپ کے خلیفہ بنانے کا تہا سو یہ بات بخوبی سمجھ مین آسکتی ہو کہ حضرت عائشہ
اس بات پر روتین کہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بندوبست ہوا اور
جب پیغمبر خدا کہتے کہ سوای ابوبکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کون شخص طلب
و دعوے خلافت کا کر سکیگا تو حضرت عائشہ خوش ہوتین مگر پوری خوشی کی
یہ بات ہوتی کہ کچھ بندوبست کافی خلیفہ بنانے عبد الرحمن ابن ابوبکر برادر
حضرت عائشہ کا بہی ہوتا چنانچہ حدیث آیندہ مین اس بات کا بہی بندوبست

کرنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہی مگر کیا کہیے کہ وہ تقدیر نہین تہی ورنہ حضرت
عائشہ کیطرف سے کچھ تقصیر نہین ہوئی ؛

حدیث ۳ وعن عایشة انها قالت وارأساه فقال رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم ذالك لو کان وانا حی فاستغفر لك وادعو لك فقالت عایشة
وانکلیاه والله انی لاظنك تحب موتی فلو کان ذلك لظللت آخر یومك
معرسا ببعض ازواجك فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم بل انا وارأساه ولقد
هممت او اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنه واعهد ان یقول القائلون او یتمنی
المتمنون ثم قلت یابی الله ویدفع المومنون او یدفع الله ویابی المومنون رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اسنے وارأساہ یعنی
اوہ ورسر میرا تب فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو
درحالیکہ مین زندہ ہون تو طلب مغفرت کرون مین واسطے تیرے اور
دعا کرون مین واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرنا میرا قسم بخدا کہ
میرا ظن وقیاس یہ ہی کہ تو میرا مرنا چاہتا ہی اور اگر ایسا ہو تو اسی روز
شام تک تو کسی بی بی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا
وارأساه یعنی بلکہ اوہ میرا درسر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ مین بلا بھیجون
ابوبکر اور بیٹا کو اسکے یعنی عبدالرحمن ابوبکر کو اور وصیت کرون مین اسکو
یعنے ولیعہد خلافت کا کرون اسکو بخوف اس بات کے کہ کہنی والے
لوگ کچھ بات بناوین یا کہ ارزو کرین ارزو کرنیوالے لوگ تب
ہمنے اپنے دل مین کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع
کرینگے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کریگا اللہ اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سی روایت کی اسکو بخاری نے فقط
یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتاً و یقیناً ساختہ و موضوع ہی چند وجہ سے
اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سوائے اسکے کچھ چارہ
نہین ہے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے جو
پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی و جانشین
اپنا قرار دیا تھا سو پیغمبر خدا نے اُس راے و وصیت کو مسترد کرکے
حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علی کے یا بوجہ تلون
طبعی حضرت رسول یا بوجہ تخبط بیماری اُنکے اور ان تین باتون مین سے
کسی بات کا ادعا ازطرف سنیون کے نہین ہی اور حیف اور کمال حیف ہی
اوپر حال شاہ عبدالحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری
کردینا اُنکے نزدیک تناقض ہی اور خلافت ابوبکر کو برخلاف وصیت
خم غدیر کے کچھ تناقض نہین سمجھتی ہین۔
دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابوبکر بیبات بوقت خلیفہ
بنائیجانے کے کیونکر کہتی کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ خلافت
حق علیؑ و عمر و ابوعبیدہ کا ہے۔
سوم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا نے الواقع حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنانا
چاہتے تھے تو حضرت عمر وصیت تحریری تعمیل پانیمین کسواسطی خلل انداز
ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تھی اسواسطے کہ وہی حضرت عمر
تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابوبکر کے ہین۔
چہارم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا فی الواقع حضرت ابوبکر کو بلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تہا اور اس بات کو خدا اور مسلمانون پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہی اور اگر ایسا ہی تہا تو کاغذ و قلم طلب کرنیکے کیا معنی ہین —

پنجم یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا کسقدر بے ربط ہی کہ حضرت عائشہ اپنے دردسر کی شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعا مغفرت کرین اور اُسپر حضرت عائشہ کہین کہ اگر ہم مرین تو اُسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس رات کاٹو کی تو اس رد و کد مین کیا موقع و مقام اس بات کا ہی کہ حضرت رسولخدا فرماوین کہ ہمکو دردسر ہی اور ہمنی ابوبکر اور اُسکے بیٹا کو واسطے ولیعہد کرنے کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانونکی باز رہی —

ششم یہ کہ بہ نسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہی کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تہین مگر یہ بات بہی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو رشک و حسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہی کہ جنکے داماد حضرت علی ہین یہانتک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اسقدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا مین کوی دوسری عورت نہو اور اُسکے جواب مین رسول خدا نے فرمایا کہ ہان وہ ایسی ہی تہی اور اُس سے ہمکو ولد ہی یعنے کہ تمکو کوئی اولاد نہین ہی پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحب ولد کی اکلوتی داماد کو چہوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لاولد کے باپ کو خلیفہ اپنا بنانے اور اس حدیث سے تو صرف تیاری خلیفہ بنانے حضرت

ابوبکر کے نہین ہو بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنانی عبد الرحمن پسر ابوبکر کے بعد
ابوبکر کے بھی ہو غرض اس حدیث کی جھوٹے اور وضعی ہونمین کچھ
شک نہین ہو اور سنیون کیطرفسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا
گیا ہو سو دوسری عام معاملات مین بے شبہ مستحق اس لقب کے ہین اور
ہر معاملہ مین یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیان کا موافق اُس قاعدی کی ہو
کہ کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہو کہ جسکی حمایت سنیان نہین کرتے ہون یعنی
اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسیطرح پر معاویہ بھی تو خال المومنین
بنائے گئے اور اصل یہ ہو کہ حضرت رسولخدا نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری سامنی
مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کرین سو اس امر مین اسیقدر لکھنا
کافی ہو کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ خرابی اہلبیت کے نہین ہوتی مگر وہ کیونکر روبرو ی
رسولخدا کے مرتین کہ انکو مقام جواب مین ساتھ فرقہ باغیون کے پہونچنا ہوا
کہ جہان کسی انکو دیکھہ کر کے بہونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے
بی پردہ ہوکر کے جنگ جمل مین لڑنے کو حاضر میدان جنگ کے ہون اور آخر کو
معاویہ کیطرفسے کہ جسکے آمین اقدمین تہین یہ تقدیر تہی کہ ایک کوان مین کہ
جو چونا اُسمین ڈالدیا گیا تہا گر کر کے مرین اور یہ بدلا اُس بات کا بخوبی ہو گیا کہ
جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضۂ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا پس اگر
ایسے ہی اعمال پر ہر بات مین صدیقہ قرار پاوین تو یہ بات صرف بوجہ تعصب
سنیان کے ہو اور بلاغت جو نام ایک کلام حسب مقتضای مقام کا ہو سو اس لقب
صدیقہ مین کمال بلاغت یہ ہو کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت حضرت
ابوبکر کے جو حد لغو و مبالغہ تک ہین سو لقب صدیقہ کا اس بندوبست سی

دیا گیا ہو کہ جب وہ صدیقہ قرار دیگئین تو اب روایتین اُنکی تمام وکمال
واجب التسلیم ہین ۔
ہفتم یہ کہ اس حدیث مین صرف اہتمام خلیفہ بنانے ابوبکر اور عبدالرحمن
اُنکی صاحبزادہ کا نہین ہو بلکہ یہ بات بھی لحاظ کرنے کی ہو کہ خلیفہ بنانیمین
ابوبکر کے عبارت یہ ہو کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہمنے ابوبکر اور
اُسکے بیٹے کو بلا بھیجا بین خوف کہ ایسا نہو کہ کہنی والے اور تمنا کرنیوالی
کہین کہ حق ہمارا ہی سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہو کہ سوای
اُنکے اور کون شخص طالب حق خلافت کی کر سکتا تہا اور قابل غور کے ہو
کہ کس تحقیر کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہو ۔ حوالہ نجدا
حدیث نمبر ۲ وعنہا قالت رجع الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ذات یوم من جنازۃ من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعا وانا اقول وراساہ
قال بل انا یا عایشۃ وراساہ قال وما ضرک لو مت قبلی فغسلتک وکفنتک
وصلیت علیک ودفنتک قلت لکانی لک واللہ لو فعلت ذلک لرجعت الی بیتی
فعرست فیہ بعض نسائک فتبسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم بدا أنی وجعہ الذی مات
رواہ الدارمی ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سی کہا اُس عائشہ نی کہ رسول اللہ ایک
روز پہرے ایک جنازہ کے دفن سے جنت البقیع کے پس پایا ہمکو کہ
درد سر تہا ہمکو اور ہم کہہ رہے تھے اوہ درد سر تب کہا حضرت رسول
نے بلکہ مجکو درد سر ہی اے عائشہ اور فرمایا کہ تجکو کچھ ضرر نہین ہو اگر تو
مرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجکو اور کفناتے تجکو اور نماز پڑہتے
تجہیر اور دفن کرتے تجکو تب کہا ہمنے کہ گویا ہم ستی ہوئے ہین ساتھ تیری

یعنی کہ گویا ہم بہاری ہین تجہیز قسم نجدا کہ اگر تو کرتا ایسا تو تو پہر آتا میری گہر کیطرف
اور ہمصحبت ہوتا تو اُس گہر مین ساتھ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا
اور شروع ہوا وہ رونا جسمین آپنے انتقال فرمایا روایت کی اُسکو دارمی نی فقط
یہ حدیث قصہ ورد سر مین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہو مگر اس حدیث مین وہ
سبب قصہ طلبی ابو بکر وغیرہ کا نہین ہو کہ اس قرینہ سے بہی فضول ولغو ہونا قصہ طلبی ابو بکر
وغیرہ منسلک جب حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہو کہ جو تمامتر بے محل و بے ربط ہو۔

حدیث نمبر ۲ عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان رجلا من قریش دخل علی
ابیہ علی بن الحسین فقال الا احدثك عن رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم
قال بلی احدثنا عن ابی القاسم صلی الله علیہ وآلہ وسلم قال لما مرض
رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم اتاہ جبرئیل فقال یا محمد ان الله ارسلنی الیك
تکریما لك وتشریفا لك خاصة لك یسألك عما هو اعلم بہ منك یقول کیف
تجدك قال اجدنی یا جبرئیل مغموما واجدنی مکروبا ثم جاءہ الیوم الثانی
فقال لہ ذلك فرد علیہ النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم کما رد اول یوم
ثم جاءہ الیوم الثالث فقال لہ کما قال اول یوم ورد علیہ کما رد علیہ فجاء
معہ ملك یقال لہ اسمعیل علی ماءۃ الف ملك فاستاذن علیہ فسألہ
عنہ ثم قال جبرئیل هذا ملك الموت یستاذن علیك ما استاذن علی ادمی
قبلك ولا یستاذن علی ادمی بعدك فقال ایذن لہ فاذن لہ فسلم علیہ ثم
قال یا محمد ان الله ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت
وان امرتنی ان اترکہ ترکتہ فقال وتفعل یا ملك الموت قال نعم بذلك امرت و
امرت ان اطیعك ثم قال فنظر النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم الی جبرئیل علیہ

علیہ السلام فقال جبرئیل یا محمد ان اللہ قد اشتاق الی لقائک فقال النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لملک الموت امض لما امرت فقبض روحہ فلما توفی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاءت التعزیۃ سمعوا صوتا من ناحیۃ
البیت السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ
عزاءً من کل مصیبۃ وخلفاً من کل ھالک ودرکا من کل فائت فباللہ
فثقوا وایاہ فارجعوا وانما المصاب من حرم الثواب فقال علی
اتدرون من ھذا ھو الخضر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ۞

ترجمہ اور روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
حضرت امام محمد باقر سے انکی باپ علی یعنے حضرت امام زین العابدین سے کہ
تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی
پاس اور کہا کہ کیا میں حدیث نہ کرون تجھسے بابت رسول اللہ کے تب کہا
امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ ہان بات کر تو ابو القاسم یعنی حضرت
پیغمبر خدا کی تب کہا اُس مرد نے کہ جب بیمار ہوے حضرت رسول تو آے
اُنکے پاس جبرئیل اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہے مجکو تیری پاس
بمنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کرکے تیری واسطے پوچھتا ہے وہ
خدا تجھسے وہ بات کو جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہے تجھسے کہ وہ خدا پوچھتا ہے
تجھسے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہون میں اپنی کو
مغموم اور پاتا ہون میں اپنے کو مکروب یعنی حالت کرب میں تب آی جبرئیل
اُنکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی
جواب دیا جو کہ پہلے روز کہا تھا تب آی حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

وہی بات جو کہ اول روز کہا تہا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ
اول روز کہا تہا اور آیا ساتھ اُسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہی
سو ہزار فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہی اوپر سو ہزار فرشتہ کی تب اجازت چاہی اُس اسمعیل
فرشتہ نی اندر آنیکی اور سوال کیا حضرت رسول نی جبرئیل سی اور کہا جبرئیل نی کہ یہ ملک الموت ہی
جو اجازت چاہتا ہی آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت
نہین مانگی گئی تہی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب ہوگی
تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبرئیل کو کہ اجازت دو اُس فرشتہ ملک الموت کو
تب حضرت جبرئیل نے اجازت دی اُس فرشتہ کو تب اُس فرشتہ نے سلام کیا
حضرت رسول پر اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بہیجا ہی مجکو تیرے پاس پس اگر
حکم دی تو کہ روح تیری قبض کرون تو روح تیری مین قبض کرون اور اگر حکم کری
تو مین چہوڑدون اُسکو تو مین چہوڑدون اُسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم
وہ کام کروگے ای ملک الموت تب اُس فرشتہ نے کہا ہان مجکو یہی حکم ہی کہ تیری
اطاعت کرون تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبرئیل علیہ السلام کے
اور کہا جبرئیل نے کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہی تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت
رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اُس حکم کو کہ تجکو حکم ہی پس قبض روح
کیا اُس فرشتہ نے اور جب مر گئی حضرت رسول تو آئی تعزیت یعنی ماتم پرسی
اور صحابہ لوگون نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گہر کے کہ سلام تم لوگون پہ
اہل البیت اور رحمت خدا کی اور برکات اُسکی تحقیق کہ اللہ مین ہی عوض ہر مصیبت
ہی اور خلف یعنی بدلا ہی مرنیوالی کا اور عوض ہی ہر فوت شدہ کا پس مضبوط
پکڑو خدا کو اور اُس سے امید رکہو اور درحقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہی

کہ جو تو اب صبر سے محروم ہو تب کہا حضرت علی نے کہ آیا بوجھتی ہو تم لوگ کہ یہہ
کون شخص ہی اور یہ خضر ہی روایت کی اسکو بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین
حدیث نمبر ۸ عن عائشۃ قالت ما ترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم دینارا ولا درھما ولا شاۃ ولا بعیرا ولا اوصی بشیء رواہ مسلم
ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہا اوسنی کہ نہین چھوڑا حضرت رسول نے
کوئی دینار طلا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ
اور نہ دیں وصیت کی نسبت کسی چیز کے روایت کی اسکو مسلم نے فقط۔
شاہ صاحب نے جو اس حدیث کی شرح مین ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہی
سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آیندہ مین بعد فصل تحقیق مال خلافت کی کیجی
حدیث نمبر ۹ وعن عمرو بن الحارث اخی جویریۃ قال ما ترک رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عند موتہ دینارا ولا درھما ولا عبدا
ولا امۃ ولا شیئا الا بغلتہ البیضاء ولا سلاحہ وارضا
جعلھا صدقۃ رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی عمرو ابن الحارث
برادر جویریہ زوجہ رسول خدا سی کہا اسنی کہ نہین چھوڑا رسول خدا نی وقت
اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور
نہین کوئی چیز سوای اشتر سفید اپنی موسوم بہ دلدل کے اور سوای ایک قطعہ
زمین کے کہ جسکو وقف و صدقہ کیا تہا روایت کی اسکو بخاری نے۔
حدیث نمبر ۱۰ وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال لا تقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی
فھو صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابوہریرہ سی

کہا اُسنی کہ تحقیق کہ رسولخدا نی کہا کہ وارثان میرے باخود ہا تقسیم نہین کرینگے ایک
دینا تک اسواسطی کہ جو کچھ ہم چھوڑین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرچ اجرت عامل
اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہو متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۱۴ وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا نورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہو ابوبکر سے
کہا اُسنی کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال مین وراثت نہین ہو اسواسطی کہ
جو چیز ہمنے چھوڑی وہ صدقہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۵ وعن ابی موسی عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال
ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیہا قبلہا فجعلہ لہا فرطا
وسلفا بین یدیہا واذا اراد ہلاکۃ امۃ عذبہا ونبیہا حی فاہلکہا وہو ینظر فاقر
عینیہ ہلکتہا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم
ترجمہ اور روایت ہو ابوموسی اشعری سی حضرت نبی سی کہ کہا حضرت رسول نے
کہ تحقیق کہ اللہ جب ارادہ کرتا ہو رحمت کرنیکو کسی امت کی اپنی بندون مین سی تو قبض
روح کرتا ہو نبی کا اُس امت کی قبل اُس امت کی اور بناتا ہو اس نبی کو پیش رو
اور سلف واسطی اُس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہو وہ اللہ ہلاکت کو کسی امت کے
تو عذاب کرتا ہو اس امت پر درحالیکہ نبی اُسکا زندہ رہی پس ہلاک کرتا ہو اس امت کو
اور وہی دیکھ رہا ہو اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہو اُسکی آنکھون کو بوجہ ہلاکت اُس
امت کی درحالیکہ اس امت نے جھوٹھلایا اُس نبی کو اور سرکشی کی اُسکی روایت کی اُسکو مسلم

حدیث نمبر ۱۶ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیاتین علی احدکم یوم

ولا یرانی فیترون یرانی احب الیه من اهله ومالله معهم رواه مسلم

ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول نی کہ قسم اُس شخص کی کہ جیسکے ہاتھہ مین جان محمد کی ہی کہ ہر آئینہ آ لیگا اوپر کوئی تم لوگونکی ایک دن کہ نہین دیکھیگا وہ مجھکو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا میرا اُسکو محبوب تر ہوگا اپنی اہل وعیال اور اپنی مال سی ساتھہ اُن اہل وعیال کے روایت کی اسکو مسلم نی فقط

اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب شیعے مذہب و مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جانا اُس خط کا اس جگہ پر ضرور ہوا۔

نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مذکور الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنہ کہ کتاب ؛ حد تحقیق بمشرب سنی تالیف لطیف عمدۃ الفضلاء وزبدۃ الکملاء جناب مولوی سید وحید الدین نجا خانصاحب بہادر کی بنظر دقیق دیکھی سبحان اللہ باین ایجاز وسلاست کتابی حاوی مہمات عظمی کی فرید وحید عصر ہی نبزد اہل تدقیق فرح ونزد مریض متعصب جب ایراد ہی حق یہ ہی کہ اگر آبحیات تصور کرین توسزاوار ہی مردمان بیخبران وکم مایہ کے لئے کحل الجواہر ہی شعر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حقیقت مذہب امامیہ سنیہ کی ثابت کرنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان کیمیا آطلی ہی اتنی قدیم ہی یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی بتلانیوالی ہی مثل ثعلبی وحاکم وسیوطی وشہرستانی وابن العربی وخطیب خوارزمی وابی نعیم اصبہانی وبیہقی ودارقطنی وابن جوزی وسبکی وذہبی واحمد حنبلی وبلاذری وشیخ شہاب وردی ومحب طبری ویافعی وسنہ تقریبی بعسکری وطبرانی ودیلمی وسمعانی واحمد مالکی وغیرہم کے قدم بقدم ہی مجمی سلسلہ اسلاف ہی مگر صد افسوس کہ حق گو واہل انصاف ہدف سہام تہمت ہی

حتی کہ امام نسائی نے شربت شہادت نوش کیا بغض وعناد شامیان محک امتحان
بنی اسرائیل و مومنین اخیار استمرار اسا ہمین شیعہ کو ہن بات مین کوئی مداخلت نہین
مگر نہ ار شاد کرتا ہون کہ اگر چند ارباب تحقیق اسطرح کی جابجا موجود ہوتی صراط مستقیم کو
ایک کر دیتی اس طراف مین جسبقدر پایہ درجہ کا نصب و خروج و غضب باطمطراق ہی
ویسا ہی اس کتاب مبارک نے اسافل حضیض تک پہونچایا مجدد اہدایت تازہ
عوام کالانعام گمگشتگان مسلمین ظاہر یکو استحکام بخشا وہ کون مسلمان لایعقل وسفیہ
ہوگا کہ مواعظ حسنہ شرایع الٰہیہ پر زبان ثقیل وناملائم کہولی جہالت کی ترقی اور
علم دین کی تنزلی ہی عام وخاص مسلمین مثل یہود و نصاری کے تابع نفس امارہ وہوائے
دنیای دنی گرفتار ہین جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہین ہوسکتی انکو فخر و شکر کرنا تہا وہ نفاق
دوست ودشمن ایتلاف انکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ ہی کیا سرو کار عزوجل سائر اہل قبلہ پر رحم کرے
اور برکت سی اس کتاب مبارک کے اسلام حقیقی کو روز بروز منور کری ۱۲ المذنب سید احمد حسین عظیم آبادی

غزل عربی از مولف این کتاب مع ترجمہ

اذا مطر العطایا فاشکروها	وان نزل البلایا فاصبروها
جب کہ بارش کری عطاہای الٰہی پس شکر کرو اسکا	اور اگر اوترین بلائین پس صبر کرو اسپر
وان کنتم لایدی اللہ مشتاق	علی یدہ فاستمسکوها
اور اگر ہو تم واسطی دستہای خدا کی مشتاق	علی ہاتھ اُس خدا کا ہی پس مضبوط پکڑو اُس ہاتھ کو
علی رحمۃ اللہ علینا	الی یوم القیمۃ فاذکروها
علی رحمت خدا کی ہی اور پر ہم لوگون کے	روز قیامت تک پس یاد کرو اُس رحمت کو
عدو المرتضی فی النار لاریب	عداوتہ لافتۃ فاحذروها
دشمن مرتضی کا	عداوت اُسکی ہر آئینہ ایک آفت ہے

ولو كان الوصية بعد خم
اور اگر یہ وصیت بعد خم غدیر کے
ولكن الرسول شاء تحريرا
اور لیکن رسول نے چاہا تحریر کرنا
على عبده العاصي لازاد
علی بندہ عاصی پر کا ہر آئینہ آزار ہو

نزول دیگر عربی از مولف این کتاب

على شافعنا اذ عصينا
علی شفاعت کرنیوالی ہمارے گونکی ہیں جب عصیان کرینگی ہمارے
له فضل على كل الصحابه
اُس علی کو فضیلت ہو کل صحابہ پر
واعطى به سهما لسانى
اور عطا کیا رب نے اُس علیکی تیر میرا زبان کو میری

فاعداء على كانوا مخذولا
پس دشمنان علی کی مخذول ہوئے
على شانه حلال مشكل
علی شان اُسکی حلال مشکل ہے۔
وامنا على باب حكمت
اور ایمان لائی ہم دروازہ حکمت کا ہو

بغير حاجة ان يكتبوها
بغیر حاجت اس بات کی لکھیں وہی لوگ اُسکو
فكان اوجب ان يفهموها
پس تہا واجب یہ کہ سمجھیں وہی لوگ اُس وصیت کو
وسوء حاليه فليغفروها
اور بدی حالت کی اُسکی بخش چاہی معاذین اُس حالت کو

به نحن اقتدينا فاهتدينا
ساتھ اُس علیکی ہمنے اقتدا کی تو ہدایت پائی ہمنے
كفضل الشمس اذ طلعت علينا
مثل فضیلت آفتاب کے جبکہ طالع ہووے آفتاب ہمپر
وحق صار هينا اذ رمينا
اور حق ہوا قول رمینا اذ رمینا کا یعنی نہیں تیر لگایا ہمنے
بسهمى من لسانى قد كفينا
ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہمنے
فحاجتنا به انا قضينا
پس بذریعہ اُسکی ہمنے اپنی حاجت کو انجام کو
لهذا الحكمت حقا لديه
اسواسطے حکمت از روی حق

مقام کان محمود الازاد — یجب المرتضی بشری الینا

ایک مقام جو محمود تما آزاد کی واسطی ہی — جو کہ دوست کہ "ا" مرتضی کو ایک خوشخبری ہی بطرف ہمارے

غزل فارسی از مؤلف مذکور

مئی خوشخندیدہ و جام امروز — بچشد و ارم منم با کام امروز

علی اعلم با فہمی کہ بود است — بجا مولای خاص و عام امروز

چو عمر رفتہ است ضائع ہمہ شد — بکن اصلاح نیک انجام امروز

مبادا روز فردا را نیابے — بجہد خود بشو خوشنام امروز

ہزاران نامور را دفن کردند — کہ ہستند در زمین گمنام امروز

امید دیدار تا در رسیدم — چہ باشد گر رسے تا بام امروز

تو آزادی بری از فکر فردا — بشو آمادۂ پیغام امروز

غزل دیگر فارسی از مؤلف مذکور

علی مولاے من تقریر کردند — ز عشق او مرا تحمید کردند

درین عرصہ کہ تصویر نبیؐ را — پیاپی دید ہا تسخیر کردند

فرستادم درودش آل را ہم — کہ حب آل را تو قیر کردند

علی را دوست دارم از دل و جان — نجاتم را ہمین تدبیر کردند

علی اعلے کہ او عیسی صفات است — چہ خوش وجہے مرا تقریر کردند

احادیثے کہ در شان صحابہ — برائے کسر او تزویر کردند

سراسر لغو دیدم محض موضوع — چہ در نقص علے تقصیر کردند

علی داماد و ابن عم وصی ہست — اگرچہ صد آن تحریر کردند

کنون آزاد بودن غیر ممکن — کہ بندہ را بپا زنجیر کردند

فصل ۸۳ حال خلافت کا اس فصل مین اور چند فصلہای آیندہ مین بیان کیا جاتا ہے سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہی جا سکتی ہو کہ حسب اصول سنیونکی خلافت یزید کی بہت اعلی درجہ کی ہو کہ اس خلافت مین تینون شرائط خلافت کی یعنی استخلاف اجماع غلبہ مجتمع ہین استخلاف باین اعتبار کہ حضرت معاویہ اسکی باپ نے چونکہ خلافت کو از روی مصالحہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی پایا تہا یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بملاحظہ بیعت و جمعیت شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہی پس سنیان جو حدیث خلافت دوازدہ گانہ منجملہ فصل ۵۸ رسالہ ہذا کو جو حضرت ابوبکر سی شروع کرکے اور معاویہ و یزید کو بہی خلیفہ قرار دیکر کی ولید ابن عبدالملک تک پہونچاتی ہین سو یہ امر بمقتضای خود انکی اصول کی ہو اور یہی جیہ ہو کہ شاہ صاحب بہی اس حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی شرح مین ایک سلسلہ بہی خلفای دوازدہ گانہ کا لکہا ہو کہ اس تاویل سی یزید بہی ایک خلیفہ شاہ صاحب موصوف کا ہوتا ہو اور اگر یہ تاویل درست ہو تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہی بالای طاق ہو جاتی ہو کہ یہ لڑائی کربلا کی بطور بغاوت مقابلہ مین ایک خلیفہ برحق کی لازم آتی ہو اور مضمون اس شعر کا بہت موافق حال سنیونکی ہو جاتا ہے شعر

محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کو ÷ ایسا نہو کہ مکرین شہادت حسین کی

غرض خلافت ابوبکر کی اس تقریر الزامی سی بمقابلہ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہو اسواسطی کہ تنصیص اس خلافت کی از روی استخلاف حضرت رسول کے کچھ ثابت نہین ہو اور خود شاہ صاحب بہی اس بات کو قبول کرتی ہین باقی رہا اجماع و غلبہ سو صرف ایک امر غلبہ کا بی مدر ہو کہ حضرت ابوبکر کو بحمایت حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہوا مگر اجماع تو بوضع صحیح کی کچھ ثابت نہین ہی اور ہمنی چاہا کہ حال خلافت ابوبکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کرین مگر کچھ حال خلافت حضرت ابوبکر کا ان کتابون سی پایا نہین گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا اسوجہ سی

اس فصل مین ہم کچھ حال کتاب روضۃ الصفا سی لکھا چاہتی ہین کہ مولف اس کتاب کا ملا محمد
ابن خاوندشاہ ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہی کہ جسنی انواع تاریخ عربی فارسی
امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیثی بیہقی واصمعی وغیرہ سی یہ کتاب تاریخ کی لکھی اور بہت
راست راست طور پر سب حال لکھتا ہی اور سنی لوگ اگر اس شخص کو الزام شیعی ہونیکا دین تو یہ بات
موافق اس معمولی قاعدہ کی ہی کہ جو شخص ذرا کچھ بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ ہی وہ
شخص شیعی قرار پاتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ سنیان تمام شاعران و اہل تصوف اور مورخین سی
ناراض ہین اور کوئی کتاب تاریخ حبیب السیر وغیرہ کی ایسی نہین ہی کہ جس سی سنیان راضی ہون
اور ہم نہین چاہتی ہین کہ کوئی بات انکی بیلان تاریخ کی تحریر کیجائی حالانکہ تاریخ ایک فن شریف
ایسا ہی کہ جسسی حال نیک و بد قوم سونکا تحقیق کیا جاسکتا ہی اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتی ہین کہ ابوسفیان نی حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنائیجانی حضرت ابوبکر کے کہا کہ اگر کہو تو
ہم وادی عرب کو سواران و پیادہ سی بھر دین اور اسکی جواب مین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام
جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھی اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کی کرتے ہو سو ہم ابوبکر کو
شائستہ اس خلافت کا جانتی ہین پس اس تحریر سی صاحب روضۃ الصفا ہرگز شیعی نہین تھے اسواسطی کہ اگر شیعی ہوتی تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابوبکر کو شائستہ
اس امر خلافت کا جانتی ہین کسواسطی اپنی کتاب روضۃ الصفا مین نقل کرتے - اور صاحب
روضۃ الصفا سنی ہون یا شیعی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ اس امر کو خیال کرنا چاہیی کہ تحریرات
تاریخی انکی از روی حدیث و سیر کے درست ہین یا نہین بہرحال جلد دوم روضۃ الصفا مین
خلاصہ حال خلافت حضرت ابوبکر و بیعت حضرت علی کا مع رای اینجانب کی حسب ذیل مرقوم

روضۃ الصفا - بعد انتقال حضرت رسول خدا کے اشراف انصار مقام

سقیفہ بنو ساعدہ مین جمع ہوکر کے چاہتی تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بناوین

ابوبکر و عمر یہ بات سنکر کے بطرف سقیفہ بنی ساعدہ کی گئی اور ابو عبیدہ جراح بھی اونکی
پیچھے گئے اور ایک مجلس مین ابو الھیثم بن التیہان نی چند بیت پڑہکر کے کہا کہ یہ نظر
اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہے کہ علی مرتضی یا ابوبکر صدیق خلیفہ ہون و
خزیمہ ابن ثابت نی اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کسیکی ہو لیکن انصار مین سی ہو اور
سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوے اور اسید ابن حضیر
کی رای ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین مین سی خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نی
تائید اس رای کی کی اور ابوبکر کی سوال و جواب مین ایک شخص نے انصار مین سے
کہا کہ منا امیر و منکم امیر اور ابوبکر نے کہا کہ امارت درمیان ہمارے لوگ اہل قریش کے
اور وزارت درمیان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ
معزز و محترم تر ہو اور حضرت عمر نی حدیث الائمۃ من قریش ولا تکون ھذا
الامر الا فیھم کو پڑہا یعنی امامت سوای قریش کی دوسری کو نہین ہو سکتی
اور بشیر ابن سعد نی کہا کہ ہمنی یہ حدیث پیغمبر خدا سی سنی ہو ابوبکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہو کہ
عمر ابن الخطاب یا ابو عبیدہ پر بیعت خلافت کی کیجای مگر وہ لوگ اوپر خلافت ابوبکر کے
راضی ہوی اور اول بشیر ابن سعد نی بیعت کی اور بعضون نی روایت کی کہ حضرت
عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہین کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوی
اور حباب ابن المنذر نی بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو نی حسد سی حق سعد ابن عبادہ کا ضائع
کیا اور آخر حباب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اسنی کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ
مہاجرین کیواسطی پانی کے گہڑی ہوگی اور انکو پانی نہین ملیگا مگر آخر کار حضرت ابوبکر نے بیشتر
سی حباب پیچکار ہگیا غرض خلافت حضرت ابوبکر پر قرار پائی اور اس روز خواص نے
بیعت کی اور روز دوم اسکی حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑہا اور بیعت عام ہوئے

رائی اینجانب صاحب وضحۃ الصفانی نمام یہ قصہ اسطرح پر تفصیلوار بتائید خلافت
ابوبکر کے لکھا ہی کہ ہرگز کوئی عالم شیعی نہین لکھتا اور ان سب حالات سی ظاہر کہ احادیث
وغہ می حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوی
ہوں مگر در اصل خلافت ابوبکر کی بہ بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمند
وپیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازت امامت نماز ابوبکر اور دیگر احادیث
سو موضوع کو اصل انعقاد خلافت مین کچھ دخل نہین ہی اور اسی طرح پر حدیث: من کنت
مولاہ فعلی مولاہ کو اور دیگر بسیاری احادیث و آیات قرانی نسبت امیر علیہ السلام بوقت
انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تہی بلکہ دعوی انصار کا یہ تہا کہ اہل مدینہ نی حمایت
وتائید وپناہ دہی حضرت رسول کی کی ہی اور یہ خلافت ابوبکر کی جسطرح پر کہ قائم ہوئی سو اسمین
کچھ لحاظ افضلیت ذاتی کسی شخص کا نہین تہا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت مد نظر تہی اور
یہ فکر صرف علمائی اہلسنت کی ہی کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی
ہر شخص کو قرار دیتی ہین اور اسمقام مین ہمکو اہل تشیع سی یہ اختلاف ہی کہ وی لوگ حضرت ابوبکر کو
ایک شخص غاصب حق خلافت کا قرار دیتی ہین سو ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ کوئی تدبیر
ظاہری خلافت امینی کی از طرف حضرت ابوبکر کے نہین ہوئی بلکہ بات اسقدر ہی کہ لوگون نے
اپنا گون بیگون سمجھ بوجھ کر کے انکو خلیفہ بنا دیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول
کر لیا سو اُس سی دفع شر یہی ہوا کہ انصار دوسرے فکر مین تھے اور جو حال کہ مہاجرین
اور انصار کا اُسوقت تہا سو اُس سی یہ بات ظاہر ہی اور وی لوگ ہرگز حضرت علی ایک
ہاشمی شخص اور ابن عم رسول اور زوج بتول کو خلیفہ قبول نہین کر سکتی تھے کہ اگر ایسا
کرتے تو سرداری اُسی خاندان رسول مین رہتی اور نئی بات کیا ہوئی غرض کچھ شک نہین ہی
کہ حضرت رسول نے جو بندوبست کیہو اسطی جانشینی حضرت علی اور بقای عزت اہل خاندان

کی کیا تہا سو وہ بعد و بست بالکل محو و معدوم کر دیا گیا مگر اصل عزت بوجہ ذاتی از روی
اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تہی سو وہ عزت کہان جا سکتی ہو کہ اس عزت کی
حقیقت بین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہو اور راقم حروف کو خلافت
حضرت علی سے کچھ ملال نہین ہو اسواسطی کہ یہ خلافت تجویز فضائل ذاتی کی نہین تہی بلکہ صرف مصلحت وقت مد نظر تہی اور کیا شک ہو کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین
رومی وغیرہ کو اعتقاد و نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہانتک تہا کہ حضرت علی خود خدا
یا خود نبی یا شریک نبی کی تہی اور ہم سمجھتے ہین کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہین تہا اور اصل حال
یہ ہو کہ حضرت علی کو کچھ صلاحیت ریاست ظاہری دنیاداران کی نہین تہی اور رای
مسٹر گبن مورخ دہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہو کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتے
تو دین اسلام عرب کا تہوڑی روز مین عرب ہی مین ختم ہو جاتا اور ہمارا احال یہ ہو کہ
ساتھ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی ہمکو بہت اعتقاد ہو مگر ان دونون مردان خدا کے
رای کو مسٹر دنیاسی بر کنار تہی اور حال یہ ہو کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جگہ جگہ مجلسین مشورہ
خلافت کی قائم ہوئین اور بعد بیعت چنان و چنین کی خلافت حضرت ابوبکر پر دو روز
مین قائم ہو گئی مگر لاش رسولخدا کی گہر مین پڑی تہی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تہی کام آئے
کہ کفن و دفن تک کچھ التفات بطرف اس بات کی نہین کیا کہ زید و بکر کیا کیا بند و بست اپنا
کر رہی ہین اور یہ وفاداری و حیا و مروت حضرت علی کی تمامتر وہم و فہم سی باہر ہو اور ہم
یہ کہینگے کہ جب آپ ایسی ہین تب آپ ایسی ہین ۔ روضۃ الصفا ۔ بروز دوم خلافت
ابوبکر کی مجلس مین حضرت علی حاضر کئے گئے اور حضرت علی نے بسبب طلب بیعت کے استفسار
کیا تو حضرت عمر نی کہا کہ بیعت ابوبکر کی مثل سائر صحابہ کی کرو حضرت علی نی جواب دیا کہ تم
لوگون نی توسل قرابت رسولخدا کا پیش کر کی انصار کو تسکین دی تو اب خدا سی ڈرو کہ قرابت مین

قریب تر رسول ہی کون تخصیص ہی اور جب انصار سی انصاف پایا تو وہی انصاف ہمکو دو عمر نے
کہا کہ جب تک تم بیعت نہین کروگی تب تک تم کو ہم نہین چھوڑینگی تب حضرت علی نی کہا کہ
ہم اس بات سی کب ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق سی اپنی ہم باز نہین رہینگے
رای اپنی جانب حضرت علی کا طور مزاج یہ تہا کہ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ کیطرف
واسطی استفسار حال خلافت کی بہی نہین گئی بلکہ جب خلافت ابوبکر کی قائم ہوچکی تو واسطی
بیعت کرنیکی طلب ہوئی اور حضرت علی نی جو دلیل قرابت قریبہ ہونیکی پیش کی تو اسکا جواب کچھ
نہین دیا گیا اور نہ جواب اس بات کا اب تک ہو سکتا ہی اور یہ جواب کسقدر وحشیانہ ہی کہ بغیر
بیعت کرنیکے گھر نہین جانی پاوگی سبحان اللہ کیا آپ کا اتباع ہی کہ مشورہ نہ دارد صرف زبردستی
اور بجای ماتم پرسی کے یہ دھمکی اور کسقدر یہ دھمکی بیجا تہی حضرت علی زور بازو مین سو
اور ہزار پر غالب اور غالب علی کل غالب تہے اور تائید ایزدی بہی حال تہا کہ حضرت علی کی نماز
عصر کسواسطی رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت انکو خواہش خلافت کی ہوتی تو تمام
مخالفین ایکبارگی زیر و زبر ہو جاتی مگر بات یہ ہی کہ طلب حق ابتدا بطور ادای حق شرعی کے
کردیا اور چپکی بیٹہ رہی اور خیال کرلیا کہ ابوبکر تو انجام امور خلافت ظاہر یکا بخوبی ہوگا
اور اسی بنیاد پر ابوسفیان کو جواب دیا کہ فتنہ انگیزی مت کرو اور ہم ابوبکر کو شائستہ اس
کام کا جانتی ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوبکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہری
اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو قصہ حضرت ابوبکر کے وقت مین ہوا سو اس
جگہ پر اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ بات رہجائیگی بیان وقت نکل جائیگا ۔ روضۃ الصفا
ابوعبیدہ جراح نی حضرت علی کو کہا کہ ای ابوالحسن فضیلت اور سبقت اسلام تیری سب
لوگون پر روشن ہی اور بیشک مستحق اس خلافت کا ہو بلکہ اس سی بہی زیادہ تر کا ہو مگر ہر گاہ
اصحاب رسول نی خلافت ابوبکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مت کرو حضرت علی نی جواب دیا

کہ تم امین امت ہو اور اپنی حالت پر بتبولہ یا ۔۔۔ ملاحظہ صدق کی مدت کرو خداوند تعالیٰ نے جو عزت
کہ خاندان نبوت کو دی سو ایسا کام نہ کرو کہ یہ عزت دوسری خاندان میں جاوے اور قرآن ہمارے
گھر و زمین نازل ہوا اور ہملوگ معدن علم دین اور سنت ہی رسول کی ہین اور اوضاع شریعت
و مصالح ملت کو ہملوگ دوسرونسے بہتر جانتی ہین اور اپنی خواہش طبیعت پر کام مت کرو کہ
اسمین تمکو نقصان ہوگا رای راقم یہ فرمایش ابوعبیدہ کی صرف بطور تسکین دہی اور نظر
استحکام خلافت ابوبکر کے معلوم ہوتی ہو کہ اگر یہ بات صدق دل سے ہوتی تو بوقت مشورہ
بیعت خلافت ابوبکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا بھی کیا جاتا۔ روضۃ الصفا۔
بشیر ابن سعد نے کہا کہ قسم بخدا اگر تمہاری بات قبل عقد بیعت ابوبکر کے سنی جاتی تو ہمیں
احتمال تھا کہ وہ صحابی بھی مخالفت تمسے نہین کرتے مگر جب تم گھر مین بیٹھ رہی تو سب لوگونکو یہ
ہوا کہ تمکو میل طرف حکومت و ریاست کے نہین ہی تو بنظر توہم اختلال دین اسلام کی بیعت ابوبکر
کی ہوئی اور حضرت علی نے جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گھر مین
چھوڑ کر کے اور انکی کفن دفن کو ایک امر مختصر سمجھ کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دوڑ پڑے
اور حضرت ابوبکر نے کہا کہ اگر ہمکو معلوم رہتا کہ تم نامنظور کروگی تو ہم یہ خلافت قبول نہین کرتے اور اگر
تم فی الحال بیعت نہین کرتے ہو تو تمپر کچھ تکلیف بیعت کی نہین ہو۔ رای راقم ان سب تقریرات
ابوعبیدہ و بشیر ابن سعد و ابوبکر سے ظاہر ہو کہ خلافت مین استحقاق حضرت علی کی کچھ لفظ و کسی
شخص سے بن نہین پڑی اور اجماع تو صاف باقرار ان لوگونکی بطرف حضرت علی کی ہوا اور اجماع
بیعت حضرت ابوبکر کا تو صرف بطور الماخوجی کے معلوم ہوتا ہو۔ روضۃ الصفا۔ بعضون
نے کہا ہو کہ حضرت علی نے بعد چالیس روز کی بیعت ابوبکر کی کی اور بعضونکی رای ہو کہ بعد انتقال حضرت
فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کی اور بعضونکی نزدیک یہ ہو کہ بعد چھ مہینے کے بیعت کی رای راقم
درحقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابوبکر کے حضرت علی نے تعمیل کے جو کہ

انتقال اس سیدہ کا بعد چھ مہینے کے ہوا تھا اپنی زندگی میں آنحضرت فاطمہ کو بوجہ قضیہ
باغ فدک کے حضرت ابوبکر سے کچھ ملال تھا اگر اپنی زندگی میں حضرت ابوبکر
نہیں کی اور وصیت کی کہ ہماری جنازہ پر ابوبکر نہ آویں تو صداقت یہ ہے کہ حضرت علیہ
فی تا حیات حضرت فاطمہ کے بیعت ابوبکر کی نہیں کی اور دیکھنا چاہیے کہ شیعی لوگ
اس حدیث کی کیا تاویل کرتے ہیں جو پیغمبر خدا نے فرمایا انما فاطمۃ بضعۃ منی یؤلمنی
اغضبہا اغضبنی یعنی فاطمہ پارہ گوشت میری ہے جس نے اس کو غصہ دلایا فاطمہ کو
سو اُسنے غضب دلایا مجھکو مگر سید نے کو جو بخشی تھی شیخین نے شاید
علی کی ہی سو خاص بوجہ اُس بخشی کے شاید وہ بنائے مورد ہو حدیث کا پر حضرت
علی کو ٹھہرا دیا کہ غرور بنت ابوجہل سے شادی کیا اور اُنکو بخشی تھے اور جب پیغمبر خدا سے مشورہ
چاہا اور حضرت رسول نے یہ حدیث فرمائی تو علی نے کہا کہ وامرتا بخشنا رضا تیرا
آپ کی ہو سو وہ امر ہمکو منظور نہیں ہی بہرحال وہ ملال ہمارا بخشی ہوا صاحبان
اس ملال حضرت فاطمہ نسبت حضرت ابوبکر کے کیا ہے اور اسکو رفع کرنے
حضرت علی کو کہا کہ آیا تو راضی ہے کہ ایک شخص
قسم بخدا کہ اس وادی کو سوار اور پیادہ سے بھر دیں حضرت علی نے کہا کہ تم ایام
جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے سو اب بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو۔ راقم
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی کو بیعت خلافت کی نہیں تھی اور اصل وہ دوسری کام
آدمی تھے۔ روضۃ الصفا جب حضرت ابوبکر و عمر کو خبر ابوسفیان کی معلوم ہوئی
تو اسکی بیٹا یزید کو وعدہ دینی حکومت شام کا اور ابوسفیان نے اس پر ترک
مخالفت کیا۔ راقم حسب اجماع یہ کہ سنیوں کا ہے سو انکا حال یہ تھی کہ یزید کو
حکومت شام کی ابوسفیان کو بلایا۔ روضۃ الصفا سے یہ اس کے بعد اوپر دروازہ حضرت

علی کے اگر کے جھنڈا اگا دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسری کے ساتھ سوائی اس صاحبخانہ کی بیعت
نہین کرسکتی ہین اور آپ یہ وہ جنگ جمل و صفین مین ساتھ حضرت علی کے تھی رائی انکم
بدید و بھی یہ اجماع صحابہ کی تھی جو بیعت ابوبکر کی اختلاف کیا پھر جا پہر گا وہ تو حضرت
علی نے بیعت حضرت ابوبکر کی کر لی تو اب جگہ اسمین کچھ چون و چرا کرنا منظور نہین ہی اور
معہ خان اسکے یہ بھی ہی کہ حضرت نے بوجہ دلشکستگی کے انتقال فاطمہ اور نہین ہوئے
خوان و انصار کی بیعت ابوبکر کی کر لی سو یہ بات ہماری نزدیک بھی درست ہی مگر چونکہ
ہمکو بتقلید حضرت علی کے ہر قول و فعل مین منظور ہی تو ہمکو بھی حضرت ابوبکر کی خلافت مین
گو کسی جبتے ہوئے مگر کرنا نہین ہوچکتا ہی کر تقیہ کو نسبت حضرت علی کی ہم یہ نہین کہتی ہین

ترجمہ عربی از مولف این کتاب

طالب الدنیا لفی کرب الیم	آخر النعمة لمآء حمیم
طالب دنیا کا ہر آئینہ کرب و تاکین ہے	آخر آسایش کا اسکو آب گرم ہے
ایھا المنة نبئ ترحم یا علی	یا علی انت علی خلق عظیم
تجھتی تو مجھین یکبارگی ہوجا رحم کر تو یا علی	ای علی تو ہی خلق عظیم پر
ما مرادی غیر حب المرتضی	دال من والی حدیث من کریم
نہین کوئی مراد میری تجھسوا حب علی کے	دال من والی حدیث ہی یہ کریم ہے

یہ اشارہ ہی طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو بروز خم غدیر کی فرمایا من کنت
مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ
یعنی جسکے ہم مولا ہین سو علی اسکا مولا ہی ای بار خدایا دوست رکھ تو اسکو جو دوست
رکھی اسکو اور عداوت رکھ تو اس سے جو عداوت رکھی اس علی سے

حربہ حرب الرسول فی الحدیث	کیف من عاداہ فی حال سقیم
لڑائی اس علی کی لڑائی ہی رسول کی حدیث مین کس طرح شخص جو عداوت کری اس علی سی حال سقیم مین ہی	

اشارہ ہی بطرف حدیث ثقلین جو حدیث متواتر ہے جسکو فریقین نے روایت کیا ہے فرمایا کہ ہمکو لڑائی ہی آپسے چاہئے جسکا تعلق ہماری اصلاح نماز روزہ سے ہے

یشفع دینی و ھو اعظم	شفاعت کریگے گناہ کو میرے جو سب سے بڑا ہے
لیس فی تعلیم سوی حب علی	نہیں ہے میرے تعلیم میں سوائے حب علی کے
انت ان ارادنی حب علی	تو اگر آزاد حب علی میں ہے

لا ملجا الا حبہ و نصیر	نہیں ملجا مگر حب اور مددگار
حبہ حبب الرسول یا رحیم	حب اس کا حب رسول کا ہے اے رحیم
حبہ یطیل حیاتنا النعیم	حب اس علی کا عطا کریگا حیات نعیم

اور اس حرف میں ایک خط تقریظ جناب سید محمد علی صاحب کا ہے جو یہ ہے کہ بارہا تمہارے انکی لیاقت اور انصاف پسندی سے خبر دیتا ہی سو وہ خط اس پر بجنسہ ذیل نقل ہوتا ہے

یا ایھا النسیر اذا زرت بابہ — بلغ تحیتی و سلامی جنابہ

بجناب مستطاب جامع رموز منقول و معقول واقف نکات فروع و اصول حقہ التمانوا اسلامہ و محقق الدقائق الحکمیہ متحلی الآثار المنیرۃ السنیۃ و حید دہرہ الماہر للمعارف الیقینیۃ تقوی پژوہ حق پسند و حق شناس و باحکم و الرای فی القیاس ذی المجد الاثیل و الجاہ الجلیل مصداق فحوای کانبیاء بنی اسرائیل حضرت مولانا المولوی السید محمد وحید الدین خانصاحب بہادر لازال للعلم بوجودہ ملتجا و عطا علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی و الجلی عرض تحیت تسلیم باشیوہ تبجیل و تعظیم و الوف آرزو ہائے خدمت سراپا منفعت و صنوف شوق و غرام و دولت گزاردہ خامہ را بعرض مدعا آشنا میسازد کتاب لاجواب ہدایت انتساب کامل الانتصاب حد تحقیق بشرب سنی کہ از غایت عطوفت و مرحمت باین بندہ مظلوم جہول ابداء اعطا شدہ ورود آن باعث ہزار گونہ حظوظ و سرور و مفاخرات نامحصور آمدہ دول و جان و روح رواں تا بجوارح

وارکان از سواد و بیاض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در شکریه این هدیه جمیله و تحفه جزیله که ام حرف بر زبان آرم و چسان لوازم سپاس بگذارم غیر از اینکه بتبرانه دعا سربان شتوم و خود را وقف این وظیفه کنم آدام الله فیضکم و ابقاکم ـ

این نسخه شگرف روحانی که حقیقة نسخه شفا و نجات برای دفع اسقام و اعلال نفسانیه ارباب ضلالات و جهالات است همه را دیدم و نوش و نوش از مشروبات صافیه عذبیه آب چشیدم و مذاق جان را بآن تازه کردم و سرمایه فیض جاودانی خود شمردم و لقدر وصله ناقص خود از عان کلی بهم رسانیدم که هر انچه در تحقیق و تدقیق مسئله فضلیت حضرات اهلبیت علیهم السلام از خصائص و ذاتیات و مناقب و صفات حضرات طیبات علیهم التسلیمات از روی آیات و احادیث و واقعات حقه تحریر فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده اند حق انست که این فیصله تالشی است که بکمال عدل و نصفت و بی شائبه روی و رعایت نموده و زنگ شبهات اهل هوا از روی مراة عقائد بیضا زدوده اند همه صحیح و استوار و پیش اولی الابصار ثابت و برقرار است خوشا مقبلی که دیده حسن قبول بران کشاید و بداند بر کسی که از ان روبتقافل گرایند ذلك الکتاب لا ریب فیه و لا یشك فیه و لا معاند او سفیه و پیش چشمی باید تا به بیند و دلی شاید تا حق گزیند ورنه حساد و معاندین و باغین و طاغین را حسابی نیست و بایشان خطابی نه که زکام ابوجهل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه در حق هجو رسول اکرم صلی الله علیه و آله وسلم انك لا تهدی من احببت وارد شده ما امتیان پیروی از تصدی این کار بر می آییم بقول شخصی بیت

آنکس که بقران و خبر زو نرهی ابلیست جوابش که جوابش ندهی

اگرچه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایجازی که غیر مخل و جامع جمیع ضروریات این مباحث است و بقول العاقل تکفیه الاشارة ـ برای ذوی البصائر

کافی وافی ہست اگر در خانہ کس ہست حرفی بس ہست المدعا وصف وشیمۂ آزادی کہ شعرا وحکمتہ محمود افتادہ وبہر دو لسان ما آل آن بصدق عدالت کشیدہ ہست اندرین ما قل ودل بوجہ احسن و اجمل ومرتبہ اتم و اکمل از ذات مہذب الاخلاق آنجناب جلوۂ شہود ونمونہ گرفتہ وصدای احسنت وآفرین برین طرز دشیوہ گزین از ملاء اعلی مستحسن برخواستہ فجزاکم اللہ خیر الجزاء ورعاکم بطول العز والبقاء وترقب از فیض حقیقی الٰہی کہ متعطشان کئوس و مشتہیان مواید سعادت خیل خیل از فیض آن مشروب ومرزوق شدہ اند ومذاق روحانی خود را بحلاوت وعذوبت آن خوش کنند بالله هذا بین باقی ایام را قاضا نکو طویل وعدد کو ذلیل زیادہ بجز تمنی شرف سودہ ملت چہ تواند داشتم عطا علی از پور شیر ۱۱ اگست وشعبان ۱۲۷۸ھ وشش ۱۲۹۱ھ ہجری

نکتہ چینان ایں عرصہ مین جناب مرزا کمال الدین صاحب متخلص بسنجر ایرانی نے جو ایک قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی اور طرح غزل عربی وغزلہائے فارسی سوا ف کتاب ہذا مندرجہ ابتدائی صفحہ لغایت کی بھی سے برآغاز ہماری پاس بھیجا کہ مطلع اول ان تینون کا حسب ذیل ہے مطلع اول

اذا المطر العطایا فاشکروها	وان نزل البلایا فاصبروها
می خم غدیر وجام امروز	بکف دارم منیم با کام امروز
علے مولائے من تقدیر کردند	ز عشق او مرا تخمیر کردند

سو وہ قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہی اور اسکی ملاحظہ سی معلوم ہوگا کہ درمیان فارسی بولنے والے ہندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کسقدر فرق ہے

قصیدہ عربی

قم الحلا فوق الکواکب لاحا	وانزاد ضوءہ منکم وضاحا
تم درجہ علو کا اوپر ستارونکی ظاہر ہوا	اور بڑھگئی روشنی تمہاری ظاہر ہوا

تلفی البشاشة فی مواجهة اهل
ملتی ہی خوشی سے دیدہ و دل سے اسکی
واذا تکلم فی مجالس قومه
اور جب بات کرے کسی شخص مجلس میں قوم کے
هذا الذی جاز المحاسن کلها
یہ وہ شخص ہے جو حیط ہوا خوبیوں کو تمام اون ہیں کو
ان الملوک تراخوا بعد یجهم
تحقیق کہ بادشاہوں نے شراب خواری کے ساتھ
افق الذی خصصت من ذنب العلی
تو وہ شخص ہے کہ جو خصوص کیا گیا تو بہ اعلیٰ سے
وتواضعا وتورعا وکرامة
اور خصوص کیا گیا تو تواضع و پرہیزگاری
اور شرف کو
انت الذی صنفت حجة التحقیق
تو وہ شخص ہے کہ جو تصنیف کی تو نے حجۃ تحقیق
یعفیکم الله فی محبة حیدر
باقی رکھی تمکو واقتباع محبت حیدر کی
وادرک کمالا یضام بجیکم
اور پاتو ایک کمال کو کہ نہ خوف دیا جاتی ہی
امن علی بنظرة وبرافة
ست کہ تو مجھ پر ساتھ ایک نظر اور مہربانی کے

یسدوا خطا بالیتنا وصواحا
آنیوالا ہوتا ہی زردی خطا سے شرمندہ ہونے کے
فکانه مسک وعنبر ناحا
پس گویا کہ وہ بات مشک اور عنبر ہی زردی
یعنی وجیه الدین بالایضاحا
یعنی وجیہ الدین بسبب واضح کرنیکی
لکنه ازداد فاق صلاحا
لاکن وہ ممدوح زیادہ ہی کر فایق ہوا صحیح
بسعادة ابدیة وفلاحا
ساتھ سعادت ابدی اور فلاح کی
وفصاحة وتکینا وصلاحا
اور فصاحت اور تکین اور صلاح کو
فی غایة التحقیق والایضاحا
غایت تحقیق اور ایضاح میں
بالسعد طول الدهر والافراحا
ساتھ سعادتمندی کی بقدر طول زمانہ اور
فصل بہار کے
مستنکرا من حضرة فتاحا
جس حالمیں کہ شکرگذار ہو حضرت فتاح سے
من لحظ سعدک تنعش الارواحا
گوشہ چشم مبارک سے اپنی جو خوش کرتا ہی روحو

و اسلوب و مرسا [illegible]	مثل العلا فوق الکواکب لاحا
[illegible]	قمر در حجرهٔ او پیرستارونکی ظاهر ہوا

نمودار [illegible] احمالی [illegible] وصوف تخلص نجرایرانی حال مقیم مبئی

[illegible]	می خوردن تنم اقدام امروز
وصی مصطفی شد شوی زهرا	علی آن کاسرا صنام امروز
امیرالمومنین حیدر کرار	امام خلق خاص و عام امروز
[illegible]	بنای شرع استحکام امروز
سپهر از تیغ ما [illegible] حیدر	نبود این تیمت اسلام امروز
الالای دلبر شیرین شمایل	بیاد باده کلفتام امروز
مرا روز سفید از [illegible]	بود در دیده همچون شام امروز
مرا مرغ دل اندر تاب [illegible]	ندارد میل خرم آرام امروز
بیاد اش دعا کش گاه بیگه	چه خورسندم بیک دشنام امروز
چو ما در عشق جانان پا نهادم	رها کردیم ننگ و نام امروز
چو دیدارت نه بینم تا به فردا	نه من خورسندم از پیغام امروز
خوش آن کاندر هوائی وصل جانان	شود اندر جهان گمنام امروز
شود وارسته از قید علائق	خلاصی جوید از هر دام امروز
خوش آن آزاده از آزاد بختے	کد با وصل تو جوید کام امروز
چه گردد گر نگاهے سوی سنجر	کنی با دیدهٔ اکرام امروز

غزل دیگر از جناب ممدوح الیه

ترا تا مهر سالم گبر گردند	مرا با زلف تو زنجیر کردند

سراپا محو دیدارم تو گوئی
مرا از عشق تو تنجیر کردند

گذشتم هم ازبیشت جاودانی
بهشت من ترا تقدیر کردند

زدم دست توسل در ولایت
که نیکان را همین تدبیر کردند

رقیبان را نه زیبد مدح و قدحے
خبرہا را همه تزویر کردند

عجب بد فطرت و ناپاک بودند
که اندر حب او تقصیر کردند

علے را کلب درگاہ است سنجر
مرا این رتبہ بس تحمیر کردند

اور فی الحال یک سنی صاحب نے اوپر غزل علی مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی مندرجہ فصل ۱۴، صفحہ کے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد میں اس غزل کے ردیف ری کی قبل عبارت ازین بہتر چہ میخواہی کے چاہئے سو بنظر رفع عذر اُنکے ہر شعر مابعد مطلع کا حسب فرمایش اونکے درست کر دیا گیا

علے مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی
وصی مصطفے داری ازین بہتر چہ میخواہی

محب مرتضی ہستی ز جام فضل او مستی
بہ ہی ہستی ز پیواری ازین بہتر چہ میخواہی

ولت بر مرتضی مائل شد از غیر او غافل
گذشتی از ہمہ خواری ازین بہتر چہ میخواہی

علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبر
نماید او ترا یاری ازین بہتر چہ میخواہی

علی افضل و ہم اولی الیقین دان از ہمہ اعلی
عدوش بالیقین ناری ازین بہتر چہ میخواہی

بحب پختن دائم تو باشی ثابت و قائم
ہمین پیش نظر داری ازین بہتر چہ میخواہی

تو آزادی چہ آسان گوئی قول ابن الاثیر
علے باشد بدلداری ازین بہتر چہ میخواہی

اور چونکہ تحصیل خلافت حضرت ابوبکر کی ہی اور سنیون کو اوپر آیت سورہ والفتح محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ترٰھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھم من اثر السجود بڑا تکیہ ھی کہ اس آیت سی ترتیب خلافت

اربعہ کی اس طرح چہ ظاہر ہوتی ہی کہ لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء سی حضرت عمر
اور لفظ رحماء سی حضرت عثمان مراد ہین سو اسطی بیان ہن آیت کا اس جگہہ پر دوبارہ ضرور ہوا
کہ یہ گمان اون لوگونکا صرف براہ مغالطہ کی ہی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ مین اس کتاب
کی کیا گیا ہی اور اصل معنی آیت کی یہ ہین کہ محمد رسول خدا کی ہین اور جو لوگ کہ ساتھہ انکی
ہین سو کیفیت انکی یہ ہی کہ وہ لوگ سخت تر ہین کافرون پر اور رحیم ہین آپسمین اور اپنی
رکوع اور سجود مین لگی ہوی ہین اور ہمنی اس فصل ۸۰ مین اس بات کو بیان کیا ہی کہ کسی
تفسیر سی شان نزول آیت کی خاص بحق کسی صحابہ کے نہین ہی بلکہ یہ ایک تصویر
اور بیان حال اس وقت کے مسلمانون کا ہی اور سوای اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت
ابوبکر اور لفظ اشداء اور رحماء سی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائین تو یہ سب
الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلہ ہونگی تو پھر الذین مبتدا موصول کی خبر کون چیز
ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص واحد تھی سو انکی واسطی استعمال صیغہ جمع
اشداء اور رحماء کا کیا معنی رکھتا ہی اور اس جگہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہی
کہ ہر جگہ پر سنی لوگ محرور المزاج دیکھی جاتی ہین اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھیڑی تو مارپیٹ
کو مستعد ہو جاتی ہین سو ہمنی اس امر مین بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہی
تو ہمکو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ مین بہت ضعیف و مغلوب
ہین سو اسطی مکابرہ اور مجادلہ کے سوای انکو کیا چارہ ہی اور ظاہر ہی کہ جب بات فریق ثانی
کی نہین سونیگی تو امید تمیز حق و باطل کی ایسی لوگونسی بہت کم ہی اور اس کتاب مین بہت
باتین مخالف شیعونکی لکھی گئی ہین مگر کسی شیعہ کو لڑتے ہوی ہمنے نہین دیکھا

فصل ۸۴

اس فصل مین کچھ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای راقم کی مرقوم

مرقوم ہوتا ہی روضۃ الصفا۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین بعد انتقال حضرت رسول خدا
حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئی سو دو برس تین مہینے خلیفہ رہ کر کے چوشے ہیے مین بتاریخ
۲۲ سنہ ۱۳ ہجری مین انتقال کیا اور اپنی آخر وقت مین ایک نوشتہ استخلاف حضرت عمر کا لکھوا
کر کے مسلمانونکی پاس بھیجدیا اور اپنی بجاے مین جانشین امامت صلوۃ پنجگانہ کی حضرت عمر کو دی اور
سب لوگونے مان لیا مگر بعض لوگون نی کچھ چون و چرا کیا اور سمجھین سی طلحہ نی حضرت ابوبکر
کی پاس آکر کے کہا کہ عمر ایک آدمی خشونت و درشتی کا ہی اور تو جانتا ہی کہ ہماری اور اسکی
وحدت ہی ہمکے لوگ کسقدر رنجیدہ تھی سو بعد تیری کیا حال ہوگا اور اسکا جواب تجھے یہ سوال
کیا جائیگا کہ تو نی کسی شخص کو رعایا پر حاکم کیا تب حضرت ابوبکر نے بعد تامل بسیار کی فرمایا کہ جب
ہم وطن اصلی کو پہونچینگی اور تمسی یہی سوال ہوگا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ تیرے پیچھے تو نی
خلیفہ کیا اور بعد اسکی حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے ایک حدیث نا [illegible] حضرت عمر
کے اسطرح پر لکھوایا کہ اگر وہ دیانت و امانت سی کام کری تو بہتر ورنہ انجام [illegible]
اللہ الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی ظالم لوگ کہ بکی کہ ساتھ [illegible] کس کی گردن
جب نوشتہ حضرت علی تک پہونچا تو آپ نی فرمایا بایعت ممن بایعہ ولو کان عمر یعنی بیعت کی
مین نی اس شخص سی کہ جو اس وصیت مین لکھا ہوا ہی اگرچہ عمر ہوا اور حضرت عثمان جو وصیت بحکم
حضرت ابوبکر کے لکھنی لگی تو بعد لفظ بعد کی حضرت ابوبکر کو بیہوشی ہوئی تو حضرت عثمان نی بعد
کسیف پر تو فت کے نام حضرت عمر کا لکھدیا اور جب حضرت ابوبکر کو پھر ہوش ہوا تو نام عمر کا لکھا ہوا
ہو کہا اور حضرت عثمان سی پوچھا کہ یہ نام کسنی لکھا حضرت عثمان نی کہا کہ ہمنی یہ نام لکھدیا تب حضرت
ابوبکر نی حضرت عثمان کو دعای خیر رحمک اللہ و جزاک اللہ خیرا دیکر کے کہا کہ اگر تم اپنا نام بھی لکھتی
تو کچھ مضایقہ نہین تہا اور حضرت علی نی کہا کہ ہم سوای عمر کی کسی دوسری کی خلافت پر راضی
نہین ہین تب حضرت ابوبکر نی حضرت علی کو دعای خیر دیکر کے مجملا مجاملہ اوصاف حضرت عمر

علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ از قسم کارگذار و نکی ہین اور سرور اور بادشاہ اور امیر تو ہی
اور ہم لوگ نجوم سپہر ملت کی ہین اور تو بدر کامل ہی اور حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو کچھ حاجت خلا
کی زمین ہی کہ خلافت کو تو سزاوار ہی رای راقم حضرت ابوبکر نے جو حضرت عمر کو استخلاف کیا یہ ا
بملاحظہ بات ہی وہ شخص مزاج کے ہوگا کہ اس شخص سی انجام خلافت کا خوب ہوگا اور ویسا ہی ہوا
حضرت عمر کے وقت مین تمام فارس شام و مصر و اسکندریہ کی فتح ہوگیا کہ جسکی پیشین گوئی
کتب عہد عتیق مین ہی اور ساتھ ملاحظہ اس لیاقت کے ہماری تزویک دراصل شکر گذاری ہو
بحق ذات کے حضرت سے سرزد ہوئی کہ جسکا منشا حمایت دربارہ خلافت ابوبکر کے تھی سو یہ استخلاف
وجہ سے ایک حوصلہ اور ہمت بڑھا کہ بھی رای اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمکو خلافت سی کچھ مطلب
نہین ہی اسکو اراد خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہین رکھتا ہی بلکہ اگر یہ بعذرت
شخص مزبور کی رای کریہ کہ سزاوار خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہین رکھتا ہی بلکہ اگر یہ بعذرت
سچی واسطے ہے تو عام کہنی کا یہ تھا کہ ہمکو خلافت نہین منظور ہی سو کوئی دوسرا شخص
خلیفہ کیا جاتا اور حضرت ابوبکر نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سردار اپنا اور ایک مہتا
درمیان ستارگی کیا یا سو تالیا یہی اعتقاد ہوگا اور یہ قول براہ راست بازیکی ہوگا
مگر ماہتاب قوار دیکر کے دوسری ستاری کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ استخلاف
حضرت عمر کا بملاحظہ میل قومی از راستعداد طبیعی حضرت عمر کی ہوگا کہ حضرت ابوبکر اگر حضرت علی کو
خلیفہ اپنا بناتی تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علی کو تنہا چھوڑ دیتی الغرض
الخیر فی ما وقع اور حضرت علی نے جو خلافت حضرت عمر کے کہ مان لیا سو اصل وجہ اسکی
یہ معلوم ہوتی ہی کہ درحقیقت حضرت علی کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہین تھی اور نہ
اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصفا جب بیماری حضرت ابوبکر کی سخت تر ہوئی تو حضرت
عائشہ کو کہا کہ جب ہم مرجائین تو ہماری نعش کو روضہ نبوی کی پاس لیجانا اور کہنا

کہ اجازت ہو تو اندر روضہ کی دفن کرین پس اگر دروازہ اُس روضہ مبارک کا خود بخود
کھل جاوی تو ہماری لاش کو اندر اُس روضہ کے دفن کیجیو چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ دروازہ
اُس روضہ کا خود بخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر کی ہم پہلو ی حضرت رسول کی دفن ہوئے
رای راقم اگر اس روایت پر صاحب روضۃ الصفا ایک شخص شیعی قرار دئی جائین تو اِس
بات کا کچھ جواب نہین ہی۔ روضۃ الصفا۔ مناقب حضرت ابوبکر کے زائد از حد بیان ہین مگر
چند کلمات جو حضرت علی نے بشان ابوبکر بعد انتقال اور قبل دفن اُنکی فرمایا سو اس جگہ پر
مختصر نقل کئی جاتی ہین تا طول مدت صحت کلام او از ہمہ ابلغ بود و ساحت او امنع ورائے
او از ہمہ انور و طائفہ او از ہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و عمل او در تنظیم مصالح
جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انکاشتند بر داشت و کاری کہ یاران اُنش در ان اہمال
کردند او ضائع نہ گذاشت جلیس صادق و انیس موافق موجب راحت ہا بود در حالت شدت
صحبت رسول اللہ اختیار کردہ ہر چہ داشت در خدمت آن سرور ایثار نمود اور صاحب
روضۃ الصفا نی ان کلمات حضرت علی کو بہت طول سی لکھا ہی مگر راقم نی صرف اسیقدر پر اکتفا
کیا رای راقم تمام ارشادات حضرت علی نسبت حضرت ابوبکر کے بجا و درست ہین اور جنکو منظور
ہو اُن تمام ارشادات کو روضۃ الصفا چھاپہ لکھنو صفحہ ۴۴۳ مین دیکھ لے اور حضرت عمر کے
وقت مین دمشق و شام وغیرہ تا فارس و مصر فتح ہوی اور اسلام کو بڑی قوت ہوئی اور
خلافت انکو دس برس رہی و قصہ عقد کلثوم کا حضرت عمر کے وقت کا ہی کہ تحقیق اُسکی آیندہ

ل ۸۵ کیجاویگی **فصل ۸۵** خلافت حضرت عثمان از روضۃ الصفا۔ روضۃ الصفا حضرت
عمر نے اپنی آخر وقت مین کہا کہ ہم استخلاف کر سکتی ہین کہ ہمسے بہتر شخص ابوبکر نے استخلاف کیا اور
ہم نہین استخلاف کر سکتی ہین کہ حضرت رسول نی استخلاف نہین کیا۔ رای راقم اس تقریر سے
ظاہر کہ خلافت حضرت ابوبکر کی از روی استخلاف حضرت رسول نہین تھی اور افسوس کی بات ہے

کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تمامتر حود معدوم کردی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت
کسی خلافت کی درسیانمین نہین آیا اور ظاہر ہی کہ اس حدیث کی روسی استخلاف حضرت نبی کا
بہ نسبت حضرت علی کے تو صراحتًا تہا مگر بات یہ ہی کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش
کرنا ضرور تہا اور اُنکی فضائل جو کچہ ہون مگر خیال دن فضائل کا نہین کیا جا سکتا تہا روضۃ الصفا
حضرت عمر نے چہ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشورہ پر حوالہ کیا اور وہ چہ آدمے
یہ ہین اول علی دویم عثمان سویم سعد ابن ابی وقاص چہارم طلحہ پنجم زبیر ششم عبد الرحمن بن عوف
اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال اُنکی چہ شخصونمین سی کسی ایک شخص کو خلیفہ
مقرر کرین اور حضرت عمر نے بذکر اون چہ شخصونکی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور
بہ نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا کو سنا کہتی ہوی کہ ہم کسی موقف یعنی محل مین
نہونگی کہ جہان ہاتہہ ہمارا ہاتہہ علی ابن ابیطالب کی نہوگا اور اسی طرحسی بیان شرف ایک ایک
شخص کا کیا اور بہ نسبت عبد الرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرۂ عائشہ مین بیٹہے ہوی تہے
کہ حضرت فاطمہ سا تہہ حسن و حسین کے پہونچین اور یہ دونو صاحبزادی ہو کسی ورسی تہلی ورانکے
رونی پر حضرت فاطمہ رضہ بہی رونی تہین حضرت رسول نی فرمایا کہ بار خدایا خط و انوا اوسکو نصیب کر
کہ جو ہماری اولاد کو کہاتا دی اور اس عرصہ مین عبد الرحمن ابن عوف کہانا لئی ہوی پہونچی اور حضرت
رسول نے اپنی لڑکی بالونکی ساتہہ کہایا اور دعاے جنت برکت دنیوی کی عبد الرحمن ابن عوف کو دی اور
لوگون نی سبب پوچہا کہ ان چہ شخصونمین سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کسواسطی نہین
مقرر کرتا ہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچہ نقصان بہی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا نے
بلحاظ ادبکی اُن نقصانونکو ذکر نہین کیا رای راقم حضرت عمر کا نام لینا چہ آدمیونکا اور اُنمین سے
اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امر ادای حق کے معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ اُنکو
یہ بات خوب معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عم رسول کو ہرگز قبول نہین

کرنیکی اور خلافت قریش میں اور صاحب تحفۃ الصفا نی اُن نقصانوں کو جو تشیعوں کی جو بخیال بی اوے
کی نقل کی کئی سو ایم فی اون نقصانوں کو کسی کتاب میں دیکھا ہی اور نہ اُن سی حضرت علی اور حضرت عثمان کا
نقصان ہمکو یاد ہی کہ حضرت عمر نی نسبت حضرت علی کے کہا کہ انّا عَلِیٌّ فَصِیٌّ یعنی علی جو ہی
سو ایک جوان آدمی ہی اور نسبت حضرت عثمان کی کہا کہ انّا عثمان فضعیف الرّای
یعنی عثمان جو ہی سو ضعیف الرای ہی سو ان دونو نقصانوں میں ہمکو کچھ شک نہیں ہی مگر اسقدر
حضرت علی اُسوقت میں بعمر چالیس برس کی پہونچ چکی تہی اور پیدائش [illegible]
اسقدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور حقیریت رسول کی کسیطرح مانع حق خلافت کا
نہیں ہوسکتا تہا چنانچہ بعد انتقال حضرت عمر کے جو مشورہ بنسبت ان چھ شخصوں کی جو کچھ ہوا سو
کسی نے یہ عذر کم سنی کا پیش نہیں کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اُسکی جب کہ حضرت علی کا سن چوبیس
برس کا تہا تو حضرت رسول اُن حضرت علی کو وصی اپنا مقرر کر چکی تہی اور کبار نسبت حضرت علی
کی حضرت عمر زیادہ تر عاقل اور عالم مصالح خلق اللہ کی خیال کئی جا سکتی ہیں سو اس بیچ شک نہیں کہ
یہ عذر کم سنی کا لگانا صرف ایک ٹال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمر نے
سوای کم سنی کے اور کوی دوسرا عیب نہیں لگا دیا اور نسبت حضرت عثمان کی جو اقرار
ضعیف الرّای ہونی کا تہا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الرای کو اوپر ایک شخص
عالم اور عاقل اور خداترس کے ترجیح دیگئی حالانکہ امر خلافت میں عقل کے بڑی ضرورت تہی اور
اہل تاریخ سی مخفی نہیں کہ بوجہ نقصان ضعیف الرای ہونے حضرت عثمان کی مروان ایک ایسا
شخص بدذات آدمی کسقدر سرفراز ہوا اور اسکی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمان کے
کیا کیا فتور ہوا یہانتک کہ خود حضرت عثمان کی جان گئی اور مشورہ کیسا اور مشورہ سے
کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمان پر تو صرف باخود ہا کی سرگوشیوں سی قائم ہوی چنانچہ اس مقام میں
یہ دو شعر حضرت علی کے بطرف حضرت عثمان کے خطاب کر کے کہا ہی بہت حسب حال ہی شعر

فان کنت بالشوریٰ ملکت امورهم فکیف هذا والمشیرون غیّب

ترجمہ پس اگر تو خلافت شوریٰ کی لیاقت ہوا ہی تو امور پر اُسے اپنا مانگی پس کیونکر یہ مشورہ کرنیوالی لوگ

شیر حاضر سے تھے

وان کنت بالقربیٰ حججت خصیمهم فغیرک اولی بالنبی واقرب

ترجمہ اور اگر تو قرابت کی حجت یکطرفی کی ساتھ خصیم یعنی دلیل ان لوگونکی بہ ذریعہ قرابت کی تو غیر تیرا دیسی کہ

ہین اولی ہی ساتھ نبیؐ کے اور قریب تر ہی اور اس شعر روم ہین کیا بلاغت ہی لفظ

غیر و لفظ اولی و اقرب ہین اشارہ حدیث خم غدیر من کنت مولاہ اور روایت ابن عم رسول

اور زوج بتول ہونے کا سب کچھ طی کر دیا اور تہذیب نفس کا یہ حال ہی کہ انہی کو بلفظ غیر کی

تعبیر کیا اور لفظ اُنا کو کہ جسکی معنی ہم ہین اور اُسمین ایک خودی پائی جاتی ہی ترجمہ نہیں کیا

روضۃ الصفا حضرت عمر کی وصیت بہ نسبت اون چھ آدمیونکی اسطرح پر ہی کہ جناب عمر نے

ابوطلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی انصاری کو اوپر صاحب شوریٰ کی تعینات کیجیو اور اگر

دو یا پانچ یا چار آدمی اختلاف کرین تو تیغ تیز کو اُن لوگون پر جاری کیجیو اور اگر ایک طرف

تین آدمی متفق ہون تو جانب اون تین آدمیونکی اختیار کیجیو کہ جسطرف عبدالرحمن ابن عوف

ہو اور حضرت امیر نے جب نام عبدالرحمن کا سنا تو کہا کہ خلافت ہمسی گئی اسواسطے کہ عبدالرحمن

داماد عثمان کا ہی اور سعد ابن ابی وقاص چچازاد بھای عبدالرحمن ابن عوف کا ہی تو اس قرینہ سے

خلافت عثمان کو ہوگی اور ابن عباس نے حضرت علی کو کہا کہ تم مکر سہی اس طائفہ کے بی فکر مت ہو

کہ ہمت ان لوگونکی دفع کرنیمین ہم لوگ ہاشمیونکی محصور ہی اور عبدالرحمن ابن عوف نے رات کی وقت

مسور ابن مخرمہ اپنی بھانجی کو بطرف حضرت علی اور حضرت عثمانکی بہیجا اور یہ بات کہلا بہیجی کہ اگر

تمکو خلافت ہو تو یہ شرط کرتے ہو یا نہین کہ موافق قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر کے

کام کروگی علی نے کہا کہ جہانتک ہمسی ہو سکتا ہی بقدر جد و جہد طاقت و وسعت اور قوت

اپنی ہم بجالاوینگی اور عثمان نے وفور رغبت سی سب بات کو قبول کرلیا اور دوسری دن کو مسجد
مین عبدالرحمن آی اور حضرت کا ہاتھ پکڑکے رات کی بات کو اعادہ کیا اور حضرت علی نی اسنی شرط بقدر
وسع کو بیان کیا اور کہا کہ ہمکو امید تہی کہ ایسا ہی کرینگی مگر ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی
یعنی ہم نہین جانتی ہین کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنا گئی اور حضرت علی نی کہا فصبر جمیل
واللہ المستعان علی ما تصفون راقم ۔ ہوگا وعبدالرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے
اور سعد ابن ابی وقاص چچیرے بہای عبدالرحمن ابن عوف کے تہی اور حضرت عمر نی یہ شرط لگای
کہ جس جانب مین تین شخص مینسے عبدالرحمن ابن عوف ہون سو وہی جانب اختیار کیجائی پس صاف
ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے اپنی جانتی درحقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تہا اور اول نام لینا
حضرت علی کا صرف بیراہ مصلحت ملک داری کے تہا کہ جو مصالح سلطنت مین کچہ زور دریا
یعنی مصلحت وقت کا بہی لحاظ کرنا پڑتا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبدالرحمن ابن عوف نے
کس عذر نامعقول پر حضرت علی کو خلافت سی محروم کیا یعنی قصور حضرت علی کا یہ تہا کہ متابعت
قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر مین شرط بقدر وسعت کے کیون لگای گئی حالانکہ عقلا
وانصافا اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی نہایت درجہ درست تہا
اور اسی شرط لگانی سی ظاہر کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو انکا اسقدر کہنا کہ ہمکو امید ہی
کہ ہم مطابق قران وغیرہ کے کام کرینگی تو ایسی یا اختیار کہنی والی سے پورا یقین ہوسکتا ہی کہ وہ
بزرگ تمام تر موافق قران وغیرہ کے کام کرتے بخلاف حضرت عثمان کے جو کوی شرط وسعت وغیرہ
کی نہین لگای سو اسکا انجام یہ ہوا کہ مروان جو راندہ درگاہ حضرت رسول وابوبکر اور عمر کا تہا بوقت
خلافت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب مین جو بجواب اس الزام کے
کہ رحم کا پتہ نہین کیا گیا ہی سو یہ جواب کسقدر ضعیف وبیہودہ ہی اور حضرت علی نی جو بوقت
محروم الخلافت ہونے کے اس آیت کو پڑہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون

سو اس قول صبر کا مزا ہماری دلسی پوچھا چاہتی اور یہہ ایکا بی اختیار اس شعر کو آپ یاد دلاتا ہی شعر

والصبر فی لنائبات صعب		لکن فوت الثواب اصعب	

اور صبر مصیبتونمین ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا ثواب صبر کا صبر سی بھی زیادہ سخت تر ہی سو فی الواقع جیسا کہ آپ نی ان تینون نمافوتونمین صبر کیا سو کسی وقت مین آپنے ثواب صبر کو اپنی ہاتھ سی جانی نہین دیا اور حضرت عمر نے جو ابو طلحہ انصاری کو کہ پچاس آدمی تعینات کر کے شخص اختلاف کرنیوالی کو قتل کرنا سو مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تہا کہ آپ حضرت علی صبر نہین کرتے تو انکی مار دی جانیمین کیا دیر تہی سبحان اللہ کیا خوف خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے جاتی ہین مگر اسپر بھی تدبیر کرنے سے خون ناحق بعد اپنی مرنے کے غافل نہین ہین واقعی غلظت و درشت خوئی آپکی بھی کمال رجہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب نباہا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مشکوۃ المصابیح مین لکہتی ہین کہ درمیان حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے کچھ میل دیرینہ یعنی تکدر و ملال تہا سو از روی تمام واقعات کی جو اس کتاب مین لکہا گیا ہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ خلفای ثلثہ کی طرف سی انواع مبد و بست شکایت کے خاطر حضرت علی کا ہوتا رہا مگر یہ کہیں کہ حضرت علی کو طاقت غم کہانیکی اسقدر تہی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر نہ ہو کہ حضرت علی اس امت محمدی مین ایک نمونہ حضرت مسیح کے تہی ۔ روضۃ الصفا ۔ عبد الرحمن ابن عوف نی لوگونسی پوچھا کہ سزاوار منصب خلافت کا کون شخص ہی عمار یاسر نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان اسلام کے کچھ اختلاف نہ پڑی تو ساتھ علی کے بیعت کرو کہ جو سر در یعنی سردار لوگونکا ہی اور حضرت مقداد نے تصدیق کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعد برادر رضاعی حضرت عثمان نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائید عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار نی اس بات کو رد کیا اور درمیان بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار نی کہا کہ ای معشر مسلمین خدا نی ہم لوگون کو ساتھ

دین نبی اپنی کے مخصوص کیا سو کسواسطی عنان خلاص کا دوسری خاندان کے طرف پھیرتے ہو
اور اس بات کو خاندان نبوت سی نکال لیتی ہو تب ایک شخص نے بنی مخزوم مین سے کہا کہ تجھکو
تعین خلیفہ سی کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل اسکی
کہ کوی فتنہ پیدا ہو اس امر سے فراغت حاصل کرو۔ رای قم ہرگاہ یہ حال اسوقت کے
مسلمانونکا تہا اور بنی ہاشم سی اسقدر گریزان تہی تو امید انصاف کی کیا کی جاسکتی ہی۔
روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان کی اوائل خلافت مین یہ قصہ پیدا ہوا کہ عبد اللہ ابن عمر نے
ہرمزان ایک مسلمان کو بشبہہ مشارکت ابولولو قاتل عمر اپنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت
عثمان نے لوگونسی رای پوچہی تب حضرت علی نے فتوی قصاص کا دیا اور چند لوگون نے یہ رای
دی کہ لوگ کہینگی کہ ایک روز عمر خلیفہ مارگیئی اور دوسری عبد اللہ بیٹا انکا مارا گیا اور یہ قتل
ہرمزان کا ایک روز ماقبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز ٹہری اور حضرت عثمان نے
دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کے عبد اللہ ابن عمر کو رہا کیا اور عبد اللہ نے بخوف قصاص کے
معاویہ کی پاس جاکر کے پناہ لی اور آخر از طرف معاویہ کے جنگ صفین مین حاضر میدان جنگ ہوکر
ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبد اللہ ابن عمر اسی زخم سی مری۔ رای اقم یہ اپنا اپنا نصیب ہے جنگ
صفین مین عمار ابن یاسر بہ طرف حضرت علی کے اور عبد اللہ ابن عمر بطرف معاویہ کی ہوکر کے
مارگیئی پس اوپر روایت و حدیث عبد اللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہوسکتا ہی
کہ جسکو حضرت علی سی اسطرحکا خوف و خلش ہو اور دشمن حضرت علی کیطرفسی صفین کی لڑائی مین
حاضر ہو اور ان سب حالتونمین حدیث عبد اللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ زمانہ حیات پیغمبر خدا کے
افضل ترین مردم ابوبکر اور بعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تہی اور بعد اسکی
باقی اصحاب کو چہوڑ دیتی تہی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی سے تھے کچھ بعید نہین ہی
اور ظاہر ہے کہ فتوی قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تہا شرعا بہت حق اور

واجب تہا اور موافق قران کے اور تجویز دیت کے جو بخوف شہرت قتل پہیم خلیفہ
اور ابن خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیاد شرعی اسکی قایم ہوسکتی ہی اور قابل لحاظ
کے ہے کہ یہ عذر وقوع قتل ہرمیزان قبل انعقاد خلافت عثمان کا کیا عبداللہ ابن عمر
کو تعمیل قصاص مندرجہ قران سے مستثنی و خارج کرسکتا ہی غرض اول بسم اللہ
غلط ہوا یعنی اول روز خلافت مین حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی
خلاف قران کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تہا اور کیا تعمیل ہی اور عبداللہ
ابن عمر ایک ایسی شخص خونی اور غضب ناک آدمی کی رای جو بطور حدیث کے
صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہی سو اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور
ایک دوکان پنساری کے ہین کہ جو اُس دوکان مین زہر اور تریاق اور قابض
اور مسہل سب طرح کی چیزین ہوتی ہین کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے
سو اُسی طرح پر کتب حدیث مین روایتین معقول و نامعقول راویان ثقہ وغیر ثقہ
کی مندرج ہین تا اینکہ حدیثین بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بہی کتب
احادیث مین موجود ہین غرض بمجرد نام حدیث کے روایتین کل حدیث کی قابل
منظور کرنے کے نہین ہین بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ
اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت
کرنے کا کیا ہی سو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کیجاسکتی
ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخص ضعیف الرای تہی سو بوجہ
نقصان عقل انکی خلاصہ کارگذاری انکی خلافت کا یہ ہی کہ اچھی لوگون نے انسی بدا
پائی اور بدذاتون کو انکے وقت مین بہت فروغ ہوا اور بہ نسبت انکی ایک بیشل
انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہین تو ہم کہین کہ تم کیسے

تشخیص ہو اور تفصیل ان سب باتونکی بعد اسکی کیجاتی ہی۔ روضۃ الصفا حضرت عثمان
نی مغیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم
اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عقبہ اپنی برادر مادری کو بمعزولی
سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخرکار ولید شراب خواریمین مشغول
ہوکر اور عین حالت مستی مین داخل مسجد ہو کر بجای دو رکعت فرض نماز صبح کے
چار رکعت پڑہی۔ رای راقم۔ یہ ایک مثال بے اعتدالی حضرت عثمان کی ہے کہ مغیرہ
ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص ایک صحابی
عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال مین انکو بہی معزول کر کے ولید ابن عقبہ
اپنی مادی طرف کے سوتیلی بہای کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ شراب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔
حضرت عثمان نے عبداللہ ابن سعد ابی سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تہا
اور عمرو بن عاص ملول ہو کر مدینہ مین آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کردہ بہی
عمال معزول مین سی تہے سازش کر کے سخنان ناملایم بحق عثمان کے کہنے لگا اور نوبت
یہانتک پہونچی کہ خواہر مادری عثمان کو کہ جو اسکی نکاح مین تہی طلاق دیا۔ رای راقم۔
یہ سرفرازی عبداللہ ابن ابی سرح کی بہی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہے۔
روضۃ الصفا۔ ابوموسی اشعری حاکم بصرہ کو معزول کر کے حضرت عثمان نے عبداللہ
ابن عامر اپنے خالہ زادبہای کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رای راقم۔ تمام ترقیات
حضرت عثمان کے وقت مین گویا منحصر خاندان بنی امیہ مین تہی کہ جس خاندان بنی امیہ سے
حضرت رسول کو نفرت تہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے مقام منای عرفات مین
نماز فرض چار رکعتی کو تمام و کمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہین کی کہ اس پر
صحابیون نے گفتگو کی اور عبدالرحمن ابن عوف نی کہا کہ تمنی خلاف قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کے یہ بات کی اور خلاف اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔
یہ عبدالرحمن بن عوف وہ شخص ہین کہ جن نے تجویز خلافت مین حضرت علی پر حضرت
عثمان کو ترجیح دی تہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان مدینہ مین ایک کنوان کہودواتی
تہے کہ اسمین انگشتری پیغمبر خدا کی کہ جو انکی انگلی مین تہی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے
وہ انگوٹھی پھر نہین ملی۔ رای راقم۔ امر ناگہانی پہ کچھ الزام نہین دیا جا سکتا ہی۔ روضۃ الصفا
ایام خلافت مین حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے
اسقدر بحث و نزاع واقع ہوئی کہ مالک اشتر کو اسی مجلس مین لوگون نے اسقدر لات
و گھوسہ سی مارا کہ مالک اشتر بیہوش ہو گئی اور یہ بات اشراف اور اعیان کوفہ کو
گران گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بہی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے
شیعیان علی یعنی فرقہ محبان علے سے تہے تو انکا مار کہانا خود موافق قیاس کے ہے
اسواسطی کہ کوی محب علی کا سزای مار پیٹ اور خارج البلد وغیرہ سزا اسی حضرت عثمان کے
خلافت مین کمتر محفوظ رہا ہوگا۔ روضۃ الصفا۔ بسبب مار پیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن
قیس نخعی وغیرہ اشراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلسون مین سعد کو ساتہ حقارت
کے یاد کرتے تہے اور غیبت عثمان مین زبان کہولتے تہے اور آخر ان لوگونکو حضرت
عثمان نے بہ طبق اطلاع دہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت
حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حمص کو عبدالرحمن ابن ولید حاکم شہر حمص کے پاس
بھیجے جائین تاکہ حاکم حمص کی خوی درشت سی اپنی رگ گردن کو ان اشراف کوفہ کی نرم کرے
رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تہی اسواسطی معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق
خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تہے اور احکام بے ٹھور و بے ٹہکانے
کے جو حضرت عثمان کے وقت مین صادر ہوتے گئے کہ جسمین کچھ لحاظ قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کا نہین ہوتا تہا سو بمقابلہ اُن احکام کے یہ جلا وطن کرنا
اشراف کوفہ کا اور شہر بشہر پھرانا اون لوگونکا کوی بڑی بات نہین ہے۔

روضۃ الصفا۔ ابوذر غفاری جو کہ صحابۂ کبار مین سی تہی بعد انتقال حضرت
عمر کے ملک شام مین رہگئی اور جب معاویہ کو کہا کہ اعمال و افعال تیرے موافق
سنت رسول اور مطابق مسلک شیخین کے نہین ہین تب معاویہ نے حضرت عثمانکو
لکہا کہ اگر تمکو حاجت و الا یتام کی ہے تو ابوذر کو دوسرے ملک مین بھیجدو تب
حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ مین بلوالیا آخر حضرت عثمان نے ناراض ہوکر
ابوذر غفاری کو مدینہ سے نکلجانیکا حکم دیا اور ابوذر غفاری زبدہ مین جاکر رہی اور
وقت جانے ابوذر کے حضرت عثمان کا حکم یہ تہا کہ کوئی شخص متابعت ابوذر کی نہ کرے
مگر حضرت امیر علیہ السلام اور عمار ابن یاسر تھوڑی دور تک بطور مشایعت کی ساتھ
ابوذر غفاری کے گئے۔ راقم۔ صاحب روضۃ الصفا۔ ایک شخص صاحب تہذیب
ہین کہ پورا حال بے اعتدالی حضرت عثمان کا نہین لکہا مگر اصل حال تاریخ الخمیس سے ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عثمان نے برطبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابوذر غفاری
ملک شام سی ایک شتر برہنہ اور مجنون پر بطرف مدینہ کے روانہ کیے جائین و اقعی یہ
ایک عجیب سزای طبع ایجاد تہی اگر وہ شتر برہنہ اور مجنون ابوذر غفاری کو گرا دیتا
تو ہمین ابوذر غفاری کا کام تمام تہا۔ روضۃ الصفا۔ جب ابوذر غفاری کو حکم اخراج کا
بطرف زبدہ کے ہوا تب ابوذر غفاری نے کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا سی سنا ہی کہ ابوذر تنہا
زندگی کریگا اور تنہا مریگا اور جو الزام کہ ابوذر پر دیا گیا تہا سو اُس سے ابوذر نے
انکار کیا اور حضرت علی نے کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا سے سُنا ہی کہ ابوذر ایک صادق ترین مردم
ہے مگر کچھ شنوائی ان سب باتونکی نہین ہوئی اور آخر وقت نکلنی ابوذر غفاری کے حضرت

ملے اور عمار ابن یاسر جو بر خلاف حکم حضرت عثمان کے تھوڑی دور تک بطور مشایعت
کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث
کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوش اسکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے
اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہی
کہ بنظر خوشی خاطر خلایق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بھی کوڑا لگادی۔ رای سے اقم
اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول و فعل مین تقیہ کو کچھ
دخل نہین تھا اسواسطی کہ جب مروان وزیر اعظم خلیفہ وقت نے حضرت علے سے
بسبب مشایعت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علے کے مزاج مین
کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اسطرح بیرے تکلف مروان کے
اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے
بنزاع پیش آتا تو مروان کے جوتا کھانے مین بھی کیا تکلف تھا کہ اسکا خون تک
حلال تھا بہرحال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تھا سو حضرت عثمان کی وقت مین
وزیر اعظم بنا مگر حضرت علی کی نظر مین اس مردود کا کیا وزن تھا اور حضرت علی کی
شان ایسی ارفع و اعلی تھی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر مین کیا لا سکتی تھے
اور خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی لکھی جائین تو بہت طول ہو
سو بنظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہی کہ حکم ابن عاص اور مروان اشخاص لعنتے
بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم
دیا اور حارث پسر حکم کیو اسطی دسوان حصہ زر ثمن کا ہر دو کا ندار سی مدینہ مین مقرر
کرایا اور مروان کو وزیر بنا کر کے پانچ شہر ملک افریقہ مین دیا اور بچاس آدمی مہاجر
انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیکر کے حضرت عثمان کے پاس بھیجا تھا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتون سے باز نہ آوین تو خلافت سے معزول کردی جائینگے سو انجام اوسکا
یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ انکو عارضہ فتق کا ہوگیا اور عبد اللہ
ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن حنبل بھی مدینہ سے نکلوا دیے گئے غرض تمام صحابی
ناراض ہوگئے اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعثل یعنی مار ڈالو اس
بیوقوف احمق کو اور انجام یہ ہوا کہ باغیون نے ہجوم کرکے حضرت عثمان کو مار ڈالا
اور تین روز تک نعش بے کفن دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے
اندر جنت البقیع مقبرہ مسلمانان کے زمین نجو نیز ہوکر قریب مقبرہ یہودیونکی دفن
ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑہاکر کے اندر اس
احاطہ کے دلائی گئے اور اب ہم سنی صاحبون سے یہ بات پوچھتی ہین کہ ایسا شخص
جو حضرت علی سے افضل قرار دیا جاوی سو کیا بنیاد اس بات کی ہوسکتی ہے اور بہ نسبت
معاویہ کے جو حکم کف اللسان کا ہی سو ہم بملاحظہ تمام حالات خلفای ثلثہ کے یہ بات
سمجھتی ہین کہ وہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت خلفای ثلثہ کے جاری ہونا چاہئی کہ حضرت
علی نے بہ نسبت ان خلفای ثلثہ کے کچھ زبان بد استعمال نہین کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہی
کہ حضرت ابوبکر سے حضرت علی بے تکلف راضی تھے اور ساتھ حضرت عمر کی یہ کیفیت
تھی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو اُنسے کچھ کراہت تھی مگر بنظر دیگر حالات
کے اُنسے راضی بھی تھی اور ساتھ حضرت عثمان کے یہ حال تھا کہ جو جو صلاح دفع فساد
کی حضرت علی دیتے تھے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اُس صلاح کے قسم بھی یاد کرتے تھی
تو فوراً جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مروان چنان وچنین کہکر کے حضرت عثمان کی
اسی کو بدلوا دیتا تھا اور تعجب نہین ہی کہ خود مروان کو بھی معزول یا مقتول ہونا
حضرت عثمان کا منظور ہو کہ اُسنے کچھ فکر دفع فساد بلوائیان کی نہین کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور بجز محمد ابن ابی بکر کے
نامۂ مصر مین بجای اقبلوہ کے اقتلوہ لکھدیا یعنی بجاے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو
یہ بات لکھدی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارے
یہ ہی کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت اُنکی بہت درست
ہی کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل الحیا ہونے کی بھی موافق حال
اُنکی ہی اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہین تھے مگر بوجہ نقصان عقل کے
اسقدر ابلہ فریبی مین معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ اور
دیگر تمام صحابیان معزز تا عبدالرحمن ابن عوف وسعد ابن ابی وقاص کے روگردان
ہوگئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک زمانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہیے
کہ اُنہین بنی امیہ مین سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے
جو کامل الحیا والایمان کہا جاتا ہی سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیا والایمان مین
ایک جورتی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی مگر بملاحظہ غیر یا پندی قسم اور
سزاہی طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نہین
کرسکتی ہی اور بہ نسبت قران موجود کے جو کہ صحیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہی ہماری راے
یہ ہی کہ ترتیب وجمع کرنیمین اس قران کے حضرت عثمان نے کوی تحریف و تصرف
نہین کیا اور رای ملا سید مرتضی شیعی علیہ الرحمۃ کی بھی یہی ہی کہ اس قرآن
موجود مین کچھ تحریف و تصرف نہین ہوا ہی مگر اسکی ترتیب سورتونکی کچھ موافق
اصل ترتیب نزول قرآن کے نہین ہی اسواسطی کہ یہ بات بداہۃ ظاہر ہے کہ
سورتہائی مکی قبل ہجرت کے البتہ مقدم تر تھے سورتہاے مدنی سے کہ جو بعد
ہجرت کی نزول اُن سورتونکا ہوا مگر اس قران موجود مین دیکھا جاتا ہی کہ اکثر سورتہای

مدنی اوائل قران مین اور بعد اسکے جو تہائے مکی واقع ہین غرض ترتیب اس قران موجود کی اسقدر غیر منتظم ہے کہ اسکا دریافت ترتیب نزول سور تہائے قرانی کا نکالنا بہت دشوار ہوگیا ہی اور کہتے ہین کہ قران حضرت علی کا موافق ترتیب زمان نزول کے تہا سو اگر وہی قران بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قران عبداللہ ابن مسعود کا تہا کہ جو بحکم حضرت عثمان کے جلا دیا گیا بہرکیف اب جو قران جس ترتیب سے کہ موجود ہے سو اسمین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی کہ چارہ کار اسکا کچھ باقی نہین ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سور و آیات کا کیون نہین لحاظ کیا اور ممکن ہے کہ یہ قران جو کھجور کے پتے وغیرہ پر لکھا ہوا تہا سو جس طرح پر کہ برآمد ہوتا گیا سو اسی طرح پر یہ قران جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قران موجود کے جو اقلب سبع مثانی کا از طرف علمای اہلسنت کے دیا گیا ہی باین امر کہ یہ قران اسی ترتیب موجود سے عرش و کرسی پر تہا کہ فلک اول تک پہنچا کے حضرت رسول تک پہونچا اور قران موجود مین ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہین پائی جاتی ہی اور ظاہر ہے اس الٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھ قران شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس بات ہی اور اگر درمیان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے از روے فن تاریخ کے مقابلہ کیا جاوے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان مین صرف بنی امیہ کا شور و زور رہا جیسا کہ لکھنو کی سلطنت مین ایک زمانہ مین دور دورہ کمبوؤن کا تہا اور اس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف لوگون کو حضرت عثمان سے ملال دلی پیدا ہوا تہا بخلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن علی اور تمام اہلبیت کا تہا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تہا

سو اُسکی بادشاہت کا طور یہ تہا کہ جسقدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہونچی سو اُن سب لوگونکو بخوشی خاطر قبول کر کے اپنی طرف ملالیا اور اُسکا بڑا اہتمام یہ تہا کہ جہانتک ہوسکی حدیثین کسر شان علی کی جعلی بنائیجائین اور استیصال خاندان نبوت کا کر دیا جای اور اس امر مین معاویہ بہت کچھ سرسبز بھی ہوا کہ اسوقت تک اثر اُسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جابجا حضرت علی کے رتبہ گھٹانیمین کمر بستہ حاضر ہین اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعجلت کہنی مناقب اور فضائل حضرت علی کے اوگون نے اُنکو خصیہ کوٹ کوٹ کر کے مارڈالا مگر احمد نسائی نے مرتے مرتے تک بھی کچھ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہین کی اور بیان احادیث فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور اصل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی یہ تھی کہ کسی طرح پر توجہ لوگونکی بطرف خاندان نبوت کے نہین ہونے پاوے اور حکومت اُسکی نسل مین قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیاری اور تالیف قلوب کی ہی کہ اُسکی اقوام اور تفہیم اور ورغلانی پر لوگ بی تکلف حضرت علی پر برسر منبر لعنت کرنے لگے اور آخر اُسی کے پوتے نے اس رسم ملعون کو موقوف کیا اور بہ نسبت سرفرازی مروان وغیرہ اشخاص لعنتی اور مردود شدگان رسول اور شیخین کے جو از طرف سنیان بجیلہ صلہ رحم کے معذرت کیجاتی ہے سو یہ عذر محض ناکامے ہے اسواسطی کہ عہدہای حکومت پر سرفراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہون صرف بلحاظ استحقاق جوہر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہئی بہت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد	فدای یک تن بیگانہ کاشنا باشد

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابیان جو جنگ اُحد مین بہاگ گئے اور وہ فحوا جسپر تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جسپر سنیان بہت

زور کرتے ہین اور اس معافی قصور کو فضائل مین گنتے ہین اور کیا وجہ اثبات
قدمی حضرت علی کو جو بروز جنگ اُحد کے ہوئی اور لا فتی الا علی لا سیف
الا ذوالفقار اُنکی ثنا نمیں کہا گیا سو اُس حال کے یاد کرنیمین سنی لوگ بہت سر
اور ٹھنڈے دیکھے جاتے ہین —

فصل ۸۶

اس فصل مین حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکلکشا علے
علیہ السلام کا لکھا جاتا ہی کہ جو حقیقۃً و معنیً خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور
وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور ہمکو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ کچھ بھی بیان
فضائل ذاتی حضرت علی کا ہمسے ہو سکی مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین
کے نقل کئے جاتے ہین کہ جو طریقہ اہل سنت مین مستند اور قابل تقلید ہین اور
اُنسے کسی سنی زمانہ حال کو بھی انکار نہین ہی اور بملاحظہ اسکی معلوم ہوگا کہ اُن
پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ منقول از مثنوی تصوف فارسی ملاے کشف

ناصورت پیوند جہان بود علی بود — با نقش زمین بود و زمان بود علی بود
ہم آدم و ہم شیث و ہم ادریس ہم ایوب — ہم یوسف و ہم یونس و ہم ہود علی بود
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن — ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود
ہارون ولایت کہ پس از موسی عمران — واللہ کہ علے بود علے بود علے بود
عیسی بوجود آمد و فی الحال سخن گفت — این نطق و فصاحت کہ بدو بود علی بود
موسی و عصا و ید بیضا و نبوت — در مصر بہ فرعون کہ نمود علی بود
جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون — در پیش محمدؐ شد و مقصود علی بود

آن شاہ سرافراز کہ اندر شب معراج — با احمد مختار یکے بود علی بود
آن لحمک لحمی بشنو تا کہ باو انی — آن یار کہ او نفس نبی بود علی بود
چندانکہ نظر کردم و دیدم بحقیقت — از ہر دو جہان مقصد و مقصود علی بود
آن قلعہ کشای کہ در قلعہ خیبر — بر کند بیک حملہ و بگشود علی بود
آن مرد سرافراز کہ اندر رہ اسلام — تا کار نشد راست نیاسود علی بود

شعر دیگر از مولانا روم

تو بتاریکی علیؑ را دیدۂ — زین سبب غیری بر و بگزیدۂ

اور ہر چند یہ اشعار اس قصیدہ کے اسدرجہ غلو تک ہین کہ ہم اسکو سمجھ نہین سکتے اور غرض اُسکے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہی کہ مولانا روم کا اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اسدرجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب رضوی قوم لصدر

لوان المرتضیٰ ابدی محله — لکان الخلق طرًّا سجدًا له
کاش اگر مرتضیٰ ظاہر کرتی محل و مقام کو اپنی — تو ہو حاتی خلق عموماً سجدہ کرنیوالی اُسکو
کفی فی فضل مولانا تعالی — وقوع الشک فیه انه الله
کفایت کرتا ہی فضیلت مین ہماری مولا علی کے — دافع ہونا شک کا اسمین کہ وہ اللہ ہے
ومات الشافعی ولیس یدری — علی ربّه او ربّه الله
اور مرگئی شافعی درحالیکہ نہین سمجھ سکی وہ — کہ علی رب اُسکا ہی یا کہ رب اُسکا اللہ ہے

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

یا محمد یا محمد — و صی المصطفی حقا

علی جو ہیں سید محبت انکی پیروی — ولیہ الزہرا والحسنین

وصی مصطفے کے ہیں ولی حق کے — امام انس و جن کے ہیں

— اذن دخول جنت — اذن دخول دوزخ اور بہشت کی ہیں

اشعار شاہ قاسم انوار منقول از کتاب مذکور

نور ولایت توئی شاہ سلام علیک — شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک

معدن عرفان توئی مخزن احسان توئی — کاشف قرآن توئی شاہ سلام علیک

حضرت حق را ودود مالک ملک شہود — قامع گبر و یہود شاہ سلام علیک

لمحمک لمحمی شئی گفت ترا ای ولی — سرور مردان علی شاہ سلام علیک

با ہمہ انبیا آمدہ در خفا — ظاہرا با مصطفے شاہ سلام علیک

پشت پناہ امم از ہمہ اوجسترم — قبلہ عالم شناہ سلام علیک

اشعار حضرت شیخ فرید الدین سنشائی منقول از کتاب مذکور

گر ہزار ان سال باشی در طلب — در ہزاران جام گیری تا بہ لب

در بجو در نیم روزے گذاری صد نماز — در بداری صوم با عمرے دراز

یا تو اندر علم دین اعظم شوی — در علوم از شافعی اعلم شوی

یا چو خیل مقتدائے دین شوی — در علوم مالک رہ بین شوی

مہر حیدر گر نباشد در ولت — کے توان گفتن سلیم و مقبلت

ہر کہ در عشق علی بنمود درست — رافضی دانم مرا ورا از نخست

شعر دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ

از مشرق تا بمغرب گر امام است — علی و آل او مارا تمام است

شاه نور الدین نعمت اللہ ولی منقول از کتاب مذکور

دم بدم دم از ولای مرتضی باید زدن
دست دل بر دامن آل عبا باید زدن

نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت
مُهر مِهر حیدری بر دل چو ما باید زدن

دم مزن با هر که او بیگانه باشد با علی
در نفس خواهی زدن با آشنا باید زدن

دوستی و دوستان مرتضی باید نهاد
مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن

الفتی لا سیف الا ذوالفقار
این سخن را از سر صدق و صفا باید زدن

در دو عالم پنج نوبت بر در دولت سرا باید زدن
پنج نوبت بر در دولت سرا باید زدن

پیش قدم مردانه در راه خدا باید زدن
پیش قدم مردانه در راه خدا باید زدن

گر بلائی آید از عشق شهید کربلا
عاشقانه آن بلا را مرحبا باید زدن

هر درختی کان ندارد میوهٔ حب علی
اصل و فرعش را قلم سر تا بپا باید زدن

دوستان خاندان را دوست باید داشتن
بعد ازان دم از وفای مرتضی باید زدن

سرّ حبّ حیدر کرّار نام علی است
بر رخ دنیا و دین چون با دشنا باید زدن

بی ولای آن ولی لاف ولایت میزنی
لاف می باید که دانی از کجا باید زدن

بر در شهر ولایت خانه باید گرفت
خیمه در دار السلام اولیا باید زدن

از زبان نعمت اللہ منقبت باید شنید
بر کف نعلین سید بوسه ها باید زدن

اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقة الافراح

مصلحت بود انچه کرد او علی
تو چرا سال و مه در جد و لی

تو زبان محصول کن کوتاه
بود بوبکر یا علی همراه

تعظمت از حضرت نبی و علیست
در لحاف خلافت خفتن چیست

هر که با مرتضی علی نه نکوست
هر که گو باش من ندارم دوست

گر بدست است این عقیدہ و مطلب | ہم بدین بد بدار یم یارب

انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیراز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا | نبی رسول و ولیعہد حیدر کرار
امام جنّی و انسی علےؑ بود کہ ؑعلے | ز کل خلق فزون است از صغار و کبار
علے ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ ہست | اگر تو مومن پاکی بکن بریں اقرار
کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسول | امام خیر علے بعد احمد مختار
ز بعد او حسن است و حسین حجت او | مجوے جہل بریں کار مومن و دیندار
بدشمنان ملشین حافظا تو لا کن | نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہار

ایضاً از خواجہ حافظ شیراز

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است | گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولائے تو یا علی | فردا بروح پاک امامان گواہ باش

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی | پس خدا و مصطفےٰ جبرئیل باشد رافضی

مقدمہ خلافت کا ایک عجب طرح کا بھول بھولیاں ہے کہ جس سے باہر نکلنا بہت مشکل ہے کہ سنی لوگ بنظر اثبات حقیت خلافت ثلثہ کے اس آفت میں مبتلا ہو گئی کہ خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دین اور حدیثوں کو جو بروایت مخالفان اہلبیت کے ہون اور تعلیم و صحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے پیش لاوین اور شیعہ لوگون کا حال یہ ہوا کہ بلاحظہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علی علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اصل خلافت ثلثہ سے انکار کرین اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلفائے

ثلثہ کو غاصب بتھراوین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علے نے ان تینون
خلافتون کو منظور کر لیا اور قریب پچیس برس کے اُن خلفای ثلثہ کے پیچھے نماز پڑہا کئے
تو شیعہ لوگونکو سوای اسکی کچھ چارہ کار باقی نہین رہا کہ حضرت علے کے اس تسلیم خلافت
اور اقتدا بالصلوۃ کو محمول اوپر تقیہ کے کرین اور دون طرف بڑے بڑے عالم ہین
کہ اگر بطرف سنیونکی امام غزالی اور فخر الدین رازی وغیرہ ہین تو بطرف شیعون کے
شیخ بہاؤ الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور سید مرتضی اور سید رضی وغیرہ
علیہم الرحمۃ ہین اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ اس خرخشہ
و جھگڑے مین پھنسین اور ہمکو وہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو
ملاّمین مرغی حرام اور غالبًا یہ ایک نقل عوام کی بھی ہوبت مناسب مقام ہی کہ کسی
بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ مین گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش مین یہ بات
کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو اور اتفاقا اس روپیہ کو
کسی مولوی صاحب نے اُٹھایا تھا سو مولوی صاحب نے گھبراکر کے اُس بڑھیا سے
پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہی کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو
بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھ مین اوے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہین گے
مولوی صاحب جواز بس مشتاق دریافت اُسکی وجہ کے تھے سو فورًا وہ روپیہ اُس
بوڑھیا کے ہاتھ مین دیدیا تب بوڑھیا نی وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہمنے خیال کیا تھا کہ
اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اُٹھایا ہوگا تو صرف یہ بات ہوگی کہ وہ جاہل وہ روپیہ
ہمکو دیگا یا نہین اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اُٹھا لینا حلال بہی قرار دیگا
اور اسکی جواب مین مولوی صاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہی کہ ایک کم سو دلیل و
حجت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اُس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھ مین آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی
اور اب ہم کسی سُنی یا شیعہ کے سولوے سے نہین ڈرتے ہین اور سچی اس
بات کو بخوبی سمجھ لیا کہ درحقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علے تھی اور اصحاب
ثلثہ کو ضرور لازم تہا کہ حضرت علی کو بجای نبیؐ کے قبول کر کے اُنکے تحت مین کام
کرتے مگر بات تو یہ تہی کہ الائمۃ من قریش (یعنی امام لوگ قریش سے ہونگے) کہکر
کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھ خیال اس بات کا نہین کیا کہ حضرت علی
بھی قریش مین سے تھے بلکہ خصوصًا بوجہ ہاشمی اور برادر عمووی ہونے حضرت
رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علی اس خلافت درجہ چہارم
کو منظور نہین کرتے تو بے تکلف خلفای ثلثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا مین سے
سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث مین (الخلافۃ
من بعدی ثلثون سنۃ) واقع ہی یعنی کہ خلافت بعد ہماری تیس برس
ہوگی اور اندر اُس تیس برس کے حضرت علے نے اُس خلافت کو درجہ چہارم
مین منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھ ہماری دلمین
ہی یعنی کہ اس خلافت ہونے سے حضرت علی کو کچھ شرف نہین ہوا اسواسطی
کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت علی نمونہ مسیح کیواسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی
بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علی نے
منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علی کو بلقب خلیفہ کے یاد کرنیمین ہم کچھ فخر نہین سمجھتی ہین
سو اُسی طرح پر حضرت علی کو بھی داخل صحابہ سمجھنی مین ہم تمامتر راضی نہین ہین کہ
حضرت علی اپنی حقیری بہائی اور داماد حضرت رسولؐ کے تھے اور حدیث مین ہے
کہ جب حضرت رسولؐ نے درمیان دو دو صحابے کے مواخات یعنے بہائی چارا

لگا دیا تو حضرت علی روتے ہوے حضرت پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ ہمکو آپ نی کسی صحابی کا بھای نہین بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخی فی الدّنیا و الدّین یعنی تو میرا بھای ہی دنیا اور دین مین غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ بات فخر کی نہین ہے اسو واسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبیؐ کے ویسی ہی ہین جیسا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسی کے مددگار اور شریک نبوت حضرت موسی کے تھے اور بہ نسبت صحابہ کے شرط یہ ہی کہ داخل اصحاب وہ لوگ ہین کہ جنہون نے صحبت رسول پای ہو اور حالت ایمان مین مرے ہون اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ کی یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھیگا مگر مؤمن پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضامندی اور محبت علی اور اہلبیت کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہین تھا اور اسیواسطی ہم حضرت علی کو در اصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہین اور صحابی کے اصل معنی اسیقدر ہین کہ جو ساتھ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت مین تھے یعنی حالی موالی حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو برادر عمومی اور شوہر فاطمہ بنت رسول وجزو رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو یکی از اصحاب کیونکر سمجھ سکتی ہین اور یہ دو شعر میر حسن دہلوی کی بہ نسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہین کہ اُس سے یہ بات معلوم ہو گے کہ صحابہ کسکو کہتے ہین

شعر	
سلام اُنپہ جو اُسکے اصحاب ہین	وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اُنسے راضی رسول اُنسی خوش	علے اُنسے راضی بتول اُنسی خوش

اور علی ہذا القیاس لقب قریشی کا بھی واسطی حضرت علے کے کچھ فخر نہین ہی کہ حضرت

علی الدبتہ قریشی تو ہین مگر اسی قریشی مین ہاشمی پوتا عبد المطلب کے بھی ہین کہ اس
وجہ سے درجہ لقب قریشی کا بہ نسبت حضرت علے کے حسب محاورہ سررشتہ
افیون کے بالا در بالا ہو گیا اور قریش مین سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تمیم مین سے
ہین سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے
کہ عین اپنی خلافت مین حضرت علی سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے
ہین اور تو سرور اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ ہملوگ مثل ستارہ ہای آسمان
ملت کے ہین اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی النظر
الی وجہ علی لمحبتہ عبادۃ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے از روی محبت کے
ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تمیم کے اسی مقابلہ کا
انس ہے کہ جیسا قریش مین قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو
نفرت تھی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش مین بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تمیم کو
بھی مانتے ہین اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علی علیہ السلام کا
یہ ہی کہ اگر قران پر لحاظ کیا جای تو قران شریف تمامتر تبائید حضرت علے کے ہے
جیسا کہ حدیث مین واقع ہے القراٰن مع علیؑ و علیؑ مع القراٰن یعنی قرآن ساتھ
علے کے ہی اور علی ساتھ قران کے اور اگر حدیثین سب طرحکی وضعی اور غیر وضعی پر
روایت حضرت عایشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کر لیجائین تو کیا شک ہے
کہ افضلیت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اوپر حضرت علی کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے
لقب سنیون کا جو اہلسنت و الجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا
سنت یعنی حدیثون پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیون پر ہے مگر جب یہ تمام
حدیثین بغور دیکھی جائین اور راویان کی حالتون پر رسیای اور ساتھ احادیث

عطای علم بروز خیبر اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ وانت منی بمنزلۃ ھارون
من موسی ولحمک لحمی ودمک دمی وانت منی وانا منک
اور حدیث اہلبیت متعلق آیت تطہیر وحدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے
مقابلہ کیا جاوی تو صاف صاف یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث افضلیت
صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہین اور سنیون کو مجبوری اس بات
مین ہے کہ کچھ جعل وفریب قران مین کرکے افضلیت صحابہ کی دکھلا نہین سکتی ہین
اور شک نہین ہے کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت شایستگی
سی انجام دیا اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدۂ خلافت کے
تھے اور بملاحظہ تاریخ واقدی کے معلوم ہوتا ہی کہ فتوحات شام ومصر وغیرہ
مین تمامتر تائید ایزدی بطرف خالد وابو عبیدہ جراح کے تھی اور یہ بات
حضرت عمر کی خلافت مین واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونون
خلافتون کو قبول کرلیا تو اس جہت سی یہ دونون خلافتین صحیح بھی ہوگئین مگر
ان خلفای ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہین ہی کہ حضرت علی ان تینون
خلیفون کے ویسی ہی مولا ہین کہ جیسی حضرت نبیؐ انکے مولا ہین اور ان تینون
خلیفونکی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علو مرتبت مین کچھ نقصان
نہین ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کوی بات شرف کی واسطی حضرت علیکی
نہین ہے۔ روضۃ الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گذر گئی تو مصریون نے
حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہون حضرت علی نی فرمایا کہ
بغیر رضامندی اصحاب بدر کے منظوری اس خلافت کی نہین ہوسکتی ہی تب
مصریون نے اپنے ساتھ صحابیون کو ہم داستان اپنا کرکے پھر اس بات کو

عرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد مرنے عمر کے ہمکو خواہش خلافت کی
تھی مگر اب ہمکو کچھ خواہش نہین ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اُسکی
تابعداری کرینگے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی
لوگون نے پھر اصرار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ و زبیر کے یہ
بات نہین ہوسکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونون
شخصونمین سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اُسکی تابعداری ہم کرینگے مگر اون لوگون
نے منظور نہین کیا غرض اوّل طلحہ نے اور بعد اُسکی زبیر وغیرہ صحابیون نے
بیعت کی اور حضرت علی نے بطرف طلحہ کے نظر کرکے کہا کہ طلحہ واسطی نقض
پیمان اور توڑنے میثاق کے سزاوار تر ہے اور کچھ لوگون نے مخالفت کی اور نعمان
ابن بشیر انصاری کٹی ہوئی انگلی کو نائلہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان
کو معاویہ کے پاس ملک شام مین لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخرکار
طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکر کے حضرت علی سے جنگ جمل مین لڑے
اور شکست کھائی اور اسکی بعد جنگ صفین معاویہ کی ہوئے۔ راقم۔
اسوقت مین بھی جو حضرت علی خلیفہ بنائی گئے سو کسی نے حدیث من کنت مولاہ
فعلی مولاہ کو یاد نہین کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پُر اختلال مین لوگون نے
خلیفہ بنالیا سو اس بات مین کسی کا کچھ احسان نہین ہے کہ ہزارہا ان کسان بلوائیان
مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تھا کہ اگر اسوقت مین
معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو باحتمال غالب وہ بھی اس خلافت کو اسوقت مین اور خاص
مدینہ مین قبول نہین کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی جرأت اور ہمت تھی کہ اس
خلافت کو منظور کرلیا اور بنی امیہ وغیرہ قریشیون کو جو حضرت علی سے گریزان تھے

درحقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہین تھی اور انجام اس خلافت کا یہ
ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو ۳۵ سنہ ہجری مین قبول کیا تھا تا آخر وقت
جناب امیر کے جو ۴۰ سنہ ہجری مین شہادت آپکی ہوی تمام عمر اپکی مکدر کٹی اور شاہ
عبدالحق صاحب جو شرح مین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہ بات لکھتے ہین
کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلا فصل کیا ضرور ہے اور
حضرت علے نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملمع اور بطور ابلہ فریبی کے
ہے اسواسطے کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کر کے خلیفہ نہین بنایا ہی
بلکہ یہ مقتضا اسوقت کے شور و شر کا تھا کہ جو حضرت علے خلیفہ بنای گئے او جہانتک
ہو سکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کیئے گئے ۵

عجب بد فطرت و ناپاک بودند	کہ در حب علی تقصیر کردند

اور جس طرح پر کہ جنگ جمل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع
ہوا سو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہین کہ انکا ذکر کرنا صرف ملال انگیز ہے اور
معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کربلا کے ایسا پر فتنہ اور پر آشوب
تھا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت مین مصروف و مشغول
تھے اور یہ حوصلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونون جنگ جمل اور جنگ صفین
کیواسطے مسئلہ خطائی الاجتہاد کا اپنی طبیعت سی ایجاد کرین اور اسمین کیا خطائے
اجتہاد ہی کہ خود حضرت عائشہ اقتلوا النعثل کہہ کر کے لوگون کو برانگیختہ کرین اور
حضرت عثمان کو کافر کہین اور پھر جب قتل عثمان کا ہوا تو بوقت پھرنے بطرف
مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کر کے پوچھا کہ خلیفہ کون شخص ہوا
اور بمجرد سننی امام حضرت علے کے کہا کہ اب ہمکو مدینہ جانی اقامت نہین ہی اور

اُسی جگہ سے مکہ کو لوٹ کر کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تھی آیندہ سنیوں کو اختیار ہی کہ ایسی بی بی کو ثقہ صدیقہ کا دیکر کے اُنکی حدیثین در بارہ افضلیت اصحاب ثلثہ کے ملحوظ کریں اور طلحے اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اوائل خلافت مین حضرت علے کے حکومت بصرہ و کوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تھی اور حضرت علی نے کہا کہ تمہاری پاس رہنی سے ہمکو قوت ہی اور جب تم جدا ہو جاؤگی تو ہم مشورہ کس سے کرینگے اور اس بات سی یہ دونون صاحب ملول ہو کر کے حضرت عائشہ سے جا ملی اور مشورہ اور بندوبست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم کر کے سر اُٹھایا مگر بہر حال انجام اُن دونون صاحبون کا بخیر ہوا کہ آخر کو مخالفت سی باز آکر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے منافقون سے معمور تھا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہمکو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین فرمایا تھا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فتقتلوا و تھلکوا یعنی نہین خوف ہی مجکو تم لوگونسی کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میری مگر مجھی خوف اس بات کا ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کروگے آپسمین اور ہلاک ہوگے تم لوگ سو بملاحظہ حالات جنگ جمل اور جنگ صفین کی تمام تر تصدیق اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب مقام ہی

شعر

متابعت بمنافق چہ میکند بگذر | زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

اور جن صاحبون کو فن تاریخ مین مناسبت ہی سو اُنکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتدا سی کون کون لوگ ہین اور استعمال لفظ منافق
کا بہ نسبت دشمنان علے کے بہت درست ہی از روی حدیث لایحبہ الا مومن ولا
یبغضہ الا منافق کے یعنی کہ نہین دوست رکھیگا اُس علی کو مگر مومن اور
نہین بغض رکھیگا اُس علے سے مگر منافق اور شک نہین ہے کہ سنیان تفضیل
الشیخین کے بھے اگر خوب تنگ کر کے پکڑے جائین تو جواب یہی ہو گا کہ ہان ہمکو
بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی آثارات اور نشانات ہوتے ہین ایک
یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیحدگی چاہتا ہی نہ یہ کہ دوست کے
دشمنونکی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر مین خوش ہو
نہ یہ کہ دوست کے ذکر مین رنگ چہرہ کا اوڑجای۔

تشعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر است	مرد این رہ را نشانی دیگر است

اور اس عرصہ مین ایک خط جناب مرزا محمود حسن صاحب رئیس بھاگلپور محلہ محمد آباد
کا بڑے جوش و تپاک کا پہونچا کہ اسمین ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحق مولف کتاب
ہذا کے لکھا ہی کہ بنظر یادگار و امید قبولیت درگاہ باریتعالی کے اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی

قصیدہ

مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ	با خدا و مصطفے خوش سازگاری کردہ
از علے و فاطمہ تا مہدی آخر زمان	حق بحق دادی و باطل را تو خواری کردہ
از حضیض دہر دون او جب بگردون در رسید	با علے در باغ جنت تو قراری کردہ
از حدیث آیت این تالیف تو چون شد دلیل	در رہ حق و یقین مشغل گذاری کردہ
خوش بحقی در سفینی خوش بری روزگار	در زمین و آسمان خوش یادگاری کردہ

از پئی تحریر این دستت ببوسد جبرئیل
آید ازین چون مدح آن دلدل سوارے کردہ

در جزائے این عمل وی آید از غیبت ندا
فادخلی فی جنتی کاین عمدہ کاری کردہ

باحسن خستہ کہ داری گوشۂ خاطر لطیف
میکند از دل دعامنت گذاری کردہ

یارباوت آسمان حافظ حمایت جاودان
سونست معصومیان رحمت جوارے کردہ

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صاحب ابن سید امداد علی ابن سید حسن علے ابن سید حسین متوطن موضع احسن گنج ٹکٹی پرگنہ بہیا ضلع شاہ آباد کا بمقام چوکی کمان ضلع سارن سے پہونچا کہ وہ بھی بملاحظہ محبت وتبرک انکی نقل کیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعین ونصلی علی محمد وآلہ الطاہرین واصحابہ الاکرمین — بیت

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار
نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

جناب ہدایت مآب ناصر طریقہ امیہ اطہار حامی ملت سید ابرار محب واثق حیدر کرار عابد شب زندہ دار مولانا سیدنا البرمی عن الشبین السید محمد وحید الدین حسین خانصاحب بہادر متخلص آزاد مدظلہ العالی اضعف العباد ومحتاج بشفاعت سبطین کمترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علے ابن مغفور سید حسن علی بن السید حسین حشرہم اللہ مع الحسنین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنای قدمبوس کہ فخر خود میدانم اگر میسر آید طوطیای چشم خود سازم سیر ساند گر قبول افتد زہی عز وشرف ×

الحمد للہ کہ درین زمانہ پر آشوب ہمچون ذات قدسی صفات را یکی از معتقدات می پندارم چرا کہ اگر درین دار ناپائدار مثل جناب فیض اکتساب حق گو وانصاف پسند چند کس میبودند بخدا سوگند کہ تاریکی جہان وجہانیان ہرگز نمی ماند — لہ افتہ

ہزار شکر خداوند قادر وقیوم
کہ ہمچو ذات وحید بہشت ناصر معصوم

چون بسال گذشته شهرهٔ عام کتاب وحدت آخرت نیک مرتصنیفی جناب والا شنیدم - بهزار حسبت وجویافتم - بغور تمام دیدم - وموزونی طبیعت حق طویت بندگان عالی را صد آفرین ها خواندم به یقین دانستم که ای شه آخرت نیک شد لراقمه

آخرت نیک شد جناب وحید		زانکه کردی تو نام شاه شهید

امسال روزی نشسته از شفیق رفیق جناب میر ابو الحسن صاحب رحیم الله عن الشر والفتن یکے از رئیسان اثنا عشری مستفسر حال خیریت مآل عدالت خصال بودم کر مژده تازه تالیف کتاب ثانی (حاتحقیق بمشربِ سنی سرشتند) بم بس مشتاق شدم چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معلی القاب مولانا مقتدانا - منظم فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام ظله از جناب عالی طلبیدم - من چه گویم که آنجناب بمجرد تحریر این حقیر بر هگذر و فور شفقت بزرگانه و توجهات کریمانه اولا تا صفحه (۳۷۲) وثانیا تا صفحه (۴۰۸) عنایت فرمودند بخدا بس رهین منت شدم - بملاحظه تمام معاینه کردم - سبحان الله چه خوب داد انصاف داده اند وعدل نوشیروانی را کار فرموده اند - بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق - بلکه چنین فیصلهٔ بی نظیر ناطق شده که استرداد شش شدن نمی تواند عند الله ماجور وعند الناس مشکور

لراقمه

زانکه کردی تو وصف اسد الله		چون نباشد که این همه باعث

جوش ولای حضرت مولای مشکلکشا اسد الله غالب علی کل غالب است شک نیست که آنجناب در صالح المومنین اند وحشر حضور با ائمه هدی علیهم السلام خواهد شد چنانکه متائید تحریر من بشارت خواب است که تعبیرش از بیت ذیل هویدا است لراقمه

نبی وشاه علی هر دو راضی شدند		[illegible]

شہرۂ آفاق کتاب مستطاب جناب فیضمآب باکناف عالم ثمر یاب و درین اطراف خصوصاً چنین شدہ کہ جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین برائے معاینۂ اش می آیند و بکمال جوش و لہا می بلبند بخدا و عامی و ہندکہ غفور الرحیم جناب عدالت مآب وحید العصر فرید الدہر ازادہ اظلہ حق پسند و منصف مزاج را درین سنہ بجی سرای از شر حاسدان و کوتہ اندیشان محفوظ و انچہ کہ باید از آن محظوظ و بمحبت ائمہ معصومین مستحکم و قایم دارد و در آن عالم بالا ہم جای صدر اعلی نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایہا الناس محبت علی جزو ایمان است پیغمبران را ہم فخر نیست کسیکہ محبت علی ندارد حیدری نیست ۔ بندہ خدا ایمیست چنانکہ قول شاعر

بے مرتضے رسولونکی پیغمبری نہین	وو بندہ خدا نہین جو حیدری نہین
ولیکن	
ای دل جسی وسیلۂ مشکلکشا نہین	تا خشہ اسکی در دکی ہرگز وو انہین

الحق ماشاء اللہ درین حد تحقیق انچہ کہ حق انصاف بود و باستدلال معقول برہین قاطع احقاق حق فرمودہ اند ۔ مرا یقین کامل است کہ ازین کتاب مستطاب کہ بسیاری کسان کہ در کوچہ ضلالت افتادہ اند براہ راست خواہند آمد ۔ لہذا راقمہ

حقا کہ حق پسندی و حق البیان شدی	ای خضر رہنمای رہ گمرہان شدے

لاریب بصلۂ این دا حق پسندی و ولای مولای مشکلکشا جناب اسد اللہ غالب علے کل غالب بر ہمہ غالب و بہر دو جہان سرخرو خواہد داشت آمین رب العالمین راقمہ

وحید عصر فرید دہر شدی آزاد	کہ روح مرتضوی را تو کردہ پیش و پا

ما بی بضاعت و ذرہ بمقدار را چہ یارا کہ بمدح آنجناب لب کشایم و چہ جاے

کہ خود تمامی عالم مداح آنجناب انصاف پسند ہست چونکہ من ہم یکی از بہی خواہ بندگان والا ہستم و بہر حال شکر گذاری مرا لازم بلکہ واجب بنا بر مختصر سطری چند عرض پرداز شدم۔ برای بقیۂ اجزا لبس مشتاق ام۔ مرا یقین است کہ ہر گاہ کل طبع خواہد شد ضرور خود حضور مرحمت خواہند فرمود۔ اگر حقیر را یکی از خادم ورم نا شنیدہ خود تصور نمودہ صرف از امر جبہ خیریت مزاج سامی بذریعہ سرفراز نامہ عالی مطلع و ممتاز فرمایند بعید از شفقت بزرگانہ نخواہد شد بدل فخر و مباہات خود خواہم پنداشت ختم می کنم این عریضہ مختصر را باین دعای آخر کہ حبل شانہ با ایمۂ ہدی محشور گرداناد بالنون والصاد

لمؤلفہ

ندا غیبی اقبال را این رسید کہ خلد برین شد مقام و نوید

رباعی تاریخ وصول کتاب لاجواب گرچہ قابل ملاحظہ جناب نیست الا این سرمایہ کم مایگان ہست اگر مقبول گردد مرا ہے فخر خود دانم

رباعی

تمکو تو سنے نے بخشا کیا وصف کروں تیرے رقم

تمکو تو غلے نے ہے دیا کیا حب مہدی باغ ارم

۱۲ھ

رباعی دیگر

تم تو عادل ہو ؛ تم تو کامل ہو ؛

حق کے طالب ہو مرحبا غالب ہو ؛

۱۲ھ

تخریل منقبت از سید امداد امام متخلص باثر پسر اکبر وحید الدین آزاد مولف کتاب ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے ہم دونوں باپ بیٹا ایک ہی اعتقاد کے ہیں اور اندر لوائے محبت حیدری کے زندگی کرتے ہیں

غزل منقبت

سرور کون و مکان شاہ سلام علیک
قاسم نار و جنان شاہ سلام علیک

مالک ملک کرم نائب شاہ امم
بادشہ انس و جان شاہ سلام علیک

ضیغم دین خدا حیدر خیبر کشا
داغ نہ سرکشان شاہ سلام علیک

شافع روز جزا ہادی ہر دو سرا
چارہ بیچارگان شاہ سلام علیک

حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب
فخر شہان جہان شاہ سلام علیک

دافع داغ الم دارو ی ہر درد و سقم
مرہم خستہ دلان شاہ سلام علیک

مفتی دین خدا حاکم ملک رضا
حق ز کلامت عیان شاہ سلام علیک

زینت بزم نبیؐ فخر نبیؐ و ولی
شمع شبستان جان شاہ سلام علیک

مقصد و مقصود ما شاہد و مشہود ما
نام تو ورد زبان شاہ سلام علیک

لحمک لحمی نبیؐ گفت ترا یا علی
ہستی مرا جان جان شاہ سلام علیک

صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی
سرور ہر دو جہان شاہ سلام علیک

مظہر ذات خدا جلوہ دہ انبیا
فخر شہ مرسلان شاہ سلام علیک

خالق کون و مکان کرد تنایت بیان
چون نشوم مدح خوان شاہ سلام علیک

بخش ز عشق خدا این اثر مردہ را
زندگی جاودان شاہ سلام علیک

انتخاب اشعار از مثنوی سید امداد امام اثر مذکور

چون نہ نالم در غم عشق علیؑ
افتخار ہر نبی و ہر ولی

الفت حیدر ہمین اسلام ما
نام پاک شاہ زیب کام ما

دردہا دارد دل شیدای من
زین سبب این گریہ شبہای من

عاشقی پیداست از زار ے دل
نیست بیماری چو بیمار ے دل

عین ایمان ست عشق مرتضے
نور بخش دیدۂ مرد خدا

دشمن مولیٰ است کور و بے بصر
همچو اعمی میرود سوئے سقر

دشمنان را نام مولی جان گزاست
دوستان را نام مولے جانفزاست

ننگر و حاسد بسوئے بوتراب
شپره بیند نه روئے آفتاب

رتبهٔ حیدر برون از فهم ماست
رتبه دانِ او جناب کبریاست

از اهانت کم نگردد شان او
سجده گاه او لیا ایوان او

کفر بهتر از چنین دین خراب
کاندران رکن ست بغض بوتراب

توبه توهین علےؑ پرداختی
رتبهٔ شاه نجف نشناختی

رتبهٔ حیدر چه دانی اے غبی
تو بسوئے معنے صمّ شدی

با عدو مرتضے داری ولا
یا ندانی معنے شرم و حیا

تو بفضل مرتضے داری سخن
مدح حیدر میکند ستر گبن +

آن گبن به از چنین اسلامیان
آن گبن به از چنین اسلامیان

این شقاوت شیوهٔ اسلام نیست
بر چنین فهم و نکا باید گریست

این ملجم شرم دارد زین گروه
پیش بے عنوانی شان پیشتوه

آمدم اکنون به مدح بوتراب
نور او روشن ز نور آفتاب

اهل اتی وارد شده در شان او
خالق کونین مدحت خوان او

زور بازوئے جناب مصطفے
افتخار او لیاؤ انبیاؑ

دوش پاک مصطفے معراج او
گوهر عرفان زیب تاج او

شیر نر حیدر لقب خیبر کشا
خیغم حق شهسوار لافتے

عالم علم سنے و باب علم
مصدر جود و سخا و صبر و حلم

سرور دین شافع روز جزا — جانشین حضرت خیر الورے
ذات پاکش مظہر رب جلیل — دین حق را آمدہ روشن دلیل
بعد پیغمبر ہمہ را سرور است — از ہمہ بعد پیمبر برتر است
داخل آل عبا و پنجتن — سرور خیل ائمہ بوالحسن
ہم وصی و ہم انیس مصطفے — زوج پاک حضرت خیر النسا
از تو دارد یا علے کعبہ شرف — یا علے تو مودتے و کعبہ صدف
بت شکن ہستی بت پندار را — جان و تن دادہ براہ ارتضا
رجعت خورشید از اعجاز تو — از ہمہ بنیم جدا انداز تو
تو ہمان نورے کہ بودی در ازل — ایمن از مکر شیاطین و دغل
تو سراپا ستر ربانی علے — تو سراسر جان را جانے علے
دشمن تو در دو عالم خوار شد — چون زمد حت بر سر انکار شد
حاسدان گویند ما را افضلے — تا زما باشد جواب شافعی

فصل ۸۷

اس فصل مین بعض کلمات قدسیہ حضرت امیر المومنین علے ابن ابی طالب علیہ السلام کے جلد سیوم روضۃ الصفا سی منقول ہوتے ہین کہ جس سے فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہین اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ صرف قال نہین بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنے کہ قول و فعل آپ کی ہمنان ہین۔

خسر الدنیا اولھا غنا و اخرھا فنا فی حلالھا حساب و فی حرامھا عذاب من صح فیھا امن و من مرض فیھا ندم و من استغنے فیھا فتن و من سا عافاتہ و من نظر فیھا الھتہ

ترجمہ دنیا جو ہی سو اول اُسکا بیچ و تردد دے اور آخر اُسکا فنا ہے
حلال کا اُسکے حساب ہوگا اور حرام پر اُسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہی
اُسمین سو بفکر ہو جاتا ہی یعنی حالت صحت و تندرستی مین کچھ فکر و اندیشہ اپنی
ناتندرستی کا نہین کرتا ہی اور جب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت
سے گویا نا امید ہو جاتا ہی غرض کہ دونون حالت صحت و مرض مین خیال آیندہ کا
نہین کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ مین پڑتا ہی یعنے کچھ تمیز
حلال و حرام کی باقی نہین رہتے ہے اور جو شخص کہ بچھے دوڑتا ہی اُس دنیا کے
سو ویسا اُسی فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر انصاف کرے اُسپر وہ دنیا اُسکو
غافل کر دیتی ہے **فصل** فرض اللہ تعالی الایمان تطہیرا من الشرک والصلوٰۃ
تنزیہا عن الکبر والزکوۃ تشبیبا للرزق والصیام ابتلاء لاخلاص الخلق والحج تقویۃ
للدین والجہاد عزا للاسلام والامر بالمعروف مصلحۃ للعوام والنہی عن المنکر ردعا
للسفہاء والقصاص حقنا للدماء وترک شرب الخمر تحصینا للعقل وترک الزنا
تحصینا للنسب وترک اللواطۃ تکثیرا للنسل وبقاءہ
ترجمہ فرض کیا اللہ تعالی نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو
بنظر منزہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا اللہ نے
زکوۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنے بذریعہ زکواۃ کے محتاجون کو بھی روزی
پہونچ جاتی ہے اور فرض کیا اللہ نے روزہ کو واسطے امتحان خلوص عمل کے
یعنے روزہ رکھنی سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکم خدا کو مانتا ہی کہ بسبب تا بعداری کی
بھوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوت دینی دین کے کہ جس سے
مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ مین جمع ہون اور اُنکی آپس کی ملاقات اور

اور اسی ارکان سے دین کو قوت ہو اور فرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام کے
اور فرض کیا امر بالمعروف کو یعنے سکھلانی کو شرعی باتونکے بنظر مصلحت عوام کے
کہ عوام لوگ کو خود احکام شرعی پر اطلاع نہین ہی اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنے
منع کرنے کو برے کامونسے واسطے لانے بیوقوفونکے بطرف ہدایت کے یعنے
برا کام کرنا کہ جسکا انجام عذاب ہو ایک کام بیوقوفی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ
خود آپ مبتلای عذاب ہوتا ہی اور فرض کیا قصاص کو یعنے خون کرنے کو بدلے
مین خون کے بنظر حفاظت خونون کے یعنے بخوف ماریجانے بیدل ایک خون کے
لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چھوڑ دینے کو شراب خواری کی واسطی
حفاظت عقل کے کسواسطی کہ خمر کی تعریف یہ ہی کہ الخمر ما یخمر العقل یعنی خمر وہ
چیز ہے کہ جس سے خمیر یعنی جوش آتا ہی عقل مین اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت
نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہو یعنے زنا سی جو پیدا ہو سو کیا معلوم
ہوسکتا ہی کہ اسکا باپ کون تہا کہ حساب نسب کا باپ کیطرف سی ہی اور فرض کیا
ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اسکے یعنی لواطت مین جو
مادہ کہ مرد سے نکلتا ہی سو اُس سے کوئی اولاد نہین پیدا ہوسکتی حالانکہ شہوت
جو دی گئی ہی سو اُس سے مقصود یہ ہی کہ نوع انسانی بڑہے اور قائم رہے
نمبر ۳ لتنا من خوف الذل فی الذل ترجمہ آدمی لوگ
بوجہ خوف ذلت کے ذلت مین پڑتے ہین مثلاً بدن پر کپڑا نہین ہی تو واسطی دفع
کرنے اس ذلت کی ذلت سوال کرنے کو قبول کرتے ہین حالانکہ کپڑا بہم پہونچانا
اپنی ہاتھ کی کوشش سی چاہیئے بیت

ہر کہ نان از عمل خویش خورد		منت حاتم طائی نبرد

نمبر ۴ طوبیٰ لمن ذکر المعاد وعمل للحساب وقنع بالکفاف ورضی عن اللہ تعالیٰ

ترجمہ مبارک ہی وہ آدمی جو یاد رکھے معاد یعنے بھای عمر کو اپنے اور عمل کرنے کو

نیک کا ہونکے اور قناعت کرے روزے سے معین پر اور راضی رہے خدا سے

نمبر ۵ اغنی الغناء العقل واکبر الفقر الحمق واوحش الوحشۃ العجب

واکرم الحسب حسن الخلق ترجمہ سب سی بڑہ کر کے دولمندی عقل ہے

یعنے عقل بڑی دولت ہی اور سب سی بڑہ کر کے فقر حماقت ہی یعنی احمق آدمی

ہر کام مین اپنے محتاج ہی اور سب سی زیادہ تر وحشت عجب یعنی خود پسندی ہی

یعنی خود پسند آدمی سب لوگونکی رای سے وحشت کرتا ہی اور بزرگتر ین حسب یعنی بزرگترین

صفت ذاتی حسن خلق ہی

نمبر ۶ الغنی فی الغربۃ وطن والفقر فی الوطن غربۃ

ترجمہ غنی آدمی مسافرت مین وطن مین ہی اور فقیر آدمی اپنے وطن مین

مسافرت مین ہی۔ بیت

منعم بکوہ ودشت بیابان غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد وخوابگاہ ساخت
وان را کہ بر مراد جہان نیست دسترس	در زادبوم خویش غریب است تا شناخت

نمبر ۷ فوت الحاجۃ اھون من طلبھا الی غیر اھلھا

ترجمہ فوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہی طلب کرنے سے

اس حاجت کے ایک شخص نا اہل سے۔

نمبر ۸ لا مال انفع من العقل ولا وحدۃ اوحش من العجب ولا عقل

کالتدبیر ولا کرم کالتقوی ولا قرین کحسن الخلق ولا میراث کالادب

ولا قائد کالتوفیق ولا تجارۃ کالعمل الصالح ولا ربح کالثواب ولا ورع

کالوقوف عند الشبهة ولا زهد کالزهد فی الحرام ولا علم کالتفکر
ولا عبادة کادا الفرائض ولا ایمان کالحیاء والصبر ولا حسب
کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا عجب کالعجب ولا مظاهرة اوثق من مشاورة
ترجمہ کوئی مال نافع عقل سے نہین ہی یعنے عقل بڑی دولت ہی اور کوئی
تنہائی وحشی ترجمہ یعنی خود پسندی سے نہین ہی کہ جس سبب سے عجب والا آدمی
ہمیشہ حالت تنہائی مین اور لوگون سے الگ تھلگ رہتا ہی اور نہین کوئی عقل ہی
مثل تدبیر یعنے دور اندیشی کے اور نہین کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت ہی مثل
تقوی کے اور نہین کوئی ساتھی ہی مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا
سب لوگ ساتھ دیتے ہین اور نہین کوئی میراث یعنی متروکہ ہی مثل ادب شایستگی کی

ادب تا جلیست از لطف الٰہی		بنہ بر سر بر ہر جا کہ خواہی

اور نہین کوئی راہبر ہی مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہونچا دیتی ہی اور
اور نہین کوئی تجارت ہی مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک مین کچھ خسارہ نہین ہی
اور نہین کوئی نفع ہی مثل ثواب کے اور نہین کوئی پرہیزگاری ہی مثل توقف
کر جانے کے وقت شبہ کے یعنے کسی چیز کے حلت مین جو شبہ واقع ہو تو اسکی
قبول کرنی بھی بازر ہی یعنی مال شبہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہین کوئی زہد ہی
مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوی اور نہین کوئی علم ہی مثل
تفکر یعنے سوچ وبچار کہ سوچ وبچار سے علم قوی ہوتا ہی اور نہین کوئی عبادت
ہی مثل ادائی فرائض کے اور نہین کوئی ایمان ہی مثل حیا اور صبر کے اور نہین
کوئی حسب یعنی صفت ذاتی ہی مثل تواضع کے اور نہین کوئی شرافت ہی مثل
علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا شرف ہی اور نہین کوئی عجب یعنی استقلال طبع ہی

مثل عام کے اور نہین کوئی مدد و پشت پناہ ہی مضمون باتر مشورہ سے۔

نمبر ۹ اضافۃ الفصۃ غصۃ ترجمہ بڑہانا قصہ نافوقت وقت کار نج اٹھانا ہی سے

وقت پر کار نکھدار کہ نافع نہ بود		نوش دارو کہ پس از مرگ سہراب دہند

نمبر ۱۰ من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ ومن اعطی التوبہ لم یحرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادۃ ترجمہ جس شخص کو عطا ہوئین چار چیزین نہین محروم رہیگا وہ شخص پا چیزونسے جو شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق دعا مانگنی کی نہین محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اس دعا کی اور جو شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق توبہ کرنے کی نہین محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہونی سے اس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیگئی استغفار یعنی مغفرت مانگنی کی سو نہین محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیگئی شکر کرنیکی سو وہ نہین محروم ہوگا زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہی۔

نمبر ۱۱ من بعط بالید القصیرۃ یعطی بالید الطویلۃ ترجمہ جو شخص کہ بخشش کریگا اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اسکو دیا جائیگا بڑے ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدور پر خیرات کریگا سو اسکو بہت کچھ دیا جائیگا وہ در دنیا و ہفتاد در آخرت۔

نمبر ۱۲ اصدق قاءلک ثلثۃ واعداءک ثلثۃ اما اصدق قاءلک فصدیقک وصدیق صدیقک وعدوک وعدو عدوک واما اعداءک فعدوک وعدو وعدو صدیقک وصدیق عدوک ترجمہ دوستان تمہاری تین ہین اور دشمنان تمہاری تین ہین لیکن تفصیل دوستونکی یہ ہی کہ دوست تمہارا اور

دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل
دوستان کے ہین اور تفصیل تمہاری دشمنون کی یہ ہی کہ دشمن تمہارا اور دشمن
تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہین فقط
خدا کے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علی کا تھا ہم بھی داخل دوستان
علے کے سمجھے جائین کہ یہ اخیر درجہ دوست کا بھی ہماری نجات کیواسطی بہت
کافی ہی اور سنیمان معاویہ شاہی اپنی خبر لین کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیکی
کہین داخل دشمنان کے نہ ہو جائین ۔

نمبر ۱۳ مودۃ الآباء قرابۃ بین الابناء والقرابۃ احوج الی المودۃ من المودۃ الی القرابۃ

ترجمہ محبت باپ دادون کی ایک قرابت ہی فرزندونسے یعنے باپ دادون کو
اگر تم محبت سی یاد کرو گے تو تمہاری فرزند لوگ بھی تم سے محبت سے یاد کرینگی بیت

تو بجای پدر چہ کردے خیر کہ ہمان چشم از پسر داری

اور قرابت محتاج تر ہی طرف محبت کے بہ نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قرابت
کی ہو یعنی قرابت محتاج محبت کی ہی مگر محبت محتاج قرابت کی نہین ہی ۔

نمبر ۱۴ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سی سوال کیا اوسد علی رجل
بابٌ وترک فیہ من این کان یاتیہ رزقہ یعنی اگر بند کیا جای دروازہ اوپر
ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جای وہ اسی مکانمین پس کہانسی آویگی روزی اسکی
حضرت علی نے جواب دیا من حیث یاتیہ اجلہ یعنے اسی طرحسی روزی آویگی
کہ جسطرحسے موت اسکی آویگی ۔

نمبر ۱۵ ما احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلبًا لما عند اللہ واحسن منہ تکبر
الفقراء علی الاغنیاء اتکالا علی اللہ ترجمہ کیا خوب ہی تواضع کرنا امیرونکا

نجریبون سے تبلاش اُس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہی اور اُس سے بھی خوب تر ہی
غرور کرنا فقیرون کا امیرون سے بنظر توکل کرنے اوپر خدا کے اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتے ہین کہ بیانمین حکمتون اور خطبی اور نصیحتون کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے
افصح الفصحا ہین اور کلمات آپ کے حدود و شمار سے افزون ہین مگر چونکہ یہ کتاب
روضۃ الصفا کی فن تاریخ مین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور حال یہ ہی
کہ ملا محمد ابن خاوندشاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہی
اور ہم تمامتر ساتھ اُسکی ہم اعتقاد ہین کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحاب ثلثہ اور
حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر سے کچھ کاوش نہین ہی مگر اس شخص کو تمامتر گرویدگی
ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور دوازدہ امام کے ہی اور معاویہ سے اس
شخص کو کمال نفرت ہی غرض کچھ شک نہین کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک
شخص تفضیلیہ مذہب کا اور نہایت صاف و پاک مشرب کا ہی اور دیگر اقوال
حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گذری ہین سو ہم بھی اُنمین سے
اس جگہ پر وہ قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہین اور اگر بخت مساعد ہو
تو انشاء اللہ تعالی ایک شرح دیوان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بھی کیجائیگی

نمبر ۱ الدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت من احدھما بعدت من الآخر

ترجمہ دین اور دنیا مثل پورب و پچھم کے ہی کہ اگر کسی ایک سی اُن دونونمین
تو نزدیک ہوگا تو تو دور ہوگا دوسرے سے

نمبر ۲ الدنیا کالظل فاذا سعیت لہ یھرب منک وان ھربت منہ یسعی الیک

ترجمہ دنیا مثل سایہ کے ہی کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ بھاگیگا
تجھ سے اور اگر تو بھاگے اُس سے تو وہ دوڑیگا تیری طرف ۔

اب بیان معاویہ شاہی تفضیل الشیخین کے ہمکو دیکھلا دین کہ انکی پاس کچھ کلمات خلفای ثلثہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولا علیکی ہین یا خیر اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکھتی ہین کہ حضرت عمر متصوف بھی تھی اور ایک رسالہ بھی تصوف مین اُنسے ہی سبحان اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا ہوگا کہ جو حضرت علیکی گھر کے جلانے کو ہاتھ مین آگ لیکر گئے تھے اور نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا جو حضرت ابوبکر نے لکھدیا تہا سو اسکو حضرت فاطمہ سے واپس لیکر کے چاک کرا دیا اور بہرحال حضرت عمر جو کچھ صوفی مشرب باعتقاد شاہ ولی اللہ صاحب کے ہون سو ہون مگر چودہ خانوادہ فقرا مین سے کوی سلسلہ حضرت عمر تک نہین پہونچتا ہی اور حضرت عمر کا صوفی قرار دینا ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اسنی ایک گوری رنگ کا حبشی دیکھا ہی اور اسپر مزید یہ ہی کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہانتک ترقی کی ہی کہ تصوف مین حضرت علی کو حضرت عمر سے تعلیم تھی حالانکہ سہنی مقامات متعدد مین دکھلایا ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سی کچھ کراہت تھی مگر شک نہین ہی کہ ان خلفای ثلثہ مین سے حضرت ابوبکر کو ایک میل طبیعی بطرف فقر کے تہا اور چاردہ خانوادہ مین سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابوبکر تک پہونچتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل سے حضرت ابوبکر کی خوبی اور بزرگی پائیجاتی ہی۔

اشعار

خذ بلطفك یا الٰہی من لہ زاد قلیل	مفلسًا بالصدق یاتی عندبابك یا جلیل
الٰہی تو ساتھ لطف اپنے ای بار خدا اُس شخص کو کہ جسکو ہی توشہ راہ تھوڑا	جس حالتمین کہ مفلس ہے اور آتا ہی ساتھ صدق کی تیری در پر اے جلیل

ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
اسکا گناہ ایک بڑا گناہ ہی پس معاف کر تو اس بڑی گناہ کو

منہ عصیانٌ ونسیان وسہو بعد سہو
اور اس شخص سے عصیان ہو ونسیان اور سہو بعد سہو کے

مال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد
پہونچی ہی میرے گناہان میرے مثل بالو کی جو شمار نہیں ہوتے ہین

قل لنارٍ ابردی یا ربّ فی حقی کما
کہ تو آگ کو کہ ٹھنڈی ہو جا ای رب تئین میرے حق مین جیسا کہ

عافی من کل داءٍ واقضِ عنّی حاجتی
عافیت دے تو ہمکو ہر بیمار سے اور بر لا تو حاجت میری

انت شاف انت کاف فی مہمات الامور
تو شفا دینی والا ہی تو کافی ہی مہمات امور مین

رَبِّ ھب لی کنز فضل انت وھاب کریم
ای رب میرا بخش تو ہمکو خزانہ فضل کو کہ تو

کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل
کیسا حال میرا ہی ای اللہ میری کہ نہین ہی مجکو نیکی عمل کی

ھب لنا ملکا کبیرا نجنا مما خاف
بخش تو ہمکو ایک بڑا ملک اور نجات دی تو ہمکو جس
چیز سے کہ مین ڈرتا ہون

ابن موسی ابن عیسی ابن یحیی ابن نوح
کہان ہین موسی کہان ہین عیسی کہان ہین یحیی کہان ہین نوح

انہ شخص غریب مذنب عبہ ذلیل
تحقیق وہ ایک شخص مسافر اور گناہگار اور ایک بندہ ذلیل ہی

منک احسان وفضل بعد اعطاء جزیل
اور تیری طرف سے احسان ہی اور فضل ہی بعد بخشش عمدہ کے

فاعف عنی کل ذنب فی صفی الصفح الجمیل
پس معاف کر تو میرے طرف کا کل گناہ اور مٹا دے تو خوب مٹانی کر کے

قلت قلنا نار کونی انت فی حق الخلیل
کہا تو نے کہا ہمنے کہ ای آگ ہو جا ٹھنڈی حق خلیل کے

انت یا ربی حسبی انت لی نعم الوکیل
تو رب میرا تو کافی مجکو ہی اور میری لئی بہتر وکیل ہی

واعطنی ما فی ضمیری ولّی خیر الدلیل
پس عطا کر تو مجھی وہ چیز جو میری دل مین ہی اور ہدایت
کر تو مجکو بہتر ہدایت سے

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل
اور بدی اعمال کی میری بہت ہی اور توشہ عبادتون میرا لیکا تھوڑا ہی

ربنا اذات قاض فی المنادی جبرئیل
ای رب ہمارے جسوقت کہ تو قاضی ہی اور ندا کرے ہوا جبرئیل ہی

انت یا صدیق عاصی تب الی المولی الخلیل
تو ای صدیق گنہگار ہی پس توبہ کر تو طرف مولی جلیل کے

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابو بکر کے بہت خوب ہین مگر اس جگہ
ہرچند اشعار حضرت علے علیہ السلام کے بھے نقل ہوتے ہین کہ
جس سے فرق مراتب تعلق باخذ اور حالات دونون
بزرگون کا ظاہر ہو

اشعار	
لبّیکَ لبّیک انت مولاہ ہان حاضر ہون ہان حاضر ہون تو مولا اُسکا ہی یعنے تو مولا میرا ہے	فارحم عبیداً الیک ملجاہ پس رحم کر تو ایک چھوٹے بندہ پر کہ جو تجھتک جای پناہ اُسکی ہے

اور بہ نسبت حدیث من کنت مولاہ کے بعض سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ مولا کے معنے
غلام کے ہین اور ہمنے جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھ فرض کیجئے مگر ہم نسبت ہونا حضرت
علی کا ساتھ پیغمبر خدا کے قایم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہون تو معنی حدیث کا
یہ ہوگا کہ جسکے غلام پیغمبر صاحب ہون سو علی بہی غلام اُسکی ہین غرضکہ اسی طرحکی کوشش
معنی بنانیمین صرف ایک نشانی کم بختی کی ہی اور اُن صاحب سے پوچھا جاسکتا ہی کہ
اس شعر مین جو خدا کو مولا کہا ہی سو اس مولا کے کیا معنی ہین اور اصل یہ ہی کہ مولا
کے معنی دونون جگہ مین یعنی اُس حدیث مین اور اس شعر مین خاوند اور مالک کی ہین
مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کر سکتی ہین کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہین ہوتے ہین
اور جواب اُسکا یہ ہی کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہون تو قرینہ مقام کو دخل ہی سو اُس
حدیث مین کیا قرینہ مقام اس بات کا ہوسکتا ہی کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہین کہ جسکی
ہم غلام ہون تو اُسکا علی بہی غلام ہی اور یہ معنی تو محض لغو و فضول معلوم ہوتی ہین
اسواسطی کہ پیغمبر صاحب کسی شخص کے غلام نہین تہی کہ جو علی بہی اُنکے غلام ہوتے

یاذا المعالی علیک معتمدی	طوبی لمن کنت انت مولاہ
ای صاحب مدارج عالیہ کامیرا اعتماد تجھپر ہی	مبارک ہی وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے
طوبی لمن کان با مّا رفقًا	یشکوالی دی الجلال بلواہ
مبارک ہی واسطے اُس شخص کے جو کہ ہووے نادم ورنجیدہ	جو کہ گھبیت پکاری طرف ذوالجلال کے اپنی مصیبت کو
ما علّ ولا سقم	اکثر من حبہ لمعلاہ
اور نہ ہووی اُسکو کوئی علت اور نہ کوئی بیماری	زیادہ ہی جسے اسکی واسطے مولا اپنی کے
اذا خلا فی الظلام مبتهلا	احابہ اللہ ثم لبّاہ
جب اکیلا ہووے اندھیری رات کے وقت عاجزی	قبول کرتا ہے اوسکو خدا
کرتا ہوا۔ ان ورنہ سب کچھ جو کہ کرے کے	اور لیلیتا ہے اُسکو
سالت عبدی وانت فی کنفی	وکل ما قلت قد سمعناہ
سوال کیا تو میری بندہ نی اور تو میرے نگاہ مین ہے	اور تمام جو کہ تو نی کہا تحقیق کہ سنا مین نی اُسکو

یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکورہ بالا کے ہے

صوتك تشتاقه ملئكة	فذنبك الآن قد غفراہ
آواز کو تیری مشتاق ہین فرشتہ میری	پس گناہ کو تیری اب مین نے تحقیق کہ معاف کیا

یہ بھی ایک شعر بطور جواب کے خدا کیطرف سی ہے

فی جنة الخلد ما تمنّاہ	طوباہ طوباہ ثم طوباہ
بہشت خلد مین وہ چیز ہی جسکی تمنا کرتا ہی تو	خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز

یہ شعر بھی خدا کیطرف سی بطور جواب کے ہے

سلنی بلا حشمة ولا ریب	ولا تخف انی انا اللہ
سوال کر تو مجھسی بے دباؤ و بیدہشت کی	اور مت خوف کر تو کہ تحقیق کہ مین خدا ہون

یہ سب اشعار خدا کیطرف سے بطور جواب کے ہین سبحان اللہ اس سوال و جواب سی کیا تعلق راز و نیاز کا درمیان خداوند تعالی اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فرضٌ علی الناس ان یتوبوا	لکن ترک الذنوب اوجبٌ
فرض وواجب ہی اوپر آدمی کے توبہ کرنا	لیکن ترک کرنا گناہونکا واجب تر ہے
والدہر فی صرفہ عجیبٌ	وغفلۃ الناس فیہ اعجب
اور زمانہ اپنی گردش مین عجیب ہی	مگر غفلت آدمیونکی اُس زمانہ مین عجیب تر ہے
والصّبرُ فی النّائبات صعبٌ	لکن فوت الثواب اصعب
اور صبر کرنا مصیبتون مین	مگر فوت ہونا ثواب کا سخت تر ہے یعنی صبر مین ایک
سخت ہے	مصیبت کے جو ثواب ہے سو بطر اُس ثواب کے مصیبت ایک بہیر ہے
وکل ما یرتجی قریب	والموت من کل ذالک اقرب
اور تمام وہ چیز جو امید کیجای قریب ہی	مگر موت کل اُس چیز سے قریب تر ہی

ان شعرون سی بھی کسقدر رفعت شان اور بلندی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہین اور بالفعل ایک سنی صاحب نی ہمسے کہا کہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابہا و انا دار الحکمۃ وعلی بابہا کی ایک ضعیف حدیث ہی سو اُسکا جواب یہ ہی کہ فضیلت علمی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہین ہی کہ ایک دہریہ اور منکر اسلام بھی بملاحظہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہ قایل انکی فضیلت علمی کا ہوگا بلکہ یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عمومی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود پیغمبر صاحب کیواسطی فخر ہی اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع

افتخار ہر نبی و ہر ولی ہ آیندہ حضرت عمر بھی اگر صوفی مشرب ہون تو انہین کے

سلسلہ کی فقیر لوگ جانتی ہونگی مگر ہمکو صرف اسیقدر اطلاع ہی کہ بلاحظہ کیفیت فتوحات
شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص موید من اللہ اور واسطی اجرائے
دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تہی اور عقل انکی ملک گیری اور ملک داریمین
بہت درست تہی اور اکثر کام بمشورہ حضرت علی کے کرتے تہے اور وضع خوراک
و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تہی اور عبادت صوم و صلوۃ کی طرف بھی بہت سرگرم
تہی اور انکو حرارت ایمانی بہت تہی مگر حلاوت ایمانی کیواسطی خدا تعالی نی خاص کے

حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا ہے

ہر کسی را بہر کاری ساختند	میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۸۸

اس فصل مین انتخاب ضروری ہی کتاب تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر سی کہ جو
مصنف اُسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیار بکری ہی کہ اُسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور
کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کرکے مرتب کی ہی اور ایک سخت سُنّی ہی

نمبر ۱ تاریخ الخمیس جلد دوم شنہ ہجری صفحہ ۸۰ ــــ

وفی هذه السنة طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضی الله عنه علی ما اورده
الطحاوی فی مشکلات الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی
صلی الله علیه وسلم کان یوحی الیه و راسه فی حجر علی رضی الله عنه
ولم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم
اصلیت یا علی قال لا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم ان کان فی طاعتك
وطاعة رسولك فارد علیه الشمس قالت اسماء فرایتها غربت ثم رایتها طلعت
بعد ما غربت ووقعت علی الجبل والارض وذلك فی الصهباء فی خیبر وهذا حدیث

ثابت الروایۃ عن ثقاۃ وحکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لاینبغی
لمن سبیلہ العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء لانہ
من علامات النبوۃ کذا فی المنتقی قال الجوزی فی الموضوعات
حدیث رد الشمس فی قصۃ علی موضوع بلاشک
ترجمہ اور اس سنہ ہجری مین طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے
علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث مین بروایت
اسماء بنت عمیس کے دونون طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آتی تھی
اور سر انکا گود مین حضرت علی کے تہا اور نہین نماز پڑہی تہی حضرت علی نے عصر کی تا
غروب آفتاب کے پس پوچہا اس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑہی تو نی ای علی
کہا اس علی نے کہ نہین پس کہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تہا وہ علی
طاعت مین تیری اور رسول تیرے کی پس پھیردی تو اوپر اسکی آفتاب کو کہا اس
اسماء نے کہ دیکہا ہمنے اس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پہر دیکہا ہمنے اس آفتاب کو
طلوع ہوتی ہوئی بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے
یعنے روشنی اسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے
اور یہ حدیث ثابت الروایت ہی ثقہ لوگون سے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد
ابن صالح کہا کرتے تہے کہ نہین سزاوار ہی اس شخص کو کہ جسکا علم ہی خلاف ورزی
کرنی حفظ حدیث سی اسماء کے نبظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہی اور یہ
روایت کتاب منتقی مین ہی اور کہا ابن جوزے نے کتاب موضوعات مین کہ حدیث
رجعت آفتاب کی قصہ علی مین ایک حدیث موضوع ہی بلاشک ۔ فائدہ ۔
اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اسکا بطور ابن خلکان اور معتزلی وغیرہ کے ہی

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہی مگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھے
اس حدیث کو مقصد دوم مین اپنی کتاب ازالۃ الخفا کی بہت طول سے اس
حدیث کو منظور کیا ہی کہ جو یہ شاہ صاحب بہی ایک سخت سنیو نمین سے ہین اور
رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہی کہ حضرت یوشع کی دعا پر بہی ٹہر جانا آفتاب کا تو ریت
مین مندرج ہی اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہی کہ حضرت رسول نے اپنا سر
حضرت علی کی گود مین رکھکر کے آرام کیا۔

نمبر ۲ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ھجرے صفحہ ۸۶

وفی ریاض النضرۃ روی عن علی انہ قال حین اتینا الکعبۃ قال لی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ
فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای ضعفا منی تحتہ قال
اجلس فجلست فنزل عنی وجلس لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وقال لی اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ فنھض بی
وانہ یخیل الی انی لو شیت لنلت افق السماء حتی صعدت
البیت وفی شواھد النبوۃ سأل رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم علیا حین صعد منکبیہ کیف ترائی قال علی ارانی
کان الحجب قد ارتفعت وتخیل الی انی لو شیت لنلت افق
السماء فقال رسول اللہ طوبی لک تعمل للحق وطوبی
لی احمل للحق او کما قال لہ ثم قال فصعدت البیت
وکان علیہ تمثال صفرا ونحاس وھو اکبر اصنامھم
وقتی رسول اللہ فقال لی القی صنمھم الاکبر وکان موتدا

على البيت باوتاد حديد الى الارض فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم رايته عالجه جاء الحق
وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فجعلت انزاوله
وقال اعالجه عن يمينه وعن شماله ومن بين يديه ومن
خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لى رسول الله اقذف
فقذفت به فتكسر كما يتكسر القوارير ثم نزلت وزاد الحاكم
فما صعدت حتى الساعة ويروى انه كان من قوارير رواه
الطبرانى وقال اخرجه احمد ورواه الزرندى والصالحانى
ثم ان عليا اراد ان ينزل فالقى نفسه من صوب الميزاب
تاديا وشقفة على النبى صلى الله عليه وسلم ولما
وقع على الارض تبسم فساله النبى صلى الله عليه وسلم
عن تبسمه قال لانى القيت نفسى من هذا المكان الرفيع
وما اصابنى الم قال كيف يصيبك الم وقد رفعك محمد
وانزلك جبرئيل ويقال ان واحدا من الشعراء اشار
الى هذه القصة فى هذه الابيات فقال

قيل لى قل فى على مدحة	ذكره يخمد نارا موصدة
قلت لا اقدم فى مدح امرئ	ضل ذو اللب الى ان عبده
والنبى المصطفى قال لنا	ليلة المعراج لما صعده
وضع الله بظهرى يده	فاحتر القلب ان قد برده
وعلى واضع اقدامه	فى محل وضع الله يده

ترجمہ ریاض النضرہ مین روایت ہی علی سے کہا اُسنی کہ جب پہونچی ہم لوگ
کعبہ کو تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ بیٹھہ جا پس بیٹھہ گیا مین طرف پہلو کعبہ کے تب
چڑہے وہ نبی اوپر میرے کاندھے کے اُٹھانے لگا مین اُنکو پس دیکھا اُس نبی نے
ایک ضعف مجھہ مین اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجکو بیٹھہ جا پس بیٹھہ گیا مین اور اوترے
وہ نبی مجھہ سے اور بیٹھے وہ رسول میرے واسطی اور کہا مجکو کہ چڑہ جا تو اوپر میرے
کاندہی کے پس چڑہ گیا مین اوپر دونون کاندہون اُسکی اور اُٹھایا مجکو اُس رسول نے
اور ہمکو یہ خیال ہوتا تہا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم اُفق آسمان کو پس کہا
رسولخدا نی کہ مبارک ہو تجکو کہ عمل کرتا ہی تو براہ حق کے اور مبارک ہو مجکو کہ
اُٹھاتا ہو مین براہ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتہی ہوا وہ قول کہا اُس علے نے کہ چڑہی
ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تہی پیتل یا تانبی کی اور وہ بزرگترین اُنکے
بتون کا تہا اور جھکی رسولخدا اور کہا مجکو کہ پھینک تو اُنکی بت کلان ترکو اور تہا
وہ بت میخ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتھہ میخین لوہی کے زمین تک پس کہا رسولخدا نے
ہان اور ہان اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہوا باطل اسواسطی کہ باطل
مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بت کو یا کہ کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور
بائین اور سامنی اور پیچھی سے اُس رسول کے یہانتک کہ ہم ٹہر گئے اُس بت کے پاس
تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ پھینک دی تو اُس بت کو پس پھینک دیا مینے اُس بت کو
تب ٹوٹ گیا وہ بت جیسے ٹوٹتا ہی شیشہ سب تب او ترے ہم اور زیادہ کیا حاکم نے
اسقدر عبارت کو کہ پہر نہین چڑہی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت یہ ہے
کہ وہ بت تہا شیشون کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہی اُس
حدیث کو احمد نے اور روایت کی اُسکو زرندی اور صالحانی نی تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا اوترنے کا پس گرادیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چھت کی مہری سی بنظر
ادب اوپشت فقت کرنے اوپر پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا
علی نے پس پوچھا اُس علی سے رسولخدا نے وجہ تبسم کو تب کہا علی نے کہ تبسم کی
وجہ یہ تھی کہ ہمنی اپنے کو گرادیا ایسی مکان بلند سی اور نہ پہونچی مجکو کچھ چوٹ تب کہا رسول
خدا نے کہ کیونکر پہونچتی تجکو چوٹ کہ تجکو اُٹھایا تھا محمدؐ نے اور اُتارا تجکو جبرئیل نے
اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو بیت ہای مفصلہ ذیل مین اس طرح قلمبند کیا ہی
ترجمہ شعر اول مجکو کہا گیا کہ تو علی کے حق مین ایک مدح کہ جسکا ذکر سرد کرتا ہی
آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے۔
ترجمہ شعر دوم جواب دیا ہمنی کہ نہین قدم ڈالین گے ہم مدح مین ایک آدمی کے
کہ جسمین ایک شخص صاحب عقل یہانتک پہنچا ہی کہ تحقیق کہ بندگی کی اُسکو۔
ترجمہ شعر سوم اور نبیؐ مصطفے نے کہا مجکو کہ شب معراج کو جب چڑہی وہ نبیؐ
ترجمہ شعر چہارم کہا خدا نے میری پیٹھ پر اپنا ہاتھ پس تمیز کیا دل نے
کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔
ترجمہ شعر پنجم اور علی رکھنی والی ہین اپنی قدمونکو ایسی محل مین کہ جہان خدا نے رکھا تھا اپنا ہاتھ

تمت

کذا فی تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹۔

وتخلف عن بیعته علی وبنو هاشم والزبیر بن العوام وخالد بن سعید بن
العاص وسعد بن عبادة الانصاری ثم ان الجمیع بایعوا
بعد موت فاطمة بنت رسول الله الا سعد بن عبادة فانه
لم یبایع احدًا الی ان مات وبیعتهم بعد ستة اشهر
من موت فاطمة علی القول الصحیح وقیل غیر ذلك

ترجمہ اور خلافت ورزی کی بیعت سی ابوبکر کی علی اور بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد ابن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اُسکی اون سب لوگون نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اُسنی ہرگز بیعت نہین کی کسی شخص کی تا مرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگونکی بعد چھہ مہینے کے ہی انتقال حضرت فاطمہ سے اور یہ قول صحیح کے اور بعض قول خلاف اُسکے ہین —

نمبر ۴ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۷۴ —

فلما کتب خبر الصحیفة واخرجها الی الناس وامرهم ان یبایعوا لمن فی الصحیفة حتی مرّت بعلی فقال بایعت لمن فیها وان کان عمر

ترجمہ پس جب لکھا اُس ابوبکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مُہر کی اُسپر اور بھجوایا اُس صحیفہ کو آدمیون کے پاس اور حکم دیا اُس ابوبکر نے کہ بیعت کرین وہی لوگ اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ مین مذکور ہی یہانتک کہ پہونچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی مینے اُس آدمی پر جو اِس صحیفہ مین مذکور ہی اگرچہ ہو وہ آدمی عمر — فائدہ — اس عبارت سی کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی تا حیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

فصل ۸۹

اس فصل مین انتخاب ضروری تاریخ ابو الفدا بادشاہ ملک حماۃ علاقہ شام سی کیا جاتا ہی کہ جو یہ شخص بھی ایک سخت سُنّی ہی —

نمبر ۱ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ۳۷۵ یہ بیعت حضرت ابوبکر کی

عشرہ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عقبہ
ابن ابی لہب اور خالد ابن سعید ابن عاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فارسی
اور ابوذر اور عمار ابن یاسر اور براء ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب
لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہو گئے اور اسی بات مین عقبہ ابن ابی لہب نے چند
شعر اس مضمون کے کہے ہین کہ مین نہ جانتا تہا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے
جاتا رہیگا اور اسی طرح حسی ابوسفیان پدر معاویہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی
پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس باین ارادہ بھیجا کہ جو لوگ
اُنکے ہمراہ اہل بیت ہین معہ اُنکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکالدو
اور یہ کہدیا تہا کہ اگر اُنکو نکلنے سے کچھ انکار ہو تو بیشک تم اُنسے لڑنا حضرت عمر
تھوڑی سی آگ بہی ہاتھ مین لیکر یہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنار مین
حضرت فاطمہ راہ مین اُنسے ملین اُنہون نے پوچھا کہ کہان کو جاتا ہی ای ابن الخطاب
کیا ہمارا گھر پھونکنے آیا ہی حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو تم
بہی ابوبکر صدیق سے بیعت کرو جسمین تمام امت داخل ہوئی تم بہی داخل ہو جاؤ
راوی راقم - اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گھر سے فاطمہ اُنکی بی بی کے
نکالدینی کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ مین آگ لیکر کے جانا واسطے جلانی گھر
فاطمہ کے یہ کیسا کام ہی واہ واہ سُنی صاحبان یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ ایسے
اعمال و افعال کے آدمیون کو حضرت علی پر تفضیل دین ہمارا حال سُوقت تو نا گفتہ بہ ہی
مگر کیا کرین کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگون پر استعمال نہین کیا اور
ابو الفدا کا حال یہ ہی کہ وہ ایک سُنّی ملک شام کا ہی کہ اُسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ
بڑی عزت نہین ہی اسواسطی بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

واصل سبی ہی اپنی کتاب تاریخ مین لکھدیا۔
نمبر ۲ تاریخ ابوالفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۳۹۹ ۔
پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ دارون کو ملکون پر مسلط کیا اسوقت
عبدالرحمن بن عوف سی لوگون نے کہا کہ یہ سب تیرے کرتوت ہین اُسنی کہا
کہ مین اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن اب مین اس سے کبھی کلام نکرونگا چنانچہ
عبدالرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی مین مرگیا ایک دفعہ بیمار پرسی کے لئے حضرت
عثمان گئے تھے وہ دیوار کیطرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جائے
نمبر ۳ تاریخ ابوالفدا ترجمۂ اردو صفحہ ۴۲۹
اور عمرو ابن العاص بن وایل معاویہ کیطرف سے حکم مقرر ہوا یہ دون حکم حضرت
علے کے سامنے حاضر ہوے اور اقرارنامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہوگیا عبارت
اُس اقرارنامہ کی یہ ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ وہ اقرارنامہ ہی کہ بسپر فیصلہ کیا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی
عبارت لکھنے پائی تھی کہ عمرو نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہین ہمارے امیر نہین ہین ۔
احنف نے کہا کہ لفظ امیرالمومنین کا محو نکرو اشعث بن قیس نے کہا کہ محو کیا جائے
چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہا کہ بھای امیرالمومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہکر حضرت
علے رضہ نے کہا اللہ اکبر آجکی روز مشابہ ہوا ہین درمیان سنت رسول کی کیونکہ
قسم ہی خدا کی مین بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسول کیطرف سی اقرارنامہ لکھنے
بیٹھا تھا مین نے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہین ہین آپ
اپنا نام لکھئی اور اپنی باپ کا نام لکھ دیجی اُسوقت پیغمبر خدا نے مجکو ارشاد کیا تھا
کہ محو کردو مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجکو اتنی طاقت نہین کہ مین محو کردون آپنی

ارشاد کیا کہ مجکو دکھلاؤ میں نے دکھلایا آپ نے اسکو اپنی ہاتھ سے مٹایا اور
مجھسے فرمایا کہ تجکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی دیکھ لیگا عمرنے کہا کہ سبحان اللہ
آپ مجکو کفار سی تشبیہ دیتی ہین اور حالانکہ ہم مسلمان ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ ای نافرمان برادر کے بیٹے اب تک تو فاسقون کا سردار اور مسلمانون کا
دشمن نہین ہوا عمرو نے کہا کہ قسم ہی خدا کی اب سی مین آپکی مجلس مین کبھی نہ آؤنگا
حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ مین خدا سی چاہتا ہون تیری صورت پر کدورت سے
اپنی مجلس مین پاک رکھون تجسی ایسے کو نہ بیٹھنے دون ۔ ای اقم ۔ یہ معاملہ جنگ
صفین کا ہی جوکہ معاویہ سی پیش تہا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب
معاویہ نے مشورہ عمر ابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کرایا اور حضرت امیر کیطرفسی
ابوموسی اشعری اور معاویہ مردود کیطرفسے عمر ابن عاص ثالث مقرر ہوی اور
عمر ابن عاص نے جوکچھ فریب کیا سو فن تاریخ سے متعلق ہی مگر اس جگہ نقل کرنے سے
اس قصہ کے غرض یہ ہی کہ حضرت امیر نے پیروی مین سنت رسول اللہ کی لفظ
امیر المومنین کو اقرار نامہ ثالثی سے محو کر دیا جیسا کہ حضرت رسول نے لفظ رسول
اللہ کو اپنی معاہدہ مین محو کر کے حضرت علی کو کہا تہا کہ یہ معاملہ تمکو بھی پیش آویگا اور
دیکھا جاتا ہی کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی فوت نہین ہوئی کہ حضرت علی نے
جنگ صفین مین مباہلہ پر ہی سب سنت رسول خدا کے مستعد ہوے تھے
مگر اہل شام اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے ۔

فصل ۹

اس فصل مین بحث سنجتن پاک کی ہی کہ یہ کیا اصطلاح ہی اور کیا بنیاد اس بات کی ہی
واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونیمین خلفای ثلثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جو علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ
ہونے کے داخل پنجتن پاک اور اہلبیت اور عترت اور لقب آل عبا اور لقب
دوازدہ امام کے ہین سو یہ سب باتین خصوصیات مزید حضرت علی کی ہین کہ جس سے
اصحاب ثلثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہین ہی اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین کہ بنیاد
صحیح تفضیل الشیخین کی اوپر حضرت علی کے کیا ہو سکتی ہی جاننا چاہیے کہ پنجتن پاک
اصطلاح ہی خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ
اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی پنجتن پاک ہین اور
بنیاد اسکی دو آیت ہی ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ
الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب ہلوم اللہ یہی چاہتا ہی کہ دور کری تمسے گندی باتین
اس گھر والونسے اور ستھرا کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ مین شاہ
عبد القادر صاحب نی خوب زادسنیت کا دیا ہی کہ اس آیت کو اوپر حضرت عائشہ
وغیرہا ازواج کے ڈھالا ہی اور مطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت
امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہین کیا مگر اس کتاب مین اندر فصل ۱۶ کے
بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہی کہ بروایت حضرت عائشہ کے اس لفظ اہلبیت سے
حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہین کہ جنکو
حضرت پیغمبر خدا نی اپنی کمل مین لیلیا اور کہا کہ اللہم ہولاء اہل بیتی
یعنے ای میری خدایہی لوگ میری اہلبیت ہین اور فصل ۵ مین اس کتاب کے
اندر حدیث سعد ابن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی
بخوبی کی گئی ہی اور بہ بنیاد اسی آیت تطہیر اور قصہ کمل یعنی کلیم سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خاص آل عبا یعنی پانچوین شخص اُن کملی والونکی کو لا۔ یہ ہین آیت دوم سورہ آل عمران آیت ۶۱ ہے جسکا ترجمہ یہ ہی فمن حاجّك فیه من بعد ماجاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين ترجمہ اور جو شخص کہ حجت کری ساتھ تیرے بابت اُس مسیح کے بعد اُس دانست کے جو پہنچی ہی تجکو سو کہہ تو اُن لوگونسی آو تم لوگ کہ ہم لوگ بلاوین اپنی بیٹون کو اور تم لوگ اپنی بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی عورتون کو اور تم لوگ اپنی عورتون کو اور ہم لوگ خود اپنی جانون کو اور تم لوگ خود اپنی جانون کو تب ہم لوگ لعنت مانگین اور رکھین لعنت خدا کی اُن لوگون پر جو جھوٹ بولتی ہین اور اُس فصل ۵ امین سعد ابن ابی وقاص سے حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا نے علی اور فاطمہ اور امام حسن وحسین کو ساتھ اپنی لیکر کے مباہلہ کرنیکو مقابلہ مین عیسای لوگ کے گئے اور کہا اللهم هؤلاء اهل بیتی یعنی ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین غرض اُن لوگونکی اہلبیت ہونیمین کچھ شک نہین ہی اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملاکر کے پنجتن پاک کہلاتی ہین اور اس مقام مین ایک عذر سنیون کیطرف سے پیش ہوسکتا ہی کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت عایشہ اور ابوبکر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اُنکی باپ بھائی کا کہ مقام مباہلہ مین واسطی ہاجیت لعنت خدا کی اُن لوگون کو پیغمبر خدا ساتھ اپنی نہین لے گئے اور فاطمہ دختر اور حسن اور حسین پر اس خطرہ کو ٹالدیا سو اُسکی جواب مین یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر اُسوقت درست ہوتا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچاکر کے علی اور فاطمہ اور حسنین پر یہ بلا ٹالدیتے بلکہ اس جگہ پر یہ شعر بحق حضرت علی درست ہی شعر

جان نفس پیغمبر شش خواندہ است		دگر را فضیلت بکس ماندہ است

اور اس عرصہ مین ایک کتاب عربی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بحرانی
کی ہماری پاس پہونچی کہ جو بوقت شاہ سلمان صفوی کے مرتب ہوئی تہی اور اب
۱۲۷۳ ہجری مین بعہد شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ایران کے طہران مین چھاپے
گئی ہی کہ جو باثبات امامت دوازدہ امام اور فضایل اہلبیت کے ہی اور یہ کتاب
اسقدر ضخیم ہی کہ ۸۴۲ صفحہ مین چھپی ہی اور ہر صفحہ مشتمل ہی اوپر ۳۷ سطرون کی
اور اسقدر لفظون کو ملا ملا کر کی چھاپا ہی کہ اگر یہ کتاب ہندوستان مین چھاپی جائی
تو گنجایش ایک ایک سطر کی دو دو یا ڈیڑہ ڈیڑہ سطرون مین ہوگی اور حجم اس
کتاب کا غالبا دو ہزار صفحہ کچھ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا یہ ہی
کہ ہر بحث مین دو دو فصل ہی ایک فصل روایت احادیث اور تفاسیر اہلسنت دوسری فصل روایت
احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کی نقل کی ہی اور اپنی طرف سی دخل و تصرف رائی ذنی کا کچھ نہین کیا ہی اور احادیث
اہلسنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور موطا ابن مالک اور
احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہی غرضکہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر
اہلسنت و اہل تشیع کا ہی کہ جسمین ہزارون حدیثین طرفین کی موجود ہین غرض کہ
راقم حروف کو تمامتر کافی و وافی ہی اور ہم جابجا احادیث اہلسنت کو اس کتاب
غایۃ المرام سی اس کتاب مین ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اُسکا
چار چار پانچ پانچ سطرون مین ہی سو صرف بذکر نشان صفحہ اُس کتاب غایت المرام
کے اس کتاب مین ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث
و تفاسیر طریقہ عام یعنی اہلسنت اور طریقہ خاص یعنے اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ
بھی لکھا ہی و اللہ جل جلالہ الشاہد علی ذلک وکفی باللہ شہیدا
یعنی خدا تعالی گواہ ہی اوپر اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ شاہد کافی ہی

مگر چونکہ سنیونکی عادت ہی کہ شیعون پر الزام جھوٹھا اور فریب کا دیتی ہین سو اسواسطی
ہمارا عرض بخدمت سنی صاحبان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہ ہی کہ اس کتاب
غایت المرام کی جسقدر احادیث و تفاسیر کو ہم نقل کرین سو جس حدیث و تفسیر پر شک ہو
سو اس کتاب غایت المرام کو دیکھکر کے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کرلین
مگر خود ہمکو کچھ شک نہین ہی اور یہ کتاب غایت المرام جو بعہد شاہ سلیمان صفوی کے
لکھی گئی سو اس خاندان صفوی کا یہ حال ہی کہ اول بادشاہ اس خاندانکا اسمعیل صفوی
تہا جو ائمہ اثنا عشریہ مین بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل
زمانہ نادر شاہ کے ختم ہو گیا تہا پس تخمیناً یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی دو
تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے —

نمبر ۱ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۵ باب اول مقصد اول کہ
سلسلۂ روایت اسکا ابوہریرہ تک پہونچتا ہی قال لما خلق اللہ تعالی ابا البشر
ونفخ فیہ من روحہ التفت آدم یمینۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا
ورکعا قال آدم یا رب ہل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن ہولاء
الخمسۃ الذی اراہم فی ہیئتی وصورتی قال ہولاء خمسۃ من ولدک لولاہم
ما خلقتک ہولاء خمسۃ شققت لہم خمسۃ اسماء من اسمائی لولاہم
ما خلقت الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض
ولا الملئکۃ ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وہذا محمد وانا العالی وہذا
علی وانا فاطر وہذہ فاطمۃ وانا الاحسان وہذا الحسن
وانا المحسن وہذا الحسین الیت بعزتی انہ لا یاتینی
احد بمثقال حبۃ من خردل من بغض احدہم

الا ادخلته ناری ولا ابالی یا ادم هولاء صفوتی بهم انجیهم
وبهم اهلکهم فاذا کان لك الیّ حاجة فبهولاء توسل
فقال النبی نحن سفینة النجاة من تعلق بها نجی ومن حاد
عنها هلك فمن کان الی الله حاجةٌ فلیسئل منّا اهل البیت
تب جب کہا اس ابوہریرہ نی کہ فرمایا اس رسولخدا نی کہ جب پیدا کیا خدا یتعالی نے
ابوالبشر آدم کو اور پھونکا اسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب
کو عرش کے پس ناگاہ وہان نور تہا پانچ شخصونکا حالت سجدہ اور رکوع مین تب
کہا آدم نی ایمیری رب آیا پیدا کیا تو نی کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا
خدا نی کہ نہین ای آدم تب پوچھا اس آدم نے کہ کون ہین یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکھتا ہون
مین اپنی صورت وشکل مین جواب دیا خدا نی کہ یہ لوگ پانچ شخص ہین تیری اولاد مین سے
اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین تجکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہین کہ نکالا مین نے واسطے
انکی پانچ ناموں کو اپنی ناموں مین سے کہ اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین
جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتونکو
اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہی اور یہ محمدؐ ہی اور میرا نام عالی ہی اور یہ
علی ہی اور میرا نام فاطر ہی اور یہ فاطمہ ہی اور میرا نام احسان ہی اور یہ حسن ہی
اور میرا نام محسن ہی اور یہ حسین ہی اور قسم ہی مجکو اپنی عزت کی نہین کوی شخص آویگا
میری پاس ساتھ ایک مثقال کے رائی سے بغض رکھی ہوی کسی ایک ان پانچ کا
مگر یہ ہی کہ داخل کرینگی ہم اسکو دوزخ مین اپنی اور نہین پروا کرتا ہون مین ای آدم یہ لوگ
برگزیدہ میری ہین اور انکی ذریعہ سی نجات دونگا مین اون آدمیون کو اور انکی وجہ سے
ہلاک کرونگا اون آدمیون کو پس جبکہ تجکو کچھ حاجت ہو میری طرف پس وسیلہ پکڑ تو

ساتھ اُن لوگوں کی پس فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہین کہ جو شخص متعلق ہوگا
اُس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اُس کشتی سے ہلاک ہوگا
پس جس شخص کو خدا کیطرف کچھ حاجت ہو پس چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص
بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت کے

نمبر ۲ اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلۂ
روایت ابن عباس تک ہی۔

قال سمعت رسول اللہ یقول لعلی خلقت انا وانت من نور اللہ تعالے
ترجمہ کہا اُس عباس نے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے علی کو کہ پیدا کیا گیا
مین اور تو نور سے خدا کے۔

نمبر ۳ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا
سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہونچتا ہی قال قال عمر بن الخطاب ان اللہ
تعالی خلق ملائکۃ من نور وجہ علی ابن ابی طالب ترجمہ کہا اُس حضرت عثمان نے
کہ کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا فرشتون کو نور سے
چہرۂ علی ابن ابی طالب کے۔

نمبر ۴ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۸ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب سے
مروی ہی۔

قال سمعت ابا بکر بن ابی قحافۃ یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ تعالی خلق من نور وجہہ
علی ابن ابی طالب ملائکۃ یسبحون ویقدسون ویکتبون ذلک تحبیبہ ومحبی ولدہ
ترجمہ کہا اُس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ
تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے فرشتون کو

کہ جو تسبیح و تقدیس خدا کی کرتے ہین اور لکھتی ہین اُس عمل کو واسطی محبان اُس علے کے اور محبان اولاد اُس علے کے۔

تمت ۔ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو سلسلۂ روایت اُسکا سلمان فارسی تک پہونچتا ہی قال سمعت رسول اللہ یقول خلقت انا وعلی ابن ابی طالب من نور عن عین العرش نسبح اللہ ونقدسہ من قبل ان یخلق اللہ عز وجل ادم باربعۃ عشر الف سنۃ فلما خلق اللہ ادم نقلنا الی اصلاب الرجال وارحام النساء الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین فجعل النصف فی صلب ابی عبد اللہ وجعل النصف فی صلب عمّ ابی طالب فخلقت من ذلک النصف وخلق علیّ من النصف الاخر واشتق اللہ تعالی من اسمائہ اسمًا فاللہ عز وجل المحمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علیٌّ واللہ فاطر وابنتی فاطمۃ وانہ حسن وابنای الحسن والحسین وکان اسمہ فی الرسالۃ والنبوۃ وکان اسمہ فی الخلافۃ والشجاعۃ فانا رسول اللہ وعلیٌّ سیف اللہ

ترجمہ کہا اُس سلمان فارسی نے کہ سنا مین نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا کئی گئے ہم اور علی ابن ابی طالب ایک نور چشمۂ عرش سے کہ تسبیح پڑہتے تھے ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہملوگ اُسکی قبل اسکی کہ پیدا کرے اللہ آدم کو چودہ ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اُس اللہ نے ہم لوگون کو طرف پشت ہای مردان اور رحم ہای عورات طاہرات کے اور اُسکی

بعد منتقل کیا اُس نے ہمکو نکو طرف پشت عبد المطلب کے اور تقسیم کیا ہم لوگ کو
دو نصف کر کے پس دیا ایک نصف کو پشت مین میرے باپ عبد اللہ کے اور
ایک پشت مین ہماری چچا ابو طالب کے پس پیدا کیا گیا مین اُس نصف سی اور پیدا
کئے گئے علی نصف آخر سے اور مشتق کیا اللہ نے اپنی اسمون مین سے ایک نام
نام پس خدا ی عزوجل محمود ہی اور مین محمد ہون اور اللہ اعلی ہی اور بھائی میرا
علی ہی اور اللہ فاطر ہی اور بیٹی میری فاطمہ ہی اور تحقیق کہ وہ اللہ حسن ہی اور دو
بیٹے میرے حسن و حسین ہین اور میرا نام تمہارا رسالت اور نبوت مین اور تمہا نام
اُس علی کا خلافت اور وصی ہست مین پس مین رسول اللہ ہون اور علی سیف اللہ ہی

فائدہ — اس کتاب غایت المرام کے باب اول مقصد اول مین ۱۹ حدیثین اہلسنت
کی مذکور ہین کہ بخوف طول کے ہمنے صرف پانچ حدیث پہ اکتفا کیا — اور اس عرصہ
مین ایک قصیدہ تاریخی اس کتاب حد تحقیق کا بتاریخ ۱۲۹۶ ہجری کے طبع زاد جناب
سید مظفر علیصاحب بلگرامی متخلص مجنون کا بذریعہ جمیلہ جناب سید احمد رضا صاحب
بلگرامی کے پہونچا کہ بنظر شکر گذاری اس مقام مین نقل کیا جاتا ہی اور یہ تاریخ ہمکو بہت
پسند ہوئی کہ نام حد تحقیق بمشرب سُنی سے جیسا کہ ۱۲۹۴ ہجری سال ابتدائی تالیف
اس کتاب کا ملتا ہی سو اُسی طرح پر اس تاریخ سے جناب سید مظفر علیصاحب کے ۱۲۹۶
ہجری سال اختتام تالیف اس کتاب کا برآتا ہی اور امید ہی کہ انشا اللہ تعالے
یہ کتاب ۱۲۹۶ ہجری مین اختتام کو پہونچے —

قصیدہ تاریخی مذکور الصدر

ای سید نامے ۔ تا سو ۔
" " ۔ " " ۔

باد صاف علم و عمل مشتہر
محب ائمہ یصدق یقین ۔

بعام عقائد فضیلت مآب — وجودش بعالم ہدایت نصاب
ز گلہای تحقیق گلدستہ بست — بخار الم جان اعدا بخست
بہ تشحیذ تحقیق تیغے کشید — جراحت بجانہای اعدا رسید
بنگارید مجنون سنش منجلے — زہی ذوالفقار علی ولے

از اس بحر صہ میں جناب سید محمد حسن صاحب متخلص ندرت نے بھی براہ عنایت چند قطعہ تاریخ بقید سنہ ۱۲۹۵ ہجری کے بوا گلپور سے ہماری پاس بھیجا یہ قطعات بھی بنظر شکر گذاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہین۔

قطعۂ اول تاریخ فارسی

وحید عصر و لاموئی وحید الدین — جناب شیخ الاداب بافخر الالقاب
کہ ہست حاوی معقول و جامع منقول — مقرر فضل و کمالش ہمہ چہ شیخ و شاب
ز بس کہ منصف دل سوز حامی دین است — نمودہ است چو تالیف لاجواب کتاب
حدیث و آیت و تفسیر و قول فیصل او — ہمہ بموقع و بر جا بر اولی الالباب
چو نام نامی آن نسخہ حد تحقیق است — ممیز حق و باطل کتاب با وخطاب

۱۲ھ

قصیدۂ دوم ارد و

جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات — وحید دہر و وحید زمان خجستہ صفات
مری شفیق وہ ہین مولوی حید الدین — خدا ہمیشہ رکھی انکی ذات بابرکات
مدام انکی عنایت ہے میری شامل حال — کتاب بھیجی ہے منجملہ اپنی تصنیفات
ادا ہی شکر عنایت تو ہو نہین سکتا — مگر ہے عرض مری انسی بعد تسلیمات
کتاب انکی میری نظر سی سب گذری — مین بہرہ مند ہوا دیکھ انکی مندرجات
یہی کتاب ہے فی الواقعی حد تحقیق — کہ جملہ قول صحابہ حدیث اور آیات

مفسرون فی فریقین کی جو کی تفسیر
سو رخون فی سیر مین لکھی ہین جو حالات

وہ سب بغور نظر آپنی کئی تالیف
ہوی ہین جنسی عیان اہل بیت کی درجات

بمقتضای عدالت بہ بین علم و کمال
کیا ہی اُنکی حقیقت کا آپ فی اثبات

خدا می عادل و منصف سبی ہی یہی امید
برآئین آپ کے جملہ مطالب و حاجات

ہوی جو فکر کہون اس کتاب کی تاریخ
تو آگے ہاتف غیبی نے یہ سُنائی بات

کہ اُس وحید فی تنبیہ گمرہون کے لئے
لکھی کتاب بلاریب یہ سبیل نجات

قطعہ سیوم فارسی

حد تحقیق چون بجد رسید
از بیان شد سوئے فش خاموش

چون بجستیم سال خاتمہ اش
ختم گردید واہ گفت سروش

اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ تقریظیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقیم بھاگلپور کا ہونیکا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھ قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی فرمائی ہی کہ وہ بھی اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی کہ اُس سے بھی ایک امید ہدایت گمراہون کی ہوتی ہی

قصیدہ

حد تحقیق چو بگرفت علم صدق بدوش
لشکر خصم بر آورد ز ہر سمت خروش

شاد بودند رقیبان کہ بکام ما شد
حد تحقیق ندا کرد ز حق گوش بگوش

پردہ بر داشت ز رخ یار و بگفتا اے عقل
رہ تحقیق ہمین ہست تو جانا نہ بکوش

حیف باشد کہ کنی پیروی وہم و خیال
حد تحقیق بہ بین و ز دگر چشم بپوش

فتنہ کردند و بگفتند کہ این ست اجماع
ظلمن چنین است و قیاس ست خرد رفت ز ہوش

جمد کردند و بندیسی و وضع حدیث
ظلم کردند بحد یکہ ملک شد مدہوش

برخلاف نبی و رحمت او لاد چنین
نام اسلام ولی غاشیه کفر بدوش

عیب خود پرده نمودند بتاویل حدیث
هر که حق گفت بخشم آمده گفتند خموش

دین خود کرده سبب بهر ای دنیا
دیگران را صله دادند که این جرعه بنوش

سوختند صحف و کشتند نبی را اولاد
ظلم ها رفت که کونین بر آورد خروش

خون ببارید فلک در ستم آل نبی
سر نهادند بزانو همگی خیل پریوش

جد و جهد است که تسلیم نبی را است
حیف بر دعوی این سلسله دین فروش

ختم کردند بخود شیوه گستاخی را
بهر توهین علی روز و شب هستند بکوش

احمد از معتقدان ست بگفتار و حید
چونکه آزاد ست او حب و بغض سر دوش

یارب این گوهر یکتای تخلص آزاد
غرق وحدت شود و کسوت حامی پوش

فصل ۹۱

بیانمین اسباب و سامان مصائب اہلبیت علیہم السلام کے اور اناٹومی یعنے تشریح مین مذہب تفضیل یا تشیخین معاویہ شاہی کے

شعر

ہاں جاتی رہی وہ زیبائی کے
خاک مین مل گئی وہ رعنائی کے

فصل بالا سی جو فضائل اہلبیت کے بیان و نمایان ہین سو اب کچھ اسباب مصائب آنکے لکھے جاتے ہین کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے جو درخواست شادی کی حضرت فاطمہ سی کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہین کی مگر مرضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے بہی درخواست کی اور شادی حضرت فاطمہ سی انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ مین مندرج ہی سو تمام مصائب

جو اہلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بھی ازدواج حضرت علی کا ساتھ
حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جب
ایک شخص اسطرحسی دوسرون پر ترجیح دیا چاہی تو عین مقام اور قرینہ محسود ہونیکا
اُس شخص کے، چنانچہ فصل، ۱۰ مین اس کتاب حق تحقیق کے ایک حدیث عبداللہ
ابن عمر کی روایت کی گئی ہی کہ عبداللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بہ نسبت حضرت
علی کے کہا کہ علی کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر اُسمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی
تو ہم تمام دنیا و مافیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو
ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگون کا دروازہ
بند کیا سوای حضرت علی کے سیوم یہ کہ حضرت رسول نے بروز جنگ خیبر کے
علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہی کہ شادی حضرت علی کی بھی ایک
منشار حسد کا ہی اور اس حدیث سی کسقدر زوالت حوصلہ عبداللہ ابن عمر کی
نمایان ہی کہ جن باتونمین کہ حضرت عمر خود باپ اُنکی ہمقابلہ حضرت علی کے شکست
کھا چکی تھے سو حوصلہ کرنا اُن باتون کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہین گیا ہی اور
حال عطای علم بروز خیبر کا یہ ہی کہ حدیث اُسکی فصل ۱۰ مین اس کتاب کی اسطرح
مندرج ہی کہ حضرت رسول نے بروز خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی
شخص کو دینگے کہ اللہ اُسکی ہاتھ پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست رکھتا ہی
اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکھتی ہین پس جب رات گذری تو صبح کو
سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہونچی کہ ہر ایک اُنکا امیدوار عطای
علم کا تھا تب پوچھا حضرت رسول نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب لوگون نے
کہا کہ اُسکی آنکھین درد کرتی ہین تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بھیجو اُسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تھوک لگا دیا اُس پیغمبر خدا نی آنکھونمین علے کے
اور اچھی ہو گئے علی جیسے کہ نہ تھا اُنکو کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اُس
علے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اسطرح پر سب یار لوگون کا رات بھر امیدوار
عطای علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کر کے اور اُنکی آنکھون مین
تھوک لگا کر کے اُنکو علم عطا کرنا صریح صریح ایک سبب محسود عام ہونے کا حضرت
علے کے ہوا اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ مین مذکور ہی
کہ جس روسے حجۃ الوداع مین دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحۃً
مولا کل مومن و مومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ مین
حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسی کے دی
اور حدیث فصل ۱۳ مین ہی کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیون کے مواخات
یعنے بھائی چارا لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دنیا اور دین مین قائم رکھا اور حدیث
فصل ۱۴ اسی احبّ خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہی اور
حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ اور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی
خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہی اور حدیث فصل ۱۹ سے
ظاہر کہ آنحضرت نی حضرت ابوبکر کو امیر حاج کر کے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا مگر آنحضرت
نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہی اور مین علے سے ہون اور ہماری ذمہ کا حق کوی شخص
ادا کریگا مگر خود مین یا علی اور حدیث فصل ۲۱ مین انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
مندرج ہی اور حدیث فصل ۲۲ مین ہی کہ حضرت رسول نے بروز جنگ طائف کی
حضرت علی سے مشورہ کیا اور اسپر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ ابن
عم اپنی کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنی نہین مشورہ کیا مگر یہ

کہ خدا اُسی مشورہ کرتا تہا کہ اس حدیث سی معاملہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور
حضرت علی کے اور چین چپڑ کرنا یار لوگون کا خوب سمجہا جاتا ہو اور حدیث فصل
۲۳ مین ہو کہ حضرت علی کا حالت جنب مین بہی مسجد نبوی ہو کر کے جانا بطور
خود حضرت نبیؐ کے جائز تہا اور حدیث فصل ۲۹ سے ظاہر کہ سب لوگون کا
دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ علے کے اور بہ نسبت
حضرت ابو بکر کے آخر مرض الموت مین اجازت روزن رکہنے کی ہوئی اور بہ
نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ اُنکی دیوار مین کوئی روزن بقدر
ایک ناکہ سوئی کے بہی نچہوڑا جای اور حدیث فصل ۲۹ مین ہو کہ حضرت عباس
شکوہ کرتے ہوی حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہی درمیان ہم ہاشمی لوگ
اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپسمین ملتی ہین تو خوش خوش چہرونسی
ملتی ہین اور جب ہم لوگونسے ملاقات کرتے ہین تو دوسری چہرونسی ملاقات
کرتے ہین کہ جب پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۴۲ سے ظاہر کہ حضرت
عائشہ کو باقرار خود اُنکے ساتہہ حضرت خدیجہ کے رشک تہا اور جنگ اُحد سے
سب صحابیون کا بہاگ جانا اور حضرت علی کا لڑائیمین قائم رہنا ایک قرینہ
قوی خار کہانے کا ہی الغرض یہانتک بسبیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دیکہلائیگئی کہ
حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیون سی اہل قریش تماستر الگ تہلگ تہے
اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بہی اس بات سی اطلاع تہی اسواسطی کہ یہ حدیث
فصل ۸ ۵ مین ہو کہ پیغمبر خدا نی فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤگی
اور نہین دیکہتی ہین ہم کہ تم لوگ یہ کام کروگے تو پاؤگے اس علی کو ہادی اور
مہدی کہ جو لیجائیگا تمکو صراط مستقیم پر اور حضرت علی نے دوش مبارک

حضرت نبی پر چڑھ کر کے اور خانہ کعبہ پر جا کر کے بتون کو توڑا تھا بہر حال عزت
و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تاحیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائم
رہی مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یارون کا بدل گیا اور پہلے
چوٹ یہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت مین کاغذ و قلم و اسطی تعمیل
وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمر نی جسکو کتاب اللہ کہکر کے ٹالدیا
اور یہ ٹالدینا اُنکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی خم غدیر سے
خوب واقف تھے اور حضرت علی کو سبارکبا د مولا ہونے کی دیچکی تھی اور
بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین
مشغول رہی تو حضرت ابوبکر باہتمام خاص حضرت عمر کے خلیفہ بنادی گئے اور
دلیل یہ قائم ہوئی کہ الائمۃ من قریش اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوب غالب
آئی مگر بمقابلہ حضرت علی یہ ایک تقریر مخصص بموج دلچسپی تھی اسواسطی کہ حضرت علی
بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز قریشی تھے اور حضرت ابوبکر کا حضرت علی کو
کہنا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے ہین اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہی
سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی کے معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ یہ بات اگر سچے
دل سی کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علی کو خلیفہ بنانا کیا مشکل تھا اور
حضرت عمر نے جو نام چھ شخصون کا بشمول حضرت علی کے لیا تھا سو اصل بندوبست
اُسکا یہ تھا کہ اگر حضرت علی کچھ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سی کرتے تو حضرت علی
موافق حکم حضرت عمر کے بے تکلف مار دی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو
حضرت علی خلیفہ قرار پای تو یہ بات بتقاضای شور و فساد اُسوقت کے تھے مگر
انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ نے مکہ سی پھرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

ا دیتی تھی کہ عثمان قتل ہوئے اور علی خلیفہ ہوئے تو شام علی کا سنکر کے کہا کہ اب
ہمکو ہاتھ آنا مستبعد نہیں ہی اور وہین سے مکہ کو پھر گئین اور حضرت ام سلمہ کو
تمثل لاکر تم بھی ہماری ساتھ ہو کر علی سے مخالفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے
جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کسقدر مرتبہ حضرت علی کو پیغمبر کے پاس تمہاری
مخالفت ہم کر چکی اور آخر حضرت عائشہ بحمایت طلحہ اور زبیر کے میدان جنگ
جمل مین بی پردہ آکر کے خود لڑین اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو برانگیختہ کیا
سو اسکا انجام یہ ہوا کہ اسی فساد معاویہ سی تمام باقی عمر حضرت علی کی مکدر کٹی اور
ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ نہین کوی نبی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال مین
دفن کیا گیا حالانکہ کسی نبی سابق کا دفن موقع انتقال مین نہین ہوا بلکہ توریت سے
زمین علیحدہ خریدکر نا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہی اور انجام اس
حدیث وضعی کا یہ ہوا کہ حضرت رسول اسی حجرہ عائشہ مین دفن کئے گئے اور اس
ذریعہ سی حضرت ابوبکر و حضرت عمر بھی مدفون ہوے اور حضرت امام حسن نے
جو وصیت کی تھی کہ انکی لاش قریب روضہ مبارک تک پہونچائی جاوی اور اگر ممکن ہو
تو وہین پر دفن کیجاوی سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضہ
مبارک کے رکھی گئی تو اس لاش پر خوب بارش تیر ونکی ہوی اور حضرت عائشہ نے
بعذر ملکیت اپنی مسباز ش مروان کے اس لاش کو اس جگہ مین دفن ہونی نہین دیا
سو یہ کیا بی رحمی ہی ساتھ آل نبی کے اور تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ جب خبر فوت
امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اسنی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا یعنی تکبیر
خوشی کی پڑہی تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کر کے کہا کہ اتبشر بفوت
ابن الفاطمۃ یعنی آیا خوشی کرتا ہی تو مرنے پر پسر فاطمہ کے اور معاویہ نے

جواب دیا ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی یعنی ہمنی یہ تکلیہ خوشی کی از روی
شماتت کے نہین کہی لیکن دلکو میرے اس خبر سے راحت پہونچی غرض حضرت
عائشہ نے جو بنیا و مصائب اہلبیت کی ڈالی تہی سو اسکو معاویہ اور یزید نے
خوب پورا کیا اور شک نہین کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی
تہین مگر ساتھ حضرت علی کے انکو ایک خاص طرح کی خصومت تہی اور ایک
بڑی آفت روزگار تہین جیسا کہ حضرت ابوبکر انکی باپ ایک نیک اور بزرگ
صفات آدمی تہی سو اسی کا پورا عکس یہ تہا کہ حضرت عمر بڑی تیز اور سرگرم تہے
مگر انکی بیٹی حضرت حفصہ بمقابلہ حضرت عائشہ کے ایک نیک بی بی تہین اور
اسی طرح سی کوئی بات عداوت کی نسبت اہلبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ
رسول کے جو کہ معاویہ کی بہن تہین نہین دیکہی جاتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ جیسے جھوٹی حدیثون کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہ کا تہا اور علمای
اہلسنت پر حیف ہی کہ تمیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے
تمامتر برکنار ہین اور ان علما پر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہی کہ ترتیب
خلافت کی جو اتفاقا بلا تجویز فضیلت ذاتی کے ہوتی گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام
ہوا کہ واسطی ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب افضلیت شیخین کے بہی ثابت کرین
اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہوگیا کہ احادیث وضعی افضلیت اصحاب ثلثہ کو
بہی قبول کرلین اور جسقدر احادیث کہ افضلیت مین حضرت علی علیہ السلام کے
واقع ہین سو انکی معنی بنانی مین کوشش کیجای اور اسی وجہ سی وصیت خم غدیر
مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی معنی سو لا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور
حدیث انی تارک فیکم الثقلین مین معنی بدل کر کے معنی عترت کے سنت یعنی

حدیث بنای گئی اور یہی حال دوسری حدیثون کا ہی غرض علمای اہلسنت کا
تمام بند چھند اس قسم کا ہی کہ جیسی حضرت علی کو بطو۔ ایک بادشاہ بازی شطرنج کے
زیج مین کر رکھا ہی کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہین ہی مگر شطرنج والی
اس قاعدی سے واقف ہین کہ جب ایک طرف کا بادشاہ زیج ہو جاتا ہی تو دوسرے
طرف کا مُہرہ اُٹھالیا جاتا ہی سو ہرگاہ احادیث فضائل حضرت علی مین جنی بنای گئے
اور تمام دشمنان علی کی بتاویل خطای اجتہادی کے حمایت کی گئی تو ہمکو اپنی بادشاہ کے
واسطی ایک مُہرہ اٹھالینی کا اختیار ہوگا سو ہم معاویہ کو اٹھا لینگی اور اُسکو بچھور نیگے
کہ اُسکی ذات سی خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہی کہ اُسنی لعنت بر سر منبر حضرت علی پر
جاری کروای چنانچہ تاریخ ابوالفدا جلد اول ترجمہ اردو بصفحہ ۱۴۷ اور ۱۴۸
حسب ذیل کے مذکور ہی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ احنف مذکور درمیان خلافت
معاویہ کے اشراف لوگون مین بطور ملاقات دربار معاویہ مین حاضر ہوا اسی اثنا مین
ایک شخص اہل شام کا بھی اُس محل مین آیا اور اُسنی خطبہ پڑہ کر کے خطبہ مین علی ابن
ابیطالب پر لعنت کی سب لوگون نے اپنی سر نیچی جھکالئی کوئی نہ بولا مگر احنف نے
معاویہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت کرینگی
اگر آپکی مرضی پاوی تو بیشک یہ سب نبیون پر لعنت کرے خدا سی ڈرو اور تقوی
اختیار کرو حضرت علی کا پیچھا اب تو چھوڑ دو کیونکہ انہون نی اس جہان سے رحلت کی
اب وہ اپنی قبر مین ہونگے وہان تو چین لینی دو اب تمکو انکی لعنت کرنے سی کیا
حاصل ہی اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔
معاویہ نے کہا کہ ای احنف کیون آنکھون پر ٹھیکری رکھتا ہی مین قسم دیتا ہون تجھکو
خدا کی کہ تو بھی منبر پر چڑھکر اگر ہماری خوشی چاہتا ہی تو علی ابن ابیطالب پر لعنت

بخوشی یا بجبر احنف نی کہا کہ آپ مجکو معاف رکھئی اسمین آپ کی خیر ہی اُسوقت
معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت وسماجت سے پیش آیا تب احنف نے کہا کہ ای
معاویہ مین انصاف کے کلمی کہتا ہون معاویہ نے کہا فرمای ۔ احنف نے یہ کہا کہ
حمد خدا کو لائق ہی اور درود ہو جیو اوپر رسول اُسکی کے ای لوگو مجکو معاویہ نے
یہ کہا ہی کہ لعنت کرو علی پر سنو علی ابن ابیطالبؑ اور معاویہ دونون جھگڑی اور آپس مین
لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دون مین سے یہ دعوی کیا کہ خلافت حق میرا ہے
جب مین دعا کرون تم سب آمین کہنا ۔ اب مین کہتا ہون ۔ ای خداوند لعنت
کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر
جو ان دونومین سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور ای خدا بہت لعنت کر
اُسپر ۔ آمین کہو ای سامعین ۔ یہ کہکر معاویہ سی کہا کہ مین تو یہ کلمی کہا کرتا ہون کہ پھر
مارا ہی کیون نجاؤن اسمجھسے اور کچھ پھر نہ کہلانا فقط واہ واہ علمای اہلسنت کے
یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ اس لعنت کرنے کو بھی داخل خطای اجتہادی کے
سمجھین اور آپ پر کیا مصیبت پڑی ہی کہ فعل کافرانہ سی بھی معاویہ کے چشم پوشی
کرین ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بدذات تھی اور اگر خود حرام زادہ نہ ہون
تو بوجہ بہای قبول کر لینے زیاد ابن امیہ حرام زادہ کے معاویہ ایک بڑی بھائے
حرام زادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجھنے مین ہمکو کیا تکلف ہو سکتا ہی
کہ جو دس سقراطی بھی یکی از دوازدہ حواریان حضرت مسیح کا تھا کہ جو خود حضرت مسیح کو
پکڑوا دیا اور عزازیل بھی ایک مقربان بارگاہ الٰہی مین سنے تھا کہ جسکو طوق لعنت ملا
پس معاویہ بھی بی تکلف اُن ہی لوگونمین سمجھا جا سکتا ہی اور مصائب اہلبیت کے
کہانتک بیان کرین کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بھوک و پیاس پر بوجہ

سوا خذہ نیزید پسر معاویہ کے کاٹا گیا اور لاش بی سر اُنکی گھوڑونکی سمون سے
روندی گئی اور سر اُنکا بطور نشان فتح کے نیزہ پر چڑہا کر کے یزید کے پاس روانہ
کیا گیا اور تمام سادات واقعہ کربلا کے بچہ شیر خوارہ تک سوای ایک امام چہارم
زین العابدین کے شہید ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون - اور بعد اسکی سلطنت
مروانیہ اور عباسیہ تک تو سادات بنی فاطمہ عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن زدنی
سمجہے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہی کہ اُسپر فرشتون نے بہی گریہ کیا
مگر علمای اہلسنت کو کیا پروای مصائب اہلبیت کی ہی کہ اگر چاہین تو بہ نسبت یزید
کے بہی مسئلہ خطای اجتہادی کا جاری کرین کہ ہرگاہ معاویہ صحابی تہے تو یزید بہی بطور
ایک تابعی کے اور بدلیل حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم کے ایک شخص
واجب التعظیم اور مستحق لحن اللسان کا قرار پا سکتا ہی

غزل از مولف

جس کیلیے تم اوا م نہین
ہیچ تم آل پہ درود وسلام
اہلبیت نبی پہ جو گذرا
دشمنون کا مقام ہے دوزخ
وہ حدیثین جو جعل و باطل ہین
یاد خم غدیر مین مجکو
کربلا کو مجھے بلا لو تم
خاک در ہوتے ہم کہین یارب
مولا تیرے حسین زین آزاد

پیر ہی ہو تو اُس سے کام نہین
اسکی غزلی مین کچھ کلام نہین
وہ تو سو جود ہے تمام نہین
غیر دوزخ اُنہین مقام نہین
پیش عالم کچھ اُنکا دام نہین
آرزوی شراب و جام نہین
اس سے بہتر کوئی پیام نہین
اور کچھ مقصد و مرام نہین
تو کسی اور کا غلام نہین

اور حال یہ ہی کہ دلاور ان عرب کچھ سپاہیان قلم ہند و مشاہرہ دار حضرت رسول
کے نہین تھے اور لوٹ مار پر اُنکی اوقات تھی اور اُسی امید پر مال غنیمت کے
جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب واقف
ہو گئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہین چھوڑا تھا اور
ہر شخص کو اپنی نفع و نقصان اور گون بے گون کا خیال تھا یہانتک کہ بعد انتقال
حضرت رسول کے انصار لوگون نے سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت
حضرت ابوبکر پہ قائم ہوئی تو حباب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاس آ کر کے غل اور
شور مچایا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنی کو کھڑی ہونگے
اور پانی اُنکو نہین ملیگا تب حضرت ابوبکر نی حباب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے
خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اُسکی بیٹے کو
وعدہ دینے حکومت شام کا کر کے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اُس اجماع مین
بیعت ابوبکر کی کچھ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پیش نہین ہوئی پس حضرت
ابوبکر جو قریشیون مین ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیون نے اُنکو اپنے
کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری رہی پبلک ملک
فرانس و امریکہ کا ہی اور اسیطرحکی ایک ریاست بلقب الکٹر یعنی شخص انتخابی کے
علاقہ جات سفصلی مین ملک جرمنی کے ابتک جاری ہی اور اسی وجہ سی ہم خلفای ثلاثہ کو
غاصب حقیقت حضرت کا نہین سمجھتی ہین مگر یہ بات ہم ضرور کہینگی کہ اگر لوگ حضرت
علی کو خلیفہ بلا فصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابوعبیدہ
ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدم استحقاق خلافت
حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت مین پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اسکا تصفیہ ہمنی اشعار مفصلہ ذیل مین کیا ہے اور
بیت ثانی مین اشعار میر حسن دہلوی و سعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا ہے

سری جہاں اس جا پہ حیران ہے
اگر ہے خلافت وصیت ہے کیا
خلافت کو مانو وصیت نہین
ہر اک ایک مصرف کا ہی بے عیوب
امامت سے انجام خیر اپنا جان
امامت سے ایمان ظاہر ہوا
حکومت امامت کی ہے بیزوال
حلاوت ہی ایمان کی اک طرف
علی کی محبت مین تو غرق رہ
کہ بھائی کا بھائی وصے کا وصی
ہوئی نعمت اسکے وصی پر تمام
نبی آفتاب و علے ماہتاب
کہ مختار کے گھر کا مختار ہے
بہار ولایت کا باغ سنبل ہے
خبردار سر خفی و علے
علے سالک رہ رو راہ حق
لقب شاہ مردان زوج بتول
یہ نسبت علی کو نہین غیر سے

حیرانی ہے یہان کی
ہے کیا
خلافت کی تھی تیس سال
حرارت ہی ایمان کی اک طرف
معاویہ بد ذات سے فرق رہ
نہین ہمسر اسکا کوی جز علے
ہوئی جو نبوت نبی پر تمام
جہان فیض سے انکی ہے کامیاب
علے دین و دنیا کا سردار ہے
دیار امامت کے گلشن کا گل
علے راز دار خدا و نبی
علے بندۂ خاص درگاہ حق
علے ولی ابن عم رسول
کہے یون جو چاہی کوی بیر سے

خدا نفس پیغمبر ش خواندہ است
دگر را فضیلت بکس ماندہ است

یہان بات کی اب سمائے نہین
نبی اور علے مین جدائے نہین

نبی و علے ہر دو نسبت بہم
دوتا و یکے چون زبان و قلم

علے کا عدو دوزخی دوزخے
علے کا محب جنتے جنتے

نبی او علے فاطمہ او حسن
حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن

ہوئی انپہ دو جگ کی خوبی تمام
اُنہون پر درود اور اُنہین پر سلام

علے سے لگا تا بہ مہدی دین
یہ ہین ایک نور خدای برین

اُنہون سے ہی قائم امامت کا گھر
کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر

صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین
حساب عمل سے یہ بیباک ہین

ہوا یان سے ظاہر کمال رسول
کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول

خدایا بحق سنے فاطمہ
کر بقول ایمان سکنے خاتمہ

اگر دشمنم رد کنے ور قبول
منم و دست و دامان آل رسول

فصل ۹۲

اس فصل مین بیان امامت کا ہی سو ہم اول اس بات کو لکہتی ہین کہ قران شریف مین استعمال لفظ امام کا کسطرح پر واقع ہوا ہی اور وہ حسب ذیل ہی

نمبر ۱ سورۂ بقر ۲- آیت ۱۸ اذ ابتلے ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما ترجمہ اور جب آزمایا ابراہیم کو اُسکی رب نے کئی باتونمین پھر اُسنی وہ پوری کین فرمایا مین تجکو کرونگا سب لوگونکا پیشوا

نمبر ۲ سورۂ ہود ۱۱- آیت ۲۰ افمن کان علے بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ ترجمہ بھلا ایک شخص جو ہی

نظر آتے راہ پر اپنے رب کے اور پہونچتی ہو اسکو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے کتاب موسی کی راہ ڈالتے اور مہربانی -

نمبر ۳ سورۃ الحجر ۱۵ - آیت ۷۹ وانتقمنا منھم وانھما لبامام مبین

ترجمہ اور یہ دونون شہر راہ پر نظر آتی ہین حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب مکہ سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی -

نمبر ۴ سورۃ الاسری ۱۷ - آیت ۷۳ یوم ندعوا کل اناس بامامھم

ترجمہ جسدن ہم بلائینگی ہر فرقہ کو ساتھ اُنکی سردار کے نمبر ۵ سورۃ الفرقان ۲۵ - آیت ۷۴ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ترجمہ اور وہ جو کہتی ہین ای رب دی ہمکو ہماری عورتون کیطرف سے اور اولاد کیطرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور ہمکو واسطے پرہیزگارون کے امام حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب یعنی دہیان سے سونین -

نمبر ۶ سورہ یٰسین ۳۶ - آیت انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا واثارھم وکل شیء احصیناہ فی امام مبین ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی ہم ہین جو جلاتے ہین مردی اور لکھتی ہین جو آگے بھیج چکی اور اُنکے پیچھے نشان رہے اور ہر چیز گن لی ہے ہمنے ایک کھلی اصل مین حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد

نمبر ۷ سورۃ الاحقاف ۴۶ - آیت ۱۱ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ

ترجمہ اور اُس سے پہلے کتاب موسی کی ہے راہ ڈالتی اور مہر - رای راقم آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہین اور نمبر ۱ یعنی سورہ بقر آیت ۱۲۴ سے ظاہر کہ حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر ۴ سورۃ الاسری سے

آیت ۷۳ سے ظاہر کہ لوگ اپنی اپنی امام کے ساتھ پکاری جائینگے غرض یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہی اور امام اور خلیفہ مین فرق باعتبار حیثیت کے ہی کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن مین بحق آدم علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہی یعنے آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پای اور استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلہ آدمیون کے ہی کہ وہ امام آدمیون کا پیشوا ہی پس حقیقتاً مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہی مگر کچھ فرق بھی ہی اور وہ فرق یہ ہی کہ خلافت مین کچھ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت مین حکومت ظاہری شرط نہین ہی بلکہ حکومت امام کی دل و جان اور اپنے اعمال و افعال سے متعلق ہی کہ جس سے نجات ہو اور حدیث مین واقع ہی انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض یعنی فرمایا رسول خدا نی چھوڑ جاتی ہین ہم درمیان تم لوگونکی دو بھاری چیزین ایک قران دوسری عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپسمین فرق نہین ہونگے کبھی یہانتک کہ وارد ہون وہ دونون اوپر حوض کوثر کے پس قران اگر بجای لفظ کے فرض کیا جای تو اولاد رسول بجای معنے اُسکے ہین

المولفہ	
چو قرآن و علی باہم متال لفظ و معنی اند	قناعت شد بہین تو ام و بر بند یم محملہا
اور اس مقام مین شعر شاہ نعمت اللہ ولی کا بہت مناسب ہی	
شعر	
پیشوائی بایدت جستن ز اولاد رسول	پس قدم مردانہ در راہ نہ ز اولاد رسول
غرض مسلمان پر واجب ہی کہ اولاد رسول کو اپنا امام جانے اور بیاد لقب	

دوازدہ امام کی ہماری نزدیک وہی حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی ہی کہ جسمین
وعدہ ہی کہ وہ بارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اُسکا فصل دہمین ہس
کتاب حدیقتہ حق کہ ہوا ہی اوشاہ عبدالحق صاحب نے جو اُن خلفای دوازدہ گانہ مین
شرط حکومت ظاہری کی لگاکر کے ولید ابن عبدالملک تک حساب کیا ہی سو اس
روسی، معاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہین اسواسطی کہ
شاہ صاحب لکھتی ہین کہ خارج ہونا اُن خلفا کا عدل و احسان سے اور اُنکا اہل جور
وفساد ہونا کچھ مانع نہین ہی اور ایک امر عجیب یہ ہی کہ سنیان بھی دوازدہ امام کو
اسی ترتیب سی قبول کرتے ہین چنانچہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر اور روضتہ الصفا
وغیرہ کتب تواریخ مین بیان حال اُن دوازدہ امام کا موجود ہی اور خواجہ حافظ شیراز
بھی ان دوازدہ امام کو منظور کرکے کہتے ہین

شعر

بدشمنان منشین حافظا تو لاکن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہار

اور اب اس مقام مین ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب
غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کیجاتی ہی کہ جس سے اصل منشا
اصطلاح دوازدہ امام کا معلوم ہوتا ہی **حدیث** کتاب ابن المویدالموفق
ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی واذا الحسین علی
فخذہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ وھو یقول انت سید بن سید واخو سید
ابوالسادات انت امام ابن الامام اخو الامام ابو الائمۃ انت حجۃ بن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ من
صلبک تاسعھم قائمھم ترجمہ کہا اُس سلمان محمدی نی کہ داخل ہوی ہم حضرت کے پاس اور ناگاہ حسین
تھے اوپر زانو اُس نبیؐ کے اور وہ نبی چوم رہی تھے دونون آنکھون کو اُس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اسکے منھ کو اور وہ نبی کہہ رہے تھے کہ تو سید یعنی سردار ہی اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید لوگون کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ اماموں کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا باپ حجتون کا جو نو نکلینگے تیری پشت سے اور نو ان شخص اُن لوگونکا قائم رہنی والا ہوگا اُن لوگون کا ــــ

ف ــــ یہ خطاب حضرت نبی کا بطرف امام حسین کے ہی کہ جو امام سیوم تھے اسواسطی کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیوم ہین اور اس تیسرے امام کو ارشاد ہوا کہ تیری پشت سے نو امام نکلینگے پس تمین اور نو ملا کر کے کل بارہ امام ہوے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ فقرہ ایک کہاوت ہندی کا کہ جو بھاٹ لوگ جابجا سناتے پھرتے ہین گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہی اور وہ فقرہ بشان امام حسین کے حسب ذیل ہی ــــ امام ہین آپ امام کے باپ امام کے پوت امام کے بھیا رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہی کھیوّیا اور یہ جو ارشاد حضرت رسول کا ہی کہ نو ان امام ان باقی نو امامون کا قائم رہیگا سو اس مضمون سے دوازدہم حضرت امام مہدی آخرالزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہین قابل تسلیم کر لینے کے معلوم ہوتا ہی اور اسکی بحث آیندہ کیجائیگی ــــ

فصل ۹۳

ذکر امام اول از جملہ دوازدہ امام ــــ

فصل بالا مین دیکھلایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازدہ امام ہین ــــ

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶

علی واولادہ اولھم علی ابن ابی طالب وقد سبق ذکرہ

ترجمہ اور وہ دوازدہ امام علی ہین اور اولاد اُنکی اول اُن دوازدہ امام کے علی ابن ابیطالب ہین اور تحقیق کہ سابق مین ذکر اُسکا ہوا۔

تاریخ جدولیہ تصنیف مولوی خادم علیصاحب سندیلوی

پیدائش آپکی تیئیس ۲۳ سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس چھ مہینہ ہی اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجری مین ہوی آپ چچازاد بھائی پیغمبر صاحب کے ہین اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہین اور پیغمبر صاحب کے اور خلفای ثلثہ کے وقت مین بڑی بڑی شجاعتین کین اپنی خلافت مین نوبت جہاد کفار کی بسبب فساد آپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہونچی اور ۳۵ سنہ ہجری مین نیت بخش خلافت کے ہوے تھے آخر شہادت پاتے عبدالرحمن ابن ملجم شوہر قطامہ کے داخل خلد برین ہوے اور آپ اول مسلم صبیان سے اور خلیفہ بنی ہاشم سے ہین اور عمر آپ کی ۶۳ سال کی تھی اور آپ نی ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہی جسکا ترجمہ زبان اردو مین یہ ہے ؎

مسلمان مین ہوا ہون سب سے پہلی		دران حالیکہ نا بالغ تھا لڑکا

اور نام والدہ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہی پس حضرت علی مرتضیٰ مانکی طرفسی بھی ہاشمی ہین اور اپنی دادکیطرفسے بھی اور طلحہ بن عبداللہ نے اولاً جناب امیرالمومنین سے بیعت کی اور ۳۶ سنہ ہجری مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی اپنی طرفسی عامل و حاکم مقرر کرکے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر جمادی الاخر مین جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خیریہ اور فریقین سے دس ہزار مرد مقتول ہوی۔ اور ۳۷ ہجری مین جنگ صفین واقع ہوئی عرصہ ۱۰ ماہ تک

اور شام کیطرف سے ۴۰۰۰۰ ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کیطرف سے ۲۵۰۰۰
ہزار شہید ہوی اور حلیہ شریف آپ کا یہ ہی کہ گندم گون میانہ قد فراخ چشم کبیر البطن
دراز ریش سینۂ مبارک پر بہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبسم
روایت ابن اسعد سی ظاہر ہی کہ فرمایا آپ نے کہ نہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر
مجھے شان نزول اُسکی اور مکان نزول اور شخص منزل علیہ معلوم تھا اسلئے کہ میرے
رب نے مجھے بخشا تھا قلب فہمیدہ اور زبان گویا اور منجملہ کرامات آپ کی یہ بھی ہی کہ کچھ
آپ نے ارشاد کیا پس تکذیب کے اُس قول کی ایک مرد نے پس فرمایا کہ میں تیرے اوپر
دعا کرتا ہوں اگر ہی تو کاذب اُسنے کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اُسکی حتی کہ نہ
حرکت کی وہان سی کہ جاتی رہی بینائی اُسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے
بہت ہین اس ذخیرہ مین بسبب طوالت کے نہین لکھی گئے اور حیدر بھی لقب
آپ کا تھا اور ذوالفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور اُنکی
پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے ابن ملجم ملعون مذکور بالا کے ہاتھ سے زخم
شدید پہونچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہو آیا تھا۔ فقط
اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت امیر علیہ السلام سے تیمناً و تبرکاً
نقل ہوتے ہین ساتھ ترجمہ کے

نمبر	الناس من جهة التمثال اكفاء		ابوهم آدم والام حواء

آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہین اسواسطے کہ باپ اُن
لوگون کے آدم ہین اور مان اُنکی حوّا ہین
ف آپ نے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنے

ہمجنس ہین سوا اس بیانمین کمال بلاغت ہی کہ مشابہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہی
وگرنہ از روی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ اقسام مختلف کے ہین کہ ایک
شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید دوسرا شقی ہوتا ہی اور اسی طرحسی دوسرے
صفات مین بہی مختلف ہوتے ہین ۔

نمبر۲ وانما امہات الناس اوعیۃ		مستودعات وللاحساب اٰباء

اور نہین ہین مائین آدمیون کی مگر ظروف اور جاہی امانت درحالیکہ واسطے
حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہین ۔
ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کیطرف سے ہوتا ہی اور حسب
تین کرسی تک اور نسب تین کرسی کے اوپر ہی ۔

نمبر۳ فان یکن لهم من اصلهم شرف		یفاخرون به فالطین والماء

پس اگر ہو اُن لوگون کو انکی اپنی اصل کیطرف سی کچھ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہون
پس مٹی دیانی ہی ف یعنی جب اول و آخر آدمی کا پانی اور مٹی ہی تو کیا فخر کرنا ہی ۔

نمبر۴ وان اتیت بفخر من ذوی نسب		فان نسبتنا جود وعلیاء

اور اگر کچھ پیش کرے تو ساتھ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے پا پس تحقیق
کہ نسبت ہمارے لوگون کی بطرف جود اور علو مراتب کے ہی ف یعنی اگر تم لوگون کو فخر
نسبت قریشی ہونیکا ہی تو نسب ہمارا جود یعنے بخشش ہاشمی ہونیکا اور علو
مدارج کا ہی اسواسطی کہ قبیلہ ہاشم مین جود اور علو مدارج ہی ۔

نمبر۵ لا فضل الا لاهل العلم انهم		علی الهدی لمن استهدی ادلاء

نہین کوئی فضیلت ہی مگر واسطی اہل علم کے اسواسطی کہ تحقیق کہ وہی لوگ ہا اوپر
ہدایت کے ہین اور جو شخص کہ ہدایت چاہی اُسکی واسطے ہدایت ہین ف یعنی

ساتھ شرف نسب کے ہمکو شرف علم کا ہی کہ خود ہم ہدایت پر ہین اور دوسرونکو ہم ہدایت کرتے ہین یعنے کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و مہدی ہین —

نمبر ۶ وقیمۃ المرء ما قد کان یحسنہ		والجاھلون لاھل العلم اعداء

اور قیمت مرد کی وہ چیز ہی کہ جو نیک بناوی اُسکو؛ درحالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہین

نمبر فقم بعلم ولا تبغ بہ بدلا		فالناس موتی واھل العلم احیاء

پس اُٹھ تو ساتھ علم کے اور نہ ڈھونڈہ تو واسطی اُسکے کوی عوض پس واسطی کہ آدمی لوگ مردہ ہین اور اہل علم زندہ ہین

ف یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

نمبر ۱ تغیرت المودۃ والاخاء		وقل الصدق وانقطع الرجاء

متغیر ہوگئی دوستی اور اخوت اور کم ہوگیا صدق اور کٹ گئی امید

ف یہ غزل غالباً زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ کے معلوم ہوتی ہی

نمبر ۲ واسلمنی الزمان الی صدیق		کثیر العذر لیس لہ رعاء

اور سپرد کیا مجکو زمانہ نے ہاتھ مین ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہی اور نہین ہی کچھ اُس عذر کی رعایت ف غالباً اشارہ بطرف حضرت ابوبکر صدیق کے معلوم ہوتا ہے —

نمبر ۳ سیغنی الذی اغناہ عنی		فلا الفقر یدوم ولا الثراء

قریب ہی کہ بی نیاز کریگا مجکو وہ اللہ کہ جسنی بی نیاز کیا ہی اُس دوست کو مجھسی پس واسطی کہ نہین فقر ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت —

نمبر۵ وليس بدائم ابدا نعيمه		كذاك البؤس ليس له بقاء

اور ہمیشہ نہین رہیگا ابد تک آرام و آسایش ؛ اور اسیطرحسی سخت حاجت مند کے کہ نہین ہے اُسکو بھی بقا۔

نمبر۶ وكل مودة لله يصفو		ولا يصفو من الفسق الاخاء

اور کل دوستی جو للہ ہوتی ہو صاف رہتی ہو ؛ اور نہین صاف رہتی ہے فاسق لوگون کی اخوت و محبت۔

نمبر۷ اذا انكرت عهدا من حميم		ففي نفسي التكرم والحياء

جب انکار کیا ہمنی کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے ؛ پس ہماری نفس مین تہا تکرم یعنی نگاہداشت آبرو اور حیا۔

نمبر۸ وكل جراحة فلها دواء		وسوء الخلق ليس له دواء

اور کل زخم پس ہی واسطی اُسکے دوا ؛ اور واسطی بد خلقی کے نہین کوئی دوا ہی

نمبر۸ ورب اخ وفيت له وفي		ولكن لا بد وم له الوفاء

اور تہوڑی دوست ایسی ہین کہ وفا کیا ہمنے ساتہ اُنکے وفادار ہین ؛ اور لکن نہین ہمیشہ رہتی ہی اُنکو وفاداری۔

نمبر۹ يديمون المودة ما راعى		ويبقى الود ما يبقى اللقاء

ہمیشہ رکہتی ہین وی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکہتی ہین وی لوگ مجکو ؛ اور باقی رہتی ہی دوستی جب تک باقی رہتی ہی ملاقات چار چشمی۔

نمبر۱۰ اخلاء اذا استغنيت عنهم		واعداء اذا انزل البلاء

لوگ دوست ہوتے ہین جب کہ ہم نی نیاز ہوئے ہین لوگون سے ؛ اور دشمن ہو جاتی ہین جب اوترتی ہی کوئی بلا۔

نمبر ۱۱ وان غیبت عن اخہ قلانے		وعاقنی بما فیہ اکتفاء

اور غایب ہوتے ہین ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا اور انجام بد دیتا ہی مجکو ساتھ اُس چیز کے جو کافی ووافی ہی۔

نمبر ۱۲ اذا مارأس اھل البیت ولیّ		بدا لھم من الناس الجفاء

اور جب کہ سرداران اہلبیت کے محبت کرتے ہین ظاہر ہوتا ہی اون اہل بیتون پر آدمیون کی طرف سے جفا

غزل دیگر از دیوان حضرت امیر علیہ السلام چھاپہ بمبئی صفحہ ۱۲۰
خطاب بمعاویہ

نمبر ۱ محمد النبی اخی وصہرے		وحمزۃ سید الشہداء عمّی

محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور سسر میرا ہی اور حمزہ سید الشہدا چچا میرا ہی۔

وجعفر الذی یضحی ویسمے		بطیر مع الملائکۃ ابن اُمی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتونکی بیٹا ہماری ماکا ہے

ف اسی روسے لقب جعفر طیار کا

وبنت محمد سکنی وعرسی		مشوب لحمہا بدمی ولحمے

اور بیٹی محمد کی آرام جان ہماری ہی اور بی بی میری ہی اور ملا ہوا ہی گوشت اُسکا ساتھ خون میرے اور گوشت میرے

وسبطا احمد ولدای منہما		فمن منکم لہ سہم کسہمی

اور دو فرزندان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہین اُس دختر محمد سے پس کون شخص ہی تم لوگون مین کہ جسکو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

سبقتکم الی الاسلام طرّا		غلاما ما بلغت اوان حلمی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas
contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

سابق ہوی ہم تم لوگون سے اسلام مین ازروی رغبت کے جس حال مین کہ ہم لڑکا تھے
کہ نہین پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے

نمبر۶ واوجب لی ولایتہ علیکم رسول اللہ یوم غدیر خم

اور واجب کیا واسطی میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگونکے
رسول اقتدی بروز خم غدیر کے

نمبر۷ واوصانی النبی علی اختیار	لامتہ رضی منکم بحکمے

اور وصیت کی میری واسطی نبیؐ نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطی امت
اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے۔

نمبر۸ الا من شاء فلیؤمن بھذا والا فلیمت کیف الغے

خبردار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اس
قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر۹ انا البطل الذی لم تنکروہ یوم کریہۃ ویوم سلم

مین وہ بہادر ہون کہ جسکا انکار تم لوگون نے نہین کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے
شعر دیگر از حضرت امیر علیہ السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از
تصنیف حافظ ابوعبداللہ محمد ابن یوسف ابن محمد بلخی شافعی۔

صفحہ۱۲ فویل ثم ویل شم ویل لمن یلقی الالہ غدا بظلمے

پس افسوس ہی اور پھر افسوس ہی اور پھر افسوس ہی واسطے اس شخص کے جو ملاقات
کریگا خدا تعالی کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے اوپر

مناقب مرتضوی متذکرہ صدر

ومرزی الامام ابوالحسن البغوی فی تفسیرہ برفعہ بسندہ الی ابن عباس

رضی اللہ عنہما قال لما نزل قولہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا
الا المودۃ فی القربی قالوا یا رسول من ھؤلاء الذین
امرنا اللہ بمودتھم قال علیؑ و فاطمۃ و ابناھما
ترجمہ اور روایت کیا امام ابو الحسن بغوی نے بیچ قران اپنے حوالہ کرکے
ساتھ سند اپنی ابن عباس تک کہ کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اوترا قول
اُس خدا تعالی کا کہ کہہ تو ای محمد کہ نہین مانگتا ہو نمین تم لوگون سے اُس قران پر
مزدوری مگر دوستی قرابت دارون کی تب پوچھا لوگون نے ای رسول اللہ
کون ہین وی لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگون کو حکم دیا ساتھ دوستی اُن لوگون کے
تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وی لوگ علی اور فاطمہ اور دو پسران اُن دونونکی ہین

اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکورہ بالا

نمبر ۱ ھم العروۃ الوثقی لمعتصم بھا	مناقبھم جاءت بوحی و انزال

وی لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ ہین واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ
کے درحالیکہ مناقب اُنکے آئے ہین ساتھ وحی اور نزول قران کے

نمبر ۲ مناقب فی شوری و سورۃ ھل اتی	و فی سورۃ الاحزاب یعرفھا التالی

مناقب اُنکے ہین سورہ شوری مین اور سورۂ ہل اتی مین اور سورۃ الاحزاب مین
کہ جانتا ہی اُن مناقب کو قران کا تلاوت کرنیوالا

نمبر ۳ و ھم آل بیت المصطفی فوداد ھم	علی الناس مفروض بجل و اسجال

اور وی لوگ اہلبیت مصطفی کے ہین پس دوستی اُن لوگونکی اوپر آدمیونکے
فرض کی گئی ہی ساتھ بردباری اور افراط اچھی چیزون کے ؛

ایضا از شاعر دیگر

ھم القول من اصفاھم الودہ مخلصًا		تمسك فی اخراہ بالسبب الاقوی

اہلبیت لوگ وہ قوم ہین کہ جسکو کوی اختیار کرے اُن لوگونکی دوستی مخلص ہوکر کے تو تمسک پکڑیگا وہ شخص اپنی آخرت مین ساتھ اُس سبب قوی تر کے

ھم القوم فاقوا العالمین مناقبا		محاسنھا تحکے وایاتھا تردی

وی اہلبیت لوگ وہ قوم ہین جو فوق لیگئے سب عالم پر از روی مناقب کے تو خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہین اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہین

موالاتھم فرض وحبھم ھدی		وطاعتھم ورع ووُدھم تقوی

تولا یعنی دوستی اُن لوگون کی فرض ہی اور محبت اُن لوگونکی ہدایت ہی اور طاعت یعنی تابعداری ان اہلبیت کی ورع یعنی پرہیزگاری ہی اور محبت اُن لوگونکی تقوی ہی۔ اب سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کی خدمت مین عرض یہ ہی کہ اصل مذہب قدیم اہلسنت کا یہ ہی کہ اوپر مذکور ہوا اور آپ لوگ کسواسطی مذہب سنی کو رسوا و خوار کرتے ہین اور اس توہین علی اور عداوت اہلبیت سے اب آپکو کیا فائدہ ہوگا کہ کچھ امید حکومت ملک شام اور امید حکومت ملک ہی کی نہین ہی اور نہ معاویہ کا کچھ خوف ہے اور نہ اُسکی دسترخوان کا اچھا کھانا ملیگا پس سوای خدا انصاف کرکی روح رسول کو راضی کیجیئے

فصل ۹۴

ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

الثانی الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا محمد ویلقب بالتقی والسید امہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد بالمدینۃ فی منتصف رمضان سنۃ ثلاث من الھجرۃ واستخلف ستۃ اشھر وتوفی بالمدینۃ فجمعین لیال خلون من ربیع الاول سنۃ خمسین وقیل سنۃ تسع واربعین وکان عمرہ سبعا واربعین سنۃ ودفن بالبقیع

ترجمہ دوسری اُن بارہ امامون کے حسن ابن علی ابیطالب ہین اور کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہی اور مان اُنکی فاطمہ بنتی رسول اللہ کی ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین نصف رمضان ۳ سنہ ہجریمین اور خلیفہ رہی چھ مہینے اور وفات پای مدینہ مین بتاریخ پانچوین ربیع الاول ۴ سنہ ہجریمین اور بعضون نے کہا ۹ سنہ ہجریمین اور عمر آپ کی تھی سینتالیس ۴۷ برس کی اور دفن ہوے جنت البقیع مین۔ تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۴۴۳ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگونکا یہ حال ہی اسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ اگر چند شرطین تم مان لو تو مجکو تمہاری اطاعت منظور ہی معاویہ نے مان لین وہ شروط یہ ہین ایک شرط امام حسن نے یہ کی تھی کہ جو روپیہ بیت المال کوفہ مین ہی مجکو دو اور دارابجرد کا خراج جو فارس سی آتا ہی وہ دیا کرو اور حضرت علی کو برا نہ کہا کرو آخر سے یہ شرطین مان لین الا سب علی سے انکار کیا اور کہا علی کو گالی بیشک دونگا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شرط نہین مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس مین مجکو یا میری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اسنی منظور کیا اور کہا اچھا تمھاری سامنی نہ کہینگے لیکن پھر اس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہین کہ چار لاکھ درہم آنکے پاس بھجوائے اور خراج دارابجرد کا کبھی نہ بھجوایا۔

واہ واہ سنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطای اجتہادی کو غور کیجی گا کیا خطای اجتہادی ہی کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور اس فعل سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام مین صفت علم وحلم اور جود وکرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تہا کہ بروایت حافظ ابونعیم کے بیس ۲۰ مرتبہ اور بروایت کتاب صفوۃ الصفوۃ کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سی پیادہ پا آکر کے مکہ مین حج ادا کیا

مناقب مرتضوی سنجلی صفحہ ۱۸۲

ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من بعدہ عھدہ
واولاد ھو بل یکون الامر شوری بین المسلمین ترجمہ اور نہین حق ہی
معاویہ ابن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دی کسی کو اپنے بعد اور اولاد
اُنکے بلکہ ہوگا وہ امر خلافت کا محول اوپر شورے کے۔

ف۔ معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ
یہ کیا خطای اجتہادی ہی اور چونکہ سنیون کو صرف حمایت معاویہ تک غرض ہے
اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ چڑہائی نہین ہی اسواسطی اسیقدر پر
اکتفا کیا گیا مگر چونکہ انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا بزمانہ حکومت معاویہ
کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیون کو اہتمام ہی سو اسواسطی چند خیالات سنیونکے
اس جگہ پر مذکور ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت مین مذکور ہی کہ فلان
شخص نے خواب مین حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی لی برب الکعبۃ
یعنی فیصلہ خدا کا ہماری حق مین ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اُسی خواب
مین معاویہ کو دیکھا کہتی ہوے کہ غفر لی برب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی
میری قسم ہی رب کعبہ کی سو اس قسم روایت خواب سے ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق مین
کوی بات بن نہین پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا گیا حالانکہ خواب
ہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہی اور اسطرح کا خواب مطلقاً قابل دلیل
کے نہین ہی اور البتہ خدا ہر بات پر قادر ہی مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہی پس کیونکر
ہو سکتا ہی کہ معاویہ ایک دشمن خاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مرگیا سو ایکبارگی تمام عدل اور انصاف خدا کا معطل رہکر کے اسطرح پر بے تکلف مغفرت اُسکی ہوا اور ظاہر ہی کہ یہ خواب ایک سُنّی کا خواب ہی اور آیا حقیقت حضرت علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث مین تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ حق علے کے ہوا اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پسر سید فرزند علی مرحوم برادر خالہ زاد کا میرے ہمکو بہت پسند ہوا کہ یہ دونون فقرے درحقیقت نقیض یکدیگر ہین سو اسطی کہ اگر فیصلہ بحق حضرت علی کے ہوا تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہین اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ بحق علے کے کیا معنی ہین غرض یہ خواب معاویہ کے دیکھنے کا بالکل قابل استدلال کے نہین ہی بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب پریشان ہی کہ جیسا بوستان مین مذکور ہی شعر

ندانم کجا دیدہ ام در کتاب		کہ ابلیس را دید شخصے بخواب

دوم یہ کہ بملاحظہ کتاب استقصاء الافحام جواب منتہی الکلام و تحفۂ اثنا عشریہ وغیرہ کتب کلامیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مذہب شیعہ کا جسقدر کہ علم و تلاش آدمی کی بڑھتی جاتی ہی سو اُسیقدر غالب تر اور مجال سنیون کا تنگ تر ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس مخمصہ کے سنیونکی یہ عادت اُنکے واسطے خوب محافظ ہی کہ سُنیان زمانہ کسی طرحسی تقریر اور بحث پر نہین چڑھتے ہین اور شیعہ بی تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہی اور حق یہ ہی کہ ہم شیعون سے کچھ مقابلہ کسی بات مین نہین کر سکتی ہین اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شیعہ لوگ تا امکان خلفای ثلثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لین کہ آخر درمیان خلفای ثلثہ اور معاویہ کے کچھ فرق و تمیز رکھنا قرین انصاف ہی کہ اگرچہ کوی شخص ان خلفای ثلثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائیان اور کج ادائیان ان

تینون صاحبون سی ہوئین بری نہین ہوسکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ دین اسلام
کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوی بندوبست نہین کیا
اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بہی کرنا اُن سبہونکا بہ نسبت اہلبیت کی
ظاہر ہوتا ہی اور باوصف اسقدر جدوجہد کرنے واسطے اشاعت اسلام کے
اگر یہی لوگ منافق اور خارج از اسلام سمجہی جائین تو سوای اسکے کیا بات کہی
جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجئی وہی کہے چور اور ایسی
شیعہ عالم کو ہم جانتے ہین کہ جو خلفای ثلثہ کو مسلمان مان لیتی ہین اور فضیلت شیخین کا کیا
ذکر ہے کہ ہم مجرد فضیلت ثابت کرنے مین بہی شیخین کے بہت تنگ ہین
سوئم یہ کہ ایک سُنّی صاحب کا خیال یہ دیکہا گیا کہ فضیلت حضرت امیر علیہ السلام
کی جو کچھ کہ اقوال امام شافعی و حافظ وغیرہ سے پائی جاتی ہی سو یہ سب باتین از
قسم کلمات فقرا اور تصوف کے ہین مگر تفضیل الشیخین ایک امر شرعی ہی سو یہ خیال
محض ایک مغالطہ و دکھوکا ہی اسواسطی کہ فضیلت حضرت امیر علیہ السلام کی
قران اور حدیث سی ثابت ہی اور حیف اور افسوس ہی اوپر ایسے خیال کے کہ
جو اعتقاد افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجہا جائے
چہارم یہ کہ ایک سُنّی صاحب کا یہ خیال دیکہا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام
کی ایسی نہین ہی کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے اُنکو تکدر ہو سو یہ خیال بجہے
محض ایک دکھوکا ہی اسواسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفائے
طبیعت اُنکے تکدر ہو یا نہو مگر خدای عادل موجود ہی سو یہ لعنت کرانا معاویہ کا
بے انتقام پائے نیکے نہین رہ سکتا ہی۔
پنجم یہ کہ بعض سنیون کا خیال یہ ہی کہ معنی تولا کے صرف اسقدر ہین کہ آدمی

محامد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال اُنکے
دشمنون کا کچھ ضرور نہین ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ تولّا بے تبرّا کے کیونکر درست ہو سکتا
ہی یعنی جب تک کہ معاملات دشمنون اور حریفون کا ذکر اور خیال نہ کیا جاے
تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہی
اور یہ فرمایش تو اُس قسم کی ہی جیساکہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر
کوئلی کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگون کے
کیا معلوم ہو سکتی ہی جیساکہ ایک شخص اندھا مادرزاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو
اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اُسکی خیال مین آسکتا ہی۔

ششم یہ کہ ایک سُنّی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرور ہے
کہ بجاے اُسکی درود پڑھنا بہتر ہی سو جواب اس خیال کے اسیقدر کہنا بس ہے
کہ اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو بُرا کہنا کیا ضرور ہی کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے
مگر حقیقت حال یہ ہی کہ جو شخص جیسا ہوگا ویسا سمجھا جائیگا اور اُسی طرح پر اُسکا
ذکر بھی کیا جائیگا۔

ہفتم یہ کہ ایک سنی صاحب نے نام معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ
عنہ کے لیکر کے ہمسی کہا کہ ہر گاہ خلافت معاویہ کی از روی مصالحہ امام حسن کی ہوے
تو اب حقیقت خلافت معاویہ مین کیا گفتگو ہو سکتی ہی سو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ تسلیم خلافت
کی ہرگز از روی مصالحہ کے صحیح طور پر نہین ہوئی کہ اسبات کو دیکھنا چاہئی کہ کس
حالت مجبوری مین حضرت امام حسن علیہ السلام نی بوجہ نہین ہونے اعوان اور انصار
کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہر گاہ اصل خلافت تیس ۳۰ برس تک اور بعد اُسکی پیشین گوئی
حضرت رسول کیواسطی ایک ملک عضوض یعنی ایک بادشاہ گزندہ کے تھی تو کیا

کمال ہو بلکہ بات یہ ہے کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہرگاہ اسکو لعنت کرتی ہے حضرت علیؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیر المومنین اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہے۔

اشعار مرغوب در مدح امام حسن علیہ السلام از دیوان وفائی شوستری

نہ ہر کس شد مسلمان میتوان گفتش کہ سلمان شد
کز اول با بدش مسلمان شد و انگہ مسلمان شد

ولی اللہ ذو المنن یعنی حسن آن خسرو خوبان
کہ ہر چیز از عدم با قدرتش ممکن در امکان شد

نہ جذبش باعث جنت نہ بغضش موجب نیران
کہ جذبش محض حق گشت و بغضش عین نیران شد

مگو انصار و یاری داشت آن مظلوم بی یاور
کہ ہر جور و جفای شد بروز انصار و یاران شد

ز ناچاری بہ بیعت داد دست انشاء یہ لشکر
چہ یک انسان نبود دشمنش ما در آخر کار شل انیسان شد

مگو بیعت کہ از شمشیر خوردن صعب تر بودش
چہ او با زادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد

مگو بیدآب کز آتش بسی سوزندہ تر بودش
ہمان آبی کز ان مرغ دلش در سینہ بریان شد

دو سبط مصطفے را دند جان از آب بی آبی
ز بی آبی حسینؑ اما حسنؑ از آب بی جان شد

حسین پیش از شہادت گر نشان تیر شد اما
حسن بعد از شہادت نعشش پاکش تیر باران شد

حسین اگر علی اکبر شد از دست خسان کشتہ
حسن ہم قاسمش پامال از سم ستوران شد

وفائی گر ز غمہایش بگویم تا صف محشر
بیان کے میتواند زان یکی از صد ہزاران شد

فصل ۹۵ ذکر امام حسین علیہ السلام

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ — الثالث الحسین بن علی ابن طالب یکنی ابا عبد اللہ ولقب بالشہید والسید امہ فاطمۃ الزہراء ولد بالمدینۃ یوم الثلاثا الرابع من شعبان سنۃ اربع من الہجرۃ وفی الصفوۃ استشہد یوم الجمعۃ وقیل الثلاثاء یوم عاشوراء فی المحرم سنۃ احدی وستین من الہجرۃ وہو ابن ست وخمسین سنۃ وخمسۃ اشہر کما یجی

تیسری ان بارہ امامون کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین کنیت اُنکے
ابوعبداللہ لقب شہید اور سید ہی اور مان اُنکی فاطمۃ الزہرا ہین اور پیدا ہوے
مدینہ مین بروز منگل چہارم شعبان ۴ سنہ ہجری کے اور کتاب صفوۃ مین ہی کہ
شہید ہوی بروز جمعہ اور بعضون نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور
وہ تھی اُسوقت مین بعمر ۵۶ برس پانچ مہینے کے جیساکہ قریب ہی کہ آویگا بیان اُسکا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعۂ کربلا

نمبر۱ غدر القوم وقد ما رغبوا		عن ثواب اللہ رب الثقلین

غدر کیا قوم نی اور منھ پھیرا اون لوگون نی ثواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر۲ قتلوا قدما علیا وابنہ		حسن الخیر کریما ابوین

قتل کیا اُن لوگون نے قبل اسکی علی کو اور اُسکی بیٹا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا
اور جسکے ماباپ دونون کریم تھے

نمبر۳ حسدا منھم وقالوا اقتلوا		نقتل الآن جمعا الحسین

بوجہ حسد کے اُن اہلبیت کیطرف سی اور کہا اُن لوگون نے مار ڈالو ؤ اب
قتل کرینگے ہم سبکو حسین کے مارنے سے

نمبر۴ خیرۃ اللہ من الخلق کلہ		ثم امی وانا ابن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق مین سے باپ میرا ہی ؤ بعد اُسکے مامیری ہی اور ہم بیٹے
ہین دو نیک تر آدمیون کے

نمبر۵ فضۃ قد صغت من ذھب		وانا الفضۃ وابن الذھبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئے ہو ایک سونے سے ؤ درحالیکہ ہم

چاندی ہین اور بیٹے دو سونا کے۔

نمبر۶ من لہ جدّ کجدّی المصطفٰے	احمد المختار نور الظلمتین

کون شخص ہی کہ اُسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفے کے جو کہ احمد مختار ہی روشنی دونون اندھیرون کے۔

نمبر۷ فاطمة الزہراء امی و ابی	قاصم الکفر ببدر وحنین

فاطمہ زہرا ماں میری ہین اور باپ میرے توڑنیوالی کفر کی ہین جنگ بدر اور جنگ حنین مین۔

نمبر۸ ولہ فی یوم اُحُدٍ وقعة	شفت الغل بعض العسکرین

اور اُس باپ کو میرے ہی روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہی کہ جو کہ شفا دیا پیاس کو ساتھ دیا دونے لشکرہا ے طرفین کے۔

نمبر۹ ثم یلا حزاب والفتح معًا	کان فیہا حتف اھل الوثنین

اور بعد اُسکی سورۂ احزاب اور فتح مین ایک ساتھ تھے اُسمین موت اہالی دونون بتونکی

نمبر۱۰ من لہ عم کعم جعفر	ذو الجناحین اصیل النبین

کون شخص ہی کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحب دو بازون کا اور اصیل دونون نسب ما اور باپ کا۔

نمبر۱۱ والدی شمس وامی قمر	وانا الکوکب ابن النیّرین

باپ میرا یعنی علی آفتاب ہین اور مامیری یعنی فاطمہ مہتاب ہین اور مین ستارہ ہون اور بیٹا دو تنیرا عظیم آفتاب و ماہتاب کا ہون

نمبر۱۲ نحن اصحاب الکسا خمستنا	قد ملکنا شرقہا والمغربین

ہم لوگ سیادت کی کملی والی ہین پانچون ہم لوگونکی تحقیق کہ مالک ہوی ہم لوگ پورب کو اُن پانچ آدمیون کے اور دونون پورب اور پچھم کے۔

نمبر۱۳ نحن جبرئیل غدا اساد سنا | ولنا الکعبة ثم الحرسین

ہم لوگ ایسی ہین کہ جبرئیل کل کو ہوگا چٹھان ہمارے لوگون کا اور ہم لوگون کا ہی کعبہ اور بعد اُسکے دونون حرم مکہ اور مدینہ کے۔

نمبر۱۴ امة المختار قروا عینا | فغدا یسقون من کف الحسین

امت نبی رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھین اپنی یعنی ہماری قتل سی پس کل کے روز پلای جائینگے وی لوگ ہاتھ سی حسین کے یعنی ہاتھ سی حسین کے سزا دی جائینگے وی لوگ اور چونکہ سنیون کو حمایت یزید سی کچھ غرض نہین ہی بلکہ شرح عقائد نسفی مین یہ عبارت ہی کہ لانتوقف فی لعن یزید و اعوانہ و انصارہ یعنی ہم سنی لوگ نہین توقف کرتے ہین لعنت کرنیمین اوپر یزید اور اعوان اور انصار اُسکی سو اسواسطی ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین ورنہ اگر کتاب عربی اسرار الشہادت کربلا ملا آقاے دربندی اور دیگر کتب تواریخ سی کچھ حالات واقعہ کربلا کے لکھے جائین تو یہ کتاب بہت طویل ہوجای اور کسکو طاقت ہی کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسیقدر لکھنا کافی ہی کہ حضرت عایشہ نی جو بنیاد خرابی اہلبیت کی ڈالی تہی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سی پوری طرح پر ختم ہوا کہ واقعہ کربلا مین سوای امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے کوی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا اور باقی سب ماریگئی انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل ۹۶ ذکر امام چہارم

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چاپہ مصر صفحہ ۲۸۶۔

الرابع علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وقیل ابا محمد وقیل ابا بکر ولقب بزین العابدین والسجاد ولد بالمدینة سنة ثلاث وثلاثین من الہجرة وقیل سنة ثمان وثلاثین وقیل ستة وثلاثین [illegible]

ام ولد اسمها غزالة كذا فى الصفوة وقال فى شواهد النبوة اسم امه
شهربانو بنت يزدجرد من اولاد نوشيروان العادل انتهى وفى
حيوة الحيوان قال ابن خلكان كانت امه سلامة بنت يزدجرد
اخر ملوك الفرس وذكر الزمخشرى فى ربيع الابرار ان يزدجرد كان له
ثلاث بنات سبين فى زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدة منهن
لعبد الله بن عمر فاولدها سالما والاخرى لمحمد بن ابى بكر فاولدها
قاسما والاخرى للحسين بن على فاولدها عليا زين العابدين
فكلهم بنو خالة وهو على الاصغر فاما على الاكبر فانه قُتِل مع الحسين
وكان على هذا يضاسع ابيه وهو ابن ثلاث وعشرين سنة الا انه
كان مريضا نائما على فراش فلم يقتل وفى حيوة الحيوان استبقى
تصغر سنه لانهم قتلوا كل من ابنت كما يفعل بالكفار قاتل الله فاعل ذلك
واخزاه ولعنه وتوفى بالمدينة فى الثامن عشر من المحرم سنة اربع وتسعين
وقيل خمس وتسعين ودفن بالبقيع وهو ابن ثمان وخمسين سنة وضريحه هناك
فى قبة معروفة بقبة العباس روى الحديث عن ابيه وعمه الحسن وجابر
وابن عباس والمسور بن مخرمة وابى هريرة وصفية وعايشة وام سلمة امهات المؤمنين
ترجمہ چوتھے امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت انکی ابو الحسن ہے
اور بعضون نے کہا ابو محمد اور بعضون نے کہا ابو بکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد ہے
پیدا ہوئی مدینہ مین ۳۳ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۳۸ سنہ ہجری مین اور بعضون نی کہا
۳۶ سنہ ہجری مین اور مادر انکی ام ولد ہین نام انکا غزالہ ہے جیسا کہ کتاب صفوۃ مین ہے
اور صاحب شواہد النبوۃ نے کہا ہے کہ نام انکی ماکا شہربانو بیٹی یزدجرد کی ہے اولاد ہے

نوشیروان عادل کے منتہی ہوا قول اُسکا اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کہا ابن خلکان
نے کہ ما اُسکی سلامت تھی بیٹی یزدجرد آخر بادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زمخشری
نے کتاب ربیع الابرار مین کہ تحقیق کہ یزدجرد کو تھین تین بیٹیان جو قید ہوئین زمانہ عمر
ابن الخطاب کے پس ایک اُنمین سی ملی عبداللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوی سالم اور
دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوی قاسم اور تیسرے حسین ابن علی کو کہ جس سے
پیدا ہوی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین
آپسمین خالہ زاد بھائی ہین اور وہ امام زین العابدین علی اصغر ہین ہوا سطی کہ علی اکبر
قتل ہوی ساتھ حسین کے واقعہ کربلا مین اور یہ علی اصغر اپنی باپ امام حسین
علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے درحالیکہ اُنکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر
بیمار تھے جو بیچھاون پر پڑے رہتے تھے اور اسیواسطی قتل نہین ہوی اور کتاب
حیواۃ الحیوان مین کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیر سن اُنکی اسواسطی
کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اُس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہونچی جیسا کہ
یہ کام کیا جاتا ہی ساتھ کافرون کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور
رسوا کرے اُسکو اور لعنت کری اُسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ مین بتاریخ
۱۸ محرم سنہ ۹۴ ہجری کے اور بعضون نے کہا سنہ ۹۵ ہجری مین اور دفن کئے گئے جنت البقیع
مین بعمر ۵۸ برس کے اور روضہ اُنکا اُس قبہ مین ہی کہ جو مشہور ہی ساتھ قبہ عباس کے
اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثون کی کرتے ہین حسین اپنی باپ سے اور
حسن اپنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور ابو ہریرہ اور صفیہ
اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازدہ امام کو
خداوند تعالی نی ساتھ علم روحانی کے مخصوص کیا ہی اسواسطی تیمناً و تبرکا کتاب

صحیفہ کاملہ سے جوکہ زبور ہملوگ مسلمانون کا ہی اور یہ کتاب بالتمام دعاؤنسے معمور ہی
دو چار فقرے دعای اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہین تاکہ
بلندی خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات
معلوم ہوتی ہی کہ بندہ کو کس خشوع وخضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالی سے
دعا مانگنی چاہیئے الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکون بعدہ
الذی قصرت عن رؤیتہ ابصار الناظرین وعجزت عن نعتہ اوہام الواصفین
ابتدع بقدرتہ الخلق ابتداعا واخترعہم علی مشیتہ اختراعا ثم سلک بہم
طریق ارادتہ وبعثہم فی سبیل محبتہ لا یملکون تاخیرا عما قدمہم الیہ ولا یستطیعون تقدما الی ما اخرہم عنہ
ترجمہ سب تعریف ہی اس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہی کہ جو کوئی دوسرا اول نہین
ہو کہ جو قبل اسکی ہو اور ایسا آخر ہی کہ کوئی دوسرا آخر نہین ہوگا کہ جو اسکے بعد ہو
ایسا اللہ ہی کہ دیکھنے سے اسکی آنکھین نگاہ کرنیوالونکی قاصر ہین اور صفت کرنے
سی اسکی خیالات صفت کرنیوالونکی عاجز ہین اور اپنی قدرت سی پیدا کیا خلق کو
پیدا کرنے کر کے اور اختراع کیا ان سبھون کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے
کر کے پس چلایا اس خلق کو اوپر طریق ارادہ اپنی اور برانگیختہ کیا اس خلق کو اپنی
محبت کی راہ مین درحالیکہ سب لوگ نہین قادر ہین موخر کرنے پر کوئی چیز کے کہ جسکو
اللہ نے مقدم کیا انکے واسطے اور نہین قادر ہین مقدم کرنیکو اس چیز کے کہ جسکو
اللہ نے انسے موخر کیا ہی اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدۂ فرزدق کے لکھے جاتے
ہین کہ جسکا قصہ یہ ہی کہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان بایام بادشاہت اپنی باپ کے
حج کعبہ کو آیا اور جب وقت طواف کے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب اژدہام
خلایق کے حجر اسود تک نہین پہونچ سکا اور ایک کنارۂ منبر پر سی حجر اسود کو دیکھتا تھا

اور سرداران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال مین حضرت امام زین العابدین طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پہونچے تو خلقت چھٹ کر کے الگ ہوگئی اور آپنے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبدالملک سے پوچھا کہ یہ آدمی اسقدر جاہ وجلال کا کون ہی کہ خلقت اسقدر ہیبت اور تعظیم اُسکی کرتی ہی ہشام اس خیال فاسد سے کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کرین تجاہل کر کے کہا کہ ہم نہین پہچانتے ہین اور اتفاقا فرزدق شاعر بھی اُس مجمع مین تھا سو یہ گفتگو شامی اور ہشام کی سنکر کے بہ تقاضای غیرت ایمانی کے یہ قصیدہ فی البدیہہ کہا کہ جو ہشام پر قصیدہ سنکر کے غضب مین آیا اور اُس فرزدق کو قید کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کی ہی اور اسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبدالرحمان جامی کی کتاب سلسلۃ الذہب سے خوب نقل کی ہی کہ جو گویا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق کا ہی

نمبر ۱ هذا الذی تعرف البطحاء وطأته		والبیت یعرفه والحل والحرام

یہ وہ شخص ہی کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پہچانتا ہی اور خانہ کعبہ اُسکو پہچانتا ہی اور حل وحرم اُسکو پہچانتے ہین ۔

نمبر ۲ هذا ابن خیر عباد الله کلهم		هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہی یہ پرہیزگار اور پاک اور طاہر اور سردار ہے

نمبر ۳ هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله		بجده انبیاء الله قد ختموا

یہ بیٹا فاطمہ کا ہی اگر تو نہ جانتا ہو اُسکو تو ساتھ جدہ اسکی پیغمبران خدا کی تحقیق کہ ختم کئی گئی

نمبر ۴ الله شرفه قدما وعظمه		جری بذلک له فی لوحه القلم

اللہ نی شرف دیا اسکو قدیم سی اور عظیم کیا اسکو اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ مین اسکے قلم جاری ہوا —

نمبر فلیس قولك من هذا بضائره		العرب تعرف من انكرت والعجم

پس نہین ہی قول تیرا کہ یہ کون شخص ہی کچھ گزند پہونچانیوالا اسکو اہل عرب پہچانتی ہین کہ کس شخص سی انکار کیا تو نے اور اہل عجم پہچانتے ہین —

شیرہ گرد وصل آفتاب نخواہد		رونق بازار آفتاب نکاہد
نمبر مقدم بعد ذکر الله ذکرهم		فی کل بدء ومختوم بها الکلم

مقدم ہی بعد ذکر خدا کے ذکر ان اماموں کا اور ہر ابتدای کار مین اور کلام ختم ہوتا ہی انکی ذکر پر

نمبر من یعرف الله یعرف اولیته ذا		والدین من بیت هذا نال الامم

جو شخص کہ پہچانتا ہی خدا کو پہچانتا ہی اولیت کو اس شخص کے اور دین کو گھر سی اس شخص کے اور یہ ہمکو اسطی اسکی امت لوگ ہین

فصل ستانوی ذکر امام پنجم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۶ —

والخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امه ام عبد الله فاطمة بنت الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر ولقب بالباقر لتبقره فی العلم وهو توسعه فیه ولد بالمدینة یوم الجمعة ثالث صفر سنة سبع وخمسین من الهجرة قتل قتل الحسین بثلاث سنین واولاده جعفر وعبد الله وامهما ام فروة بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وابراهیم وعلی وزینب وام سلمة توفی بالمدینة سنة سبع وعشرة ومائة وقیل ثمان وعشرة وقیل اربع عشرة وهو ابن ثلاث وسبعین سنة وقیل ثمان وخمسین وقیل سبع وخمسین سنة وقبره بالبقیع عند ابیه فی قبة العباس کذا فی الصفوة

ترجمہ اور پانچوین امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہین اور مانکی ما
عبداللہ کی فاطمہ ہین بیٹی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت اُنکی ابوجعفر ہی
اور لقب اُنکا باقر ہی بسبب تبقر اُنکی بیچ علم کے اور معنی اُس تبقر کے وسعت اُنکی
ہی اس علم مین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بروز جمعہ ۳ صفر ۵۷ سنہ ہجری تین برس قبل شہادت
حسین کربلا کے اور اولاد اُنکی جعفر یعنی امام جعفر صادق او عبداللہ ہین کہ ماون
دونونکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہین اور اولاد امام محمد باقر کے
ابراہیم اور علی اور زینب اور ام سلمہ ہین اور امام باقر مرے مدینہ مین سنہ ۱۱۴ ہجری مین
اور بعض نے کہا سنہ ۱۱۵ ہجری مین اور بعضون نی کہا سنہ ۱۱۶ ہجری اور اُنکی عمر تھی ۳۷ برس
کی اور بعضون نی کہا ۵۸ برس کی اور بعضون نی کہا ۵۷ برس کی اور قبر اُنکے
جنت البقیع مین ہی نزدیک قبر باپ اُنکی قبہ عباس مین اسطرح پر مذکور ہی کتاب صفوۃ مین فقط
اور اس بحر صہ مین ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر
تصنیف ملا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایۃ المرام کی جو طہران مین چھپی ہی
بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے پہونچی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہی کہ
جو مشتمل ہی اوپر ۶۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہی ۳۶ سطرون پر اور تمام اس کتاب
مین معجزات اور کرامات دوازدہ امام کے مندرج ہین سو پہونچنا اس قسم کتاب نادر کا
ایک محض فضل الٰہی ہماری حال پر ہی اور اُس کتاب سی اس سالہ تحقیق مین کچھ
حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائیگی۔

کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر باب پنجم مذکر معجزات حضرت امام محمد باقر کہ جس مین
۱۱۸ معجزہ مذکور ہی صفحہ ۳۲۳۔

حدیث بروایت ابوعلی محمد فقال اسلم علی ید جابر فلیذہب جابر فقبل یدہ غینہ وضعہ

الی صدرہ فقال ھکذا اوصانی رسول اللہ وقال لی یا جابر یولد لعلی بن الحسین
زین العابدین ولدٌ یقال لہ محمد فاذا رائیتہ یا جابر فاقراہ منی السلام واعلم یا جابر
انہ مقامک بعدک ویتہ قلیل قال فعاش جابر بعد ذلک ایاما یسیرۃ ومات رضی اللہ عنہ

ترجمہ پس کہا امام زین العابدین نے اُس امام محمد باقر کو کہ سلام پہونچا تو اور پہنچا اپنی
جابر کے پس پکڑا اُس امام باقر کو جابر نے اور بوسہ دیا درمیان آنکھوں اُس امام کے اور
ملا لیا اُسکو اپنی سینہ سے پس کہا اُس جابر نے کہ اسیطرح پر وصیت کی مجکو رسول اللہ
نے اور کہا مجکو کہ ای جابر پیدا ہوگا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہ کہا جائیگا
محمد پس جب دیکھی تو اُسکو ای جابر تو پڑہ تو اُسکی پاس میری طرف سے السلام علیک
اور جان تو ای جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا مین بعد دیکھنی اُس لڑکے کے تھوڑا
ہوگا کہا اُس راوے نے — زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اُس امام باقر کے
تھوڑے روز اور مر گئے وہ رضی اللہ عنہ —

ف یہ روایت سلام پہونچانے جابر کی کتاب روضۃ الصفا مین بھی مذکور ہے
اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہے اور اس کتاب مدینۃ معاجز الایمۃ الاثنی عشر
مین جو ۱۱۸ معجزے مذکور ہین سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب معجزے
اس کتاب حد تحقیق مین نقل نہین کیے گئے —

فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخمیس عربی چاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷ —

السادس جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا عبد اللہ
وقیل ابا اسمعیل ولہ القاب اشہرہا الصادق وامہ ام فروۃ بنت القاسم
ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وام ام فروۃ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

ولذا قال الصادق لقد ولد فی ابوبکر مرتین ولد بالمدینة سنة ثمانین من الهجرة وقیل سنة ثلاث وثمانین یوم الاثنین لثلاث عشرة لیلة بقین من ربیع الاول وتوفی بالمدینة یوم الاثنین للنصف من رجب سنة ثمان واربعین ومائة وقبره بالبقیع فی قبة العباس وهو القبر الذی فیه ابوه الباقر وجده زین العابدین وعمه جده الحسن بن علی والله دره من قبر ما اکرمه واشرفه واعلی قدره عند الله کذا فی شواهد النبوة وفی الملل والنحل وله خمسة اولاد محمد واسمعیل وعبد الله وموسی وعلی ترجمہ چھٹی امام جعفرؑ ابن محمد ابن علیؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ ابن ابوطالب ہین اور کنیت آپکی ابوعبد اللہ ہی اور بعضون نے کہا ابو اسمعیل ہی اور انکو چند لقب ہین کہ مشہور تر انکا لقب صادق ہی اور مان انکی ام فروہ ہین بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی اور مادام فروہ کی اسما بیٹی عبد الرحمن ابن ابی بکر کی ہین اور اسیوطی فرمایا امام صادق نے کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابوبکر نے دو دفعہ کرکے اور پیدا ہوی وہ امام جعفر صادقؑ مدینہ مین سنہ ۸۰ ہجریمین اور بعضون نے کہا ۸۳ سنہ ہجریمین بروز دوشنبہ تیرہ ۱۳ رات باقی رہتی ربیع الاول سے یعنی بتاریخ ۱۶ یا ۱۷ ربیع الاول کے مرے وہ امام مدینہ مین بروز دوشنبہ نصف رجب سنہ ۱۴۸ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع مین اندر قبہ عباس کے ہی اور یہ وہ قبر ہی کہ جسمین باپ انکی امام باقر اور دادا انکی زین العابدین اور چچا انکی دادا کے حسن ابن علی ہین پس کیا خوب ہی ایک قبر کہ کیا مکرم اور شرف اور اعلی ہی قبر اسکی نزدیک اللہ کے اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوة مین اور

اور کتاب ملل اور نحل مین ہی کہ انکو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبداللہ اور موسی علی فقط

ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابوبکر نے پیدا کیا ہمکو دو دفعہ کر کے اس اعتبار سی ہی کہ ما انکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کی یعنی ابوبکر کی پوتا کے بیٹی تھین اور دوسرا رشتہ یہ ہی کہ ام فروہ ن امام جعفر صادق کی بیٹی اسماء دختر عبدالرحمن ابن ابوبکر یعنی ابوبکر کی پوتے کے بیٹی تھین اسطرحپر کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کا ساتھ چچازاد بہن اسما بنت عبدالرحمن ابن ابوبکر کے ہوا تہا اور اسطرحپر اظہار نسل دوبارہ از جانب ابوبکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابوبکر پہ ایک خاص طرحکی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو ستا دینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہو سکتا ہی اور البتہ اس بات کیوا سطی شیعون بڑی ضرورت ہی کہ تقیہ کو جایز ٹھرادین حالانکہ تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جس طرحپر کہ شیعہ لوگ چاہتے ہین بہت دشوار ہی فقط اور سنی لوگ جو کہتی ہین کہ مجتہد ابوحنیفہ کوفی کو شاگردی حضرت امام جعفر صادق سی تھی ہمارے پاس تمامتر صحیح ثابت نہین ہی مگر اسقدر کہ مجتہد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

فصل ۹۹ ذکر امام ہفتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ السابع موسی بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وابا ابراہیم وقیل غیر ذلک ویلقب بالکاظم لفرط حکمہ وتجاوزہ عن المعتدین علیہ امہ ام ولد اسمہا حمیدۃ البربریۃ ولد بالابواء بین مکۃ والمدینۃ یوم الاحد لسبع لیال خلون من صفر سنۃ ثمان

وعشرین و مائة کذا فی شواهد النبوة وفی الصفوة ولد بالمدینة
ثمان عشرین وقیل تسع وعشرین ومائة واقدا المهدی بغداد ثم رده
الی المدینة فاقام بها الی ایام الرشید فلما قدم الرشید المدینة
حمله معه وحبسه ببغداد الی ان توفی بها لخمس بقین من رجب سنة
ثلاث وثمانین ومائة وفی شواهد النبوة مات فی حبس هارون الرشید
ببغداد یوم الخمیس لخمس خلون من رجب سنة ست وثمانین ومائة من
الهجرة وقبر ببغداد ویقال ان یحیی بن خالد البرمکی سمه فی رطب ایام هارون الرشید
ترجمہ ساتوین امام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین
اور کنیت آنکی ابوالحسن اور ابوابراهیم ہی اور بعضون نے کنیت آنکی سوای اسکے
بھی کہی ہی اور لقب آپکا کاظم ہی بسبب افراط حلم آنکی اور بسبب تجاوز کرنے آنکے
اُن لوگونسی جو زیادتی کرتے تھے اس امام پر اور کاظم کے معنی گھوٹنی والی غصہ کے
ہین اور مادر آنکی ام ولد ہین کہ نام آنکا حمیدہ بربریہ تہا اور پیدا ہوی ابوا ہین درمیان
مکہ اور مدینہ کے بروز یکشنبہ سات رات گذری ہوی ماہ صفر ۱۲۸ سنہ ہجری کے
اسطرح جسی شواہد النبوة مین مذکور ہی اور کتاب صفوة مین ہی کہ پیدا ہوی یہ ایام ہفتم
مدینہ مین ۱۲۸ سنہ مین اور بعضون نے کہا ۱۲۹ سنہ ہجریہ مین اور لی آیا آسکو مہدی خلیفہ
بغداد مین اور پہیر دیا آسکو بطرف مدینہ کے پس رہی یہ امام مدینہ مین زمانہ خلیفہ
ہارون رشید تک پس جبکہ پھونچا رشید مدینہ کو اُٹھالایا اس امام کو ساتھ اپنی اور قید
کیا اس امام کو بغداد مین یہانتک کہ مر گئے یہ امام اُس بغداد مین پانچ تاریخ باقی رہتی
ہوئے ماہ رجب ۱۸۳ سنہ ہجری کے اور شواہد النبوة مین ہی کہ مرے یہ امام قید مین ہارون رشید
کے بغداد مین بروز جمعرات پانچ تاریخ گذری ماہ رجب ۱۸۶ سنہ ہجری کے اور قبر آنکی بغداد

مین ہے اور کہتی ہین کہ یحییٰ ابن خالد برمکی نے زہر دیا اُس امام کو خرما مین ملا کر کی بسبب حکم
ہارون رشید کے۔

فصل ۱۰۰ ذکر امام ہشتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ الثامن علی بن موسی بن جعفر بن محمد
ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن ککنیۃ ابیہ
موسی الکاظم ولُقِّبَ بالرضا امہ ام ولد لہا اسماء منہا ارویٰ ونجمۃ
وسمانۃ وام البنین واستقر اسمہا علی تکتم قیل کانت امہ جاریۃ تسمیٰ
ام موسی الکاظم فرات فی المنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہا ان تہب
نجمتہ لابنہا موسی وقال سیولد لہ منہا خیر اہل الارض ولد بالمدینۃ
یوم الخمیس الحادی عشر من ربیع الآخر سنۃ ثلاث وخمسین ومائۃ بعہد
وفاۃ جدہ الصادق بخمس سنین وقیل غیر ذلک ومات ببلاد طوس فی قریۃ
سناباد من رستاق وجاز قبرہ فی قبلی قبر ہارون الرشید فی قبۃ فی
دار حمید بن قحطبۃ الطائی وذلک فی شہر رمضان لتسع بقین منہ سنۃ یوم الجمعۃ سنۃ ثمان وثمانین

ترجمہ آٹھوین امام علی بن موسی ابن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین ابن علی
ابن ابوطالب ہین اور کنیت اُنکی ابوالحسن ہی مثل کنیت باپ اُنکے موسی کاظم کے
اور لقب اُنکا رضا ہی اور اُن کی ام ولد ہین کہ اُنکا چند نام ہی اور بعض اُن نامون مین
ارویٰ اور نجمہ اور ام البنین ہی اور قرار پایا نام اُس ام ولد کا اوپر تکتم کے۔ اور بعضون
نے کہا ہی کہ یہ اُس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسی کاظم کی پس دیکھا اوس حمیدہ
نے خواب مین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اُس حمیدہ کو کہ بخش دین وہ نجمہ کو
واسطے اپنے بیٹے موسی کاظم کے اور فرمایا اس پیغمبر خدا نے اُس خواب مین کہ قریب ہے

کہ پیدا ہوگا اُس موسی کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوے یہ امام علی رضا
بروز جمعہ ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۵۳ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام
جعفر صادق کے اور بعضون نے کہا ہی سو اسکی بھی اور مری وہ ملک طوس کے ایک
گانون سنابادمین بعلاقہ رستاق جاز کے۔ اور قبر اس امام کی سامنی قبر ہارون رشید
کے ہی ایک قبہ مین بخانہ حمید ابن قحطبہ طائی کے۔ اور یہ بات واقع ہوئی ماہ رمضان
مین تو تاریخ باقی رہنی روز جمعہ سنہ ۸ ہجری کے فقط۔

ف یہ امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام ایک بڑے درجہ کے خدائی آدمی تھے
اور مزار شریف آپکا جہان پر ہی سو وہ مشہد مقدس کہلاتا ہی اور وہ اب ملک خراسان
متعلق فارس مین واقع ہی اور سفر کرنیوالون کے بازو پر روپیہ اشرفی یا پیسہ امام ضامن
کے نام کا جو باندہا جاتا ہی سو وہ آپکے کی نام پر ہی اور آپ کا نام عموما بلقب امام ضامن
ثامن کے مشہور ہی اور اس روپیہ اور اشرفی یا پیسہ کے باندھنے سے اعتقاد لوگونکا
یہ ہی کہ وہ سفر اس سفر کرنیوالی کا خیریت اور حفاظت سی طی ہوتا ہی اور جب وہ سفر طی ہوا
تو نخر باہی سادات کو دیا جاتا ہی اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یہ بات
بھی وقت باندھنی روپیہ وغیرہ کے کہدیتی ہین کہ امام ضامن کی ضامنی مین سونپا اور
ہمکو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز مین کچھ گفتگو نہین ہی مگر اس رسم کے نقل کرنے
سی غرض یہ ہی کہ اللہ اکبر کیا شان عالی آپکی تھی کہ جو ہزار برس سے یہ رسم جاری ہی اور
آپ کا لقب عام شاہ خراسان بھی ہی اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہی کہ
جو تین کوس سی نظر آتا ہی اور مزار پر اپ کی بڑی تیاری لاکھون روپیہ کی ہی اور
تمام زائرین اور نخربا کو ہمیشہ کھانا اس سرکار سی ملتا ہی اور حضرت خواجہ معروف کرخی
رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑی ولی اور پیران سلسلہ مین سے ہین یکی از مریدان خاص

امام ہشتم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہی اور دو شعر مفصلہ ذیل عموماً واسطی حاجت کی چیز زادون مین پڑہا جاتا ہی اور ہم سب لوگ بھی پڑہتے ہین

بحق خواجۂ معروف کرخے
نگہداری ز آفت ہاے چرخی

کہ دربان علی موسی رضا بود
علی موسی رضا از وے رضا بود

اور اصحاب ثلثہ باعتقاد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سی جو کچھ افضل ہون مگر تمام اولویت اور امامت نسل مین حضرت امیر علیہ السلام کی دیکھی جاتی ہی اور اس مقام مین شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہی

ہوا یان سی ظاہر کمال رسول
کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

فصل ۱۰ ذکر امام نہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۳۸۷ التاسع محمد بن علی بن موسی ابن جعفر ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر وھو موافق للباقر فی الکنیۃ والاسم ولذا یقال لہ ابو جعفر الثانی ولقبہ التقی والجواد امہ ام ولد اسمہا خیزران وقیل ریحانۃ وقیل کانت من اہل مارۃ القبطیۃ ولد بالمدینۃ یوم الجمعۃ لعشر ایام خلون من رجب سنۃ خمس وتسعین ومائۃ وتوفی یوم الثلاثاء لستۃ ایام خلون من ذی الحجۃ سنۃ عشرین ومائتین فی خلافۃ المعتصم وقیل مسموما ولکنہ ما صح وقبرہ ببغداد خلف قبر جدہ الکاظم ولکمال علمہ وادبہ وفضلہ زوجہ المامون فی صغر سنہ ابنتہ ام الفضل وارسلہا معہ الی المدینۃ وکان یرسل الی المدینۃ فی کل سنۃ الف الف درہم کذا فی شواہد النبوۃ

ترجمہ نویں امام محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن
علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابوجعفر ہی اور یہ امام موافق ہین ساتھ امام
باقر امام پنجم کے کنیت اور نام مین اور اسیواسطے کہی جاتی ہین ابوجعفر ثانی اور لقب
انکا تقی اور جواد ہی اور انکی مادر ام ولد ہین کہ نام انکا خیزران ہی اور بعضون نی کہا کہ
ریحانہ اور بعضون نی کہا کہ تھی وہ ام ولد ماریہ قبطیہ کے لوگون مین سے اور پیدا ہوے
یہ امام مدینہ مین بروز جمعہ دس دن گذری رجب ۱۹۵ سنہ ہجری کے اور مرے وہ بروز
منگل تیسرے دن گذری ذیحجہ کے ۲۲۰ سنہ ہجری مین بزمان خلافت معتصم کے اور بعضون نے
کہا کہ مرے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہین ہی اور قبر انکی بغداد مین ہی پیچھے
قبر انکی دادا کا ظم امام ہفتم کے اور بسبب کمال علم و ادب اور فضل انکی مامون خلیفہ نی
بیاہا انکو انکی صغر سنی مین اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کردیا اس ام الفضل کو
ساتھ اس امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کرتا تھا وہ خلیفہ اس امام کو بطرف مدینہ کے
ہر برس دس لاکھ درہم اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواھد النبوۃ مین —

ف مزار کاظمین عبارت ہی اس مزار واقع بغداد سی کہ جسمین قبر امام ہفتم
موسی کاظم اور امام نہم امام تقی کی واقع ہے —

فصل ۱۰۲ ذکر امام دہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸ العاشر علی بن محمد بن علی بن
موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب
یکنی ابا الحسن و یقال له ابو الحسن الثالث و لقبه الهادی لکنه
مشتهر بالنقی امه ام ولد اسمها سمانه و قیل اسه ام الفضل
بنت المامون و لد سنة ثلث عشر من رجب سنة

اربع عشرة ومائتين وتوفي في زمان المستنصر في سر من رأى من نواحي بغداد يوم الاثنين من اواخر جمادى الآخرة سنة اربع وخمسين ومائتين وقبره في داره التي في سر من رأى وقيل ان مشهد الهادي بقم وليس بصحيح وانما الصحيح ان مشهد فاطمة بنت موسى بن جعفر بن محمد ببلدة قم وقد نقل عن الرضا انه قال من زارها دخل الجنة كذا في شواهد النبوة

ترجمہ دسویں امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علے ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابوالحسن ہی اور ابوالحسن سیوم کہلاتی ہین اور لقب انکا ہادی ہی لاکن وہ مشہور ہین ساتھ لقب نقی کی اور مان آنکی ام ولد ہین نام انکا سمانہ ہی اور بعضون نے کہا کہ مان آنکی ام الفضل بیٹی ماسون خلیفہ کے ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بتاریخ تیرہوین رجب سنہ ۲۱۴ ہجرے کے اور مرے وہ زمانہ خلافت مین مستنصر کے سر من رای نواحی بغداد مین بروز دوشنبہ اواخر جمادی الثانی سنہ ۲۵۴ ہجرے کے اور قبر انکی اپنی مکان مین ہی کہ جو سر من رای مین تھا اور بعضون نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم مین ہی اور یہ بات صحیح ثابت نہین ہی اور امر صحیح یہ ہی کہ مزار فاطمہ دختر موسیٰ ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم مین ہی اور حضرت امام علی موسیٰ رضا سے یہ حدیث منقول ہی کہ فرمایا اس امام نے کہ جو شخص زیارت کرے اس مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت مین اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین

ف اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہی کہ اسمین دو امام کا مزار ہی ایک امام نقی امام دہم کا اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا ——

فصل ۱۰۳ ذکر امام یازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸ الحادی عشر الحسن بن علی
ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق ویکنی ابا محمد ویلقب
بالزکی والخاص والسراج وھو ایضا مثل ابیہ مشھور بالعسکری
وامہ ام ولد اسمھا سوسن وقیل غیر ذلک ولد بالمدینۃ
سنۃ احدی او اثنین وثلاثین ومائتین وتوفی فی سر من رای
فی سنۃ ستین ومائتین وقبرہ بجنب ابیہ

ترجمہ گیارہویں امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق ہین
اور کنیت اپکی ابو محمد ہی اور لقب آپ کا زکی اور خاص اور سراج ہی اور وہ بھی
مثل باپ اپنی مشہور ہین ساتھ عسکری کی اور مان اُنکی ام ولد ہین کہ نام اُنکا سوسن
ہی اور بعضون نے غیر اسکا بھی کہا ہی اور پیدا ہوی مدینہ مین سنہ ۲۳۱ یا سنہ ۲۳۲ ہجری مین
اور مری سر من رای مین سنہ ۲۶۰ مین اور قبر اُنکی جنب مین اپنی باپ کے ہی۔ فقط
اور خاندان دوازدہ امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہی چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو
پارہ قران شریف کے بھی اس امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہی کہ اس تفسیر سے
ایک انتخاب مختصر قول امام ممدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس
جگہ پر ذکر کیا جاتا ہی کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق مین ہی
اور۔ راقم۔ نی اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔

قولہ عز وجل بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام علیہ السلام
اللہ ھو الذی یتالہ الیہ عند الحوائج والشدائد کل مخلوق عند
انقطاع الرجاء من کل من دونہ وقطع الاسباب من جمیع من سواہ
یقول بسم اللہ ای استعین علی امودی کلھا اللہ الذی لا یحق العبادۃ

الا لله المغيث اذا استغيث والمجيب اذا دعى قال الامام عليه السلام
وهو ما قال رجل للصادق يا بن رسول الله دلني على الله ما هو
فقد اكثر المجادلون علي وحيروني فقال الامام يا عبد الله هل ركبت
سفينة قط قال بلى فقال هل كسرت بك حيث لا سفينة تنجيك
ولا ساحة تغنيك قال بلى قال فهل تعلق قلبك هنالك ان
شيئاً من الاشياء قادر على ان يخلصك من ورطتك قال بلى
قال الصادق فذلك الشئ هو الله القادر على الانجاء
حين لا منجا وعلى الاغاثة حين لا مغيث

ترجمہ قول اس اللہ تعالیٰ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کہا امام حسن عسکری
علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شی ہی کہ وقت حاجات اور مصیبتونکی کل مخلوق اسکی طرف
رجوع کرتا ہی اور وقت منقطع ہونے امیدکے تمام اس سے کہ جو سوای اسکی
ہی اور قطع ہونے اسباب کی ماسوا سی اور بندہ جو کہتا ہی بسم اللہ سو اسکی معنی یہ
ہین کہ مدد مانگتا ہو نمین اوپر تمام امورات اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہین حق ہی عبادت
مگر اسکو اور وہ فریادرس ہی جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرنیوالا ہی جب دعا
کیجای اوس سی اور فرمایا امام حسن عسکری نی کہ یہ وہ بات ہی کہ جو ایک شخص نے امام
جعفر صادق سی کہا کہ ای پسر رسول خدا کی بتلای ہمکو کہ اللہ کیا چیز ہی کیونکہ جدل
کرنیوالون نی بہت جھگڑا کیا مجھ سی اور حیرت مین ڈالا ہی مجکو پس جواب دیا امام
جعفر صادق نے کہ ای بندہ خدا کبھو سوار ہوا ہی تو کشتی پر ابتک کہا اوسنی کہ ہان
فرمایا امام نی کہ آیا کبھو وہ کشتی شکست ہوی اسطرح پر کہ نہ وہان پر کوی کشتی دوسری
تھی کہ جو بچاتی تجکو اور نہ تیرنا آتا تھا تجکو کہ غرق سی وہ تجکو بچاوی کہا اوس شخص نی کہ ہان

تب فرمایا امام نی کہ آیا متعلق ہوا دل تیرا اُسوقت مین ساتھ کسی شی کے جو کہ قادر ہو
خلاص دینی پر تیری اس ہلاکت سی تیری کہا اُس شخص نی کہ ہان فرمایا امام جعفر صادق نے
کہ یشیٔ وہی اللہ ہی کہ جو قادر ہی نجات دینی پر جسوقت کہ کچھ جای نجات نہین ہی اور قادر
ہی فریادرسی پر کہ جب کوئی فریادرس نہین ہے۔

فصل ۱۰۴ ذکر امام دوازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹۔

چونکہ تاریخ الخمیس مین بذکر امام دوازدہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند
اقوال ہین اسواسطی ہم اُسکو اس مقام مین چند حصہ کرکے مع ترجمہ کے نقل کرتی ہین
اور آخر مین ہم خود رای اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی
ابن محمد بن علی رضا یکنی ابا القاسم ترجمہ بارہوین امام محمد ابن حسن
بن علی بن محمد ابن علی رضا ہین اور کنیت آپکی ابو القاسم ہے۔

وہو ملقب الامامیۃ بالحجۃ والقائم والمہدی والمنتظر وصاحب الزمان
وہو عندہم خائف للاثنی عشر اماما ویزعمون انہ دخل السرداب
الذی فی سر من رای وامہ تنظر الیہ ولم یخرج الیہا وذلک
فی سنۃ خمس وستین ومائتین وقیل فی سنۃ ست وستین
ومائتین وہو الاصح واختفی الی الآن فی زعمہم امہ ام ولد
اسمہا صقیل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر
ذلک ولد فی سر من رای فی الثالث والعشرین
من رمضان سنۃ ثمان وخمسین ومائتین

ترجمہ اور لقب دیا ہی اُس امام دوازدہم کو امامیہ شیعی لوگون نی ساتھ حجت اور

قائم اور مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعون کے خاتم
ایمہ اثنا عشر ہین اور شیعون کا گمان یہ ہی کہ یہ امام اندر کئی اس سرداب مین کہ جو سرمن رای
مین ہی اور مان انکی منتظر ہین اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام ہیں مان تک اور یہ بات ۲۶۵ھ
ہجری کی ہی اور بعضون نی کہا کہ یہ بات ۲۶۶ھ ہجری کی ہی اور یہ قول صحیح تر ہی اور مخفی
یعنی پوشیدہ ہین یہ امام اسوقت تک اُن شیعون کے گمان مین اور مان انکی اُمّ ولد
ہین کہ نام انکا صقیل ہی اور بعضون نی کہا کہ سوسن اور بعضون نی کہا کہ نرجس
اور بعضون نی سوای اسکی بھی کہا ہی ۔ پیدا ہوی یہ امام سُرّ من رأی مین تاریخ
۱۵ رمضان ۲۵۸ھ ہجری کے ۔ سوم و فی جامع الاصول فی اشراط الساعة
وعلاماتها عن ابن مسعود ان رسول الله صلے الله علیه وسلم
قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل الله ذلك الیوم حتے
یبعث الله فیه رجلا منی او من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم
ابیه اسم ابی یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما وجورا
وفی روایة اخری لا تنقضی الساعة حتی یملك
العرب من اهل بیتی رجل یواطی اسمه اسمی اخرجه ابوداؤد
ترجمہ اور کتاب جامع الاصول مین اندر بیان شرائط قیامت اور علامات اُسکی
ابن مسعود سی یہ روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی
مگر ایک روز تو اللہ طول دیگا اُس روز کو یہانتک کہ اُٹھاوی وہ اللہ اس روز مین
ایک مرد کو ہمسی یا میری اہلبیت سی کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میری اور نام اُسکی
باپ کا ساتھ نام میری باپ کے اور بھر دیگا وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے
جیسا کہ بھر گئی ہوگی وہ زمین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت مین ہی

کہ نہین ختم ہوگی قیامت یہانتک کہ مالک ہوگا ملک عرب کو ایک مرد اہلبیت سے
میرے کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میرے روایت کی اُسکو ابو داؤد نے
چہارم و قال صاحب الفتوحات المکیۃ فی ذکر المہدی انہ
یکون معہ ثلثمائۃ وستون رجلاً من رجال اللہ الکاملین
وھذا الخلیفۃ یکون من عترۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من ولد فاطمۃ اسمہ اسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وکنیتہ کنیۃ جدہ حسن بن علی یبائع بین الرکنین والمقام
یبایعہ العارفون باللہ من اھل الحقائق عن شھود وکشف
بتعریف الٰہی رجال الٰہیون یقیمون دعوتہ وینصرونہ ھم
الوزراء یحملون اثقال المملکۃ ویعینون علی ما قلدہ اللہ تعالیٰ
ثم قال فان اللہ یستنزر طائفۃ خباھم فی مکنون غیبہ اطلعھم اللہ
کشفا وشھودا علی الحقائق وھذا الخلیفۃ یفھم منطق الحیوان ویسری علمہ فی الانس والجان
ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر مین مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی ساتھ
اُسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا سی جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عترت
رسول سے اور اولاد سی فاطمہ کے اور نام اُسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اُسکی
مثل کنیت دادا اُسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اُسکی لوگ کرینگی درمیان رکنین
اور مقام کے اور بیعت اُسکی کرینگی عارفان باللہ اور اہل حقائق کے کہ جو پہچانینگے
اُسکو از روی مشاہدہ کشف کی ساتھ تعریف الٰہی کے اور مردان خدا ای لوگ
قائم کرینگی دعوت کو اُسکی اور مدد کرینگی اُسکی اور وہ لوگ وزیران ہونگی کہ جو اُٹھاوینگے
بار مملکت کو اور اعانت کرینگی اُس بات کی کہ تقلید کی اُسکی خدا نے اور بعد اسکے

کہا صاحب فتوحات نے کہ خدا تعالی بوجہا اُنکو اوسکا ایک گروہ سی کہ زائل پوشیدہ
اُنکا پہ وجہ غیب مین اُس خدا کی ہی اور اطلاع دیگا اُنکو اوسکا از روی کشف و مشاہدہ
حقائق کے اور یہ خلیفہ ہیگا بولی کو حیوانات کی اور جاری ہیگا حدالی اسکا الی آخر جس مین۔
ترجمہ
و فی ذخائر العقبی عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال للعباس سلک المہدی فی آخر الزمان و بسببہ تعلق الہمم
و یہ تطفاء نیران الضلالات ان اللہ عز وجل فتح بنا ہذا الامر
و بنا یختمہ کما فتح بنا و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الا ابشرک یا ابا الفضل قال بلی یا رسول اللہ قال ان اللہ فتح
فی ہذا الامر و بذریتک یختمہ اخرجہ الحافظ ابو القاسم السلفی و عن عثمان
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد العباس و عن عبد الصمد
ابن علی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا عباس قال لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عز وجل
ابتدء الاسلام بی و سیختمہ بغلام من ولدک
و ہو الذی یقدر ہیئۃ ابن مریم ترجمہ

اور کتاب ذخائر العقبی مین ہی ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ نے عباس
کو کہ تجھسے ہوگا مہدی آخر زمانہ مین اور اُس سی پھیلی گی ہدایت اور بذریعہ اُسکی آگ
گمراہون کی بجھائیجائیگی تحقیق کہ خدای عزوجل نے مجھسے شروع کیا اس امر کو اور
ساتھہ نسل تیرے ختم کریگا اُسکو۔

اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ کہا اُسنی کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آیا خوشخبری نہین دون
تجھکو ای ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہان ای رسول اللہ تب کہا اُس رسول نے

کہ خدا نی شروع کیا اس امر کو مجھسے اور ختم کریگا اسکو ساتھ تیرے نسل کے۔ اس
روایت کو نکالا حافظ ابو القاسم سہمی نے اور روایت ہے عثمان سی کہ کہا اسنی کہ سنا مین
نی رسول خدا کو کہتی ہوی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہے عبد الصمد
ابن علی سے بروایت باپ اسکی دادا سے اسکی کہ کہا اس راوی نے کہ کہا اس
رسول خدا نے کہ امی جبا مل اور عباس نے کہا کہ ہان امی رسول خدا کی تب کہا اس
رسول نے کہ قسم ہے اسکی کہ اتارا ہے اسلام کو مجھسے اور قریب ہے کہ ختم کریگا اسکو
بذریعہ ایک لڑکے کی تیری اولاد مین سی اور یہ لڑکا وہ ہے جو کہ پہلی آویگا عیسی ابن مریم سے
شش وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق حتى ينزل عيسى
ابن مريم عند طلوع الفجر فے بيت المقدس ينزل الى المهدي فقال
تقدم يا نبي الله صل بنا فيقول لا انما ائتمه امراء بعضهم على
بعض اخرا خرجه ابو عمرو عثمان ابن سعيد المقبري في سنته
ترجمہ اور روایت ہے جابر ابن عبد اللہ سی کہ کہا اسنی کہ کہا رسول اللہ نی کہ
ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑتا رہیگا حق پر یہانتک کہ اترینگے
عیسی ابن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس مین کہ اترینگی اوپر یعنی بعد مہدی کے
تب کہا جائیگا کہ آگی ہو تم امی نبی خدا کے اور نماز پڑہاؤ ہملوگون کو پس کہینگی وہ عیسی
کہ یہ امت امیر لوگ ہین بعض انکی اوپر بعض دوسرون کے۔ نکالا اس روایت کو
امام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقبری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے ش۔
سبع وعن كعب الاحبار قال يحاصر الدجال المومنين بيت المقدس
فيصيبهم فيها جوع شديد حتى ياكلوا اوتار قسيهم من الجوع فبينما هم

على ذلك اذ سمعوا صوتا في الغلس فيقولون ان هذا الصوت صوت
رجل شعبان قال فينطلقون فاذا عيسى ابن مريم عليه السلام قال فتقام
فيرجع امام المسلمين المهدي فيقول عيسى عليه السلام
تقدم فلك اقيمت الصلوة فيصلي بهم تلك قال ثم يكون عيسى
اماما اخرا خرجه الحافظ ابو عبد الله نعيم بن حماد في كتاب الفتن
ترجمہ اور روایت ہو کعب الاحبار سے کہا اسنی کہ تنگ پکڑیگا دجال مسلمانونکو
بیت المقدس میں پس لگی ایکبار سخت بھوکا اون لوگون کو یہانتک کہ کھائینگے
وہ لوگ رودون کو اپنی کمانون کے سبب بھوک کی پس ہونگی وہ لوگ اس
حال میں کہ ناگاہ سونینگی وہ لوگ ایک بار آواز از کتیاریکی میں رات کے تو کھینچینگے کہ
ایک آواز ہی آسودہ آدمی کی کہا اس راوی نے کہ پس ناگاہ عیسی بن مریم علیہ السلام
ہونگے کہا راوی نے کہ اٹھ جا پیغمبر عیسی وہ لوگ آوینگی امام مسلمانون کے مہدی
علیہ السلام پس کہینگے عیسی علیہ السلام کہ آگی ہو تو اسو واسطی کہ تیرے واسطی نماز قائم
ہوئی ہی پس امام مہدی تہا زپڑہاوینگی کو ہا راوی نے کہ بعد اسکی ہونگی عیسی ایک
دوسری امام سے نکالا اس روایت کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم ابن حمادنی بیچ کتاب الفتن کے
ہشتم وعبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج
المهدي وعلى راسه غمامة فيها ملك ينادي هذا المهدي خليفة الله
فاتبعوه اخرجه ابو نعيم في مناقب المهدي وعن عون بن منبه قال
كنا نتحدث انما يكون في هذه الامة خليفة لا يفضل عليه ابو بكر
وعمر اخرجه الداني في سننه وعن محمد بن سيرين قال قيل المهدي
خير ام ابو بكر وعمر قال هو خير منهما وفي رواية وذكر فتنة فقال

اذا کان ذلک فاجلسوا فی بیوتکم حتی تسمعوا علی الناس
بخیر من ابی بکر و عمر اخرجهما الحافظ ابو عبد الله
نعیم بن حماد قال و فی زمن المهدی تدعی الشاة
و الذئب و یلعب الصبیان بالحیات و العقارب
ترجمہ اور روایت ہی عبداللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا نی کہ نگلیگا
مہدی درحالیکہ اوپر سر اُسکی ہوگا ایک ابر کہ اُسمین سی ایک فرشتہ ندا کریگا کہ
یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہی پس تم لوگ اُسکی پیروی کرو تم لوگ اُسکی پیروی نکالا اس روایت کو
ابو نعیم نی بیچ کتاب مناقب مہدی کے
اور روایت ہی عون ابن ابی جحیفہ سی کہ کہا اُسنی کہ ہمارے باپ ہمارے ماموں چرچا کرتے تھے
کہ اس امت مین ایک خلیفہ ہوگا کہ مسلمین بارش ہوگی ابوبکر اور عمر کو اُسپر نکالا اس
روایت کو امام وفائی نی بیچ کتاب سنت ابی کی اور روایت ہی محمد ابن سیرین سے
کہ کہا اُسنی کہ پوچھا گیا اُس سی کہ مہدی بہتر ہین یا ابوبکر و عمر اور اُسنی جواب دیا
کہ وہ مہدی بہتر ہی ان دونون سے اور ایک روایت مین ہی کہ ذکر کیا اُس محمد
ابن سیرین نی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹھ رہو تم لوگ اپنے
گھر و نہین یہانتک کہ سنو تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہوا ابوبکر و عمر سی نکالا
ان دونون روایتون کو حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد نی اور کہا محمد ابن سیرین نے
کہ زمانہ مین مہدی کی ایک ساتھ چرینگی بکری اور بھیڑیا اور کھیل کرینگی لڑکی ساتھ سانپون
اور بچھوؤنکی ثم قال الشیخ علاء الدولۃ احمد بن محمد السمنانی
قدس سرہ فی ذکر الابدال و اقطابهم و فد وصل الی الرتبة القطبیة
محمد بن الحسن العسکری و هو انه اذا اختفی دخل فی دائرة الابدال

وترقی مندرجا طبقۃ طبقۃ الی رصاد سیدالاقطاب وکان القطب
حینئذ علی بن الحسین البغدادی فلما جاد بنفسہ ودفن فی الشونیزیۃ
فصلی علیہ محمد بن الحسن العسکری وجلس مجلسہ وبقی فی الرتبۃ
القطبیۃ تسع عشرۃ سنۃ ثم توفاہ اللہ بروح وریحان واقام مقامہ
عثمان بن یعقوب الجوینی الخراسانی وصلی علیہ ھو وجمیع اصحابہ
ودفنوہ فی مدینۃ الرسول فلما جاد الجوینی بنفسہ جلس احمد
کوچک من اسناء عبدالرحمن بن صوف فجلسہ وکان توفی فی العجم
وصلی علیہ وقبورھم لا صقۃ بالارض غیر مشرفۃ
ولا مبنیۃ لا یعرفھا غیرھم وھم یزورنا
وسنھا کل سنۃ کلاف شواھد النبوۃ

ترجمہ کہا شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ فی بیچ ذکر ابدال واقطاب
آنکے اور تحقیق کہ پہونچا محمد ابن حسن عسکری درجہ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ
ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرہ ابدال مین اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ
کرکے یہانتک کہ ہوگیا وہ سید الاقطاب یعنی اقطاب کا ایک درجہ ہی کہ جسمین آدمی تمام
عالم مین یکہ وتنہا ہوتا ہی اور اسوقت مین علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس
جب کہ مرگئی وہ قطب اور دفن ہوی شونیزیہ مین تو نماز پڑہی اوپر اسکی محمد ابن
حسن عسکری نی اور بیٹھی اُنکی مقام مین اور قائم رہی رتبہ قطبیت مین اونیس برس تک
اور بعد اسکی انتقال کیا اُس محمد ابن عسکری نی ساتھ روح وریحان کے اور اپنی جگہ
مین قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی وجمیع اصحاب نی اُسکی
نماز پڑہی اُسپر اور دفن کیا اُسکو مدینۃ الرسول مین پس جب کہ مرگئی جوینی تو احمد

کوچک فرزندان سہی عبد الرحمن بن عوف کی اسکی جگہ مین ہوی اور مر گئی وہ جوینے
ملک عجم مین اور نماز پڑہی گئی اسپر اور قبرین اُن لوگونکی ملصق ہین زمین سے اور
نامعلوم ہین اور نہ اُن قبرون پر کچھ عمارت ہی کہ نہین پہچانتا ہی اُن قبرون کو کوئی شخص
سوای اُن لوگون کی اور وی لوگ زیارت کرتے ہین اُن قبرون کی ہر سال

اسطرح پر مذکور ہے شواہد النبوۃ مین —

وہم وفی زبدۃ الاعمال قال سراج الحرم ابو بکر
التکافی قدس سرہ النقباء ثلثمائۃ والنجباء سبعون والابدال
اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ والغوث واحد ثم
مسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال
الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی زوایا الارض ومسکن
الغوث مکۃ فاذا عرضت الحاجۃ من امر العامۃ ابتہل فیہا النقباء ثم النجباء ثم
الاخیار ثم العمد فان اجیبوا فیہا والا ابتہل فیہا الغوث فذالک المسئلۃ حتی یستجاب دعوتہ

ترجمہ اور زبدۃ الاعمال مین کہا سراج الحرم ابو بکر التکافی قدس سرہ نے کہ نقیب
لوگ تین سو ہین اور نجیب لوگ ستر اور ابدال لوگ چالیس اور اخیار سات اور
عمد یعنی ستون چار ہین اور غوث ایک شخص ہی اور مسکن نقیبون کا ملک مغرب اور
مسکن نجیبونکا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہی اور اخیار لوگ سیاح ہین زمین مین
اور عمد چار گوشونمین زمین کی ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہی پس جب کہ پیش آوے
کوئی حاجت عامہ خلائق کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف نقبا کی بعد اُسکے
بطرف نجبا کی اور بعد اسکے بطرف اخیار کی اور بعد اُسکی بطرف عمد کے پس اگر دعا
قبول کرین وی لوگ تو بہتر وگرنہ حاجت پیش کیجای غوث سی پس نہین پورا

ہوگا مسئلہ اُسکا یہانتک کہ قبول کیجاے دعا اُسکی ۔ رای راقم ۔
اسقدر روایات پریشان جو مذکور ہوی سو امر صحیح واقرب الی الذہن ایک یہی
امر ہی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام فی شبہ پسر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
کی ہین کہ جو سرد آبہ سرمن رای مین مختفی ہوی اور بلا خلہ انواع قدرت خداوندی اور
مثال زندہ رہنی حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوی
امر محال وبعید از قیاس نہین ہی اور اس رای کو قوت ایک اس امر سی بھی ہی کہ
خود مصنف کتاب تاریخ الخمیس نے جو کہ ایک سنی مذہب کا آدمی ہی ابتدای حال مین بصراحت
تمام نام حضرت امام مہدی امام دوازدہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی
ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہی اور علاء الدولہ احمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب کے ہونا
ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کرکی مختفی یعنی پوشیدہ ہوجانا انکا قبول
کیا ہی اور اصل بات یہ ہی کہ درحقیقت پیدائش حضرت امام مہدی کی ہوچکی ہو یا نہین
سو یہ دونون امر تا ظہور امام مہدی کی برابر ہی اور زیادہ گفتگو کرنی اسمین کچھ ضرور
نہین ہی اور غنیمت ہی کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتون مین افضل ہونا حضرت ابوبکر
وعمر سی قبول کیا گیا ہی کہ جو بی شبہ اولاد حضرت علی مشکلکشا سی ہین اور اگر بالفرض
اولاد عباس سی بھی ہون تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابوبکر وعمر کا باقی نہین ہا
اور حدیث مندرجہ فصل ۹۲ سی ظاہر کہ حضرت رسول خدا نی حضرت امام حسین امام
سیوم کو اپنی گود مین لیکر کے اُنکی آنکھون اور منہ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سیّد ہی بیٹا
سیّد کا اور بھائی سیّد کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہی بیٹا امام کا اور بھائے
امام کا اور باپ امامون کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا اور باپ حجتون کا
کہ جو نو نکلینگے تیری پشت سی اور نو اُن اُنکا قائم رہنی والا ہوگا اُن نو شخصون سی

سواے اس حدیث کی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہے۔

فصل ۱۰۵ ذکر چہاردہ معصوم

ہمنے قبل اسکے ایک فصل مین حساب چہاردہ معصوم کا اس طرح پر لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا اور حضرت سیدہ فاطمہ اور دوازدہ امام ملاکر کے چاردہ معصوم ہین اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہے مگر باب لطیفہ پنجاہ وسوم لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ سے کہ مزار شریف انکا بمقام کچھوچھہ شریف ملک اودہ کی واقع ہے ظاہر ہوتا ہے کہ لقب چہاردہ معصوم کا عبارت ہے چودہ[۱۴] امام زادون سے کہ جو کم سنی مین انتقال فرمائی ہین حسب ذیل

۱	محمد اکبر بن علی مرتضی کہ بعمر دو سال کے انتقال کیا	
۲	عبد اللہ ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۳	قاسم ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۴	قاسم ابن امام حسن بعمر	ایضاً
۵	حسین ابن زین العابدین امام چہارم بعمر	شش سال
۶	قاسم ابن ایضا بعمر	ایضاً
۷	علی ابن امام محمد باقر امام پنجم بعمر	ایضاً
۸	عبد اللہ ابن جعفر صادق امام ششم بعمر	سہ سال
۹	یحیی ابن ہادی ابن امام جعفر صادق بعمر	ایضا
۱۰	صالح ابن محمود ابن موسی کاظم امام ہفتم بعمر	ہفت سال
۱۱	طیب ابن امام موسی کاظم بعمر	ایضا

۱۲	جعفر ابن امام تقی امام نہم بعمر	چار سال
۱۳	جعفر ابن حسن عسکری امام یازدہم بعمر	یک سال
۱۴	قاسم ابن ایضاً بعمر	بیسال

صلوات اللہ علیہم اجمعین

فصل ۱۰ ابذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہی دوستان خدا سی کہ جو یاد و محبت خدا مین تا پیرہ کر کے سر دا نہ دنیا سی گئی اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہین کیا اور حقیقت مین خوب سمجھا کہ دنیا در حقیقت کچھ قابل التفات کی نہین ہی ھم الفلاسفۃ حقا یعنی یہی لوگ در حقیقت فلسفی ہین اور یہی لوگ ولایت کو منحصر دوازدہ امام مین جانتی ہین مگر ہم سمجھتی ہین کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہین اور یہ دوازدہ امام ساتھہ درجہ امامت کی ولی بھی ہین مگر نبی نہین اور ولی لوگ نہ نبی ہین نہ امام مگر بعد دوازدہ امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہین اور آیت ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کی مصداق ہین غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہی کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہی اور بمقتضای آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین کی دیکھا جاتا ہی کہ خدا کیطرف سی اُن لوگون کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ در حقیقت مری نہین ہین بل احیاء ولکن لا تعلمون یعنی کہ وی لوگ زندہ ہین مگر تم لوگ نہین جانتے ہو اور ہم اون لوگون کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہین کہ حل مشکلات و رفع حاجات اون لوگون سے برابر جاری ہے اور اکثر لوگون کی تعلیم باطنی و فیض روحانی مزارات شریف سے اونکی ہوی ہی اور کیونکر نہو کہ یہ لوگ پیر اور نام لیوا حضرت شاہ ولایت یعنی

شاہ مردان مولیٰ مشکلکشا علی علیہ السلام کے ہین اور دوازدہ امام اور سیدہ معصومہ کو جان و دل سی مانتی ہین اور یہی وجہ ہی کہ ہم بھے اُن اولیاء اللہ کو تمامتر مانتی ہین اور تمام اقوال کہ اُن لوگونکی حق جانتی ہین اور اگر مسئلہ وحدت وجود وغیرہ کا ہمارے سمجھ مین نہ آوی تو اس سی بطلان اُس مسئلہ کا نہین ہوسکتا اور کہ وہ سب سائل سے تصوف کی از قسم حال کے ہین نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتی ہین کہ جب ہم اس حال مین پہونچین تو البتہ وہی میرا بھی حال ہوگا اور حسب کمال انسانی یہ ہی کہ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ کے اوصاف خدائی مثل حلم و ستر عیوب وغیرہ کی آدمی مین آوین تو البتہ اُس آدمی کے قول و فعل مین قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہوگی جیسا کہ اگر لوہا آگ مین ڈالا جاوی تو وہ لوہا سرخ ہوجائیگا اور کام بھی آگ کا مثل جلانے وغیرہ کے دیگا مگر خود آگ نہین ہوجائیگا اور خوب ہی قول الرب رب و لو تنزل والعبد عبد و لو ترقی کا یعنی خدا خدا ہی اگرچہ تنزل کرے اور بندہ بندہ ہی اگرچہ ترقی کرے اور اس دلیل سی جو کچھ کہ سمجھا اور بوجھا ہی سوا اہل علم ظاہری کے ہم و خیال سی تمامتر باہر ہی مگر علم باطن ایک امانت خدائی ہی کہ آنرا کہ میدہند میدہند و انرا کہ نمیدہند ازو می ستانند

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال	نہ ازو کیفیتی حاصل نہ حال
پای استدلالیان چوبین بود	پای چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے	فخر رازی راز دار دین بدے

اور یہ شعر ہے لانا روم کا دربارۂ اقتدار اُن لوگون کے بہت درست ہی ؎

اولیارا ہست قدرت از الٰہ	تیر جستہ باز گرداند ز راہ
از برون طعنہ زنی بر ما بریز	وز درون تنگ میدارد بریز

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی میں ایسا ہی کہ اس سے حقیقت دین اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہی کہ جب اس دین محمدی میں ایسے ایسے مردان خدا ہین تو البتہ یہ دین حق ہی اور حق یہ ہی کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمد میں نہ ہین تو ایک عالم اس دین سی باہر ہو جاتا مثنوی

چون پری غالب شد اندر ہر آوے — گشت از وے صفات مردے
چون پری را این چنین فرمان بود — خالق خود آن پری را چون بود

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی میں ایسا ہی کہ اس سے حقیقت دین اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہی کہ جب اس دین محمدی میں ایسے ایسے مردان خدا ہین تو البتہ یہ دین حق ہی اور حق یہ ہی کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمد میں نہ ہین تو ایک عالم اس دین سی باہر ہو جاتا مثنوی

اولیاء اہست قدرتہ از آلہ — تیر جستہ باز گردانند زاں راہ

اور معنی ولی کے یہ سمجھ میں آتے ہین کہ ولی لوگ بعد دوازدہ امام کے ایک خاص لوگ ہین آئینہ کتب صوفیہ میں جو کہ درجات اقطاب و اوتاد و اخیار و افراد و محمد و خوث وغیرہ کا ہی سو اس بات کو وہی لوگ جانتی ہونگی اور ہم اسمین زیادہ گفتگو نہین کر سکتی ہین تاہم نہ آئی ندانی مگر اسقدر بات سمجھ میں آتی ہی کہ جب سلسلہ ولیا کا حق ہی تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہوگا اور اس جگہ پہ ذکر بعض ولیاؤنکا کتاب تذکرۃ الاولیاء فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب ذیل کیا جاتا ہی۔

اول حضرت معروف کرخی مادر و پدرش ترسا بودند چون بمعلم فرستادندش استاد بگفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہو اللہ الواحد ہر چند معلم میگفت میگوئی ثالث ثلاثہ او میگفت یکی ہر چند استادش میزد سود نداشت یکبار سخت بزدش معروف بگریخت و او را باز نمی یافتند مادر و پدرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردی وی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد دوم جنید بغدادی کہ یہ ایک ولے

بڑی درجہ کے تھے سوم منصور حلاج کہ غرق وحدت انا الحق کے تھے اور خود راقم
حروف کو جو کچھ کہ بخبر بتقریب ذکر کرامات اولیاء اللہ کا حضرت مخدوم الملک شرف الدین
یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ وحضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ شریف سی ہوا ہے
سو اس کتاب مین کچھ تفصیل اسکی ہے اسبب مقام نہین ہے اور اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ زبان
ہماری بیان مین قدرت و تصرف ان لوگونکی قاصر ہے اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین
بہاری علیہ الرحمۃ کا انتقال ۷۸۲ سنہ ہجری مین ہوا کہ جو مادہ تاریخ اسکا پر شرف ہے اور
انتقال حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ ۸۰۸ سنہ ہجری مین ہوا اور دربارہ
لقب ولی کے درمیان سنی و شیعی کے جو ہے ایک اختلاف لفظی ہے اسواسطے کہ جس معنی سے
کہ ہم سنی لوگ ولی کو قبول کرتے ہین اسکا شیعی لوگ بلقب عارف کی قبول کرتے ہین اور
یہی وجہ ہے کہ جناب ملا سید مرتضی و سید رضی علیہما الرحمۃ دو برادران کو بنظر خوبی اور
زہد و تقوی انکی ہم حسب اصطلاح اپنی داخل اولیاء اللہ سمجھتے ہین ولا مشاحۃ فی
الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین ہے۔

فصل ۱۰۷ وحدت وجود

سورۃ الکہف آیت ۱۰۹ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد
کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ترجمہ سورہ کہف آیت ۱۰۹ تو کہدے اگر دریا سیاہی ہو
کر لکھی میری رب کی باتین بیشک دریا نبڑ چوکے ابھی نہ نبڑین میری رب کی باتین اور اگر
دوسرا بھی لادین ہم ویسا اسکی مدد کو۔ سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ قل انما انا بشر
مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا
صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا
ترجمہ تو کہدے میں بھی ایک آدمی ہون جیسے تم حکم آتا ہے مجکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے

پھر جسکو امید ہو ملنی کی اپنی رب سے سو کرے نیک کام منک و ساجھا نہ رکھے اپنی رب کی
بندگی مین کسیکا اور تفسیر محی الدین عربی مین بعد عبارت قبل ہذا کہتا ہی
کہ کیا خوب وجہ اُسکی لکھی ہی یکونها غیر متناهية استاع ونا المتناهی
بغیر المتناهی یعنی کلمات رب کے غیر متناہی ہین اور غیر متناہی ہی اور یہ ناممکن
ممتنع ہی کہ متناہی پیدا کرے ساتھ غیر متناہی کے

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

بشنو از نے چون حکایت می کند
از جدائیہا شکایت می کند

کز نیستان تا مرا ببریده اند
از نفیرم مرد و زن نالیده اند

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست
لیک کس را دید جان ستور نیست

سر نہانی است اندر نے بدم
فاش گر گویم جہان پر نم زنم

اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

جہان متفق بر الہیتش
فرو ماندہ در کنہ ماہیتش

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

نتوان در بلاغت بسحبان رسید
نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

کہ خاصان درین رہ فرس رانده اند
بلا احصی از تک فرو مانده اند

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست
بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

نتوان گفتن این با حقائق شناس
ولی خورده گیرند اہل قیاس

کہ پس آسمان و زمین چیستند
بنی آدم و دام و دد کیستند

بپرسند روزی اگر ہوشمند
بگویم گر آید جوابت پسند

کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک
ہمہ ہر چہ ہستند از ان کمتران
چو سلطان عزت علم برکشد

پری آدمی زاد و دیو و ملک
کہ با ہستیش نام ہستی برند
جہان سر بجیب عدم در کشد

میر حسن شاعر دہلوی

وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر
نہین اُس سے خالی غرض کوئی شی
نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین
تامل سے گر کیجئے غور کچھ
اُسی گل کی بوسی ہی خوشبو گلاب
پر اُس جوش مین آگے بہنا نہین

اُسی کے یہ ذرہ ہین شمس و قمر
وہ کچھ شی نہین اور ہر اک شی مین ہی
ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ
بھرے ہی لئے ساتھ دریا حباب
سمجھنے کی ہی بات کہنا نہین

ذات خداوند تعالی کی عجب طرح سی عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہی کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کر سکتا ہی اور ہر فرقہ مین ہزارون عالم و کامل جستہ جو مین مسئلہ توحید کے گذر گئے مگر سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین لگا اور ظاہر ہی کہ آدمی ایک شی حادث اور محدود علم کا اُس ذات قدیم اور غیر متناہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہی جیسا کہ کیڑا جو اندر گولر یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوای اُسکے کچھ نہین جانتا ہی سو اسیطرح سی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر وغیرہ کے اشیای ماورای اسباب ظاہری کو نہین سمجھ سکتا ہی مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہی کہ ہر آدمی ذیہوش کے دل مین ایک میل طبیعی واسطی رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہی اور یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سراسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام اور قدرت و شفقت عام سی معمور ہی وجود سی ایک شی قادر مطلق و صاحب ارادہ و ذی شعور

معمور از رحم وکرم کی خبر دیتا ہی یعنی کہ یہ سب دنیا و مافیہا بخود ہی خود نہین ہی بلکہ صاف
معلوم ہوتا ہی کہ وجود ان سب چیزونکا جو ہمکو معلوم ہی اور جو ماورای ہماری علم کے
ہی بالضرور بذریعہ ایک وجود اکبر کے ہی اور آدمی کو جو عقل دیگئی سو اُسی عقل سے
یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہین ہی بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی کو
جو قوت و قدرت افعال نیک و بد کی دیگئی ہی سو ہر آدمی اپنی افعال کا جوابدہ
وذمہ دار ہی اسواسطی کہ تمیز نیک و بد کی اُسکو دیگئی ہی ہاں یہ سب کرشمہ عقل کا ہی
اگر عقل نہین ہوتی تو کیا پروا تھی مگر بات یہ ہی کہ اگر عقل نہوتی تو یہ سب تصرفات
جہاز رانی وغیرہ کی کہان سے کرتے اور عقل یہانتک ہدایت کرتی ہی کہ جب عالم حادث ہی
تو بمقابلہ اُسکی ایک ذات قدیم ضرور ہوگی کہ جو اُسکی ساتھ کوی دوسری چیز
نہین ہوگی اور صرف ایک ذات اُسکی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہی کہ فلاسفہ
دہریہ وغیرہم جو اپنی کو مثل گھاس پھوس کے سمجھتے رہی سو وہ درحقیقت بطور گھاس
پھوس کے گذر گئے اور اُنسے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع مین نہ آیا اور خلاف
اُنکی انبیاء و دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سو اُنسے بیشمار خرق عادت مثل عبور
دریای نیل و سزای فرعون و فرعونیان و احیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور
ایتک انواع خرق عادات مردان خدا سے ہوتے ہین بیت

خم و خمخانہ بامحر و نشان است ہنوز آن ابر رحمت در فشان است

پس ہمکو گون کو اسیقدر کافی و وافی ہی کہ ہمکو بھی وجود خداوند تعالی کو حسب ہدایت
و تعلیمات اُنکی قبول کر لین اور جملہ کتب سماوی اس بات مین متفق ہین کہ خلقت تمام
زمین و آسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہو جا اور ہو گیا
سورۃ البقر آیت ۱۱۱ بدیع السموات و الارض واذا قضی

امرا فانما یقول له کن فیکون الله پیدا
کرنیوالا آسمان وزمین کا ہی اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہدیا کہ ہوجا
اور ویسا ہی ہوجاتا ہی اور جب تمام موجودات ایک وقت مین کچھ نہین تہا اور انکا کچھ
اسباب مادہ کسی دوسری جگہ مین رکھا ہوا نہین تہا تو البتہ صرف اسی ایک ذات سی
یہ سب ظہور ہی تو اسیواسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہی اور ہرگاہ صفات الٰہی عین
ذات الٰہی کے ہین تو یہ لفظ کن کی بہی عین ذات الٰہی ہی الغرض مسئلہ واعتقاد وحدت
وجود کا بہت حق و درست ہی اور فقرۂ اول صحیفۂ کاملہ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام
سے بہی تائید اس مسئلہ وحدت وجود کی ہوتی ہی اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے
الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والآخر بلا اٰخر یکون بعدہ
یعنے سب تعریف ہی اس اللہ کو جو کہ ایسا اول ہی کہ اس سی اول کوئی چیز نہین تہی اور
اس اللہ آخر کو کہ اس سے آخر کوئی چیز نہین ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت
امیر علیہ السلام کے جو کہ انکی دیوان مین ہی تائید الٰہی اسی رای کی ہوتی ہی وفی الاحد
البناء لان فیہ تبدء اللہ فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار مین بنا دنیا کی ہوئے
اسواسطی کہ اس روز اتوار مین خدا ظاہر ہوا پیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ سوائے
خدا کے اور دیگر موجودات کچھ نہین ہی بلکہ صرف ایک ذریعہ ظہور خداوند تعالی کا ہی
مگر بات یہ ہی کہ جب خدا تعالی عالم شہود مین جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور
افعال نیک و بد و عذاب و ثواب کا قائم کیا تو ہمکو اسی اعتبار سی فرق ہر نیک و بد کا
سمجھنا چاہئی اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سی تمامتر محو و سہو کر دینا ضرور ہی
اور جب تک ہمکو حواس باقی ہی تب تک کچھ بہی خیال اس مسئلہ وحدت وجود کا نہین
کرنا چاہیی ہان درجہ فنا فی اللہ مین بسبب کمال یاد و استغراق کے پھونچکر کے

اور بعض تحریری معلومات جو ان کی عبارت تحقیق میں موجود ہیں

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور منصور حلاج کے حالت مستی میں زبان سے نکلی تو وہ دوسری بات ہوگی یہ بھی قابل ذکر اسقدر ہے کہ یہ بات از روی اعلیٰ درجہ فنا فی اللہ کے ہو جو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا انا احمد بلا میم یعنی میں احمد ہوں بلا میم کے یعنی احد ہوں اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ شقشقیہ میں فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرزاق۔ الخ الاحکام یعنے میں نہایت رحیم اور میں نہایت احسان کنندہ اور میں روزی رسان ہوں۔ جمع تین مادران کے بیس اگر مسئلہ وحدت وجود کا قبول کر لیا جاوے تو صاف بات یہ ہے کہ یہ سب اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات حضرت مسیح و حضرت علی علیہما السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگوں کو ان دونوں بزرگواروں پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا۔ اور شیعہ امام شافعی کا بہت حق دوست ہے کفی فی فضل مولا تعالیٰ وقوع الشاک فیہ انہ اللہ یعنی فضیلت مولی علی میں صرف یہ امر کافی ہے کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ وہ علی خود خدا ہے اور وقوع اس شک کا دراصل بے وجہ نہیں ہے کہ بارگاہ از روی حقیقت مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہے اور تمام وجود ما سوی اللہ کا صرف ایک شان ظہور اس خدا کی ہے تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہوگا کہ یہ حضرت علی ایک مظہر کامل ذات الٰہی کے ہوئے بہت

یہاں بات کی اب سمائی نہیں	خدا تو علے میں جدا ئے نہیں
ہم علے کو خدا نہیں جانا	پر خدا سے جدا نہیں جانا

اور اشعار عربی مفصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہیں۔

قیل لے قل فی علے مدحۃ ذکرہ یحمد نادا موصدۃ

ترجمہ مجھسے کہا گیا کہ تو ایک مدح بشان علی کے کہ جسکا ذکر سرد اور ٹھنڈھا کرتا ہی
آتش طبق پر طبق کو دوزخ کے

قلت لا اقل مرفی مدح حاصری		ذکر بمحمد نادا سوصدۃ

میں نے جواب دیا کہ نہیں اقوام کہ دنگامین مدح مین ایک شخص کے جو کہ صاحب عقل لوگ
بھٹک گئے یہانتک کہ عبادت کی اسکی ف اس جگہ مین صرف دو شعر پر اکتفا
کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸۸ کتاب ہذا کی صفحہ ۵۰۵ سے
صفحہ ۵۰۸ چھپے ہین گے اتفاق سے یہ شش ۶۰۰ قلت لا اقدم کا اصل معہ ترجمہ سے
وہان پر غلط چھپا اور یہ ۶۰۰ ہی اس سبب سے خوش نہون کہ جب سب کچھ
وہی ایک ذات اللہ کی ہے تو کیا معاویہ کو عذاب و عقاب آخرت سے نجات ہوئی اسواسطے
کہ ہمارا اعتقاد وہی ہے جو کہ لکھا ہے رحمت ماوہ فرقہ وہریہ کے نہین ہی کہ جو معاویہ بعد
مرنے اپنے تمامتر قبائح و جرائم کے سبب معاویہ نے اس عالم شہود مین آکر کے بغاوت
ناحق اختیار کی اور عمر ابن عاص کو بڑا فریب ایک ثالث مقرر کرآیا اور حضرت امام
حسن سے خلافت بجبر چھین کر کے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا
کو بر خلاف شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کراتا ہوا مر گیا تو
اس عالم شہود کا مقتضی یہی ہی کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پاوی مصرع گر فرق مراتب
نکنی زندیقی۔ شرح "معنی قل ہو اللہ اور فقرہ اول سورۂ اخلاص کے حسب تفسیر
محی الدین عربی معہ ترجمہ کے حسب ذیل ہے۔

قران شریف قل ہو اللہ احد کہ تو وہ اللہ ایک ہی۔ تفسیر قُلْ اَمْرٌ مِنْ
عَیْنِ الْجَمِیْعِ وَارِدٌ عَلٰی مَظْہَرِ التَّفْضِیْلِ لفظ قل کی ایک صیغہ امر ہی ذات جمع سے
کہ جو وارد ہوئی اوپر ذات مظہر تفضیل کے یعنی قل بجای قولوا کے ہی یعنی کہو تم سب

لفظ ہو وارد ہونا صیغہ مفرد کا خطاب کرکے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی
کہ ذات حضرت رسول کی ایک شان ظہور تفصیل کلی کی ہی - ھو عبارۃ عن الحقیقۃ
الاحدیۃ الصرفۃ ای الذات من حیث ھی بلا اعتبار صفتہ لا یعرفھا الا ھو
لفظ ہو کی عبارت ہی حقیقت احدیت محضہ یعنی ذات مجرد من حیث ہی سی بغیر اعتبار
کسی صفت کے کہ نہین جانتا ہی اُسکی صفت کو کہ کوئی شخص مگر خود وہی اللہ جانتا ہی
واللہ بدل منہ و ھو اسم الذات مع جمیع الصفات دال بالابدال
علی ان صفاتہ تعالی لیست بزائدۃ علی ذاتہ بل ھی عین الذات
لا فرق الا بالاعتبار العقلی ولھذا سمیت سورۃ الاخلاص لان
الاخلاص تخلیص الحقیقۃ الاحدیۃ عن شائبۃ الکثرۃ کما قال
امیر المؤمنین علیہ السلام کمال الاخلاص لہ نفی الصفات
عنہ لشھادۃ کل صفۃ انھا غیر الموصوف و شھادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ
اور لفظ اللہ کی بدل ہی اُس لفظ ہو سی اور وہ اللہ اسم ذات ہی ساتھ جمیع صفات کے
جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ صفات اُس اللہ تعالی کے
کچھ ذات خدا پر ایک صفت زائد نہین ہی بلکہ وہ صفات عین ذات اُسکی ہین اور نہین
کوئی فرق ہی مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسیواسطی نام اس سورت کا سورۂ اخلاص ہوا
اسواسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقت احدیت کا ہی شائبہ کثرت سی جیسا کہ
کہا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ کمال اخلاص کا واسطی اُس خدا کی نفی کرنی ہی
صفات کی اس خدا سی اسواسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہی اوپر اس بات کے
کہ وہ صفت غیر ہی موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہی اس بات پر
کہ وہ موصوف غیر ہی صفت سی و ایاہ من عنی من قال صفاتہ تعالی

لاھو ولا غیرہ ای لا ھو باعتبار العقل و لا غیرہ بحسب الحقیقۃ اور اُسی قول حضرت
علی کو مراد لیا اُس شخص نے جو کہ یہ بات کہی کہ صفات اس اللہ تعالی کے نہین۔ ھُوَ یعنی وہ
ہی اور نہین غیر اُسکا ہی یعنی لا ھُوَ ہی باعتبار عقل کے نہین غیر اُسکا ہی بحسب حقیقت کے۔
واحد خبر المبتدا اور لفظ احد کی ترکیب مین خبر ہی ھُوَ اللہ مبتدا کی۔
والفرق بین الاحد و الواحد ان الاحد ھو الذات وحدھا بلا
اعتبار کثرۃ فیہا ان الحقیقۃ المحضۃ التی ھی منبع العین الکافوری
بل العین الکافوری نفسہ و ھو الوجود من حیث ھو وجود
بلا قید عمومٍ و خصوص و شرط عروض و لا عروض و الواحد
ھو الذات مع اعتبار کثرۃ الصفات و ھی الحضرۃ الاسمائیۃ
لکون الاسم ھو الذات مع الصفۃ فعبر عن الحقیقۃ المحضۃ
الغیر المعلومۃ الا لہ بھو و ابدل عنہا الذات مع جمیع الصفات
دلالۃ علی انہا عین الذات وحدھا فی الحقیقۃ و اخبر عنہا بالاحدیۃ
لیدل علی ان الکثرۃ الاعتباریۃ لیست بشیء فی الحقیقۃ و ما ابطلت احدیتہ و ما اثرت
فی وحدتہ بل الحضرۃ الواحدیۃ ھی بعینہا الحضرۃ الاحدیۃ بحسب الحقیقۃ کتوھم القطرات فی البحر مثلا
اور فرق درمیان احد و احد کی یہ ہی کہ احد وہی ایک ذات ہی بلا اعتبار کثرت کی اس ذات
مین ای حقیقت محضیہ۔ جو کہ وہ چشمہ منبع ہی چشمہ کافوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کافوری ہی
یعنی وہ ایک وجود ہی۔ من حیث وجود بلا قید عموم و خصوص اور بلا شرط عروض
و لا عروض کے اور واحد ایک ذات ہی ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات
کے ایک صفت اسمائیہ ہی بسبب ہونے اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کے پس تعبیر کیگئی اُس
ذات کی ایک ایسی حقیقت محضیہ سی کہ جو غیر معلوم ہی مگر خود اُسکو ساتھ خود اپنی او

بدل ذات کا ہو اسلئے تعدد جمیع صفات واسطے دلالت اسکی اسبات پر کہ وہ صفات
درحقیقت عین ذات اسکے ہیں اور نہ دلگیوں ان صفات کی ساتھ احدیت کے
بغیر دلالت کرنے کے کسی اس بات پر کہ ایک ہونا اعتباری درحقیقت کچھ شی نہیں ہے اور یہ
کثرت اعتباری نہیں باطل کرتی ہے اسکی احدیت کو اور نہیں کچھ اثر کرتی ہے اسکی حقیقت
میں بلکہ ہستی ہے ہر حقیقت کی احدیت کو ہستی ہر قطرے دریا میں مثلاً

زدریا موج گوناگوں ہمی آید
ولے درکسوت آبی ہمہ رنگ
زبحر نی بہر رنگ کہ ہر آید
کہ ہر صورت کہ بنمود بحر آید

وحدانیت باری تعالیٰ

سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا
ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا

ترجمہ

پس جو کوئی ہے کہ امید رکھتا ہے ملنے اپنے رب کا اپنی
تو چاہیے کہ وہ کام نیک کرے اور نہ شریک کرے ساتھ
عبادت رب اپنے کی کسی کو سورہ فصلت آیت ۵۴
الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شیء محیط ترجمہ
خبردار ہو کہ تحقیق وہ لوگ شک میں ہیں ملاقات سے رب اپنے کی خبردار ہو کہ تحقیق
کہ وہ اللہ ہر چیز کو محیط ہے سورۃ الانعام آیت ۳۱ قد خسر الذین کذبوا
بلقاء اللہ حتی اذا جاءتہم الساعۃ بغتۃ قالوا یا حسرتنا علی ما
فرطنا فیہا وہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم الا ساء ما یزرون
ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا ان لوگوں نے جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو رب اپنے کی یہانتک
کہ جب آگیا روز قیامت یکایک دفعۃ کہا نی تو کھینگے وہی لوگ ای واحسرتا کہ ہملوگوں نے
ضرر پایا اس امر میں اور وہی لوگ اٹھاوینگے اپنی بوجھوں کو اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو

کہ برا ہوگا وہ بوجھ اٹھانا ۱۲ سورۃ انعام آیت ۵۵ ثم اٰتینا موسی
الکتاب تماما علی الذین احسن وتفصیلا لکل شئ
وھدی ورحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون ترجمہ
اور بعد اسکی دی ہمنے موسی کو وہ کتاب کہ جو پوری ہو واسطے اس شخص کے جو کہ
نیک کام کرے اور تفصیل ہو واسطی ہر شی کے اور ہدایت و رحمت ہو کہ شاید وہ
لوگ ساتھ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاوین ۵ سورہ یونس آخر آیت
۴۵ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ وما کانوا مھتدین ترجمہ
تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگون نے جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہوئے
وہ لوگ راہ پانیوالی فقط اس جگہ مین باستدلال ثبوت رویت باریتعالی کی صرف
اوپر نقل پانچ آیتون کی اکتفا کیا گیا اسواسطی کہ مضمون ان سب آیتون کا ایک ہی ہو کہ
ملاقات اُس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان مین جو نشان دیگر اٹھارہ آیات کا ہو
سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہین کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہو کہ البتہ مضمون
خدا کی دیدار اور محمد مصطفے کی شفاعت کا بہت درست ہو کہ واسطی دیدار خدا کی
بسیاری آیات قران مین موجود ہین اور جو علما کہ دیدار خدا سی منکر ہین سو یہ انکار
اُنکا بنظر عدم قابلیت بصر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہین کہ
فی الواقع چشم انسان کو کچھ قابلیت دیدار الہی کی نہین ہو مگر بخواہی وعد اللہ حق
کی یعنی کہ وعدہ خدا کا حق ہو اور بملاحظہ آیات صریح قرانی کے ہمکو تمامتر ایمان اوپر لقاے
رب کی ہو اور ہمکو کیا معلوم ہو کہ بعد مرنے کے روز قیامت مین ہمکو کسطرح پر قابلیت
دیدار خدا تعالی کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہو کہ خدا سب بات پر قادر ہو اور وعدہ
اُسکا سچا ہو اور اصل یہ ہو کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا تسلیم کیا جاوے

کچھ دشوار نہین ہی بلکہ اس دیدار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہی کہ آخر اپنی اصل تک پہونچیگی ؎

ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش ؛ باز جوید روزگار وصل خویش ؛

فصل ۱۰۹ دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ

سورہ بقر وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا ولہم فیہا ازواج مطہرۃ وہم فیہا خالدون ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا

ترجمہ اور اگر ہو تم لوگ کچھ شک مین نسبت اُس چیز کی جو کہ اتاری مین نی اوپر بندہ اپنی کی پس لاو تم ایک سورۃ مثل اُسکی اور بلاو اپنی شہادت دینی والون کو سوای خدا کے اگر ہو تم سچی سو اگر یہ کام نہ کرسکو اور ہرگز نہین کرسکوگی تو ڈرو اُس آگ سی کہ جسکی چھپٹیان آدمی اور پتھر ہین کہ جو تیار کی گئین ہین واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو ای رسول اُن لوگون کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اسبات کی کہ اُنکی واسطی ہین جنتین کے جنکے نیچی بہتی ہین نہرین اور جبکہ روزی دیجای اُنکو اُن باغون سی ایک روزی تو کہین وہی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ روزی دئی گئی ہمکو ساتھ اُسکی قبل اسکی اور روزی دیجائیگی اُنکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور اُنکو جورو ان پاک ہین اور وے لوگ رہینگی اُن جنتون یعنی باغونمین ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل دینی سی مچھر کے یا اس سے بھی زیادہ ۔

فتقوالنار التی — والمراد بالنار احتراقهم بسورة نفوسهم وشرطباعهم
المصروفة عن الروح القدسی الروحانی والتمم الذوقی الرحمانی المحرومة
عن لذة برد الیقین وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات
الحسیة واللذات البدنیة الممنوعة بماضربت به والفتمع بقاء
حنینها الیه ولهها ورسوخ هیأت التعلق بالامور السفلیة
ومحبة الاجساد الارضیة فیها التی هی سبب استیقاد نیرانها

ترجمہ پس ڈرو تم اُس آگ سے جو ایندھن اوسکا آدمی اور پتھر ہین آگ کے جلنا اُن لوگون کا ہی
ساتھ تیزی نفوس اُنکے براور شرارت طبیعتون اُنکی کے جو بھر گئی ہین روح قدسی روحانی اور
نسیم ذوقی رحمانی سی کہ جو محروم ہین لذت ٹھنڈک سی یقین کے اور سلامتی دار القرار
سی کہ جو کٹ گئی ہین بسبب غوبات حسیہ اور لذات بدنیہ کے جو کہ ممنوع ہین اُس چیز سے
کہ جسکی عادت تہی اور الفت کی تہی ساتھ اُسکی ساتھ باقی رہنی حزن اور شوق اُسکے
اور نقش کر حانی ہیئت تعلق ساتھ امور سفلیہ ومحبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب
اشتعال اُسکی آگ کا ہی — ۳ وقودها الناس والحجارة — ای لامور الحاسیة
السفلیة الصامتة التی تعلقوا بها بالمحبة فرسخت صورها فی انفسهم
وسجنت نفوسهم بمیلهم الیها کما قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم المرء یحشر مع من احب حتی لو احب احدکم حجرا لحشر معه
وکیف لا وقد رکزت صورته فی نفسه بالمحبة بحیث صار صورة قلبیة

ترجمہ جسمیان اُسکی آدمی اور پتھر ہین آی امور حاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیای
دون کے جو کہ صامت یعنی انسن ہین کہ جنکے ساتھ وہی لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھ

محبت کے پس تم لکھین صدیقا ان چیزوں کی اُنکی نفوس مین اور اُنکی نفوس مقید ہوگئی
ایسا بیشبہ تمثل اُنکی بطرف ان چیزون کے ایسا کہ فرمایا سبحانہ نے کہ حشر آدمی کا ہوگا ساتھ
شئی محبوب اپنے کے اگر کوئی تھا اُنکو محبت اُس شئی کی اب تیسری تو حشر اسکا ہوگا ساتھ
اُس تیسرے کے اور یہ تو ظاہر ہو کہ گئی ہو صورت اُس شئی محبوب کی اُسکے نفس مین اسطرح کہ
ہوگئی صورت دل کی اُسکی مین صورت اُس محبوب کی ۔۔۔ ۳ وبشر الذین
امنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنات تجری من تحتھا الانھار بالصانع
وعملوا ما یصلحھم لجنۃ بمقتضے عملھم ربتوحید الافعال
ان لھم مراداتھم ومشتھیاتھم فوق ما تصوروا وتمنوا لتنکیر
الجنات والجنات البساتین من تحتھا الانھار ابھی واطیب مایکون
من مقام والذ واحلی مایکون من مرام لاھل الدنیا فنی لنفوسھم
من جنس ما فی الدنیا واصفی منھا بحسب المعاد الجسمانی فانہ حق کما ستعلم تحقیقہ اور بشارت دے
تو ای رسول اُن لوگونکو کہ جو ایمان لائی نیک کام کئی ساتھ سبب کی اُنکی واسطی جنتین یعنے
باغ سب ہین کہ جنکی نیچی بہتی ہین نہرین یعنی ایمان لائی وہ لوگ ساتھ صانع کی اور
کام کئی نیک بقدر اُنکی کہ مستحق ہوون جنت کی موافق اعمال نبی ساتھ توحید افعال
کی ۔ تحقیق اس بات کی کہ اُنکو مرادات اور مرغوبات اُنکی ملینگے بالاتر اُس سی کہ جو تصور
وتمنا کی نے تھے یو جنکرہ لانے جنات کی در حالیکہ وہ جنتین کہ جنکے نیچے بہتین ہین
نہرین روشن تر وخوب تر ہی اُس سے کہ جو کسی مقام مین ہو اور لذیذ تر اور شیرین تر ہو
اُس سی کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا پس وہ جنتین واسطی نفوس اُنکی از قسم جنات دنیا
کی ہین اور اُس سے اصاف ہین بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہی جیسا کہ آیندہ تو جانیگا
ہم ۔ کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل فی الدنیا

فانها ما لوفرهم وانوا بالرزق متشابها وبقلوبهم هی مقاماتهم کالتوکل
مثلا وروضات عالم القدوس التی تنشاء من کل مرتبة منها انهار علوم
تنفع السالکین علیة تنفع المقعطشین المشتاقین والثمرات هی الحکم والمعارف

ترجمہ جب جبکہ روزی دیجائین اُن باغون سی ایک پھل سی ساتھہ ایک وزی کے
تو کہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ جو روزی دیے گئے ہمکو قبل اسکی دنیا مین کسواسطی
کہ وہ دنیا ایک شی مالوف و مرغوب آنکی ہی اور دیے جائین وی لوگ ساتھہ اوس
روزی کے متشابہ یعنی ایک دوسری سی مماثل و واسطی قلوب ان لوگون کے وہ باغات
انکی مقامات ہین مثل توکل کے مثلا اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ
سی پیدا ہوتی ہین نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو
پیاس والون اور مشتاق لوگونکی اور ثمرات یعنی پھل سب وہ حکمتین اور معرفتین ہین

ف اگرچہ تاویلات صوفیہ کے ایام طالب العلمی مین بلقب شطحیات صوفیہ یعنی کلمات خلاف
شرع کے بولیجاتی ہین مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم
ہوتے ہین اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہین اور تمامتر ہمت انکی اس بات مین مصروف
ہی کہ تمام اعتراضات و توہمات غیر لوگونکی مندفع ہون چنانچہ اس تاویل سی دوزخ و بہشت
وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگونکا کہ دین اسلام مین بیان دوزخ و بہشت کا از روی
الم و لذت کیفیات جسمانی کے ہی تمامتر دفع ہو گیا کہ ملا محی الدین عربی تعبیر دوزخ و بہشت
کی حسب تصریح بالا کی الم و لذت کیفیات روحانی سی کرتے ہین اور یہ تعبیر قریب قریب خیال
فلاسفہ کے ہی کہ جو وہ لوگ یہ سمجھتی ہین کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور
معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اُسکی نہین پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلاف اُسکی اگر روح
دنیا سی فارغ و آزاد گئی تو اُسکو آرام رہیگا اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ ذکر دوزخ و بہشت کا

جسطرح کہ قرآن مین ہی وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگون کے ہی کہ مثلاً آگ سی ہملوگ ڈرتے ہین اور باغ وغیرہ سی مسرور ومحظوظ ہوتے ہین سو باعتبار اُسی عادت کے بنظر تجسمانی ہملوگون کے یہ عذاب وثواب بالفاظ آگ باغ وغیرہ سی تعبیر کئے گئے اور اسی طور پر نوریت وغیرہ مین بھی تعبیر عذاب دوزخ کی بلفظ ھیل فائر یعنی آگ دوزخ کی ہی اور اصل یہ ہی کہ ہر گاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جوابدہ نیک وبد اپنی افعال کے ہین تو البتہ کسی طرح پر جزا وسزا اپنی افعال نیک وبد کی پاوینگے پس اگر تعبیر اس عذاب وثواب کی بالفاظ آگ باغ وغیرہ سی نہ ہو تو کیا طور امید وبیم ہملوگون کا ہوگا اور دیکھا جاتا ہی کہ خود قرآن شریف مین بذکر جنت ونار کی جابجا لفظ مثل کی بسیاری ایات مین ہی چنانچہ اس جگہ پر دو آیتین مفصلہ ذیل بتائید اس بات کی نقل ہوتی ہین۔

اسورۃ الرعد آیت ۳۵ مثل الجنۃ التی وعد المتقون تجری من تحتہا الانہار اکلہا دائم وظلہا تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار

ترجمہ مثل اُس جنت کے کہ جسکا وعدہ پرہیزگارون کو کیا گیا یہ ہی کہ بہتی ہین نیچی سے اُنکی نہرین اور خوراک وسایہ اُنکا دایمی ہی اور یہ عاقبت ہی اُن لوگونکی کہ جو پرہیزگاری کی ان لوگون نے اور عاقبت کافرون کی آگ ہی۔ ۲ سورۃ محمد آیت ۱۶

مثل الجنۃ التی وُعد المتقون فیہا انہار من ماء غیر اٰسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین

ترجمہ مثل اُس جنت کی کہ وعدہ دی گئی پرہیزگار لوگ یہ ہی کہ ہین اُسمین نہرین آب غیر بوسیدہ سی اور نہرین دودہ سی ہین کہ نہین متغیر ہوا ہو مزا اُسکا اور نہرین شراب سے ہین کہ جسمین لذت ہی پینی والون کو۔

اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا وہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگون کے قوانین

جابجا دیکھا جاتا ہی یہانتک کہ آیت ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا
کی واقع ہی یعنی کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل مارنی مچھر وغیرہ کی اور آیت مفصلہ ذیل کے
بہی معنی مثل کے وہی معمولی یعنی مثل کے ہین۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴
مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا
وان اوہن البیوت لبیت العنکبوت
ترجمہ مثل اُن لوگون کی کہ جو بنالیا سوای اللہ کے ولی اپنا مانند مثل مکڑی کے ہی
کہ جو بنالی ایک گہر اور تحقیق کہ کمزور ترین گہرونکا ہر آئینہ گہر مکڑی کا گہر ہی فقط
اور توریت وغیرہ مین جو مذکور ہی کہ خدا آگی آگی بنی اسرائیل کے چلا اور پارۂ ابر مین
نیچی اوترا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور
ہین سو یہ نسبت اُسکی رای علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی
ہی کہ یہ سب بیان بنظر فہمایش ہلوگون کے حسب عادات ہم سبہون کی ہی اور ہمین نظر
مسلمانان انگریزی دان سی امید ہی کہ بملاحظۂ بیانات دوزخ وبہشت وغیرہ مندرجہ
قران کی کچہ وحشت کرنے کی حاجت نہین ہی غزل حافظ

امروز شاہ انجمن دلبران یکی است
دلبر اگر ہزار بود دلبر آن یکی است

من بہر آن یکی دل ودین دادہ ام بباد
عیبم مکن کہ حاصل ہر دو جہان یکی است

سودائیان عالم نیدار را بگوے
سرمایہ کم کنید کہ سود وزیان یکی است

خلقی زبان بدعوی عشقش گشادہ اند
ای من غلام آنکہ دلش با زبان یکی است

حافظ بر آستانۂ دولت نہادہ سر
دولت دران سر است کہ با استان یکی است

فصل ۱۰ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ بنی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا اپنی بندہ کو ایک رات مین مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کہ جو مبارک کیا ہمنے گرداگرد اُسکے تا دکھلائین ہم اُسکو اپنی نشانیان تحقیق کہ وہ

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی اسری ای انزھہ عن اللواحق المادیہ والنقائص التشبیھیۃ

بلسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیۃ الذی لا تصرف

فیہ اصلا لبلا ای فی ظلمۃ الغواشی البدنیۃ والتعلقات الطبیعیۃ

لان العروج والترقی لا یکون الا بواسطۃ البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا یعنی پاک کیا اوسکو لواحق مادیہ اور نقصانات تشبیہ سے

ساتھہ زبان حال تجرد وکمال کے مقام عبودیت مین کہ جسمین کچھ تصرف وتخویل نہین ہے

ہرگز ایک رات مین ای بیچ تاریکی پردہ ہای بدنیہ اور تعلقات طبیعہ کے اسواسطی

کہ عروج وترقی نہین ہوتی ہے مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام

ای من مقام القلب المحروم عن ان یطوف بہ مشرک القوی البدنیۃ

ویرتکب فیہ فواحشہا وخطایاہا ویحجب عنوی القوی الحیوانیۃ من

البھیمیۃ والسبعیۃ والمنکشفۃ سواء نا افراطہا و

تفریطہا یعرزھا عن لباس الفضلیۃ

ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سی مشترک قوی

بدنی کا اور مرتکب ہو اُسمین فواحش اور خطایا کو اُس قوای بدنی کا اور حجاب کرے

اُس دل سی کچی قوای حیوانیہ بہیمیہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہون بیان افراط وتفریط

کی اسکی بسبب تنگی ہونے اسکی لباس فضلیت سے ان المسجد الاقصی الذی ھو
مقام الروح الابعد من العالم الجسمانی بشھود تجلیات الذات
وسبحات الوجہ وتذکرنا ان تصحیح کل مقام لایکون الا بعد الترقی الی مافوقہ
ترجمہ مسجد اقصی تک جو کہ وہ مقام روح کا ہی جو کہ دور تر ہی عالم جسمانی سے ساتھ شہود
تجلیات ذات اور عظمت ہای وجہ اللہ اور یاد کرنے اس بات کے کہ جو ہمنی ذکر کیا کہ تصحیح ہر
مقام کی نہین ہوگی مگر بعد ترقی الی مافوق کے فقط
غرض کہ حسب تفسیر محی الدین عربی کی معنی معراج صرف نسبت ترقیات روحانی کے ہی
اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ یہ معراج بخواب ہوا تہا اور معاویہ کی روایت ہی کہ یہ
معراج بخیال ہوا تہا غرضکہ درمیان حضرت عائشہ اور معاویہ کی نزدیک یکدیگر ہونا انکی
خیالات کا ظاہر ہی ہر چند کہ معاویہ بہائی حضرت ام حبیبہ ایک سوتن حضرت عائشہ کا تہا پس
کیا خوب ہوتا کہ جو حضرت عائشہ کو بوجہ ہونی معاویہ کی برادر ام حبیبہ ایک سوتن اس معاویہ کی ساتھ بھی ہی
عداوت ہوتی کہ جو ساتھ حضرت علی ایک داماد حضرت خدیجہ انکی سوتن کے تھی اور ہماری رای یہ ہی کہ
یہ معراج جو بجسم یا بخواب یا بخیال ہو سو یہ ایک مسئلہ فروعات کا ہی اور کچھ زیادہ تحقیق و تفتیش
اس بات کی ضرور نہین ہی کہ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
اس بات پر شاہد و ناطق ہی کہ اصل امر و حکم الہی صرف اسقدر ہی کہ عبادت اللہ کی کیجای
خالص کر کے دین کو واسطی اسکی یعنی بلا شرک کی پس انگریزی دان مسلمانان پر کچھ فرمایش
اس بات کی نہین ہو سکتی ہی کہ وہ لوگ بھی جو کہ فلسفہ پڑہی ہوئی ہین فرمایش قبول کر لینے
معراج کی از روی جسم کی بھی کیجائے فقط

فصل ۱۱۱ شق قمر

سورۃ القمر پارہ ۲۷ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ترجمہ

قریب ہوئی قیامت اور بیضاوی باندیہ تفسیر بیضاوی روی ان الکفار سالوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایۃ فانشق القمر وقیل معناہ سینشق القمر یوم القیامۃ والاول انہ قد وقع وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ وقد حصل من ایات اقترابھا انشقاق القمر

ترجمہ روایت ہی کہ کفار نی سوال کیا حضرت پیغمبر خدا سی واسطی ایک نشانی کے پس پھیٹ گیا چاند اور بعضون نی کہا کہ معنی اسکی یہ ہین کہ قریب ہی کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے اور تائید قول اول کے یہ بات ہی کہ قرات مین آیا ہی وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ یعنی تحقیق کہ پھیٹ گیا قمر ایسی قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سی قریب ہونے قیامت کے پھیٹ جانا قمر کا فقط

غرضکہ شق قمر ایک اختلافی مسئلہ ہی کہ واقعی شق قمر باظہار معجزہ کے ہوا یا یہ کہ انشقاق قمر کا سنجملہ علامات قرب قیامت کی ہی اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات سے ہی اسسے اعلی زیادہ تفتیش اس مسئلہ مین بھی ضرور نہین ہے

فصل ۱۱۲ شق صدر

سورۃ الانشراح الم نشرح لک صدرک ۱ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ۲ ورفعنا لک ذکرک ۳ ترجمہ آیا نہین کھولا ہمنی واسطی تیری سینہ کو تیری اور اتار لیا ہمنے تجھسے تیری بوجھ کو جسنی کہ توڑا تہا تیری پیٹھ کو اور رفیع و بلند کیا ہمنی تیرے ذکر کو

تفسیر بیضاوی مع ترجمہ

الم نشرح لک صدرک آیا نہین کھولا ہمنی واسطی تیری سینہ کو تیرے الم نفتحہ حتی وسع مناجاۃ الحق ودعوۃ الخلق وکان غائبا حاضرا آیا نہین کھولا ہمنی اس سینہ کو یہانتک کہ اس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کرنیکی دی درحالیکہ تو خلق سے غائب تہا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھ متوجہ نہین تہی
اور تو خود اُن لوگونکی پاس حاضر تہا او الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک
ضیق الجہول او بما یلیہ حتی نالت تلقی الوحی بعد ما کان یشق علیک
یا کہ آیا نہین کہولا ہم نے اُس سینہ کو اسمین جو بات کی کہ وضع کی ہمنے اُس سینہ مین حکمت
کی بات تو نے اور دور کیا ہمنے اس سینہ سے تنگی وضیق جہالت کو یا ساتھ اُس بات کی کہ ہمنے
آسان کیا تجہکو قبول کرنے وحی کے بعد اسکی کہ یہ قبول وحی کرنا تجہپر شاق تہا وقیل
انہ اشارۃ الی ما روی ان جبریل اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی صباہ او یوم المیثاق فاستخرج قلبہ فغسلہ ثم ملاہ ایمانا وعلما
لعل اشارۃ الی نحو ما سبق اور بعضون نے کہا کہ یہ انشراح صدر کا ایک اشارہ ہے
طرف اُس روایت کے کہ آئی جبریل حضرت رسول خدا کی پاس ایام طفولیت مین اُنکی یا بروز میثاق
معراج یا الست بربکم کے اور نکالا اُنکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بھرا اُسکو
ایمان اور علم سے اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہو بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان اُسکا
یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط
غرضکہ یہ مسئلہ شق صدر کا بھی بطور شق قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہے اور
ہر شخص کو تکلیف قبول کرلینی ان باتون کی نہین دیجا سکتی ہے اور واسطی ثبوت رسالت کے
پیشین گوئیہای سابق واخلاق نبوت آپ کے کافی ہین —

فصل ۱۱۳ اصل مسلک صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہمسے کیا ہوسکتا ہے کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہے اور اُسمین باتین
بہت بہت نازک ہین کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف اک [redacted] باریک رہجاتا ہے مگر
تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہے کہ [redacted] ہے اور اسی

طریقہ کے لوگونکی دیکھنی سے یہ قول صادق آتا ہی کہ مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور اور مشق توحید و یاد الہی کی اسقدر ہی کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ خیال نہین رہتا ہی بیت

قرب اورا وصال مے گویند	وصل اورا محال مے گویند
تو در و گم شو و وصال این ست بس	خود مباش اصلا کمال این ست بس

مسئلہ وحدت وجود ان لوگونکا بہت حق ہی مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت شہود پر اکتفا کرکے تابعدار رہین اُس خدا کی رہین تو ہم لوگونکی واسطی اسیقدر بہت غنیمت ہی اور تمام کمالات انسانی گویا اسی دو فقرونمین منحصر ہین اول حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطیئات کی ہی کہ اگر محبت دنیا کی دل مین مرتسخ ہو اور اُس عالم باقی سے غفلت آوی تو پھر کیا بدی نہین ہو سکتی ہی بیت

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ؛ لیک اورا عون ما را عون نیست

فقرہ دوم ترک الدنیا راس کل حسنۃ یعنی چھوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات کی ہی کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پھر کیا بدی اُس سے ہو سکتی ہی اور دنیا کی تعلقات مین سے تعلق زر و مال و زن فرزند کا ایسا قوی نہین ہی کہ جیسا تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہی یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہین کہ اپنا خیال کسی طرح کا باقی نہین رہی اور کیا خوب ہی وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹھیک طرح سی کہتے ہین کہ پیار کرو اپنی دشمنون کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اسواسطی کہ جب تک تم اپنی دشمنون کو مثل اپنی کے پیار نہین کروگی تب تک کامل نہین ہوگی کہ دوستون کو تو حیوانات بھی پیار کرتے ہین پس کیا کمال ہوا اگر تمنی اپنی دوستون کو پیار کیا فقط سو یہ در عہد پیار کرنے کا دشمنون کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہین ہو سکتا ہی الغرض یہ

فیض علیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دوازدہ امام کو
پہونچا اور اُنکی طفیل سے اولیاء اللہ بھی اس کاسہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے
حسب قول وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ یعنی کریمون کی پیالہ سی زمین کو بھی
کچھ حصہ آخر مین شراب کا ملتا ہی۔ بیت

گر خوری جرعہ زساغر غم — جام جمشید را نہ سنے برہم

فصل ۱۴ اسمعاملک شیعہ

الدین و الملک توامان یعنی دین و بادشاہت دونون ہمزاد ہین پس جسطرح کہ
خلافت ثلثہ اور خلافتہای بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی اور استیصال
خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثین بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئین
سو اصل مقتضا اس حکومتہای مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تہا کہ سوای مذہب اہلسنت
تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے اس دین اسلام مین اور کوئی دوسرا مذہب نہین ہوتا
اور اس اسلام مین مذہب اس قسم کے سنیونکا ویسا ہی ہی کہ جیسا کہ مذہب عیسائیا نمین مذہب
رومن کاتھولیک کا ہی مگر الحق یعلو و لا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین
ہوتا ہی سو اس وجہ سی اعتقاد افضلیت اہل بیت و ائمہ دوازدہ گانہ نی دو جگہ سی
سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو ببرکت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن
لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سی واقف ہوئی دوم فرقہ شیعونکا کہ شیعہ لوگ
بزور قوت علمی و راست بازی کی بطرف خاندان نبوی کے ہوگئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی
کوئی امر حادث و نو ایجاد نہین ہی کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن یاسر و ابوذر غفاری
و حضرت اویس قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام
کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نی اس فرقہ کو بلفظ شیعتنا

یعنی بلفظ ہماری شیعون کی یاد فرمایا ہی اور علی بن المنذر ثالبی و ابوالصلت ہروی
تابعی راویان حدیث کا شاہ عبدالحق صاحب نے اپنی شرح مین مشکوۃ المصابیح کے
شیعی ہونا قبول کیا ہی اور شک نہین ہی کہ ابتدای حال مین درمیان شیعہ و سنی کے
کچھ تعصب نہین تہا اور ایک دوسری کے پیچھے نماز پڑہتا تہا غرضکہ فرقہ شیعہ کا آج
ہین اسلام مین ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائی مین پراٹسنٹ نکلا ہی غرض
تمام دنیا و مذہب شیعہ کی ابتدا علم و راست بازی کے ہی کہ اصل حالات خلافت وغیرہ کو معلوم
کرکے بطرف امر حق کے ہو گئی اور جو اثنا عشریہ وغیرہ مین جو کچھ جواب سطاعن غیرہ کا
لکہا ہی سو کوئی جواب نہین سکا ہین یا شخص ثالث کے نہین ہی اور اس فرقہ شیعہ کا
اصل مرکز ملک فارس و عراق عجم و عراق عرب وغیرہ ہی اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ امام لوگ
اپنی اصل وطن مدینہ سی نکلکر کے اکثر بلاد مین شیعہ و مسموم ہوئی یا پھر گئی یعنی انتقال
کیا چنانچہ مزارات شریف ان لوگون کی نجف اشرف و کربلای معلی و بغداد و سامرہ و مشہد
مقدس مین واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ
بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس جملہ تاخت و تاراج سی قوم
ترک کی محفوظ ہو گیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایای
فارس کو منشا حفاظت فارس کا صدمہ اتراک وغیرہ کی جانتی ہین اور چونکہ یہ مذہب
شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہی سو اسیواسطی کتابین شرائع الاسلام و استبصار وغیرہ
مذہب شیعہ کی زمان تالیف مین شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیان سی موخر ہین اور
یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بقوت سلطنت کی نہین ہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی
و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیان تہے مگر بات یہ ہی کہ یہ مذہب شیعہ کا
ہندوستان مین بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے ہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی مین وہی مذہب سنی کا جو کہ بقوت سلطنت ہای بنی امیہ وغیرہ کی
جاری ہوا تہا سو اُسیطرح پر بلا تجویز و غور ثانی کے قائم رہگیا اور ایک خاصہ مذہب
شیعہ کا یہ ہی کہ اس مذہب مین تمامتر بنا بیت الفاظ ظاہری کی ہی یعنی مثلاً اگر حکم
ظاہری بنسبت امتناع سماع و راگ و رنگ کی پایا تو پھر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہین ہی
کہ کسی طرح یہ ناسنا جلال منایا جای مگر شیعون کا اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجہنا
اور انکو برا بہلا کہنا ہماری نزدیک بڑا تعصب معلوم ہوتا ہی چنانچہ جید شیعیان
عالم وغیرہ کو اس تبرا وغیرہ سی کچہ تعلق نہین ہی اور بی تکلف ان اصحاب ثلثہ کو بادشاہان
اسلام سی قبول کرلیتے ہین اور ہمکو بی ہین کہ یہ تعصب منافق و کافر سمجہنے کا بہی سی
وجہ سی ہی کہ اس فرقہ مین تاویل و رعایت اور تخاص اور لحاظ ظاہر جانب چپ و راست کا
کچہ نہین ہی یعنی جو بی اعتدالیان اصحاب ثلثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکہین گئین سو
اسی طرح پر بیکسر کی حکم ظاہری و شہادت اہلبیت پر جنکا لگا دیا اور بطرف احادیث مناقب
صحابہ و دیگر حالات و تقوی اُنکی لحاظ نہین کیا حالانکہ احادیث مناقب کا
ہونا بشان خلفای ثلثہ وغیرہم کے ضرور ہی سوا اسطی کہ یہ بات سمجہ مین آتی ہی کہ اگر بجز
احادیث وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شان مین نہین ہوئی تو کس امید پر یہ سب فاقت
ان لوگونکی تہی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دربارہ سب و
طعن ان اصحاب کی دیکہا نہین جاتا ہی اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا
کہ ہمکو ابوبکر نے دوبارہ پیدا کیا صریح دلیل اسبات کی ہی کہ اس نسل دوبارہ ہونے کو
بسبیل خوشی خاطر و ابتہاج کی بیان کیا ہی اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو
لکہنا کہ ابوبکر و عمر ہمسے تہے اور عثمان اگر اچہا آدمی تہا تو ان لا بواد لفی نعیر
و اگر برا آدمی تہا تو ان الفجار لفی سجین دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلثہ سے کچھ زیادہ ترسیدہ نہیں تھا اور اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے سعد و سلمان فارسی وغیرہ چند اشخاص معدودہ کے باقی ہزاران اصحاب ایک قلم از اعتبار ساقط و داخل منافق و کافر کے ہوگئے اور اسیواسطی سلسلہ حدیث کا بہ سبب شیعہ ہونے کے بجز درست تر جو خود حضرت رسول کے کمتر پہونچتا ہے کہ منتہای سلسلہ اکثر احادیث کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہے اور ایک نقصان عظیم مذہب شیعہ میں یہ ہے کہ زہد و تقوی کی لوگ مثل جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہیں مگر مذاق فقر و تعلیمات باطنی کا کچھ ذکر و مذکور مذہب شیعہ میں نہیں ہے اور اسیواسطی سلسلہ فقر و تصوف کا خوب مرغوب معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ اہلبیت دوازدہ امام کے تمامتر گرویدہ ہیں اور اپنی کسب و ریاضت باطنی میں مصروف ہیں —

شعبہ ہای اقسام سنیان

دوسرا فریق سنیان کا ہے حدیثوں پر ہے اور حدیثوں کا حال یہ ہے کہ بہت سی احادیث بروایت صحاح ستہ و مسند احمد و سنن ابن ماجہ ابن عائشہ عبداللہ ابن عمرو حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ ایسی لوگوں کی کتب صحاح ستہ میں موجود ہیں کہ جو قطعاً حضرت علی و تمام اہل بیت و اولاد سیدہ فاطمہ سے علیحدہ و فریق رہکر کے بانی مبانی خلافت ثلثہ وغیرہا کے ہوئی اسواسطی صدر واحد از فرقہ ہای سنیان کی بہت دشوار ہے اور ہم صرف ذکر چند فرقہ ہای نامی سنیان کے اکتفا کرتے ہیں اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہے کہ حضرات ابوبکر و عمر کو قطعاً اور حضرت عثمان کو ظناً حضرت علی سے افضل جانکر کے قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہے اور فضیلت حضرت علی کی انکی خیال میں باعتبار ثم فثم کے اخیر درجہ میں ہے اور چونکہ فضیلت اصحاب ثلثہ کے بغیر توہین و تنقیص شان علی کے نہیں ہو سکتی ہے اسواسطی طرح طرح سی

اس نعرہ مین مین اہتمام کیا گیا اور حدیث وصیت خم غدیر اور اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ اور آیت لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی
اور دیگر احادیث وآیات سنی چشم پوشی واجب ہوگئی اور جب حضرت علی کی عزت کچھ
باقی نہین رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اسکا اجرای سب ولعن کا نسبت حضرت
علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہین ہی کہ جسکے واسطی یہ سنیان معاویہ سی برہم ہون اور
بہمین نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی کے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تر یہ ہی کہ معاویہ
ویزید بھی ایک حساب سی داخل خلفای دوازدہ گانہ کے ہوکر کے یہ سلسلہ خلافت
دوازدہ گانہ کا ولید ابن عبد الملک مروانی تک پہونچایا جاتا ہی اور اس حساب سے
سلسلہ دوازدہ امام کا بھی خورد برد ہوگیا اور اگرچہ ظاہرا خلافت حضرت ابوبکر
کی اجماع پر قائم کیجاتی ہی مگر حدیثون سی اصل باہتمام اس بات کا بھی ہی کہ جس سے
خلافت حضرت ابوبکر کی ازروی نص حادیث قران کے بھی ثابت ہوجاوی غرض
یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہی۔ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ یعنی جسطرح جسکی
ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اُسی ترتیب سی یہ سب حکام بزرگوار ان
وپیشوایان اس فرقہ سنی کے ہین اور کمال یہ ہی کہ معنی مولی وآل وعترت وآل عباو
اہلبیت وغیرہ کی اسطرح پر بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید پنجتن پاک ودوازدہ امام
باقی نہین رہی غرضکہ یہ لوگ بی شبہ داخل خوارج ونواصب وشمنان دوازدہ امام
کے ہین۔ دوم فرقہ وہابیان آمین بالجہر ورفع یدین وغیرہ کا ہی کہ عوام لوگ مثل شطرنجی باف
وغیرہ کی اسمین زیادہ تر دیکھی جاتی ہین اور پیر ومفسر انکی نگاہ مین کچھ زیادہ تر وزن نہین
رکھتی ہین اور ہر بات مین شرک کفر انکی منہ مین رکھا ہوا ہی مگر چونکہ یہ فرقہ قران وحدیث
کیطرف متوجہ ہی سو اس وجہ سی ہمکو امید ہوتی ہی کہ رفتہ رفتہ قران وحدیث وسیر

وتواریخ دیکھتی دیکھتی یہ فرقہ قائل عظمت وجلالت خاندان نبوی کا ہوجاتی یعنی اس فرقہ کا راہ راست پہ آنا بمقابلہ فرقہ اول کے کچھ سہل تر معلوم ہوتا ہی اور اسیواسطی اس فرقہ سے ہمکو کچھ تکرار وبحث نہیں ہی سو۔ ایک فرقہ سنیون کا ہی کہ جو فرقہ اول سی نکلا ہی اور یہ لوگ وہ ہین کہ جو اصل اصول سنیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعداد علمی وانصاف طبیعی کے قائم وثابت نہین ہین اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات کی اور مختلف اقوال کے ہین ایک یہ کہ قاعدہ تفضیل شیخین کا اگرچہ درست ہو مگر تفضیل شیخین کی من کل الوجوہ نہین ہی کہ چند امرون مین حضرت علی افضل ہین دوم یہ کہ افضل ومفضول قرار دینا کچھ ضرور نہین ہے۔ حسب شعر نظامی

گہر خرچہار اندو گوہر چہار　　فروشندہ را با فضولی چہ کار

سوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان چاہئی یعنی برا بھلا کچھ مت کہو چہارم یہ کہ سلسلہ دوازدہ امام کا بہی درست ہی اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی گئی اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ اور کچھ لیاقت دار بھی ہین چہارم ایک عقیدہ تفضیلیہ راقم حروف کا ہی کہ حضرت علی از روی حدیث غدیر خم کے اوسی طرح پر مولی خلفای ثلثہ کے ہین کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولی خلفای ثلثہ کے ہین اور خلفای ثلثہ کو کچھ بمقابلہ ونسبت سایتہ حضرت علی کی نہین ہی اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ بلافصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہین اور خلافت ثلثہ جو بر خلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو اس بات کیطرف کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہی کہ خود حضرت علی نے طوعاً وکرہاً قبول کر لیا اور انکی پیچھے نماز پڑہا کئی اور انکے تینون خلافتون مین مشورہ دیا کئی اور بفصل قضایا کرتے رہی الغرض مسئلہ کف اللسان کا جو بہ نسبت معاویہ کے بڑی حکمت سی قائم کیا ہی کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آیندہ خلفای ثلثہ تک کوئی خراش تراش نہین پہونچی گی اور اس
حکمت سی معاویہ ایک چور پہرا سنیون کا قائم ہوا ہی سو ہم یہ بات سمجھتے ہین کہ یہ
مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا در اصل نسبت خلفای ثلثہ کے قابل استعمال
کرنے کے ہی اور ہم دیکھتے ہین کہ فی الواقع حضرت علی نمونہ حضرت مسیح کو در حقیقت
کچھ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلا پابندی مصالح ملک داری کے نہین تہی
جیسا کہ زمان خلافت حضرت عثمان کے جسطرح پر کہ عمالان جفا پیشہ بنی امیہ کی تمام
ملک مین بھر گئی تھے سو حضرت علی نے ایکبارگی حکم معزولی اُن عمال کا جاری کرنا چاہا
اور کہا کہ ہم واسطی ایک ساعت کی بہی ان عمالان جفا پیشہ کو بحال نہین رکھ سکتے ہین
پس تحاشر ظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفا پیشہ لوگونکا نہین ہو سکا تھا خلاصہ تمام
معاملہ حضرت علی کا صرف بقاعدہ اَلحب للہ و البغض للہ کے تہا اور زمانہ سازی
سی انکو کچھ علاقہ نہین تہا خلاصہ خلافت ثلثہ جسطرح پر کہ قائم ہوئی سو اس بات مین بڑے
حکمت الٰہی تہی کہ اس ذریعہ سی اسلام خوب پھیلا اور یہ بات بہی قابل لحاظ کی ہے کہ بموجب
ان خلفای ثلثہ کے کوئی سند و بست جانشینی اُنکی پسران کا نہین ہوا اور ان خلفای
ثلثہ کو ساتھ حضرت علی کے کچھ کچھ ادب بہی تہا کہ حضرت ابوبکر کا یہ قول ہے کہ النظر الی
وجہ علی لمحبتہ عبادۃٌ ہے یعنی کہ محبت سی نظر کرنا طرف چہرہ علی کے ایک عبادت ہے
اور بہ نسبت حضرت عمر کے یہ روایت ہے کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمانٍ لیس فیہ
علیٌ یعنی عمر پناہ مانگتی تھے ایسے زمانہ سی کہ جسمین علی نہوں اور یہ بہی ایک قول عمر کا ہے کہ
ھُوَ مَوْلَایَ وَ مَوْلیٰ کُلِّ مؤمن یعنی وہ علی مولی میری ہین اور مولی کل مومن کے
غرضکہ یہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے چاہئی نہ بہ نسبت معاویہ کے
کہ جو حضرت علی پر بر سر منبر لعنت کرتا ہوا مر گیا پس ہم اُسکو کیونکر چہوڑ دینگی اور ہم مسئلہ

خطامی اجتہادی کو بھی صرف نسبت اصحاب ثلثہ کے ہماری کہ سکتی ہین کہ غالبًا یہ خلافت
یعنی بر خلاف وصیت خم غدیر کے براہ نیک نیتی اجرای دین اسلام کے ہوگی اور تفضیل
حضرت علی کا حال یہ ہی کہ اگر کسی شخص کو تفضیلیہ کہا جای تو یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ یہ شخص
حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہی نہ یہ کہ شیخین کی تفضیل کا قائل ہی اور ہر چند خطاب امیر المومنین کا
ایک یجاد حضرت عمر کی ہی مگر جب حضرت امیر یا جناب امیر کہئی تو حضرت علی سمجھی جاتی ہین
اور جب کہئی کہ فلان شخص مناقب پڑہتا ہی تو یہی بات سمجھی جاتی ہی کہ وہ شخص مناقب
حضرت امیر کے پڑہتا ہی اور وجہ اس اطلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اُس
قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

فصل ۱۱۶ عدم جواز سب ولعن بر صحابہ

سب ولعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہب شیعہ کا ہی کہ اُسکی جوابدہی بذمہ خود اُن
لوگونکی ہی اور ایک عالم شیعی نے ایک تحریر چار ورق رد و پشت کی بذکر انواع روایات
کی ہماری پاس بھیجی ہی کہ جس سی وہ عالم شیعی سب و تبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتی
ہین مگر چونکہ یہ کتاب حد تحقیق صرف باثبات افضلیت عام تمام دوازدہ امام کی ہی
اور شیعون سی کچھ بحث نہین ہی اسواسطی کچھ ضرورت نقل روایات عدم جواز
تبرا کی اس کتاب مین معلوم نہین ہوئی اور شیعون کی خدمت مین ہم صرف یہ بات
کہسکتی ہین کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبر خدا ہی سو خلفای ثلثہ نے کچھ حرب ساتھ
حضرت علی کے نہین کیا اور طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سی آخر کو
توبہ کی پس اگر آپ کو شوق تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطی اس صرف کے معاویہ حاضر
ہی کہ یہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجملًا سرد شمنان
اہلبیت لعنت باو کہا جای تو ہم خود شریک اسبات کی ہین کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہو تو وہ شخص عنداللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہے

فصل ۷ا کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سی امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہے کہ جس کو جہ سی لقب امام کا ور حقیقت مخصوص دوازدہ امام کا ہے ہان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جای تو وہ دوسری بات ہے جیساکہ تسبیح کے دانون مین سی ایک دانہ کو سری پر کے اور ہر نماز کے پیش نماز کو بہی امام کہتی ہین اور آیت ۳ ۔ سورۃ الاسرے یوم ندعو کل اناس بامامھم سے یعنی خداوند تعالی کہتا ہے کہ جسدن کہ ہم بلاوینگی ہر ادمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس آیت مین معنی امام کے صرف پیشوا کی ہین اور کچھ تخصیص نیک بد ہونے امام کی بہی نہین ہے پس اہلسنت مین جو کہ استعمال لقب امام کا اوپر امام اعظم ابوحنیفہ کوفی و امام شافعی و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارزبازار ہے سو استعمال مین اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگون کی کچھ جای تعرض نہین ہے مگر کمال ادب یہ تہا کہ بہ نسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کو اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ درحقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہین اور مجتہد کا حال یہ ہے کہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب یعنی مجتہد کبھو خطا کرتا ہے اور کبھو بر سر ثواب ہوتا ہے اور لقب امام کا بہ نسبت دوازدہ امام کے ایک دوسری بات ہے کہ اسکی مخالفت داخل بغاوت ہے

فصل ۸ انصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزین ہین یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت و معاد اور ملا عبدالرزاق بن علی بن حسین لاہجی نے باب سوم مقالہ سوم مین اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہو اور اسمین جو کچھ رای صاحب شرح المقاصد کی لکھی ہو کہ ہر کہ متصدی امامت بقہر و غلبہ شود بدون بیعت اگرچہ فاسق باشد علی الاظہر منعقد شود خلافت برای اوسوے امامت اُس شرح المقاصد کی عبارت خلافت سی ہوگی کہ معاویہ و یزید اور تمام بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ بھی بی تکلف خلیفہ نبی اور اجتک بلقب خلفای مروانیہ وغیرہ کی بولیجاتی ہین مگر ہمارے امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک دوسری چیز ہو کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کے یکی بعد دیگری امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ امامت کا تا زمان امام صاحب العصر مہدی علیہ السلام کے قائم و بحال رہیگا اور بحث خاص اس فصل کتاب حد تحقیق کی یہ ہو کہ یا نصب امام کا خدا تعالی پر واجب ہی یا نہین اور شیعہ لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالی پر واجب قرار دیتی ہین باین دلیل کہ لطف اوس خدا پر واجب ہو اور نصب امام کا ایک لطف ہو مگر ہم سمجھتی ہین کہ غائت و غرض نصب امام کی یہ ہو کہ لوگ ہدایت پاوین سو خدا پر نصب کرنا خود نبی کا بھی واجب نہین ہے اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اُسپر واجب نہین تہا یعنی ذات اُس خدا کی کسی طرح سے اور کسی بات مین مجبور نہین ہی بیت

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس غنی ملکش از طاعت جن و انس

فصل ۱۱۹ عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہین اور سنی لوگ محفوظ مانتی ہین سو اصل بات یہ ہو کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیا تک نہین ہو مگر ہر گاہ فریقین سنی و شیعہ کے اس بات کی قائل ہین کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہین اور بی شبہ پاک تہی تو انکی معصوم کہنی مین ہمکو کیا عذر ہو سکتا ہو اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ معصومین علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگون کے ہے

اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن عبدالبر نے اپنی کتب مین لایا ہے اَنّ عثمان صلّی بالنّاس بمنیً اربعًا
فانکر النّاسُ علیہ فقال ایّھا النّاسُ انی تاھّلتُ بمکّۃ منذُ قدمتُ وانی سمعتُ رسولَ اللہ
صلّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلم یقولُ من تاھل ببلدۃٍ فلیصلّ صلوۃ المقیم فیہا اخرجہ احمد عن عبداللہ
بنِ عبدالرحمٰن بن ابی زباب عن ابیہ وغیرہ عن غیرہ پس اصلا استعمال نرہا اس صورت مین باجماع
علما وچہارگانہ واجب ہے۔ **آٹھوان طعن** عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمین کے
قطعے اور جاگیرین اپنے یارون اور مصاحبون کو دین اور مسلمانون کے حقوق تلف کئے **جواب** حضرت
عثمان نے اپنے یارون اور رفیقون کو اجازت دی تھی کہ جہان افتادہ زمین پاوین اسمین زراعت کرین اور جو
زمین کہ آباد اور مزروعہ تھی کسی کو ندی چنانچہ تاریخ کی کتابین موجود ہین ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور
محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے آسایش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزارون جریب افتادہ پڑے ہے
ہین کیا فایدہ نہ اس سے سرکار مین محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فایدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور جابجا
کشت وکار ہوا کرے چور اور رہزن اور فسادی لوگ معطل اور بیکار رہا کرتے ہین۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہی کہ شرفائے
یمن سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑکے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور زراعتین چھوڑکے آئے
ہین ہمکو اس نواح مین زمین دیجئے تاہم جہاد کفار کے لئے حاضر رہین اور نوبت بنوبت غزا کے لئے نکلین۔ تب حضرت
عثمان نے انکو فارس کے مقابلے مین جو صوبہ کہ زور وقوت طلب کرتا تھا اور اس مین بڑے سرکش زمین دار تھے جگہ دی
اور اس زمین کو آباد کیا اور وے اپنی زمین مزروعات جو چھوڑکے آئے تھے اسکے عوض مین حدود اور قطعات بتلائے
اور بعضے صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کردیا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضرموت مین تھی انسے لیکے اس کے بدلے مین
ان لوگون کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ مین تھی لیکر اس کے عوض مین انکو دوسری زمین دی
جب بھی امور باہم تراضی کی طور پر واقع ہوے طعن وملامت کی جگہ نہین **نوان طعن** سب صحابہ انکی قتل پر راضی
تھے اور انکی مذمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نکرکے چھوڑ دیا **جواب** یہہ سب کذب
صریح اور بہتان ظاہر ہے یہہ بات لوگون پر بھی پوشیدہ نہین کہ طلحہ وزبیر ولی بی عایشہ صدیقہ ومعاویہ وعمرو بن
العاص نے جو طلب قصاص مین جنگ وپیکار کیا کیا وہ قصاص اسی عثمان معلوم کی۔ یا دوسرے عثمان متخیل ومدہوم کی
ہے سنی وشیعہ ہر دو کی تاریخین تو موجود ہین اور صحابہ نے لوگون سے اسکو دفع کرنے مین مقدور بھر قصور نہ کیا اور
جہان تک امکان تھا کلمے اور کلام سے انکو سمجھایا جب صحابہ کا سمجھانا ان ظالمون کے عقل مین نہ آیا صحابہ نے حضرت

عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی اور بڑے جد وجہد سے منع فرمایا تب صحابہ نے لاعلاج ہوکے خاموش رہے۔ اور باوجود اسکے حضرت عثمان کی خدمت میں پانی پہنچانے اور اُنسے تنگی دور کرنے آخر تک حیلے اور تدبیریں کرتے تھے اور زید بن ثابت سب انصارِ کرام کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہوے سب انصارون نے حضرت عثمان سے کہا اِنْ شِئْتَ کُنَّا اَنْصَارَ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ اور عبداللہ بن عمر سب مہاجرین کو اپنے ہمراہ لیکے آئے اور سب کے سب کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین جنہون نے آپ پر بلوہ کیا ہے یہہ وہی لوگ ہین جو ہمارے ضرب شمشیر سے مسلمان ہوے اور ہماری تلوار کا خوف ابھی ان کے دل مین باقی ہے انکی یہہ سب گستاخی اور بلند پروازی اس سبب سے ہی کہ وے کلمہ پڑہتے ہین اور آپ کلمہ کی حرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دین ہم انکو حقیقت حال پر آگاہ کردیتے ہین اور انکی بھولی ہوی حالت پھر انکو یاد دلاتے ہین حضرت عثمان نے کہا کہ ازبرائے خدا یہہ بات مت کہو اور فقط میری جان بچانیکے لئے اسلام مین کشاکشی نہ ڈالو۔ اور حسنین کریمین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ انکے گھر مین حاضر تھے جب بلوائیون نے ہجوم کرتے ان بزرگون نے پتھر اور لکڑی سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوے کو دفع کردیتے تھے۔ اور حضرت عثمان کے غلامون کی ایک فوج کثیر حاضر تھی یہان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت مین بلوایون کو زیر وزبر کردیتے انہی غلامون نے سب باہتھیار ہوکے حاضر ہوے اور کمال آہ وزاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے آذربیجان تک کسی نے ہمارے تلوار کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرماوین اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا تھوڑا ذایقہ ہم چکھا دیتے ہین کیونکہ اُن شریرون نے باتون سے راستی پر نہین آتے ہین اور انکو اسبات کی استغنائی آگئی ہے کہ کلمہ کی حرمت کے سبب سے کوئی ہمارا متعرض نہین ہوتا ہے سیواسطے وہ راہ پر نہین آتے ہین اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جبر انہین گنتے ہین حضرت عثمان نے یہہ سنکے فرمایا اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپسے یہہ ہتھیار دور کرو اور اپنے گھرون مین بیٹھ جاؤ تمہارے جسنے ہتھیار دور کرے اسکو مین آزاد کیا ہون[۲] واللہ لَئِنْ اُقْتَلَ قَبْلَ الدَّمَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدَّمَاءِ یعنے میری شہادت تو مقدر ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی بشارت دی ہے اگر تم بلوائیون کے ساتھ قتال کروگے مین تو یقیناً مارا جاؤنگا پس اس مین کیا حاصل کہ قتل وخون بھی واقع ہووے اور مدعا بھی کرسی نشین نہووے اور تواریخ وتحقیقین مین ثابت ہے کہ حضرت امیر بھی اپنے لڑکون کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلۂ خاص قنبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیون کے مزاحم ہون۔ جب اہل بلوا ہجوم لاتے تھے پھر اولاد صحابہ سنگ

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہتے اسکے ساتھ جنگ کرکے دفع فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت امام حسن خون آلودہ ہوے اور محمد بن طلحہ اور فسنبر
اسنے حسرت تمام کہا یا جب بلوائیوں کو دروازے سے آنا ممکن نہوا انکے گھر کے پیچھے سے بعضے انصار کے گھروں کو روزن ڈالکر
داخل ہوے اور حضرت عثمان کو شہید کیا رضی اللہ تعالی عنہ کتاب نہج البلاغت جو شیعہ کے اصح الکتب ہے اس اخیر
اسی کتاب میں حضرت امیر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا وَاللّٰہِ قَدْ دَفَعْتُ عَنْہُ اور نہج البلاغت کے
شارحوں نے فاطمہ حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہے کہ اُن دنوں جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف
تشریف لے آتے بلوائیوں کو چابک سے مار کے دور کرتے اور ان پر لعن وشتم بھی فرماتے تھے پس اہل اجماع کا کام نہیں
دیتا حضرت امیر کے ان معاملات کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کریں اسی جگہ کوئی منافق ہی چاہیئے تاکہ حکم
اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نعوذ باللہ منہا ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؟ اور اگر بالفرض والمحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت
میں کوفے میں جو خطبے پڑھے ہیں ان خطبوں میں قاتلان عثمان کو دفع کرنے کے باب میں کس لئے قسم کھائے ہوتے اور حضرت
عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرمائے ہوتے کہ اِنَّمَا مَثَلِیْ مَثَلُ عُثْمَانَ کَمَثَلِ الْوَاِرِ ثَلٰثَۃٍ
کُنَّ فِیْ اٰجَمَۃٍ اَبْیَضَ وَاَسْوَدَ وَاَحْمَرَ وَمَعَھُنَّ فِیْمَا اَسَدٌ وَکَانَ لَا یَقْدِرُ فِیْھِنَّ بِشَیْءٍ لِاَجْمَاعِھِنَّ
عَلَیْہِ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَالثَّوْرِ الْاَحْمَرِ لَا یَدْخُلُ عَلَیْنَا فِیْ اَجَمَتِنَا ھٰذِہٖ اِلَّا الثَّوْرُ الْاَبْیَضُ
فَاِنَّ لَوْنَہٗ مَشْھُوْرٌ وَلَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکُمَا فَلَوْ تَرَکْتُمَانِیْ اٰکُلُہٗ وَصُفَّتْ لَکُمَا الْاَجَمَۃُ فَقَالَا
دُوْنَکَ فَکُلْہُ فَاَکَلَہٗ فَلَمَّا مَضَتْ اَیَّامٌ قَالَ لِلْاَحْمَرِ لَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکَ فَاتْرُکْنِیْ اٰکُلُ الْاَسْوَدَ
فَقَالَ دُوْنَکَ فَکُلْہُ ثُمَّ قَالَ لِلْاَحْمَرِ الْاٰنَ اٰکُلُکَ فَقَالَ دَعْنِیْ اُنَادِیْ ثَلَاثًا فَقَالَ افْعَلْ فَنَادٰی ثَلَاثًا اَلَا اَنِّیْ
اَکَلْتُ یَوْمَ اُکِلَ الْاَبْیَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ صَوْتَہٗ فَقَالَ اَلَا اِنِّیْ ھِنْتُ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ
اور یہ قصہ شہرت اور تواتر میں اس حد کو پہنچا ہے کہ فریقین کی تواریخ میں مذکور مسطور ہے کسیکو انکار کی جگہ نہیں - اور عبداللہ بن
سلام نے ہر دن علی الصباح بلوائیوں کے پاس جاکے کہتے تھے کہ لَا تَقْتُلُوْہُ یعنے مت قتل کرو اس کو کیونکہ اسکے قتل کے بعد

بہت سے فتنے وفساد برپا ہونگے - اور حذیفہ بن الیمان جو حضرت سے صاحب سرار اور منافقوں کا علم تفصیل تھا یعنے منافقون کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی انکے حق مین اس علم کی گواہی دی ہے سو حذیفہ ہمیشہ حضرت عثمان کے قتل سے تحذیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انکا قتل فتنے کا موجب ہوگا لاکن انکے دفن مین جلدی ہوئی وہ فساد عظیم کا سبب تھا جو انکے قتل کے بعد مدینہ منورہ مین رونما ہوا انہی اوباشون اور بلوائیون نے سر بھی ورثا کے سپرد نہ کئے تھے اسلئے لوگ اپنے حال مین گرفتار تھے - آخر شب کے وقت جب اہل بلوا سو گئے حسب ایما حکیم بن حزام و مسور بن مخرمہ و جبیر بن مطعم و ابو جہم بن حذیفہ بدری ولیسار بن مکرم و عمرو بن عثمان نے جناب ذوالنورین کو شہیدون کے مانند انہین کے خون آلودہ کپڑون سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا - جبیر بن معطم نے انکے جنازے کی امامت کی - اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک جو امام مالک کا جد ہے - اور ملایک بھی آسمان کے عوض مین ان کے جنازے پر حاضر ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے

يَوْمَ يَمُوتُ عُثْمَانُ يُصَلِّي عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ راوی کہتا ہے کہ قُلْتُ أَيَا رَسُولَ اللهِ عُثْمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ عَامَّةً قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةً اور اس روایت کی موید ابن عساکر کی روایت ہے جو سہم بن حنیس سے لائی ہے وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتَّى يُصْبِحَ مُتَلَوِّثًا بِهِ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى غَرْبِيِّ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَاحْتَمَلْنَاهُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَحَمَلْنَاهُ فَغَشِينَا سَوَادٌ مِنْ خَلْفِنَا فَهَبْنَاهُمْ حَتَّى كِدْنَا نَتَفَرَّقُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِينَا لَا رُوِّعَ عَلَيْكُمْ ائْتُوا فَإِنَّا جِئْنَاهُ لِنُشَيِّعَهُ وَكَانَ ابْنُ حُنَيْسٍ يَقُولُ هُمُ الْمَلَائِكَةُ اور حضرت عثمان کی ہجو اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افترا اور بہتان ہے اب اہل سنت کی روایتین سنیے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ عَلَى بَرْذَوْنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُورٍ تَعَمَّمَ بِهَا وَبِيَدِهِ قَضِيبٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي إِلَى رُؤْيَاكَ بِلَا شَوْقٍ وَإِلَاكَ مُبَادِرًا فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَتَبَسَّمَ وَقَالَ إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

مطاعن حضرت عثمان

اصحیح ما فی الباب ملک ما مر بنا وقد عدنا الی الروایۃ فاناسبا د ولذلک ترکاہ حسین عمان اللہ الفقیہ

اور ابو مخنف جو ان کے نزدیک ماہر محدثین سے ہے اور نہ صحیح ہے کہ وہ ... تک کو معتبر مانتے ہیں کتاب

... من ابن ... اسی روایت کی ... سطر ... اور حضرت امام حسن کا حوالہ بھی مشہور اور صحیح الروایت

ہے اور ملکی ... عن ابیہ عن حسن بن علی قال ما کنت لا اقاتل بعد رویا رایتہما

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضعا یدہ علی العرش ورایت

ابا بکر واضعا یدہ علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورایت عمر واضعا

یدہ علی منکب ابی بکر ورایت عثمان واضعا یدہ علی منکب عمر ورایت ما دونہ

ففلت ما ہذا فقالوا ادم عثمان بطب اللہ بہ وروی ابن السمان عن قیس بن عباد

قال سمعت علیا یوم الجمل یقول اللہم انی ابرء الیک من دم عثمان ولقد طاش

عقلی یوم قتل عثمان وانکرت نفسی وجاؤنی للبیعۃ فقلت الا استحیی من اللہ

ابایع قوما قتلوا رجلا قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا استحیی من رجل تستحی

الملائکۃ وانی استحیی من اللہ ان ابایع وعثمان قتیل فی الارض لم یدفن بعد فانصرفوا

فلما دفن ورجع الناس یسئلون البیعۃ فقلت اللہم انی مشفق مما اقدم علیہ ثم جاءت

عزیمۃ فبایعت قال فقال امیر المومنین فکانما صدع قلبی وروی ہو ایضا عن محمد بن الحنیفۃ

ان علیا قال الجمل لعن اللہ قتلۃ عثمان فی السہل والجبل وعنہ ایضا ان علیا بلغہ ان عایشۃ

تلعن قتلۃ عثمان فرفع یدیہ حتی بلغ بہا وجہہ فقال انا العن قتلۃ عثمان لعنہم اللہ فی

السہل والجبل مرتین او ثلثا وروی ہو عن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن علیہم السلام قد ذکر

عندہ قتل عثمان فبکی حتی بل لحیتہ وعن جندب قال دخلت علی حذیفۃ فقال لی ما فعل

الرجل یعنی عثمان فقلت اراہم قاتلیہ فمہ قال ان قتلوہ کان فی الجنۃ وکانوا فی النار

اس کلام سے کہ خدا رکھوں میں اس پر پھر یہ اس کے بین معلوم ہو سکتا ہے

میہ اہلبیت کرام سے اقوال حضرت عثمان کے قتل اور قاتلوں کے ماسبق ہن ۔ اور شیعہ بھی مسلم
عقیدہ ہوی شیعہ کے پاس صادق الحدیث ہے کہ ان کی کتب مین موجود ہے ما حد تکہ
حذیفہ صحابی اور اگر تمام صحابہ و تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے معلوم ہوتے اور ان کے بعد ہی ہوئے
برادران کے قاتلون کے دوزخی ہونے پر جو گواہی دی اور یہہ مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہوتے ہر
ہم ذکر کرین کئی دفتر بسوط چاہئے ۔ اور ان روایات مشہورہ متعددہ سے ثابت ہوا کہ ہین روز تک
بلا دفن ان کی نعش پڑی رہنا محض دروغ و افترا ہے اور سب تواریخ مین اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ
اجماع مورخین سے ان کی شہادت جمعہ کے دن عصر کے بعد دیجہ کی اٹھارہین کو واقع ہوی اور
بلا شبہ انہون دفن بقیع مین شنبہ کی شب مین ہوا اور جب پیغمبر برحق و رسول الصدق کسی کے
حق مین بلا حصول دخول جنت کی قطعی بشارت دی ہو اور وہ حدیث ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچی ہو پھر شہادت
کی کیا حاجت رہی مناسب یہی ہے کہ ہم اسبات کو مختصر کرین ۔ وَبِمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ وَ
لِأُولِي بَصِيرَةٍ هِدَايَةٌ وَاللّٰهُ هُوَ الْهَادِي تعالیٰ ۔

jabir.abbas@yahoo.com

تیسری اور چوتھی جورو تک پہونچین

فصل ۱۲۲ الواحظت بازوجہ

سورۃ البقرا آیت ۲۲۳ — نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین

ترجمہ اردو مطابق ترجمۂ انگریزی مسٹر جارج سیل تمہاری جوروان ہین کھیتی اسلئی تم جاو اپنی کھیتی کو جسطرح سے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو تمہاری جانون کو اور ڈرو خدا سی اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کروگے اُس سے اور خوشخبری دو مسلمانون کو فقط اور دیکھا جاتا ہی کہ مسٹر جارج سیل نے ترجمہ انی شئتم کا جو اسطرح کیا ہی کہ جسطرح چہ چاہو سو اُسکی حاشیہ مین یہ بات لکھی ہی کہ جسطرح چاہوگے معنی یہ ہین کہ اپنی جورون کے پاس جاو کھڑے ہوکہ یا بیٹھ کر کہ اور آگے سی یا پیچھی سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سی ظاہر کہ مترجم مذکور نے انی شئتم کو بمعنی کیفما شئتم کے لیا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس معنی پر مترجم موصوف کو بخوبی تمام اطمینان ہی اور بروایت مسٹر جارج سیل زروی تفاسیر جلال الدین و یحیی زمخشری کی یہی معنی معلوم ہوتے ہین اور صاحب تفسیر بیضاوی نے بھی یہی معنی مراد لیا ہی مگر فرقہ شیعہ نے جو تمامتر تابع الفاظ ظاہری کا ہی یہ معنی مراد لیا ہی کہ انی ظرف مکانی ہی پس معنی یہ ہونگی کہ جہان پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھی سے اور اسی انی ظرف مکانی کے رو سے مسئلہ جواز وطی فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ جب عورت کی تشبیہ ساتھ کھیتی کے دیگئی تو کھیت مین کھیتی کیجائیگی نہ کہ گڑہا گوڑہی مین

اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہوگا —

زمین شور سنبل بر نیارد ؛ در و تخم عمل ضائع مگردان

اور اس سے یاد و گفتگو کرنی اس مسئلہ مین کچھ ضرور نہین ہی اسواسطی کہ صاحب جامع عباسی نسبت باقی نہ بیان کیا۔ دہم مین بدیل نسبت وہفت مکروہات جماع کو ستر ہوان مکروہ عبارت ذیل سی لکھا ہی ہفدہم ہم دخول کردن در پس زنان و مالک کہ نیز یکی از علمای سنیان است بہ بین رفتہ و بعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس روسی کوئی تکرار ساتھ شیعہ کے باقی نہین رہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ رای بعض مجتہدین شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہی سویہ رای اقرب الی الصواب ہی اور صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہی اور شک نہین ہی کہ خصوصًا انہین مسائل یعنے تقیہ اور لعن بر خلفای ثلثہ اور متعہ اور وطی فی الدبر نی مذہب شیعہ کو بہت بدنما کر دکھایا ہی

فصل ۲۳ باغ فدک

باب بست و ششم مجمع البحرین مین جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات نہایہ ابن اثیر اور صحیح بخاری و قسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید و شمائل ترمذی وغیرہ کی بصراحت تمام مندرج ہی کہ کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اس کتاب مین صرف ایک خلاصہ مختصر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نی دعوی باغ فدک کا از روے ہبہ کے کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن نی شہادت دی اور حضرت ابوبکر نے ایک نوشتہ واگذاشت کا لکھدیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی بوجہ شوہر ہونیکی مقبول نہین ہو اور گواہی ایک عورت کی کافی نہین ہی اور آخر وہ نوشتہ حضرت فاطمہ سے واپس ہو کر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے از روے غضب کے عہد کیا کہ پھر وہ حضرت ابوبکر سے بات نہین کرینگی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے تا حیات اپنی پھر کوئی بات حضرت ابوبکر سی نہین کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ وصیت کی کہ حضرت ابوبکر آنکی جنازہ پر نہ آوین چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت

بعد شش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسیقدر تہا جو کہ لکہا گیا اور اب اسیقدر امر قابل لحاظ کے ہی کہ اس دعوی مین کوئی شکل دو فریق کی نہین ہی کہ اُسمین حاجت گواہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعوی حضرت ابوبکر ایک خلیفۂ وقت کے پاس پیش ہوا کہ جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹہی تہی تو صرف اسیقدر امر کافی تہا یا نہین کہ حضرت ابوبکر بطور خود از روی تحقیقات سرزمین بقدر وجہی اپنے اس دعوی ھبہ کو تحقیق کرتے اور یہ امر بہی قابل لحاظ کے ہی کہ حضرت فاطمہ سے کوئی دعوی دروغ اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہو سکتی تہی یا نہین اور اسطرحکا سلوک جو عام لوگون سے ہوتا ہی ساتھ حضرت فاطمہ و حضرت علی کے بیجا تہا یا نہین اور الزام غضب دلانے حضرت فاطمہ کا اوپر حضرت ابوبکر کے عاید ہوتا ہی یا نہین — بات رہجائیگی اور وقت نکل جائیگا اور یہ کیا عجیب بات ہی کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سی محروم ہون مگر بزمان خلافت حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کسقدر زور ہوتا ہی کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتھ اولاد فاطمہ کے واگذاشت کیا اور معذرت مین بجز ابوبکر و عمر کے صرف یہ بات کہی جا سکتی ہی کہ ان لوگون نے خود کوئی تصرف نہین کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم و ازواج وغیرہ کے محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت مین بطرف اس باغ فدک کے التفات نہین کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہی کہ جب ایک بار شہادت اونکی نامقبول ہو چکی تہی تو کیا ہمت اُنکی پھر اوسطرف متوجہ ہو سکتی تہی بلکہ یہ التفات نہین کرنا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نا رضامندی و دل خستگی کی اُنکے ہے

فصل ۱۲۴ عقد ہم کا شتوم

باب پنجاہ و ہفتم مین کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کی

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا ہی بجز اسکے روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہی اور کچھ حاجت اعادہ کی نہیں ہی اور اصل یہ ہی کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا ہم پر اسقدر شاق و گران ہی کہ تمامتر تفصیل کا ہمکو تحمل نہیں ہی بہرحال خلاصہ عقد ام کلثوم کا اسقدر ہی کہ حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ کی بعمر شش سال کے تھین کہ خلیفہ دوم نے بحیلہ حدیث کل نسب و سبب صہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وصہری کے اُس دختر شش سالہ سی بایام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا نی کہ کل نسب و سبب و صہر کٹ جائیگا بروز قیامت مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا و صہر یعنی توسل ہمارا بذریعہ شادی ساتھ ہمارے کے اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی تھین بڑھا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی از روی شہوت کی نہین ہی بلکہ بر عایت اُس حدیث کی ہی اور جب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیر سن ہی تو یہ نبید و بست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس بھتیجے چچا اُس لڑکی کے باوصف موجود رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑہا دین اور اُس دختر شش سالہ کو خلیفہ دوم نی اپنی زانو پر بٹھا کر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ اپنی گھر جاکر کے کہے کہ وہ واسطی نکاح ساتھ حضرت عمر کے راضی ہی غرضکہ یہ دونون قصے باغ فدک و عقد کلثوم کے پُر از غم و الم ہین اور بقول اللہ یعلم ما فی الضمائر کے یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہی ہم نہین کہہ سکتی ہین کہ اصل نیت دلی حضرت عمر کے کیا تھی یعنی در اصل واسطی نجات اپنی بعقد نکاح ساتھ ام کلثوم کے چاہتی تھے یا بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہا تھا اور یہ استعمال لفظ ستم کا ہمنی اس وجہ سی کیا ہی کہ کیا حضرت عمر بہ نسبت اپنی اس بات کو پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑہی سی بولایت چچری بہای

انکی بیاہی جاتی پس تم اسی بات کو کہتی ہین کہ ایک دبات بہ نسبت ایک شخص غیر
کے روا رکھی کہ جو بہ نسبت اپنی پسند نہین کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق
کا ہی کہ ایک آئینہ ہی تمام اخلاق نیک بد کا اور ظاہر ایہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا درحقیقت
ایک بدلا ہی اس بات کا کہ جو حضرت حفصہ بیٹی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی ہوئین تہین
اور یہ ارادہ بخوبی تمام بدلا اس بات کا بھی ہی کہ حضرت عمر رضی درخواست اپنی شادی
کی ساتھ حضرت فاطمہ رض کے کی تہی اور اسی امر مین حضرت علی ترجیح پاکر کے انکی مقابلہ مین
حضرت عمر نے شکست کھائی تہی سو اسکی عوض مین اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ
کی بیٹی کے زوجہ بنانی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک امر کہ فی الواقع کسی طرح پر شادی حضرت
عمر کی ساتھ بیچاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہین سو تمامتر تصفیہ اس امر کا دشوار معلوم
ہوتا ہی اسواسطی کہ تاریخ انجمیں عربی مین ہی کہ شادی حضرت عمر کی ساتھ حضرت ام کلثوم
کے ہوئی اور یہ کہ زید پسر و زینب دختر دو اولاد بہی ہوئی جو کہ یہ دونون ایک ہی روز
مین مر گئے۔ اور جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب مجمع البحرین سے
جو ہمنی زبانی پوچھا کہ انکی رای مین شادی حضرت عمر کی ساتھ ام کلثوم کے حقیقت مین ہوئی
یا نہین تو مولوی صاحب نے ہمکو جواب یہ دیا کہ انکی رای مین شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم سے
وصال نہین ہوا اور صاحب سائلہ الہامیہ کی رای یہ ہی کہ درحقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا
ساتھ حضرت ام کلثوم دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہین ہوا تہا بلکہ بات یہ ہی کہ حضرت علی
کے پاس دو بیٹیان تہین ایک ام کلثوم دختر حقیقی انکی از بطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام
کے اور دوسری ام کلثوم دختر حقیقی حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیبہ حضرت علی کی بطن سے
اسما بنت عمیس کے کہ جو اسما بعد انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تہی اور
اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتھ اپنی حضرت علی کے گہر مین لائے تہے سو درخواست شادی

حضرت عمر کی در اصل ساتھ اُس ام کلثوم دختر ابوبکر کے ہوئی تھی اور صاحب سبائل الہامیہ
نی منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہی کہ ہرگاہ حضرت عمر کا استدعا
شادی کرنا بعمر شصت سال کے حسب تصریح کتب سُنیہ کے تہا تو بیشک یہ استدعا
سنہ ۲۰ ہجری مین ہوی کہ حضرت عمر نے بعمر شصت و سہ سالگی کے سنہ ۲۳ ہجری مین انتقال کیا تہا
اور انتقال حضرت فاطمہ رض کا سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا تہا پس ضرور ہی کہ ست بتیس ہجری مین
بوقت استدعای نکاح حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا دس گیارہ برس کا ہوگا
کہ حمل محسن کا جو ساقط ہوا تہا سو حضرت ام کلثوم اُس سے پیشتر پیدا ہوئی تہین اور
کتب سُنیہ مین ہی کہ بوقت استدعای حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا بقدر شش
سال کے تہا پس صاف ظاہر کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے استدعا خلیفہ دوم نے کی تہی وہ دوسری
ام کلثوم بنت ربیبہ حضرت علی کی مادر دختر حقیقی حضرت ابوبکر کی تہی اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین
کہ جب انتقال حضرت فاطمہ کا سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا اور انتقال خلیفہ دوم کا سنہ ۲۳ ہجری مین ہوا
تو اتنی زمانہ قلیل مین متولد ہونا ایک پسر زید اور ایک دختر زینب کا ام کلثوم دختر
حضرت علی سے کیا معنی رکہتا ہی الغرض ای ہماری اس بات پر وار پڑتی ہی کہ ہرگز شادی
خلیفہ دوم کی ساتھ ام کلثوم دختر از بطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے نہین ہوئی تہی

فصل ۱۲۵ شرائط امامت و وجوب توات

امامت نماز سے غرض یہ ہی کہ نماز جماعت سی ہو فی الجماعۃ رحمۃ یعنی جماعت
مین رحمت ہی اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہی کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص
مین جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہین تو اُس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہوتی
ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی
ہی اور ایک دوسرے کا حال دریافت کرکے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

وبدتعلیم اطفال وبیماری وغیرہ کی دی سکتا ہی اور ایک بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس ذریعہ سی غریب واسیر وجاہل وعالم ودیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ مین باسانی تمام جمع ہو جاتے ہین اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض ومعروض کا ملتا ہی اور کچھ غرور وتفاخر بھی اہل غرور وتفاخر کا اور نفرت امراء علما وغیرہ کی اشخاص فقیر وغیر سی اُنکی کچھ کم ہو جاتی ہی کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ مین جمع ہوتے ہین کہ جہان سب لوگ ایک طور پر حاضر ہوے ہین اور سب لوگون کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور خداوند عالم کے ہی اور اس واج عام جمعہ وجماعت سی آبادی مسجد کی ہوتی ہی مگر مذہب شیعہ مین اسقدر شرائط امامہ کے کثرت سی ہین کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہین کر سکتا ہی جبتک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد صاحب کے حاصل نہو اور ایک آدمی گو بذات خود ہزار درجہ لائق وپرہیزگار ہو مگر بغیر اُس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع مین نہین کر سکتا ہی سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ کہ جنکو پٹہ امامت کا ملا ہی بہت کم ہین اور سوای مساجد امرای شیعہ کے اور کسے دوسری جگہ مین کمتر دیکھے جاتے ہین اور اسی وجہ سی مسجدین امرای شیعہ کی حسب دلخواہ آباد نہین ہین اور اس امر امامت نماز مین مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر معلوم ہوتا ہی کہ جہان پر موقع ادای نماز بجماعت کا ہو تو اسیقدر بس ہی کہ ان اشخاص حاضرین مین سے جو شخص باعتبار تقوی وعلم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص نماز پڑہاوی سو اس وجہ سی مسجد سنیون کی اور خصوصا مسجد وہابیون کی خوب آباد رہتی ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ سید رہتی ہوی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا نامناسب ہے اور جاننا قرات کا عقلا بہت ضرور ہی تاکہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحت سے ادا ہون مگر یہ وجوب اس سختی سے نا زیبا معلوم ہوتا ہی کہ بغیر صحت قرات کی اصل نماز

دا ہمیشہ نماز نفل نماز پڑھتے حالانکہ حضرت بلال بجای اشہد کے اسہد پڑھتے تھے اور
وہی اسہد انکا پسندیدہ تر تھا ۔

فصل ۱۲۶ اجتہاد و مجتہد

ہرگاہ قران و حدیث و تفاسیر اور کتب فقہ و اصول کے موجود ہین تو تخصیص نامزد
کرنے ایک شخص کے بلقب مجتہد کے کس سطلب سے ہی اور اگر کوئی رای مجتہد کی کسی
شخص عالم غیر مجتہد کی نظر مین برسر خطا معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدین
اپنی اس رای پر برسر خطا کا پابند ہو اور کیا معنے ہین اس قول کے کہ مات المجتہد
مات الفتوی یعنی مر مجتہد تو مر گیا فتوی اسکا حالانکہ مرجانا مجتہد کا عقلاً کوئی چیز
نہین مرجانے سے فتوی کی نہیں ہوتا سوا اسکے یہ بات بخوبی تمام ممکن ہی کہ ایک رای مجتہد
مردہ کی صائب تر ہو رای سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہوگا جب اختلاف درمیان چند
مجتہدان زندہ مقامات لکھنؤ کربلا وغیرہ کے ہان درجہ مجتہدان لکھنو وغیرہ کا صرف
بدرجہ مجتہد ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کے سمجھا جاے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطی
اگر شخص حنفی ہو کر کے کسی مسئلہ کو حسب رای امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہی
اور کچھ حکومت ابو حنیفہ کو نہین پہونچتی ہی مگر ہم سنتی ہین کہ حکومت مجتہدان زندہ کی
حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہی سو اس بات کی بھی کوی وجہ
ہمارے خیال مین نہین آتی ہی

فصل ۱۲۷ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچھ ذکر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا بھی ضرور معلوم ہوتا ہی
سو از روی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبد الرحیم ساکن حیدر آباد دکھن کے
معلوم ہوتا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہین

اور بلقب غوث اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی کی مشہور ہین

رباعی

آن شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است
از سوی پدر تا بحسن سلسلہ اوست

در اصل سیادت چہ صحیح النسبین است
از جانب ما در دُر دریای حسین است

اور اس امامات دستگیر یہین نسب نامہ انکا حسب ذیل ہی شیخ عبد القادر جیلانی[1] پسر سید[2] نور الدین ابو صالح[3] ابن ابو عبد اللہ[4] عبد الکریم[5] ابن یحیی الزاہد ابن محمد[6] ابن داؤد[7] ابن موسی[8] ابن عبد اللہ ابن موسی الجون[9] ابن عبد اللہ محض ابن حسن[11] مثنی ابن حسن[12] سبطی ابن علی مرتضی[13] خر ضکہ اس وسی درمیان پیر دستگیر حضرت مولی مشکلکشا علیہ السلام کی واسطہ گیارہ پشت کا ہے

قطعہ ولادت و تعداد عمر و سال وصال

محی الدین کہ انوار جمالش
تولد عاشق و کامل سنینش

خ عرش و کرسی از سہ تا بہ ماہی است
وصالش دان ز معشوق الٰہی است

۵۶۲

اور ہمکو معلوم ہی کہ سادات قصبہ مجھر ضلع گیا کی اولاد سی انہین سید عبد القادر جیلانی کے ہین۔ اور نفحات الانس مین تصنیف ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بہی حال نسب حسنی الحسینی ہونیکا حضرت پیر دستگیر کے ساتھ تصریح انواع کرامات و خرق عادات کی مندرج ہین اور ہمکو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ وجیہ شیخ وقت ہونیکے مشتہر ہوئے ہین اور کیا وجہ ہی کہ شیعون کو کچھ سوا اس بزرگ سی ہی مگر افواہا سنا گیا ہی کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جدہ کا یعنی کہ حسین مارگئی ساتھ تلوار اپنی دادا یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج ہی مگر یہ بات بہی سنی جاتی ہی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین درحقیقت تصنیف اس بزرگ

کی نہین ہی اور ہمہنی کسی کتاب مین نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ کے
نہین دیکھا ہی اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین مین ہو
تو ہم بھی حکم لگا دینگی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہو گے
اسواسطی کہ سید ہو کے ایسا فقرہ انکی منہ سی کیونکر نکل سکتا ہی کہ اس فقرہ سے تو
خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہی یعنی امام حسین علیہ السلام جو یزید کی وجہ سے
مارگئی سو یہ امر کہنا کہ اپنی دادا کی تلوار سی مارگئی تو صاف مطلب اُسکا یہ ہوا کہ جیسا
دادا نی کیا تہا سو اسکا بدلا پایا۔ اور ہم سنتی ہین کہ غنیۃ الطالبین مین شاید یہ ذکر
بھی ہی کہ بروز عاشورہ محرم کے بجای غم کرنیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہئی
سو یہ فقرہ بھی ایک عجیب فقرہ ہی اور اتفاق کی بات یہ ہی کہ ہمہنی اُس کتاب غنیۃ الطالبین کو
ابتک نہین دیکھا ہی اور اسیواسطی ہم کچھ لاو نعم نہین کہہ سکتی ہین اور شاید علاوہ مراتب
مذکورہ بالا کے اور بھی کچھ وجوہات سو رکی شیعون کو ہون کہ جس سے ہمکو اطلاع نہین ہی
اور شعر مفصلہ ذیل سے بھی شیعون کا سو رسا تھ اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہی شعر

دشمن ہین نہ کبھی حضرت شبیر کی سو جی گیارہوین سو جی تو بڑی پیر کی سو جی

فصل ۲۸ از زیارت کربلا وغیرہ

بہت سنی صاحبان موسم حج مین حج حرمین کو جاتے ہین مگر زیارت کربلای معلی و نجف اشرف
وغیرہ سے محروم رہتے ہین اور شاید قول انکا یہ ہی کہ سولہا فرسخ یعنی تین منزل سے
زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا از روی حدیث کے منع ہی مگر یہ عذر محض نا کافی ہی
اسواسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجمیر و پاک پٹن وغیرہ بھی تین منزل سی بڑہکر کے
ہین پس یہ سنی لوگ اُن مقامات اجمیر وغیرہ کو کیونکر جاتے ہین اور حدیث مین جو
تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہوگا سو مجرد نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہین ہی اسواسطے کہ طرق روایت کو دیکھنا چاہئی کہ متواتر یا حسن یا
غریب منقطع یا مرسل ہی اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہی اور ہم یہ پوچھتے ہین
کہ آیا کربلا جاکر کے موقع ظلم شامیان شامتیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کربلا کو
ملاحظہ و غور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال مین خلاف مرضی جناب حضرت
نبوی کے ہوسکتا ہی اور کیا یہ بات ممکن نہین ہی کہ جسطرح کہ بمبئی و عدن وغیرہ ہوکر کے
حج حرمین کو لوگ جاتی ہین سو اسیطرح کربلا وغیرہ بھی ہوکر کے مکہ کو جائین تو اس
حال مین وہ عذر بالای تین منزل زیارت قبور کا بھی طی ہوجاتا ہی اور ہمارا اعتقاد
تو یہ ہی کہ زیارت کربلا و نجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوٰۃ کے اصل
حج کرنے سے اول و مقدم کرنا چاہئی اور اصل یہ ہی کہ یہ نہین جانا سنیان کا زیارات
کربلا وغیرہ کو بوجہ غفلت و بی اعتنائی نسبت اہل بیت و عترت نبیؐ کی ہی اور کیا معنی
اسکے ہین کہ بعد حج کے سود لینا جائز ہو مگر زیارات کربلا وغیرہ کی جائز نہین سمجھی جاوے
اور اگر یہ عذر ہو کہ کربلا معلی و نجف اشرف وغیرہ مین شیعہ لوگ بستی ہین سو یہ عذر بھی
فضول ہی اسواسطے کہ بسیاری شہر مقابل امام ہشتم کے باقی تمام مزارات دس امام کے
اندر حکمداری بادشاہ روم کے ہین اور کسیطرح پر وہان تبرا نہین ہوسکتا ہے

فصل ۱۲ مرثیہ خوانی و تعزیہ داری

مرثیہ عبارت ہی نقل حالات مصائب سید الشہدا خامس آل عبا امام حسین کربلا علیہ السلام
سی کہ ان حالات کو یاد کرکے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر رونا عین ایمان ہی اور اتنی برے
مصائب کا ذکر محو و سہو کرنا ویسا ہی ہی کہ جیسے فرضاً عیسائی لوگ ذکر مصائب حضرت
مسیحؑ و بدسلوکیہای یہود ان کو متروک کرین اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرثیہ
انتقال حضرت رسول کے مروی ہین پس مرثیہ خوانی سے بھاگنا دلیل اس بات کی ہی کہ

آن پر ہنسکر نہ وا ئیں ۔ نہ ارد نہین یہ ۔ مصائب کربلا کچھ وزن نہین کہتی ہین یا یہ کہ معاویہ و یزید
اور انکی توابع کی یہ ۔ کیان سوءنتی خلاف مصلحت مذہب سنی کی ہو کہ مرثیہ خوانی سنی سے
شیعون کا سا تعصب ۔ الزم آتا ہو اور فعل شیعون کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید اونکی
نہ ہونی ۔ است ۔ ۔ حدیث مین سنی صاحبون کے عرض یہ ہو کہ یہ واقعہ کربلا کا ایک
ایسا ۔ ک در بیان تشیع و سنی کا ہو کہ شہید کربلا نواسہ رسولخدا کے آخر مقبول فریقین
ہین اور اس سید مظلوم فی معاویہ سی کچھ مخالفت بہی نہین کی ہو پس اُنکی حالات سنی
مین کیا پیچ و تاب کہانی کی ضرورت ہو اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ مین مضامین لغو اکثر
مندرج رہتی ہین سو اسقدر احتیاط بس ہو کہ صرف مرثیہ ہای مضامین راست کو سنین
اور دیکہی کہ جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب ساکن پہولواری ایک سنی مذہب کے
آدمی ہین مگر کس تپاک و جوش سی کتاب عمدۃ المجالس حالات کربلا کی لکہی ہو اور البتہ یہ
کتاب بس قابل ہو کہ عموماً عشرۂ محرم مین پڑہی جای اور اس جگہ پہ ایک رباعی اس

کتاب کی تہمینا و تبرا کا نقل ہوتی ہو رباعی

مسلم ہو وہی جو ہو فدا ئی شبیر		جان اپنی کرے نذر برا ئی شبیر
مسلم کی پیروی کرینگے مسلم		کافر ہو جسی نہین ولا ئے شبیر

اور تعزیہ داری کا حال یہ ہو کہ تعزیہ یعنی نقل روضہ مبارک اور دیگر سامانہای وجہ
کی ہم کچھ تائید نہین کر سکتی ہین کہ البتہ کچھ بنیاد ان سب رسومات کی شرع مین نہین ہو
اور اگر کوئی شخص بجوش محبت یہ سب کام کرے تو اُسپر کچھ سرزنش بہی ہم نہین

کر سکتی ہین ۔ حافظ

سخن درست بگویم نمی توانم دید		کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم
گدای میکدہ ام لیک وقت مستی بین		کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

چو غنچہ بالب خندان بیا و مجلس شاہ
نہ قافیہ نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ

پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
مرا چہ کار کہ منع شراب خوارہ کنم

فصل ۱۳۱ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہو کہ رمضان نہی کشد تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہو کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز بیچ یہ ہو کہ دن بھر روزہ رکھ کر کے تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہین ہو مگر یہ التزام مالا یلزم کرنا حضرت عمرؓ کا بہت قابل پسند ہو کہ اس سے رواج لثرت حفاظ قران کا ستیون مین ہو گیا اور تاریخ واقدی سے معلوم ہوتا ہو کہ جنگ ملک شام مین مجاہدین شب دن کو روزہ رکھے ہوی جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بہر نماز و تلاوت قران مین مصروف تہی سبحان اللہ کیا باہمت یہ لوگ تہی

فصل ۱۳۲ کلمہ توحید

ہماری نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور جب حدیث مین بنسبت حضرت علی کے ہو ولی کل مؤمن ہی اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہی تو اس بات کی کہنی مین ہمکو کیا عذر ہی شعر ہمارے سنی شیعہ ملا جانین ہم سانچ بات بتاوینگی ۔ گوری آٹھکی بن پوچھی علی علی دوہراوینگے

فصل ۱۳۲ بعض مسائل متفرقہ کہ جسمین سنی و شیعہ مختلف ہین

اول مسئلہ روزہ افطار کرنیکا ہی کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہین اور سنی لوگ بمجرد غروب آفتاب بلا شمول در آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہین اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹون کا ہی اور دونون فریق کے

پاس اصل آیت قرانی وہی ایک آیت ہی اتموا الصیام الی اللیل کے یعنی روزہ تمام کرو
رات تک اور اس ترجمہ مین بھی کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ بحث صرف اسقدر ہی کہ اصول
سنیان کا یہ ہی کہ اگر غائت جنس ماقبل یعنی مغیا سی نہ ہو تو ما بعد حرف غائت کا ماقبل سے
خارج سمجھا جاتا ہی اور چونکہ رات جنس روز سی نہین ہی اسواسطی روزہ سی رات
خارج ہی اور اصل بات اسقدر ہی کہ روزہ مین اصل نام ہی دن بھر کے فاقہ رہنی کا
مگر شیعون نے جو کہ شمول کچھ رات کا ذکر لیا تو اسمین کیا مضائقہ شرعی ہی بلکہ یہ فعل
ایک احتیاط کا ہی مسئلہ دوم مرافق دہونیکا ہی کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کہنی چھوڑ کر کے
دھونمین ہاتھ دہوتے ہین اور سنی لوگ مرافق دہو لیتی ہین اور یہ اختلاف بھی فضول
ورائگان ہی کہ اس مسئلہ مین فریقین خلاف مسئلہ روز کی تعمیل کرتے ہین حالانکہ آیت
اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم
الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین یعنی جب ارادہ نماز پڑہنی کا
کرو تو دہوؤ تم لوگ منھون کو اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو
اور اپنی پانوون کو پھلیون تک اور یہ ترجمہ موافق شیعون کے ہی اور ترجمہ سنیون کا اسطرح پر
ہی کہ دہوؤ تم اپنی منھون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرون کو
اور دہوؤ تم اپنی پانوون کو پھلیون تک سو یہ ترجمہ سنیون کا محض بی سیاق ہی اسواسطی
کہ جب منھ اور ہاتھ دہونے کے بعد حکم مسح کا سر کی شروع ہوا تو بی شبہہ سیاق عبارت کا

Presented by: Rana Jabir Abbas
Jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

یہ چاہتا ہی کہ پانوون کا حکم معطف ہی اوپر مسح سر کے اور لطف یہ ہی کہ سنیان ارجلکم
کے لام کو کسرہ بھی دیتی ہین مگر تاویل یہ ہی کہ یہ کسرہ از قسم جر جوار کے ہی اور قرات
سنیان مین ارجلکم کا لام مفتوح بھی پڑہا جاتا ہی تو اس حالت مین بھی کلام فی سیاق
رہتا ہی واسواسطی کہ اگر پانون دہونا منظور تہا تو یہ عبارت کیون نہ ہوتی فاغسلوا
وجوھکم وایدیکم الی المرافق وارجلکم الی الکعبین واسبغوا ہر ذکر یعنی دھوؤ منھ کو
اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور اپنی پانؤن کو پہلیون تک اور مسح کرو اپنی سر کو
اور البتہ یہ عذر سنیون کا مقبول ہو سکتا ہی کہ وحدیث مین دہونا پانون کا ابتدای زمان
اسلام سی حرمین مین ایک طرح پر جاری ہی سو بجواب اسکی شیعہ لوگ بھی کہہ سکتی ہین
کہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ سی منقول ہی بہرحال ایک
شیعی معزز کی یہ وضع ہمکو بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانون دہو کر کے وضو کرتے تھے
اور آخر وضو مین مسح پا کرتے تھے مسئلہ چہارم نجاست مردہ کہ شیعون کی نزدیک
مردہ نجس ہی اور چھونا اسکا محض ناجائز ہی اور یہی منشار ایجاد مردہ شوؤنکا ہی اور ہمکو
معلوم ہوتا ہی کہ جب روح نے بدن سی مفارقت کی تو اصل جسم خاکی بلا روح کو ہم کہا تک
پاک کہہ سکتی ہین مگر شک نہین ہی کہ اسقدر سختی شیعون کی کچھ نازیبا معلوم ہوتی ہی اور
ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہم اپنی ہاتھ سی دہونا ایک مردہ قوم رذیل کا بھی ایک خدمت
باسعادت اپنی سمجھتی ہین کہ انجام کار اپنا معلوم نہین ہی۔ مسئلہ پنجم حرمت خرگوش
کا سو جب خرگوش کو شیعہ لوگ حرام جانتی ہین اور سنی لوگ حلال جانتی ہین تو اس
اختلاف حلال و حرام مین احتیاط اس بات کو مقتضی ہی کہ جانب حرمت کی اختیار کیجاے
اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کم ہی کہ خرگوش کو بالضرور حلال بناوین خصوص اس حال
مین کہ طرز منھ اور لر لرا گوشت ہونا اسکا ایسا ہی کہ اسکو مشابہت ساتھ بلی وغیرہ

کی بہت ہی اور ہم نہین سمجھتی ہین کہ کیونکر گوشت خرگوش کا کہایا جاتا ہوگا مسئلہ
ششم علم فرائض مین مسئلہ عصبہ کا ایک خاص ایجاد سنیون کی ہی کہ جسکا نتیجہ
یہ ہی کہ اگر ایک سنّی ایک دختر اور ایک برادر زادہ چہوڑکر مرجاوی تو آدہا بیٹی کو اور آدہا
برادر زادہ کو پہونچیگا اور کچھ وجود وراثت عصبہ کا نہ اسی پیدا نہین ہی مگر شک نہین ہی
کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دور اندیشی سی نکالا گیا ہی کہ اگر حضرت رسولخدا کی وراثت حضرت
فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فدک کی پہونچی تو اسمین نصف حق حصبہ ابن عباس وغیرہ
بنی اعمام کا تہا یعنی دعوی کل باغ فدک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہین ہوسکتا ہی اور ہم
کیا بیان کرین کہ اس مسئلہ عصوبت نی کسقدر پریشانی ڈال رکھی ہی کہ بھتیجا آدہا حق
عصوبت کا لیکر کے اُس ایک بیٹی صلبی شخص متوفی کو کس کس طرح سے دبایا چاہتا ہے
اور اگر وہ بیٹی بیوہ اور لاولد ہوئی تو اس بھتیجے کو گویا تمام ہنود کہ بے تکلف خود زندگی مین
اُس دختر کے ہاتھ لگ جاتا ہی اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ
مین فریقین مختلف ہین کہ حد و احصا اُسکا حیثیت اس کتاب سی باہر ہی اور یہین نظر صرف
اوپر ذکر چند مسائل مذکورۂ بالا کے اکتفا کیا گیا اور یہ قول شیعون کا کثیر الوقوع ہی کہ الحق
دائر بین الاربع یعنی حق دائر ہی درمیان ائمہ اربعہ سنیان کے سو اکثر مسئلہ شیعہ
لوگون کا ایسا ہی کہ کسی نہ کسی امام ابوحنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے

فصل ۱۳۳ صلوٰۃ و سلام بر علی علیہ السلام

ہمارے نزدیک بقول صلوا علیہ و آلہ کی سلام و درود بھیجنا حضرت علی و تمام دوازدہ
امام پر واجب لازم ہی اور کچھ عذر سنیان کا قابل سماعت نہین ہی

گر ہمک لحمی یہ حدیث نبوی ہے — بے صل علی نام علی بے ادبی ہے

فصل ۱۳۴ چند امورات متعلق خاتمہ کتاب

اول یہ کہ ذکر چند قولون کا کتاب تذکرۃ الاولیای فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب
ذیل نقل کیا جانا مناسب اس جگہ پر معلوم ہوتا ہی۔ اول اس کتاب کا باب اول ذکر
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخابا اسطرح پر ہی۔ آن سلطان ماست مصطفے
ان برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوۂ دل اولیا جگر گوشہ سید انبیا
ان ناقد علی آن وارث نبیؐ ان عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود
و سخن طریقت بیشتر او گفتہ است و روایت بیشتر از و آمدہ است کلمہ چند از آن او بیاورم
کہ ایشان ہمہ یکی اند نہ بینی کہ قومی مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند یعنی یکے
دوازدہ است و دوازدہ یکی و در جملہ علوم و اشارات بی تکلف بہ کمال بود و قدوہ جملہ
مشائخ بود و اعتماد ہمہ بر وی بود و مقتدای مطلق بود و ہم آنہیان را شیخ بود و ہم محمد باقر را
امام و ہم اہل فوق ابشیر و بود و ہم اہل عشق ابشیوا ہم عبادرا مقدم بود و ہم زہاد را مکرم
ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی اللہ
عنہ بسیار سخن نقل کردہ است۔ عرض راقم حروف۔ سنی صاحبان ملاحظہ کرین
کہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود دوازدہ امام و اہلبیت سے ساتھ کس جوش و پتاک کے
اقرار ہی اور شاہ عبد الحق صاحب وغیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا رائگان ہی۔ دوم
عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان را خیال بندد کہ اہلسنت و جماعت را با اہلبیت چیزے
در راہ است۔ راقم حروف۔ اہلسنت مین اکثر ایسی لوگ بہی ہین کہ انکو ساتھ
اہلبیت کی کچھ خلش نہین ہی۔ سوم در خیال باطل ماندہ است آن کہ بمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم ایمان دارد و بفرزندان او ندارد۔ راقم حروف۔ ہمکو نہایت عجب ہی اس بات پہ
کہ پیغمبر خدا کو قبول کر کے قران و عترت حدیث الثقلین سے علیحدہ و فرق رہنا کیا معنی
رکھتا ہی اور یہ کیا ایمان ہی [illegible]

پنجم ۔ بیعت کردند واو ۔ تجویز کردہ اند ۔ راقم حروف ۔ امام شافعی پر بھی یہ توقوف
نہیں ہوا ۔ امام احمد بن حنبل و غیرہ کی عبارت محبت اہلبیت کی انواع عقوبت سے بہت لوگوں کو
جانکنی ہوا ۔ اور ایسی و ۔ ۔ ۔ ۔ ہر مگر بقول لارڈ بیکن کے کہ رگ وہی ہے مگر خون وہ
نہیں ہوا ۔ یہ اثر سلطنت انگریزی کا ہے کہ ہر شخص اپنی زبان دبی سکتا ہے تا اینکہ اگر
ایک شخص لاذہب خود خدا و حضرت مسیح روح خدا کو بھی برا بھلا لکھے تو اس سے کچھ تعرض حکام
کو نہیں ہے بلکہ یہ ایک حق عام دیا گیا ہے کہ جو شخص چاہے سو تردید قول اس دہریہ کی کرے
پنجم انصاف آنست کہ چون بادشاہ دنیا و آخرت محمد را میدانی و ۔ ۔ ۔ ای اورا بجای خود
باید شناخت و صحابہ را بجای خود باید دانست و فرزندان اورا ہمچنین ناسعی پاک باشی ۔

راقم حروف ۔ عجب و زرا ہین کہ سلطنت سی خود وصی و ابن عم و داماد بادشاہ کو خارج
کر دیا مگر کیا کیجئے کہ اس وصی و جانشین برحق نے اس سلطنت و زرا کو بمجبوری قبول
کر کے جائز رکھا ۔ ۔ ۔

خلافت کو نہیں گر مان لیتی ۔ تو کیا کرتی	کہ انکا ظلم سنی کو بنا سارا گھرانا ہے
اسی قبیح سے تو ہم بھی مان لیتی ہیں خلافت کو	ہوا اسلام شائع واقعہ اس سی اک زمانہ ہے

ششم ابو حنیفہ را سوال کردند از پیوستگان پیغمبر کہ کدام فاضلتر است گفت از
پیران صدیق و فاروق و از جوانان عثمان و علی و از زنان عائشہ و از دختران فاطمہ ۔
راقم حروف ۔ یہ قول ابو حنیفہ کا محض خبط و لغو ہے اسواسطی کہ حضرت عثمان کو بدیل
جوانان کے شامل حضرت علی کے کر دینا کچھ معنی نہیں رکھتا ہے اسواسطی کہ حضرت
عثمان باعتبار سن کے تو حضرت عمر سے بھی بڑی تھے اور بذکر زنان کے ذکر حضرت عائشہ کا
بی معنی ہے اسواسطی کہ آسیہ زوجہ فرعون و مریم مادر مسیح و خدیجہ زوجہ اولی اور فاطمہ
دختر چار عورتوں کو سیدۃ النسا کا لقب دیا گیا ہے اور اسمیں کچھ ذکر حضرت عائشہ کا

نہین ہو۔ دوم یہ کہ سبب تالیف اس کتاب حدتحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ ہفانیون مین
دونون مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتے ہین اور آپسمین شادی بیاہ
بہی جاری ہو اور محبت و تعظیم اہلبیت و دوازدہ امام مین فریقین ہمداستان ہین اتنیکہ
مولانا احمدی صاحب مرحوم پہلواری محشی میرزاہد جلال وغیرہ کے خود اپنی سر پر
گھڑا شربت کا لیکر کے عشرۂ محرم مین امام باڑہ تک لاتے تھے اور آنکی مرثیہ کا ایک شعر
مفصلہ ذیل ہو کہ جو ایک آیت قرآنی کو نظم کیا ہو ثم اقررتم وانتم تشہدون
ثم انتم ہؤلاء تقتلون یعنی تس پیچھے تم لوگون نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو
تب پہر تم لوگ انہین لوگون کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابوالحسن صاحب فرد
سجادہ نشین پہلواری کی ایک مرثیہ بہی انکی کتاب کلیات فرد مین موجود ہو اور شعر
مفصلہ ذیل بہی آنکا ہے

یا علی کیست کہ او بندہ احسان تو نیست		بندۂ نیست کہ اندر خط فرمان تو نیست

اور جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب پہلواری مصنف کتاب عمدۃ المجالس واقعات
کربلا کی بفضلہ تعالی اسوقت تک اسی اعتقاد قدیم پر حی و قائم ہین مگر بالفعل گل دیگر
شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزور خیالی علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال
کرکے توہین و تنقیص شان علی مین اہتمام تام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب
مولوی سید نور الحسن خانصاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ
تازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

الٰہی این چہ غوغا صبح و شام ہست		سواد پٹنہ گویا ارض شام است
یکی را در بیان فضل شیخین ❊ ہ		بتوہین علی صد اہتمام است
معاذ اللہ ازین بے راہ رفتن		علی مرتضے آخر امام است

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ بحث تفضیل الشیخین من کل الوجوہ و من بعض الوجوہ کی شروع
ہوگئی اور فضل صمدی و مصابیح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب
سید نجم الدین صاحب قبلہ جاری ہوئے۔ گ۔ چاری و از طرف فریق ثانی انکی تحریر پاسی اور ایک کتاب
برسی شور و شر و رسی باسم اسوۂ حسنہ کی مخالفت علی میں مرتب ہوئی اور بدست مخالفان
علی کے دست بدست پہونچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوہ حسنہ تمام احادیث
سنی مجموعہ ہی اور لوگونکی اعتقاد میں بہت فساد شروع ہوا تو ہمکو ضرور معلوم ہوا کہ
اصل تحقیق مذہب سنی کی خود قران و حدیث و تواریخ سی کیجای اور احادیث
موضوعہ و غیر موضوعہ کا فرق دکھلایا جای اور ہمنی اس کتاب اسوہ حسنہ وغیرہ کو
ابتک قصداً نہین دیکھا ہی تاکہ اس ہماری تحریر مین غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہو اور
ہماری تحقیق مین تفضیل الشیخین ایک جعلی و بی بنیاد بات ہی کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے
کچھ مقابلہ نہین ہی کہ حدیث مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہی اور ہم کیا بیان کرین
کہ اس فساد عقیدہ سی کیا کیا آفات و بلی برکتی پٹنہ و قصبہ پھولواری کو خوار و خارستان
کر رہی ہی خدا کرے کہ وہان کے لوگ بدستور سابق راہ راست پر آجائین مصرعہ
بہار آی الٰہی چمن پری ہو جای۔ سوم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگرچہ مخالف سنیان
معاویہ شاہی کے ہی تو اسی طرح کچھ مخالف شیعہ کے بھی ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ یہ
سنیان اس کتاب سی بنظر جنگ حد کے تمامتر فرار کرتے ہین اور شیعہ لوگ بفحوای
خذ ما صفا ودع ما کدر کے بڑی رغبت سی اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہین
اور ہمکو امید ہی کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہمکو انسی اختلاف ہوا ہی تردید ہمارے
راے کی لکھینگے مگر سنیان معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہین ہوتی ہے
اسواسطی کہ سنیون کو عموماً کتاب پڑہنے سے نفرت ہی اور ایکبارگی جاہل لٹھ

ہوگئی ہین **چہارم** یہ کہ اگر مباحث مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فرض کرین تو یقینا اسمین سے معلومات ہماری دس حصہ تک بہی نہین ہونگی اور اسمین سے ایک حصہ بہی ہم لکھ نہین سکی اور ہمنے صرف بقدر ضرورت پر اکتفا کیا کہ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است **پنجم** یہ کہ مذہب و مسلک طریقہ صوفیہ صافیہ کا بہت پاک صاف ہی کہ یہ لوگ یاد الٰہی و محبت رسول و خاندان رسول مین مصروف ہین اور تمام جھگڑا و فساد کو متکلمین پر چھوڑ دیا جای **حافظ**

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو ❊ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا

ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہین

مادہ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۱ حد تحقیق بمشرب بستی ۹۴ ۱۲ھ	سال ابتدای تالیف	خود مولف کتاب ہذا
۳ افضال صفدری ۹۶ ۱۳ھ	سال اختتام کتاب	خود مولف
۴ ہدایت الطریق و باب الاشفاق و التحقیق ۹۵ ۱۲ھ	سال وصول کتاب	جناب مولوی سید خیار اللہ صاحب پشمانہ بھاگلپور

اور واضح ہو کہ ہدایت کی حرف تا کا پانچ لیا گیا ہی اسواسطی کہ یہ حرف تا بجای ہای ہوز کی ہی اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجہ فصل ۸۱ مین مندرج ہی

۴ کیا حب ہدا باغ ارم ۹۵ ۱۲	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب اور یہ تاریخ فصل ۶۵ مین مندرج ہے
۵ مرحبا غالب ہو ۹۵ ۱۲	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب یہ تاریخ فصل ۶۵ مین مندرج ہی
۶ منقبت حیدر کرار کی ۹۵ ۱۲	سال وصول کتاب	جناب سید مہدی حسین صاحب
۷ زہی ذوالفقار علی ولی	سال اختتام کتاب	جناب سید مظفر علیصاحب الہ آبادی تخلص بہ مجنون یہ تاریخ فصل ۹۰ مین ہی
۸ میزان حق و باطل کتاب باب خطاب ۹۵ ۱۲	سال وصول کتاب	جناب سید محمد حسین صاحب تخلص بہ نصرت فصل ۹۰ مین ہی

۹ لکھا کتاب بلا ریب سبیل نجات	سال وصول کتاب	ایضاً فصل ۹۰ مین ہی
۱۰ ختم گردید واہ گفت سروش ۱۲ ۹۵	سال وصول کتاب	ایضاً

اور علاوہ تاریخہای مذکور الصدر مندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حال مین وصول ہوی ہین حسب ذیل ہین ۔

اول

از جناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت مین ہین اور پیشنماز و عالم و طبیب بہی ہین

یہ آل عبا کی مناقب مین ہی	فضائل مین ہی اور مصائب مین ہی
جناب وحید زمان نے لکہا	رسالہ یہ حال مذاہب مین ہی
سراپا ہی انصاف طبع وحید	وہ مقبول درگاہ واہب مین ہی
بنز دجہان علم و دین وحید	نہین ریب انکی مراتب مین ہی
نہ کیونکر پسند جہان ہو کتاب	ائمہ کے فضل و مناقب مین ہی
لکہی مین نے تاریخ ختم کتاب	یہ تحقیق باب مشارب مین ہی

۹۴ ۱۲

دوم از جناب ایضاً

واہ واہ اب اصول دین مین	مولوی صاحب نی کی تدقیق خوب
از پے تاریخ اغاز کتاب	شعور ہی لکہا حد تحقیق خوب

۹۴ ۱۲

سوم از جناب ایضاً

چکایا دین کا صدر الصدور نی جہگڑا	تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا
لکہی ہی مین نی یہ ختم کتاب کی تاریخ	عجیب فیصلۂ شرع صدر اعلی کا

۹۴ ۱۲

چہارم از جناب ایضاً

ایمان کی وی ہی داد جواز ادنی ولا	جن و بشر ملک نی انہین مرحبا کہا

تاریخ ابتدای رسالہ کی فکر تھی	آئی ندای غیب کہ مرغوب دل ہوا

۹۴ — ۱۲

پنجم از جناب ایضاً

یہ تحقیق مذہب مین انشا ہوا	رسالہ بلاغت مین یکتا ہوا
تواریخ مین یہ رسالہ ہی خوب	نہایت بایجاز انشا ہوا
ہوئی خوب تلخیص علم کلام	خلاصہ حدیثون کا اچھا ہوا
کہا مین نے تاریخ کا مادہ	یہ لب تواریخ زیبا ہوا

۹۴ — ۱۲

ششم از جناب ایضاً

جناب مولوی صاحب نے دکھلائی رہ دین ہی	ہر اک پاتا ہی فیض انسی دین مین جو کہ بین ہی
زہی ہادی زہی عالم زہی منصف زہی جواد	عجب یہ ذات بابرکات و با انصاف تمکین ہی
رسالہ یہ حدیث و بستان بلاغت ہی	گلستان فصاحت ہی کہ سحبان اس سی گلچین ہی
ہوا ختم رسالہ جب تو مین نی مادہ ڈہونڈہا	صدا ہاتف سی یہ آئی چراغ جادہ دین ہی

متمم یہ کہ شکر و ہزاران شکر خداوند تعالی کو ہی کہ بتصدق و برکت روح پاک نبی و علی و اولاد وصی کے یہ کتاب مجھ ایسی قلیل البضاعت آدمی سی انجام کو پہونچی اور امید ہی کہ ہمنی اس کتاب مین اپنی جانتی کوئی تجاوز و تفاوت نہین کیا ہوگا ہان اسقدر قصور البتہ ہی کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفای ثلثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالقصد اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بملاحظہ تمام حالات و کیفیات نیک و بد اُن لوگونکی اور از روی آیت ان الحسنات یذہبن السیات کے سب نیک و بد کو مجرا مجرائی کرکے یہ لوگ بہی اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوے اور تیسرے خلیفہ کا اندر قبہ مزار نبیؐ کے دفن ہونا گو کسی ذریعہ سی ہو خصوصًا باعث ادب کا ہی اور بال کی کھال شرم سی ہم کھینچ نہین سکے اور خطوط مین جناب مولوی سید محمد صاحب آگرہ و جناب سید عطا علی صاحب بلگرامیہ

اور اشعار و اقوال مین جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایجاز و اختصار کی بنسبت ہماری ہی سو یہ شکایت اُن لوگونکی بی وجہ نہین ہی: ہرحال بار خدایا جو کچھ بجا و زور و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر مین ناپسندیدہ ہو تو اُسکو اپنی خداوندی سے معاف کر اور اصلاح ہماری قصورونکی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کرادی ہشتم یہ کہ المنت فقد کہ نیازم بہ نسب نیست ؎ اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را ہمارا کچھ قصد نہین تہا کہ اس کتاب مذہبی مین کچھ حسب و نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت پشتون سی اس اضلاع پٹنہ و گیا کی رہنی والی ہین اور کچھ حاجت نام لینی فلان ابن فلان کی نہین ہی اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہی اور نسب کو کچھ دخل نہین ہی شعر

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ؎ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

مگر ہمنی دیکہا کہ یہ کتاب دور دور تک پہونچی اور یہ سبب ہمارا ہوا کہ فرمائش دو نسخونکی اس کتاب کی کربلائی معلی سے آئی مصرعہ بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است سو پس قیاس چاہتا ہی کہ صدہا بجات دور دور کے خوانندہ گان اس کتاب کو ایک تجسس اسبات کا بہی پیدا ہوگا کہ مولف اس کتاب کا کون شخص ہی سو رفع انتظار کرنا اس امر کا بہی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک امر طبیعی ہی کہ نام و نشان اُسکا بذریعہ اولاد و احفاد اُسکی جاری ہو اور بلند نامی سے ایک شخص کے سربلندی اُسکی قرابت داران کی بہی ہوتی ہی غرض ضرور ہوا کہ کچھ کچھ حال ہمارے آباو اجداد و قرابت داران کا لکہا جاوی کہ اس ذریعہ سی ایک امید اشاعت عام اس کتاب کی درمیان قرابت داران کے بہی ہوتی ہی سو حال ہماری خاندان کا یہ ہی کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب زیر وغیرہ کا نہین ہی بلکہ ہم سب صرف

دہاتی لوگ ہین اور ہمنی اپنی باپ کو فخر نسب مین کہتی ہوئے سنا ہی کہ عالم و فقر سادات
اسباب پردہ پوشی نسب کے ہین سو ہماری نسب آبائی مین کوئی شخص عالم یا مخدوم
و پیر وغیرہ نہین ہوا ہی مگر اسی حالت ظاہری توسط یا غربت مین ابتدا سی سید کہلاتے
آئے ہین سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی یہ بات ہم دیکھتے ہین کہ ہماری نسب آبائی مین
فی الواقع کوئی شخص عالم نہین گذرا ہی اور جسقدر مزارات اولیاء اللہ مقامات اجمیر
دیگھو چھپرہ بہار و منیر وغیرہ کے ہندوستانمین ہین سو ہمکو کسی صاحب مزار سی دعوی
سلسلہ نسبی کا نہین ہی مگر یہ دعوی البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات
کہلاتی ہین - خلاصہ یہ ہی کہ جد اعلی ہماری سید فیروز نسل سے سید ابو الفرح واسطے
کی اس ملک مین آئے کہ اس وسی ہم اپنی باپ کیطرف سی زیدیہ ہین اور ہماری باپ
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید بقیت اللہ ابن سید احمد اللہ ساکن کرائے
بسرای چارکدہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیشن ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدایش
انکی سنہ ۱۲۰۴ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اسوقت کی ایک قصیدہ مبارکباد پیدایش کا
انکی بحضور سید مردان علی نانا انکی جو کہ عامل پرگنات ہوجپور وغیرہ ضلع شاہ اباد
کی تھے پیش کر کے مادہ پیدایش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تہا کہ جس سے
بارہ سو چار نکلتا ہی اور انتقال ہماری باپ کا بتاریخ چہارم شوال سنہ ۱۲۸۰ ہجری سے
مطابق ۱۳ - مارچ سنہ ۱۸۶۴ء کے ہوا کہ برعایت اسی لفظ چراغ مادہ پیدایش کے
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہی اور منجملہ مادہ ہاے
تاریخ انتقال ایک لفظی تا ہفت لفظی کے جو کہ اوپر سنگ مزار انکی کندہ ہین یہہ
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہمکو بہت پسند ہی دخل الجنۃ یا سید امداد علی
اور کل عمر ہماری باپ کی پچہتر برس کی ہوئی اور ہماری باپ سید امداد علی

بعہدہ صدر اعلی ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بعد تینتیس برس خدمت سرکاری کے
یکم مارچ ۱۸۴۴ء سے پنشن لیکے اور نتیس برس تیرہ روز تک زندہ رہی اور ہماری باپ نے
اپنی فیصلجات وغیرہ مین کبھو خطا خان بہادر کو استعمال نہین کیا اور اعتقاد تولائے
اہلبیت و دوازدہ امام مین راقم حروف سے بھی زیادہ تر راسخ تھے اور ہماری دادا
سید امداد علی اور پردادا سید بقیت اللہ صراحۃً اور بی تاویل شیعی تھے مگر تبرا وغیرہ
کا کچھ ذکر ان لوگونکی پاس نہین تھا اور ہماری تمام قرابت دادھیالی سنی و شیعہ سے
معمور ہی اور دونون فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس مین ملی جلی ہوئی ہین
اور تعزیہ داری وغیرہ مین باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہین ہی اور ہماری پردادا
سید بقیۃ اللہ تحصیلدار مقام باڑہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اُسی عہدہ مین انتقال کیا
اور سال انتقال اُنکا ہمکو معلوم نہین ہی اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلداری
مین مقام کوئلور ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوئے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار
فی کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکار باقی تھی ہماری دادا سی یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ
زمیندار مالگذاری کو بیباق کردیگا اور اُس مدت تک حضرت مولا مشکلکشا علی کو ضامن
دیتا ہی سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اُسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی
اور جب وہ وقت موعود قریب پہونچا تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سی دریا کے
سون مین کشتی پر سوار ہوکر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین وزوعدہ
کو وہ کشتی مقابل کوئلور کے پہونچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ
ہوکر کے آگے کو بڑہے مگر ایک باد مخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چار ناچار پچھم کنارہ نیچی
کوئلور کے آلگی اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اُسوقت اتفاقاً کنارہ
پر تھا اُس زمیندار کو پہچانا اور فوراً تحصیلداری مین اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ آئی اور اُس زمیندار کو پکڑ کے لیگئے اور تمام مالگذاری وصول وبیباق ہوگئی
مگر حاکم وقت نی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری دادا کو معزول کر دیا کہ یہ تحصیلدار
ایک بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہی کہ ایک شخص مردہ کی ضامنی پہ باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا
اور ہمنی اس قصہ کو بدین نظر قلم نبد کیا ہی کہ اس قصہ سی اعتقاد ویقین کا درجہ ہمارے
دادا کا ساتھہ حضرت مولی علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہی اور ہمارے دادا کا یہ ایک
امر التزامی تہا کہ بغیر مہمان کے اکیلے کبھو نہین کہاتی تھے۔ اور منگرا و سہراب دو
چھوکرے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہمان نہین رہا تو گانون سی باہر جاکر کے اور راستہ پر سے
یہ بات کہکر کے کہ میان واسطی مہمان کی بلاتے ہین مہمان لی آتے تھے اور جب کوئی مہمان
نہین ملا تو ہماری دادا ہماری باپ یا ہماری منجھلے چچا سید اشہد علی کو بلاکر کے
اور انکو مہمان بناکر کے کہانا کھاتے تھے اور نام مولی علی کا ہر وقت ورد زبان انکا
تہا اور انکی ایک دعا دائمی یہ تھی کہ یا اللہ یا مولی علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو
محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہی کہ خدا کی فضل سی اسوقت تک کوئی آل یا اولاد
انکی محتاج نہین ہی اور انتقال ہماری دادا کا سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین ہوا اور سید علی احمد و سید
علی قاسم پسران اشہد علی ہماری منجھلی چچا کی اور سید عبد الکریم و سید اصغر حسین پسران
سید ارشاد علی ہماری منجھلے چچا کی موجود ہین اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چچا کو
بیٹیونکی طرف سی کچھ اولاد ہین مگر انکو بیٹا کوئی نہین ہوا اور ہماری چھوٹی چچا باسم
بودھو میان کی اور بڑی آدمی تنخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ انکی انتقال کا غازی مرد
ہی کہ جس سے ۱۲۶۲ ہجری نکلتا ہی اور ہمنی اوپر بیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم
یا فقیر صاحب مزار نہین گذرا ہی مگر ہماری مانکی طرف نشان دو عالم کا ملتا ہی ایک شاہ سید محمد دیام
رحمۃ اللہ علیہ ہماری مان کے دادا کہ دہلی مین تحصیل علم ظاہری سے فرصت کر کی اور

حضرت شاہ مظہر جان جاناں یا حضرت شاہ غلام علی یا کسی دوسری بزرگ سے استفاضہ
باطنی کرکے ارکاں لیا ہوی اور ۱۲۱۳ ہجری کی انتقال کیا اور انسی شیخ علاوالدولہ
وکرامات بہت ظاہر ہوی دوم ملا سید محمد سعد ابن ملا سید [illegible] الیکہ موضع
سرہیدہ ضلع گیا مین سکونت پذیر ہوی اور یکدل [illegible] بادشاہ دہلی کیطرفسی
علی اور ملا سعد استاد شاہ جہان دہلی کے اولاد انکا پیرجاہی [illegible] عبدالرحمان
وزیر السلطنت تہی اور دہلی کیطرفسی وکیل مطلق ہوکر کے روم کی بادشاہ کے
پاس گئی تھے اور دہلی مین انتقال کرکے لاشیں انکی آٹھ روز مین سرہیدہ مین اکر کے دفن
ہوئی اور ایک مسجد انکی سرہیدہ مین اور انکی قریب عیدگاہ کہ دریای پھلگون مین واقع
ہوگئی ہی اور ابتک قائم ہی اور [illegible] خان پسر میر محمد زمخ ابن ملا سعد یعنی
بھتیجا حاجی [illegible] زمان کی ہمراہ [illegible] کے تھے کہ اولاد انکی بذریعہ میر نصیر الدین
وغیرہ کے ابتک مقام [illegible] قریب [illegible] مین پوری اور خاص
مقام اٹیاوا مین [illegible] مین اور راقم حروف کو بعض ان قرابت داران سی ملاقات ہی
اور مقام اٹیاوا مین سید عظمت علی صاحب زمیندار و مختار کار معزز اٹیاوا نی ہماری
وحدت بڑی تکلفہ سی کی تہی اور یہ سب لوگ شیعی مذہب ہین اور اس ملا سعد کے
ایک بیٹا محمد فرخ اور انکا بیٹا محمد فاضل ساکن [illegible] نوان ضلع گیا کی تھے اور محمد فاضل
کی بیٹا سید ابوالمعالی اور انکی بیٹا سید فضل المصطفے اور انکی بیٹی مسماۃ اقلیمہ اور
انکی بیٹی مسماۃ حیاتن ہماری مان تہین کہ اس رشتے ہماری مان کی نانا سید فضل المصطفے
کی دادا سید فرخ اور انکی دادا ملا سعد تھی اور جناب حاجی سید اسماعیل علی صاحب
زمیندار عظیم پٹی محلہ کوچہ [illegible] کے اولاد سے ملا سید پیر محمد ایک پسر ملا سعد کی ہین
اور ہماری مان کے [illegible] جد اعلی سید محمد عرب خنگ سوار تہی کہ جو اس ملک مین آکر کے

نیورہ قریب دانا پور کو ایک ہندو راجپوتی لڑکے نے بیاہ دیا تھا اور انکی قبر اس نیورہ مین
ہی اور یہ بات اندر سات سو ہجری کے ہوئی تھی اور [illegible] نیورہ و گریہ سے آئے تھے
انہین سید محمد عرب خنگ سوار کے ہین اور بہت اولاد انکی ہوئی اور اضلاع گنہ دانی و اورہ
پیلانہ ان وغیرہ مین ہین اور یہ بات سنی گئی ہے کہ ان سید محمد عرب کی [illegible]
سید حسن خنگ سوار تھے کہ اور دانی قریب اجمیر کی کسی لڑائی پر بھی ہوئی ہین مگر کچھ
کوئی تحقیق اس بات کی حاصل نہین ہوئی اور یہ سید محمد عرب سادات رضوی سے تھے
بہرحال ہماری مان انکی نسل مین سے سید سلامت علی ابن شاہ سید محمد دائم ابن سید
محمد منور ساکن نیورہ قریب دانا پور کے تھین جو کہ بتاریخ ۱۳ ذیحجہ ۱۲۳۱ ہجری مطابق
۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۱۴ع کے انتقال کیا اور عبادت و ریاضت فقر وغیرہ مین لگے رہتے تھے قدم
اپنے دادا کے تھین اور مادہ تاریخ انتقال انکا حسب ذیل ہے

وہ بی بی حیاتن جو تھین عابدہ	[illegible] کامل [illegible]
جو رحلت کو پوچھا تو دل نے کہا	[illegible]

اور معلوم ہوتا ہے کہ اس [illegible] نے ہوئین کے ہجرہ کا [illegible] لیا ہے اور یہ ایک عدد لینا ہزہ بجای الف کی درست [illegible]
سید سلامت علی بعد [illegible] محمد امینی ضلع شاہ آباد کی مقرر ہوئے اور انتقال انکا سنہ ۱۲۳۲
یعنی سنہ ۱۲۳۲ فصلی مین ہوا اور سید نجم الدین مولف کتاب ہذا و [illegible] وغیرہ کی [illegible]
سید فرید الدین صدر امین شاہ آباد کی اور راقم حروف تین برادران تھے کہ سید
فرید الدین ہماری منجھلی بہائی نے بتاریخ ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۶ دسمبر سنہ ۱۸۵۶ع
روز چہارشنبہ کی انتقال کیا اور مادہ پیدائش انکا کسی شاعر نے حسب ذیل قلمبند کیا ہے

سنہ تاریخ ہجری ظہور حسن		سنہ تاریخ فصلی ظہور سنہ
۱۲۷۳ھ		۱۲۷۳ھ

اور قطعہ تاریخ انتقال انکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے عربی مین حسب ذیل ہے

اد فرید الدین لاقی ربه		من خیار الناس ال الفاطمه
رمت تاریخا لتلک الواقعه		قال قلبی نیل حسن الخاتمه

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری منجھلی بہائی سوصوف کا غیرت سی موجود ہی اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہی اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہین اور سید قطب الدین پسر اکبر بڑی بہائی کا جو ایک دا و ہمارا ہی بعہدہ سب ڈپوٹی کلکٹر کے مقرر ہی اور سید محی الدین پسر دوم انکا سررشتہ انگریزی محکمہ فوجداری مین نوکر ہی اور سید امداد امام پسر اکبر ہمارا مدرس عربی پٹنہ کالج کا ہی اور اشعار اسکی مناقب علی مرتضی مین اندر فصل ۸۰۶ کتاب ہذا کی منقول ہین اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک کمشنر منجملہ کمشنران میونسپل کمیٹی شہر پٹنہ کے مقرر ہوا ہی اور ہماری مانکو تین برادران تھے سید لطف علی و سید راحت علی و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجملے مامون ہماری ایک بڑی نامور و سخی مرد اور فیاض آدمی تھے اور انکی قبر پر مادہ انتقال انکا حسب ذیل کندہ ہے۔

بود سید جنتی راحت علی ؛ اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھی کہ سنہ ۱۸۵۷ء مین بایام نوجوانی اپنی اندر عمر پچیس برس کے غازی پور مین لاولد انتقال کیا اور پسر دوم سید راحت علی کے سید عبد الحی منیجر کورٹ آف وارڈس ضلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت تمام نبیورہ کے بفضلہ تعالی حی و قائم ہین اور انکا بیٹا سید عبد الحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہی اور حال مین شادی اسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کاان ہماری یعنی ساتھ پوتی ہماری کے ہوئی ہی اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی مامون ہمارے

لاولد گذر گئی اور سید فرزند علی پسر سید کرامت علی از بطن مسماۃ واسعن ایک خالہ ہماری
ایک شخص از بس لائق وذی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سررشتہ داری عدالت
دیوانی ضلع شاہ آباد بعہدۂ وکالت درجہ اعلی ضلع سارن کے بہت نام ونشان و
عزت وآبروسی مقرر تھی کہ بتاریخ ۲۶ جمادی الاول ۱۲۹۰ ہجری مطابق ۲۳ جولائی
۱۸۷۳ع کی بعمر اندر پچاس برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انتقال انکا جناب
سید مہدی حسین صاحب جنا ہماری قرابت دار سے حسب ذیل کیا خوب ہی۔

بفرزند علی جنت خطا شد۔ ۱۲۹۰ھ

اور سید فخر الدین پسر اکبر سید فرزند علی مرحوم کا عربی
وفارسی وانگریزی مین از بس لائق ہی کہ ذکر اسکا اس کتاب مین اندر فصل ۱۴ ۹ کے
ہو چکا ہی اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہی کہ اُسنی محرم گذشتہ کی نوین
تاریخ کو رات کی وقت خواب مین دیکھا کہ جیسی ایک شخص نے اس فخر الدین کو کہا
کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کھاتا ہی سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطی ہی
سو اگر وہ کمل اُسکو دوگے تو تمکو برف سی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین
اُسوقت جاگا تو ایک آواز سُنی گئی کہ جیسے باہر مین کوئی شخص کچھ کہہ رہا ہی آخر
فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زنانہ مین اور وہانسے دروازہ کھول کر باہر
کمرہ کے صحن مین آیا اور صدر دروازہ کھولوا کر کے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک
ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پہنے ہوئے جاڑی سے ٹھر ٹھرا رہا ہی اور کہہ رہا ہی
کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور توشک خانہ سی اُس کمل کو
نکلوایا کہ جو گرمی کے دن مین واسطی برف لانے کے مقرر تھی اور اُس کمل کو لیکر کے
اُس ہندو فقیر کو اوڑہا دیا اور وہ ہندو فقیر وہانسے اُٹھ کر کے وہ کمل اوڑہی ہوئے
امام باڑہ کے چبوترہ کی پاس آکر کے اور اُس چبوترہ سی بطور سجدہ شکر کے سر

[illegible] ہوا اور آخر جب دن ہوا تو فخر الدین نے
[illegible] کیا یہ ناچیز [illegible] کو دعوا نی مرتبہ کیا شان حضرت امام حسین علیہ السلام
کا ایک ہندو فقیر کے سوال کو سمجھی، دنہیں کہا اور اب حال عقیدت فخر الدین کا یہ ہے
کہ بیان خانہ امام باڑہ کو کچھ انیٹ وغیرہ سی باہتمام خاص اپنی درست کرا رہا ہے خدا مبارک
کرے آمین۔ اور سید نصیر الدین پسر دوم برادر مرحوم کا بعمدہ سب ڈپٹی کلکٹری کے
منتظر پڑا ہے اور سید شرف الدین پسر خورد انکا شہر لندن ملک انگلینڈ میں واسطے
حاصل کرنے درجہ بارسٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑھتا ہے اور سید عبد الوہاب
برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سررشتہ دار محکمہ صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑی
سخی وفیاض آدمی تھے کہ بتاریخ ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۹ ہجری مطابق ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۶۲ ع
بعمر اندر ۳۵ برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انکا حسب ذیل ہے —

یا الٰہی داخل جنت بود عبد الوہاب — اور سید ظہیر الدین پسر سید عبد الوہاب مرحوم
کا انگریزی و عربی و فارسی میں بہت لائق ہے اور امتحان وکالت درجہ اعلیٰ ضلع کا
ہائی کورٹ الہ آباد میں طی کر کے داخل وکلای عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہے اور
سید عبد الکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبد الوہاب بھائی اپنے کے
سررشتہ دار صدر الصدوری شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ
۱۰ صفر سنہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۶۳ ع کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد اسمٰعیل
برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سررشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہے اور داماد ہمارے
بڑے بھائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہے اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید
کبیر حسین مرحوم ایک مختار کار نامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید رحمت اللہ
[illegible] ہمارے ماموں ہماری کے ہوا ہے سو یہ ایک بہت لائق ہیں اور مسلک تصوف انکا

اور جسکا اہلبیت ایک خاندانی بات اُنکی بڑا اور اُنکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک
مختار کار مقرب سرکار مہاراجہ ستر جیت سنگھ بہادر راجہ مقام ٹکاری ضلع گیا کی تھے
سو شعر مفصلہ ذیل مہاراجہ موصوف بعد عمر ہشتاد سال کا قابل نقل کرنیکی معلوم ہوا

زنسیان خود م خود رسند می باشم کہ در پیری ❊ بیادم میدہد کمتر ز ایام جوانیہا

اور ایک خالہ ہماری مسماۃ فصیحن زوجہ سید بضاعت علی کی ۱۲۷۹ ہجری مین وقت نماز
صبح کے عین سجدہ مین جانماز پہ انتقال کیا اور اس جانماز پر سی مردہ اُٹھائی گئین
اور اُنکو مین پسران تہی ایک سید محمد صدیق مرحوم محافظ دفتر عدالت دیوانی شہر
پٹنہ کے تھے کہ جو ۱۲۷۴ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور بہت نیک و ممدوح عام تہی
دوم سید محمد یحیی مستصف مقام بہار ضلع گیا کی تہی اور اُنکی جان کثرت عبادت و ریاضت
سی گئی کہ رات دن مین صرف ایک ٹکڑہ جوکی روٹی کا کچھ ساگ کی ساتھ کہاتی تہی اور
سرکاری کام سی فراغت کرکے روزہ داری و شب بیداری مین رہتی تھے اور ۱۲۷۲
ہجری مین لاولد انتقال کیا اور مادہ تہ انتقال انکا راقم حروف سی مستدعی ہی۔ داد غم و درد داد
سوم سید محمد عمر کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہین اور افسوس یہ ہی کہ انکو بہی کوئی اولاد
اسوقت تک نہین ہوا اور پیدایش راقم حروف کی بتاریخ ۱۳۔ صفر ۱۲۳۴ ہجری مطابق
۱۲۔ دسمبر ۱۸۱۸ع کی ہوئی تہی کہ اس وجہ سی نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ہی شعر

دای نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ❊ خواب تہا جو کچھ کہ دیکہا جو سنا افسانہ تہا

نہم یہ کہ اندنون بسبب کثرت تقریبات شادی وغیرہ کی رقعجات نوید مختلف طور کی دیکہی
گئی سو اب تعصب کا حال یہ ہی کہ ایک رقعہ مین ذکر نکاح اُم المومنین کا حمد مین اور ذکر
نکاح سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت مین تہا اور عبارت نکاح ام المومنین
کی اسطرح پر تہی کہ ام المومنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشہاد در عقد داد

سو اگر اس ام المومنین سی حضرت عائشہ مراد ہون تو نکاح اُنکا معمولی طور پر ہوا تہا
کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب سی متعلق ہی نہ حضرت عائشہ سی اور چونکہ حضرت
عائشہ سی کوئی اولاد نہیں ہوئی اسواسطی ذکر اُنکی نکاح کا رقعجات شادیمین دستور نہین
ہی اور اسیواسطی نہ اِس رقعہ مین چونکہ نکاح حضرت عائشہ کا ہوا تہا سو اس مہینہ کو
شوال کا مہینہ کہتے ہین اور اس مہینہ مین نکاح کی پرہیز کرتے ہین اور قریب قریب
زمانہ رفضہ کے اسمین بھی کچھ نہایت اہل تسنن مین بہی کچھ کچھ بوی تعصب سنیت کی

بطرز جدید دیکہی گئی شعر

زہر خم نوشکن دلسبد شکایت مکشا ۔۔ کہ شکایت ز فلک شیوہ عام است اینجا

اگرچہ یہ رقعجات بخلاف دیگر رقعجات اہل تشیع کی ہمکو نہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے
معلوم ہوئی اسواسطی رقعہ نویس ولایت علی خانصاحب سنی آئی ایس کا کہ نظم اسکا جناب
مولوی سید نور الحسن صاحب استاد نوشہ سی بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہی
اور اون اشعار مین جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہین نشان حرف ص کا دیا گیا
دوم رقعہ نویس واغظ حسین ساکن موضع پالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اُسکا بذکر
آیت تطہیر اور فقرہ اما بعد اخف الکونین التمسک بالثقلین السید واغظ حسین کا
بکہ لیتے ہوا اور ذکر ہم کہ دوری کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام ہلوگون کا یہی ہی
اور یہ سید واغظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہین سوم رقعہ نویس جناب راجہ سید
غضنفر حسین ورا سید باقر حسین تعلقداران اکبر پور علاقہ اودہ کا کہ بہت سادہ
طور پر بعبارت الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین
و علی آلہ و عترتہ الطاہرین کہکر ہو اور ایمان وحب اہلبیت سے خبر دیتا ہے

نقل رقعہ اول

بسم الله الرحمن الرحیم

زهی حمد آن بادشاه مجید — که نه حجلهٔ آسمان آفرید

صدف را گهر بحر را موج داد — بهر فرد از فضل خود زوج داد

رسولم گل بوستان خلیل — جلیل و جمیل و شکیل و عقیل

بر آن خسرو نه محل صد درود — که در پرده حق را ز با او کشود

سرور دلش حضرت فاطمه — خدا کرد عصمت برو خاتمه

وصیش بتوقیر از جمله بیش — که بنهاد بر پشت او پای خویش

خوشا رفعت و شان آن شهسوار — نبیؐ داد دختر خدا زو الفقار

علی راز دار خدا و رسول — علی کاشف سرّ هر جزو و کل

حسن رنگ افزای باغ جهان — از و گشت سرسبز کون و مکان

وحید زمان سرور مشرقین — شهنشاه عالم امام حسین

به نسلش همه مهرتابان شدند — عیان نه امامان ذیشان شدند

پس از حمد و نعت خدا و نبیؐ — دهد مژده نو دولایت علی

بگلشن نسیم بهاری وزید — گل و لاله در بوستان بردمید

درین وقت از فرط عیش و سرور — رسانم نویدے بنزدیک و دور

گل گلشنم سرو بستانِ من — سرور دلم راحت جان من

چو شد لفظ الطاف خیم با حسین — شده منجلی نام آن نورعین

بسانِ خضر باد عمرش دراز — معین شده عقد آن سرفراز

ز افراط افضال ربّ غفور — نمودم بنا بر مهاے سرور

بتاریخهاے سعید و نکو — که در ذیل ثبت است تصریح او

jabir.abbas@yahoo.com

۵ صاحبان مسرت لیخند	بآن روزها عزت افزا شوند
بهمراه نوشته روزنامه ارسال گردم	بشان و شکوه و جاه آرزشم
ز اشفاق یاران یاران نوازش	کنم شادمانی شوم سرفراز

نقل رقعه دوم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله العلی الکبیر والصلوة علی رسوله البشیر واهله البدیة الذین نزل فیهم آیة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا اما بعد اخفی لکونین اشمسک بالثقلین السید اسعد احتظ حسین بابا اعطاه الله سعادة الدارین نجدست عالی درحیت بزرگان نویشان ومحبان خلاص نشان چنین ملتمس است که درین زمان مسعود وآوان ایام محمود که خداوند جهان بنغمه سنجیها مشغول لیل ونهار وبیک صدا مترنم سران آمدها است بصلاح بزرگان والاتبار وبرادران عالی وقار چنان رقمتعین آورده که بتاریخ دوم روز جمعه شهر جمادی الاول رسم سایه بندی وبتاریخ سوم روز شنبه نیاز کند وری وسامان ارباب نشاط وبتاریخ چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصر سعید دوسرا سید حیدر رضا طال الله حیاته وضاعف درجاته بمقام پالی قرار یافته امید که گرمی هنگامه نشاط را از قدوم میمنت لزوم نور اعلی نور ساخته رونق دوبالا بخشند والسلام بالاکرام

زیاده ناطقه آرزومند گفتار است وباصره متمنی دیدار

ای بدکرم همسه تجور شید ستهارا ❊ شاهان چه عجب گر بنوازند گدارا

العائب بالعافیة المتقل

رقعه سوم جانب راجه سید غضنفر حسین وراجه سید باقر حسین صاحبان

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد سید المرسلین وعلی آله وعترته الطاهرین

اما لبہ ریز ایام بہجت انجام کہ الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافل آمانی
و آمال ہست غلغلہ آمد فصل بہاری در گنبد دوار پیچیدہ و زمزمہ عیش و طرب از نوش
زمین تا عرش بریں رسیدہ ترانہ مسرت و انبساط از کام و زبانہا در جوش و مرغان چمن
ہر سو نحو الحان و پیغ خروش ؎

گلہا و بہار فوج در فوج		مرغان و ترانہ موج در موج
روی سمنہ و بہار شمشاد		از شام و سحر نمیدہد یاد
نظارۂ آب و رنگ گلہا		بے جام و سبو نشاط افزا

بتقریب تسمیہ و مکتب نشینی و نیز غسل صحت از رسم مسنون اختتان نونہال چمن اقبال تازہ
سرو حدیقہ آمال برخوردار کامگار قرۃ العین سید ابو جعفر صانہ اللہ عن کل شین بمقام
رتنپور انعقاد بزم نشاط قرار گرفتہ و تاریخ پنجم و ششم شہر ربیع الثانی یوم سنبہ و یکشنبہ
زیب تعیین پذیرفتہ چشمہ شست از حضرت روسار عالیشان و اعزہ و الا و دوان اجابت
خلت نشان چنان ہست کہ بتاریخ معینہ یا قبل ازان بقدوم بہار لزوم خود بزم نشاط را
زیب و بہار بخشند و محفل انبساط را رنگین فرمودہ گل منت و افتخار بر فرق نیاز گذارند
فقط و ہم یہ کہ ایک تشبیہ مذہب اہلسنت معاویہ شاہی اور مذہب شیعہ اور
مسلک تصوف کی ہماری خیال مین یہ ہی کہ مذہب سنی تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا
مثل ایک بت سنگین دل کی ہی کہ جو ہاتھ پانون اور آنکھ ناک اور منھ اسکا خوب حدیث
وغیرہ سی خراش تراش کر کے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنالیا ہی مگر اسمین بسبب
نہونے محبت اہلبیت کی کچھ جان نہین ہی اور جیسا کہ مسلمان بادشاہون کی قبر کا کسی
کی ناک کسیکا منھ کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہی سو اسطرح حسی مسئلہ سنیون کا کمتر صحیح
ثابت ہوگا اور آیت سورۂ مریم اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع

ولا یضرک لا ابرح سنک یعنی شفیعا کی یاد آتی ہی یعنی ابراہیم نی کہا اپنی باپ کو کہ
اے باپ میری تو سنتا ہی اور عبادت کرتا ہی اسکو کہ جو نہ سنتا ہی اور نہ دیکھتا ہی
اور دین کی نیا ڈگمگا تی تھی کہ آسی شی ہی۔ ان سنیونکی حضور مین ہماری عرض یہ ہی کہ
سنا دیہ دستگیر کیا کاہ آوینگی مناسب ہی کہ قبل مرنیکی اندر لوامی محبت حیدری کی چلی آی
کر خدا و پیغمبر آپ سی راضی ہون اور شفاعت مولی علی اور آب حوض کوثر کا آپکو
نصیب ہو اور مذہب شیعہ کا بہی ایک پتھر ہی مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور
کا ہی کہ جو خزانہ بادشاہی کی چیز ہی یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمامتر تابع قرآن و حدیث
ثقلین کا ہی اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
مروی ہین مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا کسیقدر گرد آلود ہو گیا ہی اور مسلک تصوف
کا بجی ایک ہیرا ہی کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہین ہی مگر بوجہ استغراق یاد
الٰہی و محبت اہلبیت کی یہ چھوٹا ہیرا وہ ہی کہ جو خلعت شاہی مین سر کی کلغی مین جڑا
ہوا ملتا ہی **یازدہم** یہ کہ اگر ہمکو سنی کہا جای تو ہم سنی بی تعصب ہین یعنی فضائل
و ولای اہلبیت مین شیعہ سی کچھ کم نہین ہین اور اگر ہمکو شیعہ کہا جای تو ہم شیعہ بی تقیہ
و بی تبرا ہین اور محبت دوازدہ امام کی ہم خدا سی چاہتی ہین کہ آخر وقت تک اور
قبر مین اور حشر مین ہماری ساتھ رہی **دوازدہم** یہ کہ بوقت دعوی باغ فدک کے
حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ نی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء لم یرث ولم یورث
یعنی کہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوئی اور نہ کوئی اونکا وارث ہوا اور حضرت عمر خوب
آمین اللہ مین اس حدیث کی ہمداستان ہوئی اور حضرت فاطمہ اس بہانہ سی محروم
کی گئین سو یہ حدیث صراحۃ ساختہ و موضوع ہی اسواسطی کہ یہ حدیث صریح خلاف
آیت قرآنی و ورث سلیمان وداؤد کی ہی اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کہ سنی مین یتیم ہوئی تھے سو چند شتر انکی حصہ کے حوالہ ابو طالب انکی چچا اور ولی کی گئی
اور ہرگاہ حضرت رسول کو پیغمبری بعمر چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبد اللہ
انکی باپ کی لوگون کو کیا اطلاع ہوسکتی تہی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہوگا کہ بقصور احتمال نبی ہونیکے
حضرت رسول اپنی حصہ داری متروکہ پدری سے محروم کئے جاتی سو مضمون فقرۂ اول
نہین وارث ہونیکا محض بی بنیاد ثابت ہی اور اسی واسطی اگر اس حدیث مین صرف
اوپر فقرۂ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو انکو اختیار و قابو تہا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو
محروم کرتے اور ہم پوچہتی ہین کہ کیا حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب و سلیمان و داؤد
وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعذر انبیا ہونیکے محروم کئے گئے تھے اور یہ بات
نہین ہی بلکہ توریت و دیگر کتب عہد عتیق سی ثابت ہی کہ ان سب انبیانی اپنی جائداد
سو روتی پر قبضہ پایا تہا اور اسی بنیاد پر حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان
وغیرہ کی حسب وعدہ الٰہی کے بعد دیگرے اسی نسل بنی اسرائیل مین ہوتی چلی آئی
اور کیا قصور انبیا کا ہی کہ ہم عوام لوگ وراثت پاوین اور وارثان انبیا کی محروم
رہین یہان صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہین کہ ان مین
وراثت کو کچھ دخل نہین ہی مگر ہم دیکہتی ہین کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات
نبوت کی بہی ملی تہی اور اسیواسطی اب آرزو یہ ہی کہ ایک شرح اردو اشعار عربی
دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بہی کیجای تاکہ
رفعت و جلالت شان انکی ظاہر ہو اور تمام سلوکات خلفای ثلثہ تا عباسیہ کے اور
انکی نسل کی اسطرح پر ہوی کہ جیسے پیغمبر خدا کلالہ یعنی محض لاورث مرے ہون مگر عجیب
قدرت خدا کی ہی کہ دوازدہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اور معاویہ و یزید کلالہ ہوگئی
حسب آیت ان شانئك هو الابتر کے کہ کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

Presented by: Rana Jabir Abbas

قبول نہیں کرتا ہے اور چندہ صاحبان ممبرز کی ہمیشہ ایک فرمائش خاص یہ تھی کہ ہم کو فی
کتاب بطور یاد گار ... تحریر کیجیے ۔ اتفاقاً قبل اس فرمائش کی بنا پر تحریر ہمن سوالہ
حد تحقیق کے ہو گئی مگر خوشی یہ ہے کہ البتہ یہ کتاب ہماری طبیعت انکی نوعی اور زبان حال
انکی یہ بات کہہ سکتی ہے کہ مداح زندہ باشد بہر حال و بطور تسکین خاطر ہماری امید قوی
ہے کہ بسیاری صاحبان علم و شعور فریق شیعہ کے قدر دانی اس کتاب کی ہماری
حوصلہ سے بھی زیادہ تر کی ۔

نقل خط جناب راجہ سید غضنفر حسین صاحب تعلقہ دار
اکبر پور ملک اودھ

جناب السید السند والجید المستند البحر القمقام والحبر الہمام علامۃ الزمان فہامۃ الدوران
صدر الصدور محاکم الدینیہ والشرعیہ آمر الامور معالم الاصلیۃ والفرعیۃ اللوذعی الالمعی
والمولوی الیلمعی منطقہ کرۂ تدقیق نقطہ دائرۂ تحقیق فاصل بین الحق والباطل فاضل
عین الصدق والکامل وحید الدہر فرید العصر ادام اللہ العالمین جلالہ مد علی اہل العلوم ظلالہ
مدتی کہ نفحات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصفا را معطر و خدمتی کہ بفوحات
روائق خلوص و اختصاص دماغ دل ارباب صدق و وفا را منضر دارد بجناب ... فیض
و صدر منیع کہ مجمع مقبلان روزگار و مرجع صاحبدلان اخیار است ہدیہ می فرستد و بامید
استجابت در منظر تصور کرامت مظہر خادمانہ می ایستد ع کر قبول افتد زہی عز و شرف
انہار سقاطر اقلام گوہر بار و انوار جواہر کلام در رنتار طلیعۂ جنود و سعود حجۃ الزمانی ذریعہ
وغود مسعود دولت جاودانی غیوم ماطرہ بر ظہر قحط سالی و غمام متقاطرہ مانا بہمت عالی
اعنی کتابات عطریۃ الرقوم و خطابات مسکیۃ الرسوم اعذبان من الفرات و الکوثر
و اطیبان من المسک و العنبر محتوی بفتوحات فائحات کریمۂ ذلک الکتاب

لاریب فیہ ہدی للمتقین و منطوی بفیوضات لائحات منطوق ہذا الکتابنا ینطق علیکم بالحق
والیقین محلی بزیور اعجاز وارث عالم علم لدنی مسمی بمحقق بمشرب سنی مرۃ بعد اولی
وکرۃ بعد اخری مانند معصرات مستنزلہ باستبشار دورہ شمس در اسد و سنبلہ و کسجب
مطہرۃ و صحف مطہرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ در اوقات سعیدہ و ساعات حمیدہ نزول
اجلال جاودانی و حاول آمال و امانی مرحمت وارزانی فرمودہ غرف سور و سرور
موفور و ابواب فرح و حبور نامحصور بروی ارباب عقل و شعور سیما بدیدہ مخلص مہجور
کشود ملکہ سواد ہر حرفش گلوی حور از غرفات قصور بسایر بیوت و دور اہل جنان و
فراویس معمورۃ النور کالنور من شواہق الطور بہر نزدیک و دور می نمود یا دامن آسمان
اکواب یاقوت و بلور پر از شراب طہور مرکب بمزاج زنجبیل و کافور بر راحات ایادی
حور روشن تر از وجنات ہور جلوہ شہود و ظہور می افزود و رباعی

اتانی کتاب من المستطاب	کطوبی تطل علی کل باب
فافدی بنفسی لا تیانہ	کموسی فداء لفصل الخطاب

الحق حق و لاے امام بحق وصی مطلق ہمین است کہ ازان سید جلیل جبرئیل سلیل
ہمان امام نبیل و حبیب و خلیل و صنو جلیل و صہر جمیل قدوۃ آل ابراہیم الخلیل صلوات
اللہ المقبل المنیل علیہما و علی آبائہما و ابنائہما بروی کار آمد جزاکم اللہ فی الدنیا
والاخرۃ خیر الجزاء بمحمد و آلہ الی محمد و لوخشن اللہ کہ آن ساعی
شعائر لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی وداعی مشاعر سیجعل لہم
الرحمن ودا مجاری اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف دین منیف
وازالہ افتراق سخیف کہ باجماع خفیف اہل سقیف رو داده بسر کردند واین دولت
عظمی و نعمت کبری بسعی مشکور و جہد موفور بدست آوردند ہمانا از باقیات صالحات

ونافیات طالحات از زمان ظهور موفور السرور آیه جلال اقدس وقائم آل الله یادگار آن
مؤسس حقائق التنزیل بدقائق البیان ومهسس مبانی التاویل بمعانی التبیان
خواد ماند وگم گشتگان تیه ضلالت وغوایت را بانداک غور ونکر بصراط المستقیم ولایت

وسنهاج قویم هدایت خواهد رسانید ؎

مرحبا جزاک الله آفرین آفرین بقاک الله

درحقیقت ملازمان آن کاشف براقع استار اتفاق واختلاف عارف مواقع
اسرار وفاق وخلاف درطلب حق آل رسول از دلائل وبراهین معقول ومنقول
کاری نمایان کرده اند بلکه حقا شما حقاکه برخدا ورسول وزوج بتول احسان فراوان کرده اند
که درگنج هر فقره وگوشه هر کلمه حق نهفته رانشان داده مانند ید بیضای موسی برکفدست
اورده اند گویا درچنین تنهائی وبی نوائی وبی کوسی وبی لوائی رستمانه ومردانه
به ذوالفقار زبان ونیزه خامه مقطوع اللسان بلشکر حق پوشان وسپاه ناحق کوشان
شکست آورده اند ؎

این کار از تو آید ومردان چنین کنند هان پیروان خویش بدین چنین کنند

الحاصل راقم آثم زبانی ندارد که شمه از مدحت آن بمعرض بیان آرد امید بذیل الطاف
کریمانه ومنت گذار اعطاف قدیمانه آنکه از عطای بقیه این عطیه رضیه وتحفه بهیه
وهدیه مرضیه بهره اندوز سعادت کونین وکامیاب رشادت دارین فرمایند وجرم
تاخیر ارسال رسیدش که بوجه هجوم افکار سرزده به کرنلک عفو حک نمایند

منظومه ساقی نامه لراقمه

ساقیا سالکین دلکش کو	شاهد نازنین مهوش کو
آن خم عهد خم کجاست بیار	قمقم رشک قم کجاست بیار

از هزار شبیه جا بلبلم
آبله پا شتو بدا دان بام
نامهٔ جانفزای یار رسید
چهچهه بلبلان شنو بخروش
می سراید یکے ترانهٔ خوش
بلبلے حالتی عجب دارد
یازده سن شروع هجرت بود
بارها گفته بود پیغمبر
لیک باطل چنان هجوم نمود
دیدها جمله یا صرو بینا
دست حق اندر آستین آمد
تا بده فضول آمله افضل بود
ستم و ظلم و جور شایع گشت
تا بقول یکے نحو گفتار
آنکه متبوع بود تابع شد
آنچنان دین باختلاف رسید
گشته شد شمع دین بلرب و بلا
باز خوان مدینه گشت روان
کعبه را هم بسو بخت آن بدین
با چنین کفر ایمان دیدید

نوحهٔ صبوت مکینهٔ جان بلبلم
السلام السلام زود خرام
بلبلا گویم که نو بهار رسید
نغمهٔ صلصلهٔ ان شنو بخروش
می نوازد یکے فسانهٔ خوش
بیت غم خوانده در طرب آرد
که نبی زین جهان وفات نمود
که نکرد و ز حق جدا حیدر
که بپوشید حق ز عین شهود
یک بنگر همه ز مهر و ضیا
دست باطل بر آستین آمد
حکم نافذ نگین معطل بود
حسد و دون نهاد صانع شد
بقضا ئے مقدر شتر
او بدین تر نما رایج شد
که بدید تیه شوم و پلید
گشت تا یک یثرب دلجا
رفت آخر بسوی مکه دوان
کس نه بیند آن چه گشت پدین
جز بباطل کسے بحق نه بسید

jabir.abbas@yahoo.com

لیک چون وعدهٔ خداست چنین
کہ نیاید زوال دین مبین

بسر صد سن از قضا و قدر
حجت حق پدید ماند اگر

باز غیبت چنان بخلق آشفت
کہ رخ حق ز دیدها بنهفت

سال نهصد گذشت در تکرار
خلق با همد گر سر پیکار

سن هجری کہ حال در کار است
یازده و دو صد فزود چهار است

تا جناب وحید دین آزاد
صد تحقیق را نمایش داد

بعد این مدت مدید و مزید
سعی مشکور او بخیر رسید

۳۷ اختلاف و خلاف را بر داشت
صاف بگرفت و دُرد را بگذاشت

خط بطلان کشید بر بطلان
حق گرفت و نمود و داد نشان

داشت در دل چو حب آل رسول
گشت همدوش با نوال رسول

شد ز نزدل کمک بعزت و جاه
از حضور جناب ظل الٰه

حجت حق خلیفة الرحمان
قائم و منتظر امام زمان

۳۸ یافت حق را بجیب و سینهٔ خویش
یک بیک جلوه اش نمود از پیش

در دلش ماند هیچ شک و ریب
ننبوشت انچه یافت از سر غیب

حق همین است انچه او ننبوشت
نیک دریافت و نکو ننبوشت

حق ولی و ولے بحق باشد
در عدد هم علی بحق باشد

جند اعالم نکو کردار
کہ بحق علے کند اقرار

حق بفرمود و احمد مختار
نتواند نهفت حق زنهار

باز تعریف حق نمود ادا
کان یُعلو و کان لا یُعلے

همچنان اکثرے ز اهل خرد
حق گرفتند و قول باطل رد

مثل اکثر ائمہ سنّی
امر حق را پدید می کردند
می بود در تمام ماہ روان
چون بہر صد شود و اشہاد ہست
تا عیان گشت حق بدولت او
بہر تاریخ سال این تصنیف
سعی مشکور با صواب اقتاد

شافعی تفتزانی و نسائی
سبّ قوم یزید می کردند
معلن حق مجدد ایمان
سیزدہ صد بدست آزاد است
باد دایم بخلق حشمت او
عقل چون کرد فکر در توصیف
حق بکرسی نشستہ زین آزاد

۹۴ ۱۲۹۳ ہجری

بدو حید الدین خان بہادر آزاد نیو رو ے

ملتمسہ بست و پنجم شہر ربیع الاخر ۱۲۹۳ ہجرے مقام اکبر پور ضلع فیض آباد
المتمسک بذیل الثقلین الراقم الاثم غضنفر حسین

نقل خط جناب سید ریاض حسن صاحب لاہنوی مدرّس مدرسہ امامیہ

جناب مولوی صاحب فخر الاواخر و الاوائل المتحلی بالفضائل و المتخلی عن الرذائل
محی السنۃ ماحی البدعۃ دامت معالیکم و برکت ایامکم و لیالیکم۔
بعد اہدای ہدیہ بہیہ سنت سنیہ حضرت خیر البریہ علیہ و آلہ الاف التحیۃ گذارش ہا ے
ضروریہ اینکہ درین زمانہ کہ کساد بازار علم و انصاف از چار سو ہویدا و فساد آثار
اہل جہل و اعتساف کوکبہ پیداست رسالہ شریفہ مدقق کہ از مغتنمات این زمانہ
بلکہ در مراعات سجیہ رضیہ انصاف و ترک طریقہ نامرضیہ معاندت و خلاف بسان
مولف خود وحید و یگانہ است بنظر قاصر گذشت و تحقیق انیق و تجدید عہد عتیق
موجب انشراح خاطر گشت زہی مولف و خہی مولف کہ قول ولی اللہ المتعال
انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال در نظر تحقیق پر فتور ی و خوش اسلوبی

بدو دوا است یعنی پیشوا و پیشوائی و رہنمائی خلائق ایں سہ امر بدو
وجہ باو لحاظ یعنی کہ موافق شخص نمی ہست کہ او حق را نہ پسند و بلکہ اگر بدان عاوہ
شناسی کہ نزد ہمان پایہ اولیں ناوقت و گمراہی از ہمچو کلمات حق سبحانہ
متلقی بالقبول نہ ۔ دوا از غلبہ ت ۔ ماویہ و ہمداوت آل رسول باشما ۔ مسائل
تیرہ ۔ ور ۔ اہل روباہ مسلک از جا در آید ۔ و جناب سامی انگناہ ۔ ت ۔ بلیبت
وکلا ۔ ت لیہ ۔ ت و ۔ ر ۔ ہم برنفس ۔ ماوی ۔ یا ۔ ماد ۔ وکا ۔ ابن حضرات ابا ۔ ۔ ۔ ۔
خواہیش ۔ ۔ ۔

یارا ئمہ واھوائھم وان کثروا واما اھل الجماعۃ فانا ومن اتبعنی وان قلوا
واما اھل الفرقۃ فالمخالفون لی ومن اتبعنی وان کثروا انتھے
پس باید کہ ستبان معاویہ شاہی بر کثرت خود مغرور نشوند و بر ہمین جادہ ممدوح
وسنیت خبر متقدوح کہ جناب مولف دران وحید اند ایشان ہم بروند خلاصہ چنین
کتاب لاجواب در مذہب اہلسنت تا این زمان بنظر فقیر نرسیدہ بلکہ چشمی ندیدہ و
وگوشی نشنیدہ ؎

لا یدرک الواصف لمطرح خصائصہ وان یک سابقا فی کل ما وصفا

پس بشرط امکان دو سہ جلد آن بمقدار یکہ تا این زمان چاپ زدہ باشند باین مشتاق
نیز حسب نشان خاتمہ لطف فرمایند تا تنہا خط نبریم بلکہ بعض خلص احباب خصوصا
قاری فضل حق صاحب را نیز کہ زیادہ تر از مخلص فریفتہ این انجوبۂ روزگار و شیفتہ
این باغ نو بہار اند درین نعمت شریک خود کنیم و در حالت تعسر یک جلد ہم کافی است
و آینده ہر قدر کہ مطبوع شدہ باشد بعنایت آن مذاق قند مکرر بخشیدہ باشند
و نشان این بی نشان ہمین بس کہ در شہر لکھنو محلہ کسرہ ابو تراب خان مکان مسکنہ
مولوی کمال الدین حسین حصار رسیدہ نزد فلان برسد و باین طور ہم ممکن کہ در شہر لکھنو
محلہ سرای معالیخان در کوٹھی زرد محلوکہ آغائی صاحب مکان مدرسہ ایمانیہ رسیدہ
نزد ریاض الحسن مدرس درجہ عربی برسد کہ انشاء اللہ بلا وقت خواہد رسید زیادہ اشتیاق
سامی ملازمت بر مزید ۔ الراقم الاثم عبدہ السید ریاض الحسن النقوی البخاری
الاثنی عشری الصفی فوری موطنا و اللکھنوی مسکنا و النجفی مدفنا انشاء اللہ العلی العظیم ۱۲۹۶ھ

نقل خط حکیم مرزا احمد رضا صاحب نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ
بہادر مرحوم لکھنوی ساکن کٹرہ سید حسین خان متصل چوک

شمس فلک علم ایقان بدر کامل نور عرفان سالک مسالک ایمان جناب مولوی
سید وحید الدین خان صاحب بہادر دامت برکاتکم ولازالت افاداتکم

سلام من خزائن لطفت رسانے ٭ علی من عندہ روحی وقلبی

مدحاتی کہ حسفاء زلال از ینابیع خاص وخصوص جاری وتحیاتی کہ مجاری ورود
در مشارب صدورش از شوائب تکلف وکدورت تصلف عاری وخالی باشد
بالظہر الاسحار بدرگاہ دولت آثار مرفوع میگرداند

نسیم جنبش سلامم بدوستان برسان	پیام بلبل بیدل بگلستان برسان
تا کردہ جا بگوشم آوازۂ جمالت	خلوت سرای دل شد جولان گہ خیالت

ہرچند دیدہ ظاہر بسعادت لقای انور فائز نگشتہ اما از استماع اخبار فضل وکمال
آن منظور نظرات الطاف ملک متعال کہ در عرصہ غبرا روقبہ خضرا زمزمہ صدائے آن
زیور گوش ہوش شدہ مہیج شوق عظیم است ؎

در دیدۂ جانم چو توئی مردم دیدہ ٭ عالم بتو می بینم و روے تو ندیدہ

افسانہ اشواق و داستان الم فراق نہ بمثابہ ایست کہ اندکی از ہزار وقدرے
از بسیار بحیز تحریر در آوردہ ناچار

خامہ بشکستیم ولب بستیم از تعداد شوق ٭ کان نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما

فللہ الحمد والمنہ کہ بباعث تالیف وترسیل کتاب سراپا ہدایت الموسوم بہ حد تحقیق
بشرب سنی اگر غلط نکنم میتوان گفت کہ فی الواقع نمونہ ایست از اسرار الٰہی ورمزیست
از رموز خلاق سپیدی وسیاہی کہ احدی را قابلیت تبلیغ این امور باین نمط پیش
حق پوشان عترت سید المرسلین دورین زمان وزمین بحر ذات فیض بنیاد آنگرامی
مرتبت ممکن نبود غرض اوصافش چند انکہ مرقوم کردہ شوند از رفعت شانش حجاب

می آید و از علوی پایہ ہش آسمان خندد کہ شانش دیگر است لہذا بنظر اکتساب ثواب
نسبروفق تعریف کتاب اکتفا بہ ترجمہ این دو تا بیت می نمایم ابیات

تفسیر کتاب جاز کل فضیلۃ	وصار لتکمیل البریۃ ضامنا
مولفہ قد ابرز الحق خالصا	بتالیفہ من بعد ما کان کامنا

بہترین ذریعہ رسال نامجات بلکہ امید حصول شرف ملاقات دستیاب شد و مسرت
عظیم بخشید مرجو از الطاف لایزال آنکہ بہر چہ زودتر نسیم ظہور نور جمال باکمال شدید می
برجمین دل وزد و تر قب از عنایات حضرت واہب المواہب تعالت اسماؤہ و
تواالت نعماؤہ آنکہ ضیاء چشم مشتاق را بمعاینہ غرۃ غراء و بمشاہدہ جمال جہان آرا
کہ عنوان سعادت و دیباچہ وفا بمراد است بزودی روزی گرداند انہ قریب مجیب
کتاب والا باحسن اوقات ہمدست عنایت فرمای بندہ میر سخاوت حسین صاحب
پیش نحیف رسید عظم اللہ اجورکم و رفع اللہ شانکم عنایت فرمودہ بروقت
اختتام کتاب از باقی اجزائش ہم ضرور یاد فرمایند و حسب خواہش بعض احباب
کہ بنور صفت و سلمان وقار ہستند ضرورت دو نسخہ دیگر نیز ہست بہر نوعیکہ مناسب
باشد یعنی اگر کتاب مجتشم الیہ بفروخت ہم ممکن باشد فہو المطلوب والا بنحوای روے
تونا دیدہ مہمان آمدند آنہم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ بہادر مرحوم لکھنوی ساکن
کٹرہ سید حسین خان متصل چوک۔

نقل خط جناب نواب سہراب جنگ بہادر

خلف نواب سید محمد یقلیخان بہادر ابن نواب سید کریم یقلیخان بہادر ابن نواب سید
منیر الدولہ بہادر از کوٹھی بہکنا پہاڑی شہر عظیم آباد بتحریر۔ وتۃ رحمت و فضیلت

اہلبیت نبوت افتادگان چاہ ضلالت را راہ ہدایت نمودہ الطاف گستر اجزاکم اللہ خیرا
کلب آستان بوتراب پرستان تب یکرنگ سہراب جنگ بیں تبلیغ ہدیہ سلام مسنون ہر چہ
از دلی مطلب انگارش دہد۔ اینکہ دیر زباحت سامان باد۔ باران ہم بسبب علیل شدن
اسپ ڈاک از حصول شرف ملاقات آن وحید عصر یاور گل مانع دم چشم تحفہ دارم انشاء اللہ تعالے
اگر حیات مستعار وفا نمود فردا تا ساعت یازدہ بصحبت سراسر افادت ان الطاف گستر
مستفیض خواہم شد باقی تبسطیر او صاف نسخہ ہدایت خیز و رسالہ حقیت آمیز آن حق شناس
شفیق کہ فی الحقیقت دین محمدی و مذہب حق را رونق بازار تازہ بخشید افتادگان چاہ
ضلالت را راہ ہدایت نمودہ اند اگر ہر یک سویم را ہزار زبان شود یکی از ہزار را ندانم کی
از بسیار شرح دادن نتوانم اشتہار اللہ در وزن بیت اصلای ابیات فرستادہ انشاء اللہ بعد اصلای
از نداد حضرات آل دما علیہم السلام خواہم یافت انشاء اللہ تعالے۔ این کہ بین بندہ آستان
ایمہ ہدی مطالعہ نمودہ کتاب مستطاب کہ رسالہ ہذا سواد حرفش را طیا تی تسطیم بحیرت
کور باطنان تواں گفت خالی از عبادت نیست از وقتی کہ آن مصدر الطاف کتاب
مذکور را بمن عطا فرمودہ اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشتہ بمطالعہ اش مشغول ہیباشم
بل دیگر شغلی ندارم و چہ حظہا کہ از مطالعہ اش بر نمیدارم و چہ دعاہا کہ بحق آن الطاف گستر
نمیکنم جزاکم اللہ من رب الغفور و سعیہم المشکور بخدا کہ اگر تمامی فرق اسلام فی الجملہ عقل
سلیم داشتہ حق پرست باشند و حق را از باطل و باطل را از حق فرق نمایند این کتاب
مستطاب را از جان و دل عزیز تر دارند و سواد حرفش را سرمہ وار بدیدہ دل کشند
اما حق نشناس کو و عقل سلیم کجا فقط والسلام علی من اتبع الہدا۔ سہراب جنگ عفی عنہ روز شنبہ

نقل خط جناب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگرہ

عمدۃ الاعاظم و الاکرمین عمدۃ العمائد و الاعیان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادر زاد و شرفہم۔ بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حد تحقیق بمشرب
سنی رسیدہ ممنون فرمود و قصور توقف اطلاع رسید نشش معاف بفرمائید۔
مشغول بمطالعہ آن بودم دیروز ختم کردم و خطی بر داشتم۔ کتابی است کہ اصل
حقیقت خلافت و امامت و تشریح و تمیز این ہر دو را برہانی است روشن و جمع
تفرقہ صدہا سال را کہ درین امت مرحومہ واقع شدہ بہ پیری احسن خدا توفیق
بدہد کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بردارند و سنیان تاویل
خطار اجتہادی بپذیرند سپر انداختہ اقلا علیہ ما علیہ گفتن روا دارند و بہ عظمت شان
حیدری قائل شدہ غیر را بر ولی و وصی رسول ترجیح ندہند۔ آری کف لسان نسبت
بسب صحابہ کبار بابت شجرات و واقعات نا ملائم کہ دل و جان رسول حسن و قبح
آنہا را خوب میداند لازم ہست و اگر واجب نباشد مستحسن بودنش عقلا و نقلا بہ
اوضح برہانی ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفا ثلاثہ بمثل امیر المومنین کلاہ باید
کردن و یا آنہا باید بودن شکر عطای کتاب موصوف ہر چہ ادا کنم کمتر ہست و
آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بیشتر والسلام ۱۸۷۹ء سنہ ۱۲۹۶ھ
مطابق ۱۳ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مقام آگرہ گزٹ منشور علیخان رقیمہ بندہ محمد علی وکیل
اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ و جناب مولوی
سید سخاوت حسین صاحب لکھنو و محمد امیر باز خان صاحب شملہ و سید عبد الرحیم صاحب
سابق وکیل ریاست پٹیالہ و حال مقیم انبالہ و سید لطف علی شاہ صاحب مرت سر
و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد شیرازی صاحب بمبئی وغیرہ کے
متضمن قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی آمی بین کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب
خطوط نقل نہیں کئے گئے۔

خلاصہ رائے مولف در خاتمہ

نیکی و بدی ہر شخص کی اُسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ جو دس اسقراطوں کا
خال یہ ہوا کہ باوصف ہونے یکے از دوازدہ حواریان حضرت مسیح روح اللہ و
کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح ممدوح کو طمع دنیوی مین آکر گرفتار کرا دیا اور عیسائیان
لوگ صرف اوپر نقل اُس روایت کی اکتفا کرتے ہین سو اسی طرح پر تفتیش حال
نیک و بد ہر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہی مگر اُس سے زیادہ اپنی طرف سی
سب و لعن بڑہانا کچھ ضرور نہین ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شکایتین مندرجہ اشعار

مفصلہ ذیل کی تمامتر بے بنیاد نہین ہین۔

باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے	محسن کے تئین شہید کیا اور مکر گئے
مولی علی پہ ظلم کیا اور مکر گئے	حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے
محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کی	ایسا نہو کہ مکرین شہادت حسین کی

پس ہماری غرض یہ ہی کہ اگر سفیان معاویہ شاہی کو کچھ بھی پروا روح پاک حضرت
نبیؐ کی ہو تو ان سب حالات کو غور اور تحقیق کرنا چاہیئی کہ یہ سب حالات کسقدر

صحیح اور درست ہین یا کہ تمام بی بنیاد ہین

شکر کہ این نامہ بپایان رسید — پیشتر از عمر بہ سامان رسید

صحیفہ کاملہ

لم یکن قبلہ اول بلا اول	والآخر بلا آخر یکون بعدہ

قد فرغ الکتاب

فہرست فصول کتاب حدیقہ بہت پرستی

فصل ۱ تا فصل ۹ مقدمات تمہید کتاب صفحہ ۲ تا صفحہ ۱۴